

Asjad-e-Jamia 3

By

Alama Muhammad Ali

Naqshbandi

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۵	جادو وہ جو سرچڑھ کر بولے۔	۴۱
۸۵	الصلوة خیر من النوم شیوہ کتب صمان میں مردم دہے۔	۴۲
۹۶	دلیل چہارم	۴۳
۸۶	نقل ارض و سما کے وقت اشعدان علیہا امیر مومنین حق کا اعلان ہوا۔ (بحوالہ اسول کافی)	۴۴
۸۷	جواب ہے:	۴۵
۸۷	شیوہ علماء نے کافی کی یہ حدیث ضعیف قرار دی ہے۔	۴۶
۸۹	شیوہ کتب سے کمال سنت کے ثبوت پر چند غلطیوں کا جواب	۴۷
۹۷	باب دوم	۴۸
	بسم تحریر قرآن	۴۹
۱۰۱	فصل اول	۵۰
	دو بدعات میں نزول قرآن ترتیب سورہ اور خلافت صدیقی و مثانی میں تحریر قرآن کی تاریخ۔	۵۱
۱۰۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں لکھی کریم کی تحریر کی کیفیت۔	۵۲
۱۰۹	آیات اور سورتوں کی ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دوائی تھی۔	۵۳

صفحہ نمبر	مضمون	پر شمار
۱۱۲	قرآنی سورتوں کی موجودہ ترتیب دور رسالت میں ہی معروف تھی۔	۵۴
۱۱۶	خلافت صدیقی میں قرآن مجید کو ایک جگہ تحریری طور پر اکٹھا کرنے کے اسباب و کیفیت	۵۵
۱۲۱	دور صدیقی میں قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے میں احتیاط کا عالم	۵۶
۱۲۴	ہند عثمانی میں جمع قرآن کے اسباب	۵۷
۱۳۰	اختلاف قراوت سے پیدا شدہ فتنہ تکفیر کے انسداد کے لیے حضرت عثمان غنی کا اقدام	۵۸
۳۵	کیا دور عثمانی میں جمع کردہ قرآن کریم پہلے سے موجودہ نسخہ سے مختلف تھا؟	۵۹
۳۷	سیدنا عثمان غنی کو جمع قرآن پر دائرہ تجویز دی گئی۔	۶۰
۳۹	آپ نے مختلف نسخہ جات قرآن کو جلانے سے قبل دھو لینے کا حکم دیا تھا۔	۶۱
۱۴۱	دور صدیقی اور دور عثمانی میں جمع قرآن کے تقاضے مختلف تھے	۶۲
۱۴۳	آج کی قراوت وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین نے آخری دور قرآن میں اپنائی تھی۔	۶۳
۱۴۶	فصل دوم	۶۴
	قرآن کو اہل تشیع تحریر شدہ نسخہ میں کتب شیعہ سے ثبوت	۶۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۵۱	تحریر کی پہلی قسم	۶۶
	کتب شیعہ سے مطلق تحریر قرآن پر حواجات	۶۷
۱۵۱	حوالہ ۷۱:	۶۸
	اصلی قرآن امام مہدی لائیں گے اور وہی اس کی عبادت بھی کریں گے۔ (امام جعفر)	۶۹
۱۵۲	حوالہ ۷۲:	۷۰
	اصلی قرآن حضرت علی نے سات دن میں جمع کیا۔ (۷۱ م باقر)	۷۱
۱۵۴	حوالہ ۷۳:	۷۲
	اصلی قرآن حضرت علی امیر تفسیر نے لکم کر دیا تھا جس کو سنے کرنا امام مہدی قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ (نعمت نور جزیری شیعہ)	۷۳
۱۵۶	حوالہ ۷۴:	۷۴
	قرآن کریم میں تحریر تواتر سے ثابت ہے۔	۷۵
۱۵۷	حوالہ ۷۵:	۷۶
	ایک سائل کے جواب میں حضرت علی نے تحریر قرآن کی قطعاً کی۔	۷۷
۱۵۹	حوالہ ۷۶:	۷۸
	بقول شیعہ فی الیمانی اور فانصحنوا ما طاب لکم کے درمیان ایک چوتھائی قرآن نکال دیا گیا ہے	۷۹

صفحہ نمبر	مضمون	پر شمار
۱۷۲	حوالہ ۱۷۱	۸۰
	بقول شیعہ موجودہ قرآن میں منافقین کے کفر کے ستوں کھڑے کر دیے۔	۸۱
۱۸۷	حوالہ ۱۷۲	۸۷
	قرآن کا تیسرا حصہ شان اہل بیت میں تھا۔	۸۷
۱۸۳	حوالہ ۱۷۳	۸۴
	بقول شیعہ سورۃ لہ یکن الذین کفروا میں ستر قریشیوں کے نام کا ولایت موجود تھی۔	۸۵
۱۸۵	حوالہ ۱۷۴: بقول شیعہ ”اصلی قرآن“ موجودہ قرآن میں نکلتا تھا۔	۸۶
۱۸۶	حوالہ ۱۷۵	
۱۸۷	حوالہ ۱۷۶	۸۷
	بقول شیعہ اصلی قرآن میں مہاجرین و انصار کی برائی مذکور تھی۔	۸۸
۱۹۰	حوالہ ۱۷۷	۸۹
	اصلی قرآن کی متعدد آیات موجودہ قرآن میں نہیں۔ (علی بن ابی طالب شیعہ)	۹۰
۱۹۳	حوالہ ۱۷۸	۹۱
	کلبینی قحی اور طبرسی عقیدہ تحریف قرآن کے داعی تھے۔	۹۲
۱۹۵	حوالہ ۱۷۹	۹۳
	بقول شیعہ تحریف قرآن پر تقریباً دو ہزار احادیث شاہد ہیں۔	۹۴

نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۱۹۸	حوالہ ۱۶:	۹۵
	قرآن میں کمی بیشی ہو چکی ہے۔ (۱۱م باقرا)	۹۶
۱۹۹	حوالہ ۱۷:	۹۷
	اگر قرآن اصل کے مطابق پڑھا جاتا تو کیسی دو آدمی بھی نہ ہوتے۔	۹۸
۲۰۰	حوالہ ۱۸:	۹۹
	اصلی قرآن میں انراہل بیت کے نام تھے۔ (۱۱م جعفر)	۱۰۰
۲۰۱	حوالہ ۱۹:	۱۰۱
	برور قیامت قرآن اپنی تحریر کی شکایت کرے گا۔	۱۰۲
۲۰۲	حوالہ ۲۰:	۱۰۳
	اگر منافقوں کو کچھ اور آیات کا پتہ پتا تو وہ اسے بھی نکال دیتے	۱۰۴
	مگر اللہ کو منظور نہ تھا۔ (حضرت علی)	
۲۰۳	حوالہ ۲۱:	۱۰۵
	منافقین جہالت کی بنیاد پر بعض آیات کو نہ نکال سکے۔	۱۰۶
۲۰۴	حوالہ ۲۲:	۱۰۷
	تقریر اٹھے ۲۲ تو میں نکالی کی گئی تمام آیات قرآن کی نشان دہی	۱۰۸
	کر دیتا۔ (حضرت علی)	
۲۰۵	حوالہ ۲۳:	۱۰۹
	تحریر قرآن کا انکار "نا قابل معافی جرم" ہے۔	۱۱۰
	(نعت ائجازی)	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۱۲	حوالہ ۲۲: سورۃ قمر میں صحابہ کرام کی برائیاں تھی جو نکال دی گئیں۔	۱۱۱
۲۱۳	حوالہ ۲۵: شیعہ ہونے کا تقاضا ہے کہ قرآن میں تحریف مافی جائے۔ (۷۱ باقر مجلسی)	۱۱۲
۲۱۴	حوالہ ۲۴: بویہ کہے کریں نے سارا قرآن جمع کرا دیا۔ وہ کذاب ہے۔	۱۱۳
۲۱۸	حوالہ ۲۷: سورہ بقرہ جتنی بڑی تھی جس میں قریش کی روائی تھی (امام جعفر)	۱۱۴
۲۱۹	حوالہ ۲۸: تقریباً پچیس ہزار قرآنی نسخے عثمان غنی نے جلا دیے کیونکہ ان میں اہل بیت کی تعریف اور قریش کی مذمت تھی۔ (باقر مجلسی)	۱۱۵
۲۲۱	حوالہ ۲۹: اصلی اور موجود قرآن میں تالیف، ترتیب سورہ اور کلمات و آیات ایک کا اختلاف ہے۔ (میرزا حسین نوری شیعہ)	۱۱۶
۲۲۳	حوالہ ۳۱: قرآن اصلی حالت میں امام ہدی لائیں گے۔ (ترجمہ مقبول)	۱۱۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۷۲	تحریر کی دوسری قسم	۱۲۵
	کتب شیعہ سے بطور نمونہ دو سورتوں کا تذکرہ جو بقول شیعہ اب قرآن میں نہیں ہیں۔	۱۲۶
۲۲۵	سورة التورین	۱۲۷
۲۲۹	سورة الولاية	۱۲۸
۲۲۳	تحریر کی تیسری قسم	۱۲۹
	آیات قرآنیہ میں تحریر و تبدل	۱۳۰
۲۲۳	حوالہ ۱ :	۱۳۱
	مختلف سورتوں میں تحریر شدہ کلمات و آیات	۱۳۲
۲۲۴	حوالہ ۲ :	۱۳۳
	سورة اعراف میں تحریر	۱۳۴
۲۲۸	حوالہ ۳ :	۱۳۵
	سورة احزاب میں تحریر	۱۳۶
۲۳۸	حوالہ ۴ :	۱۳۷
	سورة احزاب میں تحریر مزید	۱۳۸
۲۳۹	حوالہ ۵ :	۱۳۹
	سورة طہ میں تحریر	۱۴۰

صفحہ نمبر	مضمون	پر شمار
۲۴۰	حوالہ ۶ :	۱۴۱
	سورہ بقرہ میں تحریف	۱۴۲
۲۴۱	حوالہ ۷ :	۱۴۳
	سورہ بقرہ میں تحریف مزید	۱۴۴
۲۴۲	حوالہ ۸ :	۱۴۵
	سورہ مائدہ میں تحریف	۱۴۶
۲۴۳	حوالہ ۹ :	۱۴۷
	سورہ انعام میں تحریف	۱۴۸
۲۴۴	حوالہ ۱۰ :	۱۴۹
	سورہ انفاس میں تحریف	۱۵۰
۲۴۵	حوالہ ۱۱ :	۱۵۱
	سورہ المعارج میں تحریف	۱۵۲
۲۴۸	حوالہ ۱۲ :	۱۵۳
	سورہ المعارج میں تحریف	۱۵۴
۲۴۹	حوالہ ۱۳ :	۱۵۵
	سورہ الباقیہ میں تحریف	۱۵۶
۲۵۰	حوالہ ۱۴ :	۱۵۷
	سورہ القدر میں تحریف	۱۵۸
۲۵۱	حوالہ ۱۵ :	۱۵۹
	سورہ یسین میں تحریف	۱۶۰

صفحہ	مضمون	پر شمار
۲۵۵	فصل سوم	
۲۵۵	موجودہ قرآن کے مکمل ماننے پر اہل تشیع کے پرفریب دلائل اور ان کے جوابات	۱۶۱
۲۵۵	دلیل ۱:	۱۶۲
۲۶۳	جواب ۱ تا چہارم (از ۲۵۷ تا ۲۶۳)	۱۶۳
۲۶۶	دلیل ۲:	۱۶۴
۲۶۰	خطبہ شیخ ابلاغ: ہذا القرآن مسطور بین الدفتین	۱۶۵
۲۶۲	جواب ۱: ۱۔ دوم ۲۔ (از ۲۶۸ تا ۲۷۰)	۱۶۶
۲۶۲	دلیل ۳:	۱۶۷
۲۶۲	عبارت روضہ کافی: اَقَامُوا حُرُوقَهُ وَحَقَّقُوا حُدُودَهُ۔	۱۶۸
۲۷۷	دلیل ۴:	۱۶۹
۲۷۷	عبارت مجمع البیان کان مجموعاً مرتباً غیر مقبور ولا مبثوث	۱۷۰
۲۸۲	دلیل ۵:	۱۷۱
۲۸۲	قرآن حضرت مئی بل کلمہ قرآن	۱۷۲
۲۸۲	(عافی شرح کافی)	

صفحہ نمبر	مضون	صفحہ نمبر
۲۸۹	فصل چہارم اہل تشیع کے نزدیک موجودہ قرآن بھی ناقابل عمل اور ائمہ معصومین سے مروی احادیث بھی ناقابل اعتبار ہیں۔	۱۷۳
۲۸۹	تائید امام کے بغیر قرآن ناقابل عمل ہے۔ (نعمت انوار حائری)	۱۷۴
۲۹۳	انوار نعمانیہ کی ہر روایت صحیح اور مستند ہے۔	۱۷۵
۲۹۷	ائمہ اہل بیت کی مرویات باہم متضاد ہیں۔ لہذا قرآن کی تائید کے	۱۷۶
۳۰۳	بغیر ان کی مرویات قابل عمل نہیں۔ (دیدار علی شیعہ)	۱۷۷
۳۰۳	اب بیچارے کدھر جائیں۔	۱۷۸
۳۰۹	تکملہ بحث تحریر قرآن کے متعلق چند ضروری گزارشات	۱۷۹
۳۱۵	فصل پنجم قرآن کریم میں ناسخ و منسوخ کی بحث	۱۸۰
۳۱۶	نسخ کی تین اقسام	۱۸۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۱۹	۱۸۲ اہل بیت اور شیعوں کے تہذیبی و اخلاقی فیصلے	۱۸۲
۳۲۲	۱۸۳ تفسیر شیعہ "لوامع التنزیل" کی عبارات	۱۸۳
۳۲۷	۱۸۴ (۱) وہ آیات جن کی تلاوت باقی اور حکم مسوخ ہے	۱۸۴
۳۲۸	۱۸۵ (۲) وہ آیات جن کا حکم باقی اور تلاوت مسوخ ہے۔	۱۸۵
۳۴۰	۱۸۶ (۳) وہ آیات جن کا حکم اور تلاوت دونوں مسوخ ہیں۔	۱۸۶
۳۴۹	فصل ششم قرآن کریم میں اختلاف قراءت کی حیثیت	۱۸۷
۳۵۰	۱۸۸ سات قراءت پر نزول قرآن از کتب اہل سنت	۱۸۸
۳۵۴	۱۸۹ کتب شیعہ سے سات قراءت کے جواز کے حوالہ جات	۱۸۹
۳۵۹	۱۹۰ سات قراءت میں قرآن کا نزول کیوں ہوا؟ اور اختلاف قراءت کا پس منظر۔ (از فضال شیخ مدوق)	۱۹۰
۳۶۲	۱۹۱ سات قراءت پر تمام امت کا اجماع ہے۔ (شیخ الصادقین)	۱۹۱
۳۶۳	۱۹۲ شیعہ مذہب کا اس پر اتفاق ہے کہ تلاوت قرآن سات قراءت پر چاہیے صرف ایک پر نہیں۔ (مجمع البیان)	۱۹۲
۳۶۶	فصل ہفتم اہل سنت پر تحریف قرآن کے الزامات اور ان کے جوابات۔	۱۹۳

صفحہ نمبر	مضمون	شمار
۳۶۶	پہلا اعتراض:	۱۹۴
	اہل سنت کا قرآن بعض زیادتیوں پر مشتمل ہے۔ (بحوالہ درخشور و غیرہ)	۱۹۵
۳۷۱	جوابات:	۱۹۶
	از ۳۶۸ تا .	
۳۷۳	تفسیر کبیر کی روایت کی تحقیق	۱۹۷
۳۷۴	ایک اہم سوال	۱۹۸
۳۷۹	اعتراض دوم:	۱۹۹
	اہل سنت کا قرآن مکمل الفاظ پر مشتمل نہیں۔	۲۰۰
۳۸۴	جوابات:	۲۰۱
	از ۳۸۱ تا	
۳۸۵	ابن مردویہ کی کتاب مناقب کہاں ہے؟	۲۰۲
۳۸۷	اعتراض سوم:	۲۰۳
۳۸۷	اہل سنت کے قرآن میں ایک اور تحریف کا ثبوت	۲۰۴
۳۹۲	سیدہ خدیجہ کی روایت کی تحقیق	۲۰۵
۳۹۹	اعتراض چہارم:	۲۰۶
	آیت درود شریف میں تحریف	۲۰۷
۴۰۵	اعتراض پنجہری:	۲۰۸
	اہل سنت کے قرآن میں بعض آیات اب بھی غلطیوں سے پاک نہیں۔	۲۰۹
۴۰۹	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کا جواب از امام سیوطی	۲۱۰
۴۱۱	سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اثر کا جواب .	۲۱۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۱۳	اعتراض ششم:	۲۱۷
۴۱۳	سینوں نے سورہ تورہ کے تین چوتھائی حصے تحریف کی نذر کر دیے	۲۱۷
۴۲۰	اعتراض ہفتم:	۲۱۸
۴۱۵	سورۃ الاحزاب میں چند آیات کی تحریف کا الزام	۲۱۵
۴۲۹ تا ۴۲۲	جوابات:	۲۱۹
۴۳۰	اعتراض ہشتم:	۲۱۹
۴۱۸	اہل سنت کے خلیفہ کے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ موجودہ قرآن کو نکال	۲۱۸
	سمجھتے ہیں۔	
۴۳۲ تا ۴۳۱	جوابات:	۲۱۹
۴۳۵	اعتراض نہم:	۲۲۰
۴۲۱	سینوں کے نزدیک قرآن کا کچھ حصہ جلا دیا گیا۔	۲۲۱
۴۳۷ تا ۴۳۶	جوابات:	۲۲۲
۴۲۳	”قرآن جلانے“ میں حضرت عثمان کے ساتھ حضرت علی	۲۲۳
	بھی شامل تھے۔	
۴۴۲	اعتراض دہم:	۲۲۴
۴۲۵	اہل سنت کا قرآن ناقص ہے۔ اس کا کچھ حصہ بڑی کھانگی ہے۔	۲۲۵
۴۴۸ تا ۴۴۷	جوابات:	۲۲۶
۴۵۰	اعتراض یازدہم:	۲۲۷
۴۲۸	سینوں نے سورہ الحمد کے حروف میں تبدیلی اور تحریف کی ہے	۲۲۸
۴۵۵ تا ۴۵۱	جوابات:	۲۲۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۵۴	اعتراض دوازدھم:	۲۳۰
	ایک اور آیت کی تحریف	۲۳۱
۴۵۹ تا ۴۵۷	جوابات:	۲۳۲
۴۶۳	اعتراض سیزدھم:	۲۳۳
	ایک سنت نے قرآن کی ایک مکمل سورت ہمہم کر لی - (بحوالہ درمنثور)	۲۳۴
۴۶۵ تا ۴۶۴	جوابات:	۲۳۵
	داسی ہمہم شدہ سورت کا ثبوت شیعہ کتب میں	۲۳۶
۴۶۸	اعتراض چہار دھم:	۲۳۷
	ایک اور آیت کی تحریف:	۲۳۸
۴۶۹	جواب اول:	۲۳۹
	نقل حوالہ میں بددیانتی -	۲۴۰
۴۷۰	جواب دوم:	۲۴۱
	شیعہ مفسرین نے بحوالہ اس آیت کو منسوخ لکھا ہے -	۲۴۲
۴۷۴	اعتراض پانزدھم:	۲۴۳
	ایک اور مکمل آیت کی آیت کی تحریف کا الزام	۲۴۴
۴۸۰	اعتراض شانزدھم:	۲۴۵
	اہل سنت کے قرآن میں ایک اور پوری آیت تحریف کی نذر ہو گئی -	۲۴۶
۴۸۴	اعتراض ہفدھم:	۲۴۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	موجودہ قرآن سے اہل سنت نے ایک سورت کا اکثر حصہ تحریر کی نذر کر دیا۔	۲۴۸
۴۸۸	اعتراض ہشودہم؛	۲۴۹
	ایک اور آیت کی تحریر کا الزام	۲۵۰
۴۹۱	اعتراض نوزدہم؛	۲۵۱
	ایک اور سورت کا اکثر حصہ نذر تحریر	۲۵۲
۴۹۵	اعتراض یستو؛	۲۵۳
	اہل سنت کے قرآن کے حروف بوجہ تحریر کے کم ہیں	۲۵۴
۵۰۱	اعتراض بست ویکو؛	۲۵۵
	ایک سورت میں کمی مبنی۔	۲۵۶
۵۱۰	اعتراض بست و دوہ؛	۲۵۷
	سنیوں کے قرآن میں حروف کی تحریر	۲۵۸
۵۱۶	جوابات؛	۲۵۹
۵۱۸	اعتراض بست و سوہ؛	۲۶۰
۵۲۱	اعتراض بست و چہارہ؛	۲۶۱
	سنیوں کے قرآن میں حروف کی مزید تحریر	۲۶۲
۵۲۳	جوابے؛	۲۶۳
	اختلاف قرأت کو تحریر قرار دے کر اہل سنت کو بدنام کرنے کی کوشش	۲۶۴
۵۲۴	سید قراہ کے نام مع راویان اور چند اختلافات کی مثالیں از کتب شیوخ	۲۶۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۲۸	اعتراض بست و پنجہ:	۲۶۶
	سنیوں کے نزدیک قرآنی لفظوں کی تحریف	۲۶۷
۵۳۲	اعتراض بست و ششم:	۲۶۸
	سنیوں کے قرآن میں حروف کی تحریف	۲۶۹
۵۳۸	اعتراض بست و ہفتم:	۲۷۰
	سنیوں کے قرآن میں حروف کی تحریف	۲۷۱
۵۴۲	اعتراض بست و ہشتم:	۲۷۲
	اہل سنت کے قرآن میں مکی سورتوں میں مدنی آیات اور بالعکس	۲۷۳
	موجود ہیں۔	۲۷۴
۵۴۳	جواب:	۲۷۵
۵۴۳	دو غلط پالیسی کا انکشاف	۲۷۶
۵۴۴	تبدیلی آیات کا اقرار۔ (از کتب شیعہ)	۲۷۷
۵۴۸	فصل ہشتم اہل سنت پر تحریف کے الزام کے ضمن میں شیعوں کی تضاد بیانیاں	۲۷۸
۵۴۸	تقابل ع ۱:	۲۸۹
۵۵۰	تقابل ع ۲:	۲۹۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۵۲	تقابل ع: ۳:	۲۹۱
۵۵۲	تقابل ع: ۴:	۲۹۲
۵۵۷	تقابل ع: ۵:	۲۹۳
۵۶۱	تقابل ع: ۶:	۲۹۴
۵۶۴	تقابل ع: ۷:	۲۹۵
۵۶۶	تقابل ع: ۸:	۲۹۶
۵۶۹	الحاصل	۲۹۷
	ساری بحث تحریرت کا خلاصہ چار فصلوں میں	۲۹۸
۵۷۰	پہلی فصل	۲۹۹
	شیعوں کے قرآن کو نفی و استغیر و کتب شیعہ سے ملائیں تاہم	۳۰۰
۵۷۰	دلیل ع: ۱:	۳۰۱
	قرآن کا مکمل ہونا بقول شیعہ عقلاً محال ہے۔	۳۰۲
۵۷۴	دلیل ع: ۲:	۳۰۳
	بقول شیعہ تحریرت قرآن تو اتر سے ثابت ہے۔	۳۰۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۸۰	دلیل ۳:	۳۰۵
	بقول شیعہ قرار تحریف ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ یہ تحریف	۳۰۶
	فاسدین خلافت کا سبب بڑا کارنامہ ہے۔	۳۰۷
۵۸۳	دلیل ۴:	۳۰۸
	تحریف قرآن پر کثیر صحیح احادیث شاہد ہیں	۳۰۹
۵۸۵	دلیل ۵:	۳۱۰
	بقول نعمت اللہ جزائری شیعہ تحریف پر دو ہزار سے زائد	۳۱۱
	احادیث موجود ہیں۔	
۵۸۷	دلیل ۶:	۳۱۲
	جس قدر احادیث ثبوت امامت پر ہیں اسی قدر تحریف پر	۳۱۳
	موجود ہیں۔ (مرزا حسین نور علی شیعہ)	
۵۸۹	دلیل ۷:	۳۱۴
	قرآن میں سے حدیث تہائی جتنے تحریف کے تندہ ہو گئے ہیں۔	۳۱۵
	(ماحبہ شافعی شرح کافی)	
۵۹۲	فصل دوم	۳۱۶
	تحریف قرآن کے قائل شیعہ علماء کی فہرست اور ان کی اس	۳۱۷
	موضوع پر تعینفات کے نام	
۵۹۳	تحریف قرآن کے ثبوت پر شیعہ علماء کی کتاہیں۔	۳۱۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۹۶	وہ چار شیعہ علماء جو تحریف قرآن کے قائل نہیں۔	۳۱۹
۵۹۸	فصل سوم	۳۲۰
۵۹۹	ان چاروں پر باقی شیعہ علماء کی تنقید اور رد	۳۲۱
۶۰۳	شیخ صدوق کی عدم تحریف پر دلیل اور اس کا رد	۳۲۲
۶۰۳	مذکورہ چار مشائخ کی ایک اور دلیل اور اس کا رد	۳۲۳
۶۰۷	فصل چہارم	۳۲۴
۶۰۷	شیعوں کے اصلی قرآن کی تعلیمات کا مختصر نمونہ	۳۲۵
۶۰۷	(۱) شرک کی تعریف	۳۲۶
۶۰۹	(۲) رسالت کی شان اور رسول کی ذمہ داری	۳۲۷
۶۱۱	(۳) عدل آخرت کی کیفیت	۳۲۸
۶۱۳	(۴) اصلی قرآن کے الفاظ صحابہ کی شان میں۔	۳۲۹
۶۱۴	ایک نورانی بیان انہی طریقہ حقیقت راہبر شریعت واقف اسرار حقیقت حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب سجادہ نشینی آستان عالیہ حضرت کیدیا لہ شریعت ضلع گجرانوالہ	۳۳۰
۶۲۲	مآخذ و مراجع	۳۳۱

باب اول

کلمہ اسلام

اور
کلمہ اہل تشیع

کلمہ اسلام

اور

کلمہ اہل تشیع

کوہ تو حید ایک ایسا امر اور فرقانِ بین ہے کہ جس کی وجہ سے ایک مسلمان اور کافر کے مابین خط امتیاز کھینچ جاتا ہے۔ اس کی تصدیق اور اقرار نہ ہو تو ایسا شخص کبھی بھی دائرہ ایمان میں داخل نہیں ہو سکتا لیکن جب ہم اس اہم چیز میں عقائدِ شیعہ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور ان کی کتب سے اس بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں تو اس میں بھی تغیر و تبدل قضا ہے۔ جس طرح کلمہ اسلام میں ان سے تغیر و تبدل ثابت اور ان کے عقائد کی اساس ہے۔ اسی طرح انہوں نے دیگر اركان اسلام یعنی نماز، روزہ وغیرہ میں بھی یہی طریقہ اپنایا ہے۔ یہ سب زیادتیاں اہل تشیع نے از خود کیں۔ لیکن اس پر عظیم یہ ڈھایا۔ کہ ان کو وہ حشر اہل بیت، کا نام دیا گیا۔ اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہی مسلک و مذہب حائرہ مصومین اہل بیت، کا ہے۔ عظیم امت مسلمہ کو یوں بدنام کرتے ہیں۔ کہ تمہاری شریعت تو ایک کوفہ کے رہنے والے،، نعمان بن ثابت،، کی وضع کردہ ہے اور دعوت دیتے ہیں۔ کہ اسے نیو، اگر کل قیامت میں نجات کے خواہش مند ہو۔ تو اس مسلک کو تمام لو۔ جو اہل بیت رضوان اللہ علیہم کا ہے۔ ورزہ تمہاری نجات ناممکن ہے۔

فصل اول

کلمہ اہل سنت کا ثبوت کتب شیعہ سے

تمام مسلمانوں کا متفقہ کلمہ توحید۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

اہل تشیع کا کلمہ توحید:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَلِيُّ اللَّهِ وَكَوْنِ

رَّسُولِي وَاعْبُدْ

گزشتہ کلمہ کے الفاظ کا پہلے اہل تشیع کی زیادتی و معرکی بڑا کسی کے
مومن اور مسلمان ہونے کے لیے ان کے نزدیک جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدت
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یقین کامل ہونا ضروری ہے، اسی طرح
عقیدت علی المرتضیٰ کے عقیدہ و جس کے شعل و شعلہ دلی اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے دہی ہوئے کا اقرار و اعتقاد نہیں رکھتا۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ان کے اس کفر و توحید کے مطابق بہت کچھ کہا جاسکتا ہے۔ مرت ایک بات پر اتنا کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ اس امت کے اولین مومنین و مسلم تھے۔ کیا ان میں سے کسی نے اس کفر و توحید (جو کہ اہل تشیع کہے) کا اقرار و اعتقاد کیا تھا؟ اگر جواب میں ہاں ہو۔ تو اس کی نشاندہی و دلیل ضروری ہے۔ اور اگر جواب نہ میں ہو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ تو پھر تمام صحابہ کرام کے ایمان و اسلام کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

اگر واقعی اسی کفر و تشیع کی کوئی بنیاد ہوتی۔ اور اس کی کوئی اصل ہوتی۔ تو پھر ایک بین الاقوامی شہرت کا حامل ہوتا۔ اور ہر کتاب میں اسی کا تذکرہ ہوتا۔ لیکن معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کتب اہل سنت میں تو اس کا نام و نشان تک نہیں لیکن اہل تشیع کی جس کتاب میں یہ الفاظ مذکور تھے۔ اس سے بھی اب نکال باہر کر دیئے گئے۔ جس سے یہ امر بالکل واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ کلمہ خود ان کے ہاں ان کے لیے درودِ سر بن چکا ہے۔ اب ہم اسی ضمن میں یہ ثابت کرتے ہیں۔ کہ خود اہل تشیع کی کتب بھی اسی کی تائید کرتی ہیں۔ کہ فلاح و نجات و ایمان و اسلام اسی کلمہ سے وابستہ ہے۔ بحال سنت و جماعت کہے۔ ملاحظہ ہو۔

کلمہ اہل سنت پر ہی اسلام کا دار و مدار ہے

مجالس المؤمنین

اول النعم اسلام منی است براسل شہادتین۔ شہادت و عدانیت و شہادت رسالت..... وراہیکہ ہر یک از کلمات "لا الہ الا اللہ"

ترجمہ:

اسے نیک، قابل عزت اور پیار سے بھائی! کسی مائل بالغ پر کم از کم اس بات کا اعتقاد بہت ضروری اور واجب ہے۔ کہ وہ دولا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ میں مذکور مفہوم پر اعتقاد رکھتا ہو

اسی کلمہ کی ادائیگی سے کافر ”مسلمان“ ہو جاتا ہے

توضیح المسائل:

اگر کافر شہادتین مجیدہ اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ مسلمان ہی شود۔

(توضیح المسائل ص ۲۲ مسئلہ ۲۰۷)

(اسلام مطبوعہ تہران جدید)

ترجمہ:

اگر کوئی کافر شہادتین کا اقرار کر لے یعنی اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھ لے۔ تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے۔

بروز شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جہنڈے پر

یہی کلمہ تحریر ہو گا۔

کشف الغمہ:

وَيُدْفَعُ إِلَيْكَ لِوَالِحٍ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَطَوْلُهُ

مَسِيرَةُ اَلْفِ سَنَةٍ مِثْلَانَهُ يَأْتُوْتُهُ حَمْرَاءُ
 قَنِيبُهُ فِضَّةٌ بَيْضَاءُ وَزَجْنُهُ دُرٌّ
 خَمْرَاءُ اَقْلَهُ ثَلَاثُ ذَوَائِبٍ مِنْ كُتُوْبِ نَوَابِهِ
 فِي الْمَشْرِقِ وَذَوَابِهِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْمُتَالِفَةُ
 وَسَطُ الدُّنْيَا مَكْتُوْبٌ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ اَسْطُورٍ
 اَلَا قَوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْمُتَالِفَةُ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْمُتَالِفَةُ لَا اِلٰهَ اِلَّا
 اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ طَوْلُ كُلِّ سَطْرِ مَسِيرَةُ
 اَلْفِ سَنَةٍ

اکثف المرقی مرقیہ الاثر جلد اول

ص ۲۹۵ / فی انہ اقرب الناس

برسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلمہ۔ مہجور مجربہ جدیدہ۔

ترجمہ:

حضرت علیؑ نے حضرت علیؑ کے لئے رخصتی اللہ عز کو فرمایا۔ بروز حشر
 تہیں میرا مخصوص جہنم اعلیٰ کیا جائے گا۔ اس کی لمبائی ایک ہزار سال چلنے
 کی مسافت کے برابر ہوگی۔ اس جہنم سے کا۔ والا بقہ
 سرخ یا قوت کو بنا ہوگا۔ اس کی مٹھی (انس) سفید چاندی کی ہوگی۔ اس کی
 کو یہاں ہنر ہوگی کا ہوگا۔ اس کی تین شاخیں ہوں گی۔ ہر ذریعہ ہوں گی۔
 ایک شاخ مشرق دوسری مغرب اور تیسری دنیا کے درمیان ہوگی۔
 اس جہنم سے پرتین سطریں تحریر ہیں۔ ایک سطریں بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسری پر الحمد للہ رب العالمین اور تیسری پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر ہے۔ ان میں سے ہر ایک سطر کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسی

کلمہ کو پڑھ کر دائرۃ اسلام میں داخل ہوئے

فروع کافی، حیات القلوب .

من لا یحضرہ الفقیہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ خود ان کی زبان سے یوں بیان کرتا ہے۔ کہ جب میں (ابوذر) مکہ میں پہنچا۔ تو میں نے ابو طالب سے ملاقات کی۔ تو ان سے جب میں نے اپنا مقصد بیان کیا۔ تو انہوں نے مجھے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے گھر بھیجا۔ تو جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تم کس لیے آئے ہو۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا چاہتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ ان سے تمہیں کیا کام ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں ان پر ایمان لانا چاہتا ہوں۔ اور ان کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو مجھے حکم دیں گے۔ میں اس کی اتباع کروں گا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تو شہادت دیتا ہے۔ اس بات کی۔ ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ۔ تو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے کہا۔ کہ میں نے شہادت

دی۔ تو انہوں نے پھر مجھے جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اور انہوں نے بھی مجھ سے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی طرح سوال و جواب کیے۔ اور اس کے بعد فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَبَعْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، تو میں نے کہا۔ شہادت یہی میں نے گواہی دی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے حضرت علی کے پاس بھیج دیا۔ تو ان سے بھی میری امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی سی بات ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ تو میں نے کہا شہادت اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے بنی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ تو جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ اور میں نے سلام عرض کیا۔ اور بیٹھ گیا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا۔ کس لیے آئے ہو تو میں نے عرض کی۔ کہ تم میں بنی مہوٹ ہوئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہیں ان سے کیا کام ہے۔ تو میں نے عرض کی۔ کہ میں ان پر ایمان لانا چاہتا ہوں۔ اور ان کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ اور مجھے کسی چیز کا حکم نہیں دیں گے۔ مگر میں ان کی اطاعت کروں گا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقُلْتُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ

۱۱۔ نزوح کافی جلد دوم کتاب اور ختم ۲۹ حدیث

اسم المذخر مطبوعہ تہران طبع ہدیہ

۱۲۔ حیات انقلاب جلد دوم طبع ۱۳۳۱ شہدائے کربلا

المذخر بخاری۔ مطبوعہ دارالکتاب طبع قدیم

لمحۃ فکریہ:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اس واقعہ سے جو کتب شیعہ میں مسند
 اچرا۔ صاف صاف معلوم ہو گیا۔ کہ اگر کسی غیر مسلم کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی نوبت
 آتی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ، جناب امیر حمزہ اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ
 عنہم نے انہیں ویسی کڑ پڑ چنے اور گواہی دینے کو کہا۔ جو اہل سنت و جماعت کا کلمہ
 ہے۔ جب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ توحید دوسروں کو سکھایا۔ اور ان سے پڑھایا
 اور حضرات صحابہ کرام نے اسی کو اپنا یہ تو پیراس کی صداقت میں کون شک کر سکتے
 ہیں۔ بلکہ یہی کلمہ کلمہ حق، شہادت توحید کلمہ جو اہل تشیع نے گواہ رکھا ہے۔ وہ بالکل حق
 اور باطل ہے۔ لہذا شیعہ لوگوں سے میری درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے ذاکرین
 و خطین کو اپنی کتابوں کی یہ عبارت دکھلائیں۔ اور انہیں متیقن کریں۔ کہ وہ خود بھی کلمہ توحید
 کے بارے میں انہی کلمات کی اتباع کر دیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان
 اقدس سے نکلے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی انہی الفاظ کو اپنایا۔
 اور دوسروں کو بھی اس کی اتباع کرنے کو کہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 اتباع ہی مفید ہوگی۔ نہ کہ ان ذاکرین و داعین کی۔ قبر میں اگر کسی نے کام آنا ہے۔ تو وہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے۔ یہ ذاکرین و حیرہ ساتھ چھوڑ جائیں گے حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہی شفاعت فرمائیں گے۔ جو آپ کی اتباع کرتے رہے ہوں گے
 (فاعتبروا یا اولی الابصار)

بہشتی جہنڈوں پر بھی کلمہ اہل سنت تحریر ہے

حیوة القلوب؛

و علم سبز را بر کوہ قاف نصب کرد و بر آن علم بسقیدی دو سطر نوشتہ بود
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(حیوة القلوب جلد دوم ص ۱۰۴)
باب سوم تاریخ ولادت آنحضرت
و غرائب معجزات مطبوعہ مکتبہ نقشبندیہ

ترجمہ:

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام
جنت سے چار جہنڈے لے کر آئے۔ ان میں سے (سبز جہنڈے
کو کوہ قاف پر گاڑ دیا۔ اور اس جہنڈے پر سفید رنگ کی دو سطروں
میں یہ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ پہلی سطر لا الہ الا اللہ اور دوسری سطر
میں محمد رسول اللہ)

براق کی دونوں آنکھوں کے درمیان

یہی کلمہ مرقوم تھا

حیوة القلوب؛

و در میان دو دیدہ اش نوشتہ است کہ لا الہ الا اللہ وحدہ

لا شریک لہ محمد رسول اللہ

(حیات القلوب جلد دوم ص ۲۲)
باب ہفتم در بیان مناقب و فضائل
و فضائل آنحضرت - مطبوعہ مکتبہ
طبع قدیم

ترجمہ:

بلاق کی دونوں آنکھوں کے درمیان یہ الفاظ تحریر تھے۔ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ محمد رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں
کے درمیان بھی اسی کلمہ کی مہر لگی تھی۔

حیوة القلوب:

درویشیکہ ہنوز روح آدم بدیش تعلق نگرفتہ رہی اسرائیل مہرے بیرون
آندو کہ خدا و در سطر لوشتہ بود۔ لا الہ الا محمد رسول اللہ
پس اں مہر را در میان دو کتف آنحضرت گذاشت تا نقش گرفت۔

(حیوة القلوب جلد دوم ص ۱۳۱)

باب چہام علامات آنحضرت علیہ السلام
علامت مطبوعہ مکتبہ طبع قدیم

السلام عليك يا محمد السلام عليك يا احمد السلام عليك
يا عاصد السلام عليك يا محمود۔ اور ان کے سلامی کلمات میں
ایک کلمہ یہ بھی تھا آپ پر سلامتی ہو اسے سچے اور عادل قول کے مالک
یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قول کے مالک

اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن

و کلمہ اہل سنت ہی ہے

اصول کافی:

عَنْ عَجَلَانَ أَبِي صَالِحٍ قَالَ قُلْتُ
لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ قِفْنِي
عَلَى حَدِّهِ الْإِيمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ
أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ وَالْإِقْرَارُ بِمَا جَاءَ بِهِ
مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَصَلَاةُ الْغُفَمِينَ وَأَدَاءُ
الزَّكَاةِ وَصَوْمُ شَهْرِ رَجَبِ بْنِ
حَتَّاجِ الْبَيْتِ

(اصول کافی جلد دوم صفحہ نمبر ۱۸)

کتاب الایمان والکفر باب دعاء کلمہ ایمان

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

اس وقت جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے جسم خنثی میں ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ہیرے کو آئے۔ جس میں ایک سطر کے اندر لا الہ الا اللہ اور دوسری میں محمد رسول اللہ کے الفاظ تحریر تھے۔ پھر اس ہیرے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے الفاظ آپ کے جسم اقدس میں نقش ہو گئے۔

جنگلات اور پہاڑوں نے بھی یہی کلمہ پڑھا

حیوة القلوب:

بہرنگ و کاخ کر میگزشت، باد از بلند اور اندامیکر مذکرات السلام علیک
یا محمد السلام علیک یا احمد السلام علیک یا حامد
السلام علیک یا محمود السلام علیک یا صاحب القول
الحق العدل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

دھیات القلوب جلد دوم ۱۲۹
اب چہارم حالت آنحضرت
از رضاعت ابشت، مطہر و مکھن
قصیم

ترجمہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بچپن کی زندگی میں جب کسی چھریا ڈھیلے کے پاس سے گزرتے تو وہ بلند آواز سے آپ کو یوں سلام کرتے۔

ترجمہ :

عجلان ابنی صالح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ اُسب مجھے ایمان کی حدود بتلائیں۔ اُسب نے فرمایا کہ ایک حد یہ ہے کہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہ اقرار کرنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اللہ کی طرف سے لائے وہ برحق ہے۔ اور پانچوں نمازیں زکوٰۃ کی ادائیگی اور رمضان المبارک کے روزے اور حج بیت اللہ یہ سب ایمان کی حدود ہیں۔

لک الموت جان کنی کے وقت اسی

کلمہ کی تلقین کرتا ہے

من لا یحضرہ الفقیہہ :

وَقَالَ صَادِقٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَلَكَ الْمَوْتِ
يَذْكُرُ الْفَقِيهَانِ عَنِ الْمَخَافِظِ عَلَى الصَّلَاةِ
وَيُكَلِّمُهُ خَشَاةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللَّهِ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ الْمُظْلِمَةِ .

(۱) ابن الاکثر، الفقیہہ جلد اول ص ۸۲ فی

فصل المیت مطبوعہ تہران طبع قدیم)

(۲) " " " " ص ۴۳ فی اقتضار المؤمن

و بعض روح مطبوعہ کشتری طبع قدیم)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص زندگی بھر گناہ نماز پر مختار رہا۔ بوقت مرگ حضرت ملک الموت اس سے شیطان کو دور ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ بھی یقین کرتا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دو۔

اہل سنت کا کلمہ ہی اللہ کے نور میں

لے جاتا ہے

من لا یحضرہ الفقیہ:

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَرْبَعٌ مَنْ حُكِّنَ فِيهِ كَانَ فِي نُورِ اللَّهِ
عِزًّا وَجَلَّ الْأَعْظَمُ مَنْ كَانَ غِصْبَهُ
أَمْرِهِ شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ
آتَى رَسُولُ اللَّهِ وَمَنْ إِذَا أَصَابَتْهُ
مُصِيبَةٌ قَالَ إِنَّمَا إِلَهُ الْوَاقِعِ إِلَهُهُ
رَاجِعُونَ وَمَنْ إِذَا أَصَابَتْهُ خَيْرٌ
قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَمَنْ
إِذَا أَصَابَتْهُ خَطِيئَةٌ قَالَ أَسْتَغْفِرُ
اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

(۱) من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۱
 فی التعزیمۃ والجزع عند
 المصیبت ملبورہ بران طبع جدید
 ۲ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۵۶
 فی العزاد والجزع عند
 المصیبت ملبورہ بران طبع جدید
 قلم

توجہ:

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص میں چار باتیں
 ہوں گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نور میں ہوگا۔ ۱۔ جس نے اپنے عقیدہ کی ڈھال،
 اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت، اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت
 کی گواہی بنائی۔ ۲۔ برکت مصیبت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ لے
 (۳) جب کوئی بھلائی حاصل ہوئی تو الحمد للہ رب العالمین کہہ لے۔
 اور جب کوئی گنہ ہو گیا تو استغفر اللہ و اتوب الیہ کہہ لے۔

۱۲۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے عقد کے وقت
 تمام اشیاء کائنات نے یہی کلمہ پڑھا

حیوة القلوب:

کوہ ہائے مکہ شادی کر دے دے شدند و درختاں و مرغاں و طائر ہر کھانا

بلند کردند و گفتند لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

(حیۃ القلوب جلد دوم ص ۱۸۶)

اسبیخیم ففعل حضرت عید بن ابی
مطبوعہ مکتبہ قدیم (۱)

ترجمہ:

(جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد شریف حضرت عید بن ابی اسبیخیم رضی اللہ عنہما سے ہوا۔ تو ان کے شریف کے تمام ہاتھوں نے خوشی منائی۔ اور خوشی میں اور بلند ہو گئے۔ تمام درختوں اور پرندوں اور سبھی فرشتوں نے بلند آواز سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔

ائمہ اہل بیت بھی یہی کلمہ اہل سنت
پڑھا کرتے تھے

طیۃ الابرار:

اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ لَیِّنٌ اَمَرْتُ فِیْ اِلٰی الشَّارِ لِاٰخِرَةِ اَهْلَکَ اَفِیْ کُنْتُ
اَقْبُولُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّم۔

(طیۃ الابرار جلد دوم صفحہ نمبر ۱۴۱)

الباب الثالث فی شدۃ یقینہ

مطبوعہ رقم ایران۔ طبع جدید۔

ترجمہ: (حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے دعائیہ کلمات میں لیں

کہا اے اللہ اگر تو نے مجھ سے میرے گناہوں کا صلہ لے لیا تو میں تجھ سے تیری رحمت اور تیرے کرم و فضل کا سوال کروں گا۔ اور اگر تو نے مجھے گناہوں کی وجہ سے دوزخ کی آگ کی طرف جانے کا حکم دیا۔ تو میں تمام دوزخیوں کو یہ لازماً بتاؤں گا کہ میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاکم تھا۔

حاصل کلام

ایک درجن سے زائد مذکورہ حوالہ بات جو تمام کے تمام کتب شیعوہ سے لیے گئے ان سے یہ بات بالکل واضح اور صراحت سے ثابت ہو گئی کہ اس کائنات ہست وجود میں بدرجہ دیکھو۔ گواہی سنت کا ہی بولی بالا ہے۔ اور اہل تشیع کا کلمہ صرف شیعہ ہی پڑھتے ہوں گے۔ ان کے سوا کسی دوسرے کو نہ یہ قبول ہے۔ اور نہ ہی اسے پڑھنا کوئی گوارا کرتا ہے۔ جنت سے آئے ہوئے پریم پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑوں کے درمیان، برائی کی پیشانی پر ثبت شدہ اور تمام وحوش و طيور رحمن و ملک کی زبان کی زب و زنت بھنے والا وہی کلمہ ہے۔ جو اہل سنت کے ہاں جاری و ساری کا ہے۔ حتیٰ کہ حضرات ائمہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسلام کا رکن اعظم اور مدارِ نجات اسی کلمہ کو قرار دیا۔

اب اہل انصاف حضرات خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت کی روایات کے مطابق دین کے تمام اہم مقامات پر صرف اور صرف اسی کلمہ کا ورد ہوتا ہے۔ جو اہل سنت و جماعت کا ہے۔ پھر صرف روایات ہی نہیں بلکہ حضرات اہل بیت نے اسی کلمہ کا پرچا بھی کیا۔ تو کیا یہ کلمہ برحق ہے یا وہ کلمہ کہ جس کو اہل تشیع نے خود گمراہی کا ذکر و ثبوت کسی روایت میں اور نہ ہی کسی

حدیث میں اس کا ہم و نشان ہے۔ بلکہ اہل بیت کے کسی قول و فعل سے دوزخ تک اس کا کوئی اثر پہنچ نہیں چکا۔ پھر ہم نے گوشتہ حوالہ جات سے یہ بھی ثابت کر دکھایا۔ کہ اگر اہل سنت ہی بنیاد ایمان اور اصل اسلام ہے۔ لہذا ہم اس مقام اس موضوع کے متعلق چند گزارشات کے اندیشے سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ

۱۔ وہ کون سا اسلام ہے۔ کہ جس کی بنیاد اہل تشیع کا کلمہ قرار دیا جائے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول اور ائمہ اہل بیت کے عمل سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ اگر اہل سنت برحق ہے۔ تو یہ بتلایا جائے۔ کہ شیعہ لوگوں نے یہ کلمہ کس سے سیکھا؟

ایک اصولی بات یہ ہے۔ کہ ہر نبی و رسول کے دور میں اُسی کا کلمہ پڑھا جاتا رہا۔ رضی اللہ تعالیٰ کی توحید اور موجودہ غیر کی رسالت پر مشتمل القلا والا کلمہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت باقیامت ہے۔ لہذا اس وقت تک ان کے کلمہ کا جاری رہنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ کرام و اہل بیت علیہم السلام نے جو کلمہ پڑھا یا وہ یہی اہل سنت کا کلمہ ہے لیکن اہل تشیع کے کلمہ میں جن دو باتوں کا ذکر زیادہ ہے۔ یعنی حضرت علی المرتضیٰ کی ولایت اور ان کا ”وہابی رسول“ ہونا (کہ جس کے ذریعہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل تھے۔) ان دونوں باتوں کی، شہادت کو یہ لوگ شہادت کو حید اور شہادت رسالت کے برابر قرار دے کر دکن ایمان اور بنیاد اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس وجہ سے ہم ان سے یہ دریافت کر لے میں بھی حق بجانب ہیں۔ کہ

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائی شریعت کے بعد یا بوقت موجودگی کسی صحابی نے وہ کلمہ پڑھا۔ جہاں تشیع کے ہاں دکن ایمان ہے؟

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی شیعہ یہ ثابت کر دے کہ حضرات اہل بیت نے خود وہ کلمہ پڑھا۔ یا کسی کو پڑھنے کا حکم دیا۔ جو اہل تشیع کے اہل مروج ہے۔ کسی ایک صحیح سند کے ساتھ مرفوع حدیث میں واقع ہو۔ دکھا دیں۔ تو میں ہزار روپے نقد وصول کریں۔

فان لم تفعلا اولن تفعلا فاقولوا لا انا

وقودها الناس والحجارة الغر

فصل دوم

شیعوں کا کلمہ اور اس کے ثبوت پران

کے دلائل اور ان کے جوابات

دلیل اول

ایک شیعہ مجتہد ابو جعفر سید محمد حسن زیدی اپنی تصنیف ”کلمہ اور نماز میں یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ ہم اہل تشیع کا کلمہ خود اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے لہذا شیعوں کا اس پر اعتراض بے محل ہے۔ کتاب کی عبارت ملاحظہ ہو۔

کلمہ اور نماز

”کائنات کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے جنتیوں کا کلمہ“

قارئین! دشمنان اہل بیت سے وہ ثبوت اور ریکارڈ پیش کرنے کے لیے چیلنج کریں جس میں ان کے دعوٰی کے مطابق محض توحید و نبوت پر کلمہ کو محدود و منحصر کرنے کا ایسا ثبوت موجود ہو۔ جیسا کہ ہم پیش کر رہے ہیں۔ یا جس ریکارڈ میں علی ولی اللہ کی ولایت کی نفی کا حکم دیا گیا ہو۔ اور ہم قبل از وقت بتا دیں کہ وہ کیا مستحکم اپنے دعوٰی میں کاذب اور فریب ساز ثبوت ہوں گے۔ آئیے جنتیوں کے لیے ازلی وابدی کلمہ سنیں۔

قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى عَلِيٍّ وَآلِهِ وَاسَلِّمْ مَشْهُوبٌ عَلٰى

بَابُ الْجَنَّةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ آخِرُ رَسُولِ
اللَّهِ قَبْلَ أَنْ يُخْلَقَ بِالْفِي عَامٍ -

(صحابہ ستہ کی کتابیں اور مودۃ القرینی
سید علی ہمدانی)

ترجمہ :-

انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ کائنات کی تخلیق سے
دو ہزار سال پہلے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے۔

(۱) لا الہ الا اللہ (۲) محمد رسول اللہ (۳) علی آخ رسول اللہ
کوئی اور مہبود نہیں ہے سوائے اللہ کے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور
علی رسول اللہ کے بھائی ہیں۔

اب دشمنان اسلام سے کہہ دیں۔ کہ اگر تم منکر ہو تو یقیناً تم ایسی جنت میں نہیں جا
سکتے۔ جس کے دروازے پر مکمل لکھا ہوا ہو۔ لہذا جتنا جلد ہو سکے۔ توبہ کرو۔ ایمان کو
مکمل کرو۔ نہ معلوم کب مر جاؤ۔ اور جہنم کا دروازہ کھلے گا۔ اور شیعہ سنی دونوں سے
خارج ہو جاؤ۔

(گمراہ نماز جمعہ اول ص ۳۲، ۳۳)

نوٹ :-

اہل تشیع کلمہ مذکورہ کو اہل سنت کی دو اور کتابوں سے بھی ثابت کرتے ہیں۔

۱۔ ینا بیع المودۃ - تصنیف سلیمان بن ابراہیم قندوزی ص ۲۰۶

۲۔ تذکرۃ الخواص - تصنیف سبط ابن جوزی ص ۲۲

جوابہ اول :-

جواب پہلے ایک امر کی نشاندہی ضروری خیال میں آئی۔ وہ یہ کہ اہل تشیع

کہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ آخ رسول اللہ الخ“
نہیں ہے۔ بلکہ ”علیٰ ولی اللہ خلیفۃ رسول اللہ الخ“ ہے۔

اب آئیے اس جواب کی طرف۔

”کہ اگر نماز، کا مصنف ابو جعفر زیدی کنا یہ چاہتا ہے۔ کہ ہم اہل تشیع نے
سنیوں کی کتابوں سے اپنا موجودہ کلمہ لکھا ہوا رکھا دیا ہے۔ لیکن سنی تاقیامت اپنی
کتابوں سے یہ ہرگز نہ لکھا سکیں گے۔ کہ ”علیٰ ولی اللہ الخ“، نہیں پڑھنا چاہیے۔ یا
ایسا کہ جس میں یہ القاعدہ ہوں وہ ہرگز نہ لکھا سکیں گے۔

زیدی کی یہ جہالت کہیے یا خوش فہمی! لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ اہل سنت اور
اہل تشیع دونوں کی کتب میں کلمہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کے
القاعدہ کے ساتھ مذکور ہے۔ علی ولی اللہ! میرا مؤمنین وغیرہ زائد القاعدہ موجود ہیں۔
اس کے ثبوت کے لیے ہم درجنوں حوالہ جات پیش کر چکے ہیں۔

ابو جعفر زیدی نے کس ڈھٹائی کے ساتھ جھوٹ بولا کہ ”علیٰ الخ رسول اللہ“
کے الفاظ سنیوں کی صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ زیدی نے
صحاح ستہ کو دیکھا بھی یا نہیں۔ پڑھنا پڑھا تا تو وہ کی بات ہے۔ کہ میں ہمارا مسلک
کی ہوں اور بارہ ان کے پڑھتے پڑھانے کا اتفاق ہوا، ہوا اس کے باوجود ہمیں
ان میں القاعدہ مذکور نہ دیکھی۔ تعجب کی بات ہے۔ زیدی وغیرہ کو ہمارا کلمہ چیلنج
ہے۔ کہ صحاح ستہ کی کسی کتاب سے مذکورہ کلمہ انہی الفاظ کے ساتھ جنت کے دروازے
پر لکھا ہوا دکھا دیں۔ تو میں ہزار روپیہ نقد انعام دوں گا۔

جواب ہے دوم:-

اہل تشیع کی معتبر کتب سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ کلمہ میں علی ولی اللہ

و غیر الفاظ نازلہ موجود نہیں۔

اب ایک متفقہ حقیقت کو ذکر کرتے ہیں۔ زمین و آسمان سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا شاہکار عرش ہے۔ عرش اعظم پر بھی کلمہ تحریر ہے۔ لہذا قرآن مجلی سے پوچھئے وہ کلمہ کن الفاظ کے ساتھ ہے۔

تذکرۃ ائمہ :-

پس حضرت آدمؑ نعرہ بیوسے بالا دید کہ بر عرش فرشتہ است
 ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“

(تذکرۃ الائمہ صنفہ لاباقر مجلسی ص ۱۱)
 مطبوعہ تہران مبع جدید

ترجمہ :-

پھر حضرت آدمؑ علیہ السلام نے اوپر کی جانب دیکھا کہ عرش پر یہ کلمہ
 ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

تذکرۃ ائمہ :-

پس بیوسے قلم وحی نمود کہ بنوئیس توحید میں پس قلم ہزار سال در ہوش
 گردید از شنیدن کلام الہی۔ و چون بہ ہوش آمد گفت پروردگار چه چیز
 بنوئیسیم؟ فرمود کہ بنوئیس۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔
 (تذکرۃ الائمہ ص ۱۹)

ترجمہ :-

پھر اللہ تعالیٰ نے قلم سے کہا کہ میری توحید کلمہ۔ یہ سن کر قلم ہزار سال تک
 بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو کہا۔ اے اللہ کیا کلموں؟ حکم ہوا۔
 ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھو۔

جادو وہ جو سرچڑھ کر بسے۔ مینوں کا کمر خدائی تیش کی کتا بوں میں گونج رہا ہے۔
 عرش الہی پر تحریر شدہ کمر ہم دست کا کمر ہے۔ قضا و قدر کے قلم نے جو کھادو ہمارا کمر ہے
 اسی طرح جنت میں اور جہنم کی پیشانیوں پر تحریر شدہ کمر بھی ہمارا کمر ہے۔ بقولہ قلم،
 کو کیا بیر تھا۔ کہ اس نے علی ولی اللہ وغیرہ الفاظ نہ لکھے۔ یا اسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ
 کے لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ کچھ تو بولو؟

جواب سوم

تذکرۃ النخوام اور ینایع المودۃ کیسی اور

کن کی کتابیں ہیں؟

جیسا کہ سلوڈ بالا میں ہم تحریر کر چکے ہیں۔ کہ اہل سنت کی کتب صحاح ستہ میں
 زید کا خسی والا کمر قطاری نہیں۔ بلکہ ان میں اور الہی تیش کی معتبر کتابوں میں دو لالہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ، ہی مذکور ہے۔ زائد الفاظ کا کہیں وجود نہیں۔ ان
 تذکرۃ النخوام اور ینایع المودۃ میں اس قسم کے الفاظ درج ہیں۔ لیکن ان کتابوں کی
 حیثیت نہیں۔ کہ معجزہ آیات کو ان کی عبارات سے چھوڑ دیا جائے۔ اس کے
 باوجود ان دونوں کتابوں کو مہل سنت کی معتبر کتاب، کہنا سراسر زیادتی ہے۔
 کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ دونوں کتابیں الہی تیش کی تعینت ہیں۔ یہ ایک سادہ سخی
 المیر اور خدا سبحان تعالیٰ ہے۔ کہ قرآن اولیٰ میں بہت سے رافضی ایسے تھے۔ جو
 مینوں کے ہمارے میں بوس تھے۔ اور اپنے آپ کو کشتی کہلاتے رہے۔ کہتا میں
 کہیں۔ اور ان میں عقائد و نظریات رافضیہ وغیرہ کے درج کر دیئے گئے۔ اور اپنے

آپ کو سنی کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کی۔

تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث درویش نے ایسے کئی ایک تفتیہ باز شیعوں کی نشاندہی کی ہے۔ من جملہ ان بیرونیوں سے ان دونوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ باوجودیکہ کثر شیعہ تھے پھر بھی اپنے آپ کو سنی کہتے کہلاتے رہے۔ قارئین کرام! ینایع المودۃ نامی کتاب میں درج شدہ مسائل کا با تفصیل مطالعہ چھوڑیئے اس کے دیباچہ میں درج شدہ فہرست مضامین کا مطالعہ کریں۔ تو ان سے ہی آپ جان جائیں گے کہ اس کتاب میں شیعیت درج ہے مسئلہ امامت میں اکثر اہل بیت کے معصوم ہونے کے دلائل، بارہ ائمہ والی احادیث سے غلافے ٹلاش کر نکال دینا اور اکثر و بیشتر ان روایات کا سہارا لیا جوجانے پہچانے شیعہ تھے۔

نمونہ کے طور پر چند اقتباسات لاکر دیکھیں۔

ینایع المودۃ۔

عَنْ عُبَايَةَ بْنِ رِجْعِيٍّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ النَّبِيِّينَ وَوَلِيِّ سَيِّدِ الْوَصِيِّينَ وَإِنِّي أَوْصِيَانِي بَعْدِي إِثْنَا عَشَرَ أَوْ لَمْ يَكُنْ عَلَيَّ وَآخِرُكُمْ الْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَنَا وَعَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَبَنُوهُمْ مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ مُطَهَّرُونَ مَعْصُومُونَ.

(ینایع المودۃ ص ۲۴۵ باب مطہرون و معصومون)

حَدَّثَنَا هَذِهِ الْأَيْمَةُ اثْنَا عَشَرَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَ
عِشْرَتِهِ إِذْ لَا يُمْكِنُ أَنْ يُحْمَلَ هَذَا الْحَدِيثُ عَلَى الْخُلَفَاءِ
بَعْدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ لِقَوْلِهِمْ عَنْ اثْنَا عَشَرَ.

درنا بیع المودۃ ص ۴۴۲ مطبوعہ قراقرم

ترجمہ:

معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث سے وہ
بارہ امام قرار دیے ہیں۔ جو آپ کی اہل بیت اور حضرت سے تعلق رکھتے
ہیں۔ اس حدیث کو آپ کے بعد خلیفہ بننے والوں پر محمول کرنا ناممکن
ہے۔ کیونکہ وہ بارہ سے کم ہو گئے۔

ان دونوں حوالہ جات سے بیع المودۃ سے معتصم سلیمان بن ابراہیم
تقدوزی کے مسلک کا پتہ چلتا ہے۔ یعنی وہ احمد اثنا عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے تینوں خلفاء کو شمار نہیں کرتا۔ اور اہل تشیع کی طرح انہی بارہ اماموں کا قائل
اور معتقد ہے۔ جو ان کے ہاں مقرر ہیں۔ پھر اہل تشیع کی طرح وہ بھی معتصم اہل بیت
کا قائل ہے۔

نور الذی ان دو باتوں سے ہر صاحب علم کی سمجھ گاہ کو کبھی متنی کا یہ عقیدہ نہیں
ہو سکتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اس کتاب کا معتصم متنی نہیں بلکہ کفر شیعہ ہے۔ اور
حقیقت کا یہی محض نتیجہ کے طور پر لگا رکھا تھا۔ مشورہ شیعوں سے ان کے معتقدات
کی روایات اس کے مسلک کو اور بھی واضح کر دیتی ہیں۔ چونکہ سلیمان بن ابراہیم مذکورہ
کا زمانہ بہت قریب کا زمانہ ہے۔ یعنی اس کے زمانے کے رجال کی کتب کی تدوین کے بعد
اس نے انکھ کھولی۔ اس لیے ہماری کتب اس کے رجال اس کے تذکرے سے
خاموش ہیں۔ اگر اس کا زمانہ پہلے کا ہوتا۔ تو وہ دھڑا اور پانی الگ الگ ہوتے۔

دوینا بیچ المودتہ کی مذکورہ روایت کا رد ہی نہ عبا یہ بن ربیع، کون تھا؟ کس مسلک سے متعلق تھا؟ اہل تشیع سے نہیں۔

یتقیہ المقال :-

عَبَّاسِيَّةُ بْنُ عَمْرِو بْنِ رَبِيعٍ مِنْ أَصْحَابِ الْحَسَنِ وَعَدَّهُ
فِي الْخَلَّاصَةِ أَيْضًا مِنْ أَصْحَابِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَفِي رِجَالِ الرَّقِيِّ مِنْ خَوَاصِهِ ----- أَقُولُ
حَسَنَ عَقِيدَتِهِ مُسْلِمَةً وَكَوْنُهُ مِنْ خَوَاصِهِ الَّذِي
شَهِدَ بِهِ الرَّقِيُّ يُذِرُّ جُحَةً فِي الْحَسَنِ كَمَا لَا يَنْخَفِي -

یتقیہ المقال جلد دوم ص ۱۳۲ باب البین
مطبوعہ تہران طبع ہمدان

ترجمہ :-

عبا یہ بن عمرو بن ربیع امام حسن رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھا۔
اور ”خلاصہ“ میں اس کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب
میں سے بھی شمار کیا گیا ہے۔ اور ”رجال الرقی“ میں اس کو حضرت
علی المرتضیٰ کے خاص ساتھیوں میں شمار کیا گیا میں صاحب
یتقیہ المقال کہتا ہوں کہ عبا یہ بن ربیع کا عقیدہ اچھا ہونا مسلم ہے۔
اور ”رجال الرقی“ میں اس کو حضرت علی المرتضیٰ کے خاص دوستوں
میں شمار کرنا سے ان راویوں میں داخل کر دیتا ہے۔ جو ”حسان“
ہیں۔ بیساکرات واضح ہے۔

”صاحب یتقیہ المقال“ کا کہنا کہ عبا یہ کا عقیدہ اچھا ہے۔

عبا یہ کے نظریات اور عقائد کی نشاندہی کرتا ہے۔ صاحب یتقیہ المقال شیعوں

کا نامور امام ہے۔ یہ کسی کو اپنی دیکھ اور پر سکے، عقیدہ کا پختہ ہونے کا سرٹیفکیٹ نہیں دے سکتا۔ امام حسن اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے اصحاب و خواص میں سے اس کو شمار کرنا بھی اسی امر کی دلیل ہے۔ کہ بختہ شیعہ تھا۔ درنا یح المودۃ، میں جابر جعفی سے ایک روایت ان الفاظ سے مذکور ہے۔

ینا بیع المودۃ؛

إِنَّ الْأَئِمَّةَ هُمُ الَّذِينَ نَعَىٰ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَمَانَتِهِمْ وَهُمْ اثْنَا عَشَرَ.

(رنا یح المودۃ ص ۴۲۶)

ترجمہ:

یعنی ائمہ حضرات وہ ہیں۔ جن کی امامت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے نص فرمائی۔ اور وہ وہی بارہ ہیں۔ (جن کے شیعوں نے متفقہ ہیں۔)

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے، کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کی امامت کے لیے کوئی نص نہیں فرمائی۔ لہذا اگر اثنا عشر کو منصوص ماننے والا کب سنی ہو سکتا ہے۔

صاحب رنا یح المودۃ کا چوتھم حضرات ائمہ کے متعلق منصوص ہونے کا عقیدہ تھا۔ اس لیے ایسی روایت اس نے اپنی کتاب میں ذکر کی۔ لیکن مزے کی بات یہ ہے۔ کہ اس نص والی روایت کا راوی ”جابر جعفی“ بھی شیعہ ہونے میں کسی سے کم نہیں۔ صاحب تنقیح المقال نے اس کے متعلق یوں لکھا ہے۔

تنقیح المقال :-

إِنَّ الَّذِي يُسْتَفَادُ مِنْ مَجْمُوعِ مَا مَرَّ مِنَ الْأَحْبَارِ أَنَّ الرَّجُلَ فِي غَايَةِ الْجَلَالَةِ وَنَهَايَةِ الشَّالَةِ

وَلَهُ مَنَزَلَةٌ عَظِيمَةٌ عِنْدَ الصَّادِقِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
بَلْ هُوَ مِنْ أَسْرَارِهِمَا وَبَطَانَتِهِمَا وَمَوْرِدِهَا
الْخَاصَّةِ وَعَيْنَاتِهِمَا الْمُخْصُوصَةِ وَأَمِينَتُهُمَا
عَلَى مَا لَا يُؤْتَمَنُ عَلَيْهِ إِلَّا أَوْحَدَى الْعُدُولِ مِنَ
الْأَسْرَارِ وَمَنَاهِبِ أَهْلِ بَيْتِهِ -

فتح المقال جلد اول ص ۲۰۳ باب الحجیم
مطبوعہ تہران طبع قدیم

ترجمہ :

حقیق یہ ہے کہ گزشتہ تمام اخبار سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جابر جعفیؑ
نہایت جلالت شان کا مالک اور بڑے مرتبے والا تھا۔ اور امام باقرؑ
ہم سفر صادق رضی اللہ عنہما کے ہاں اس کا عظیم مرتبہ تھا۔ بلکہ شخص ان عظیم
امول کا وارث اور ان کی دوست تھا۔ ان کی مخصوص مہربانیوں کا مرکز تھا۔
اور ان کا امین تھا اور ان کے امانتوں کا جی کا کسی مازدان کو ہی امین
بنایا جاتا ہو۔ اور اہل بیت کے ساتھ اس کا دورہ ماحولانہ تھا۔

تہذیب التہذیب :

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى قِيلَ لِرَازِدَةَ ثَلَاثَةٌ لَمْ لَا تُرَوِّ
حَنُفَرًا ابْنُ أَبِي كَيْلَانَ وَجَابِرُ الْجَعْفِيِّ وَالْكَلْبِيِّ قَالَ أَمَّا
الْجَعْفِيُّ فَكَانَ وَاللَّهِ كَاذِبًا يُؤْمِنُ بِالزَّجَعَةِ وَقَالَ
أَبُو يَحْيَى الْحَمَانِيُّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ مَا لَقِيتُ أَكْذَبَ
مَنْ جَابِرِ الْجَعْفِيِّ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ يَعْلَى
سَمِعْتُ رَازِدَةَ يَقُولُ جَابِرُ الْجَعْفِيِّ رَافِضِيٌّ

يَشْتَعِرُ أَصْحَابَ الشَّيْطَانِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ

(تہذیب التہذیب جلد دوم باب الہیم
ص ۲۸۹، مطبوعہ بیروت مطبع جدید)

ترجمہ:

یہی بخیر بخیر نے کہا۔ کہ زائدہ سے پوچھا گیا۔ کیا وہ ہے تم ان تین
آدمیوں سے روایت نہیں کرتے۔ ۱۔ ابن ابی سیبی۔ ۲۔ جابر جعفی۔ ۳۔
کعبی۔ کہنے لگے۔ کہ جعفی سے اس لیے نہیں کہ خدا کی قسم وہ جو ثناء آدمی ہے
اور حجت پر ایمان رکھتا ہے۔ ابو یحییٰ حمافی نے ابو خنیسہ سے بیان کیا۔
انہوں نے کہا۔ کہ میں جعفی کے لوگوں سے ملا ہوں۔ ان میں سب سے بڑا
جو ثناء جابر جعفی ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کا ہی کہنا ہے کہ میں نے
زائدہ سے سنا۔ وہ جابر جعفی کے متعلق کہتے تھے۔ کہ وہ لاعلمی ہے۔ اور
ضروری اثر طرد و علم کا مصاب کو گالی دیتا ہے۔

میزان الاعتدال ۱۰

جَابِرُ ابْنِ يَزِيدَ بْنِ حَارِثَ الْجُعْفِيِّ اُنْكَوِيَ اَحَدُ
عُلَمَاءِ الشَّيْطَانَةِ وَقَالَ ابْنُ حَبَّانٍ كَانَ
سَهَابًا مِنْ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَبَا كَانَ يَقُولُ إِنَّ
عَلَيْنَا يَرْجِعُ إِلَى الدُّنْيَا عَنْ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ
جَابِرٌ لَجُعْفِي يَقُولُ دَابَّةُ الْأَرْضِ عَلَى رِجْلِ اللَّهِ عَزَّ

(میزان الاعتدال جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۸)

باب حرف الہیم مطبوعہ مصر مطبع قدیم

ترجمہ:

جابر جینی شیعہ علماء میں سے ایک تھا۔ ابن حبان نے اسے سبائی کہا۔
 جو عبد اللہ بن سبأ یہودی کے پیروکار ہیں۔ اس کا عقیدہ یہ تھا۔
 کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔۔۔۔۔ ابن
 عیینہ سے منقول ہے۔ کہ جابر جینی کہتا تھا۔ کہ وہ ابۃ الارض، وراصل حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔

خلاصہ:

قائمی کرام: ینادیج المودۃ کے چند حوالہ جات اور اس میں روایات کے ذریعوں
 کے حالات سے اپنے اس کے حعلق، بخوبی جان لیا ہو گا۔ کہ یہ کتاب کس مسلک کی
 ترجمان اور اس کا مصنف کس مذہب کا پیرو ہے۔ اس تمام باتوں سے یہی ثابت ہوا۔
 کہ یہاں یہاں، ایم سنی نہیں بلکہ سنی بنا ہوا تھا۔ وہ درحقیقت رافضی شیعہ تھا۔ اور اپنے
 نام کے ساتھ منحنی لکھنا اس فریب دہی سے ہے۔ تاکہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول چھونک
 کر شیعہ مسلک کی ترویج اور تشویر کرے۔ ایسے شخص کی کتاب سے روایت ذکر کر کے
 اہل سنت پر حجت قائم کی جا رہی ہے؟ ینادیج المودۃ کے مصنف کے حالات
 اور اس کی کتاب میں مرقوم اس کے حقائق پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد اب
 دوسری کتاب ”تذکرۃ الخواص“ کا ذکر بھی سن لیجئے۔

تذکرۃ الخواص اور اس کے مصنف کا تعارف

”تذکرۃ الخواص“، سبط ابن جوزی کی تصنیف ہے۔ اس میں ابن جوزی نے
 جابجا حضرت مہاجر کرام پر تہنیز بازی کر کے اپنے مسلک کی نشاندہی کی ہے۔

میر دست چند عبارات کا ترجمہ یہ صغیر پیش کر رہا ہوں۔ تاکہ اہل مہارت دیکھنا آسان ہو جائے۔

۱۔ عثمان نے جب حکم کا جنازہ پڑھایا۔ تو لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی۔ اور تنگ اگر انہیں قتل کر دیا۔

۲۔ ایک خود ساختہ ملک شیعہ کی زبانی حضرات شیعین پر الزامات مان کر یکے اُن پر تیز بازی کی اس طرح ابن جوزی نے اپنے دل کی بیڑا اس نکالی۔ قرضی ملک کے سوال لائحہ ہوں۔

۱۔ حضرت ابو بکر کی خلافت پر صحابہ کرام کا جملہ انہیں ہوا تھا۔ ص ۶۰

۲۔ ابو بکر و عمر نے نفس پرستی کی وجہ سے حضرت علی المرتضیٰ کو خلافت کے حق سے محروم کر دیا۔ نیز حمزہ علی اشد مدد و مسلم کی مخالفت کی بنا پر ابو بکر عفو کے مستحق نہ تھے۔ ص ۶۲

۳۔ ابو بکر کی حکومت شر پر مبنی تھی۔ اس لیے ماکم کو قتل کر دینا چاہیے ص ۶۱

۴۔ مرد بین العالمی پر پارادکس و محو مدار تھے۔ کہ یہ اعجاز بیٹا ہے ص ۶۰

ان عبارات سے صاف ظاہر کہ ان کا قاتل سبط ابن جوزی ہرگز سنی نہ تھا۔ بلکہ کٹر شیعہ تھا۔ اس کے شیوہ ہونے کی تصدیق اس کے اسمائے رجال کی کتاب میں بھی کرتی ہیں۔ حوالہ لائحہ ہو۔

میزان الاعتدال

يُوسُفُ بْنُ فَرُغَلَى الْوَاعِظُ الْمَوْرُخُ شَمْسُ الدِّينِ

أَبُو الصَّغَرِ سَبْطُ بْنُ جَوْزِي

قَالَ شَيْخُ مَعْنَى الدِّينِ سَبْقُ الْبُوسَى لَمَّا بَلَغَ

جَدِّي مَوْتَ سَبْطِ بْنِ جَوْزِي قَالَ لَا رَيْبَ أَنَّ اللَّهَ

كَانَ رَافِضِيًّا -

در میزان الاعتدال بد ثلاث باب حرف لاد
مطبوعہ مصر طبع قدیم

ترجمہ ۱۔

سبط ابن جوزی کے متعلق شیخ محی الدین سبکی بوسی کا کہنا ہے کہ جب
اس کی موت کی خبر میرے ہوا مجھ کو پہنچی تو انہوں نے کہا۔ اللہ اس پر رحم
نکرسے۔ وہ رافضی تھا۔

اسی کی تائید شیعہ مفت شیخ عباس قمی نے بھی ان الفاظ سے کی ہے۔

الکافی واللقاب ۱۔

ابو المنظر یوسف بن فرعی بند اوی عالم فاضل مورخ و کالی است و ازاد
است کتاب تذکرہ خواص الائمہ و رد ذکر صفات ائمہ علیہم السلام و مرآت
الزمان و در تاریخ اعیان و در عدد و پہل جلد ذہبی گفتہ و در آن حکایتہا کی
باوردہ کردنی آوردہ وہ گمان ندارد مثنیٰ باشد ناروا گو و گزافہ پردار است و
باین ہمد رافضی است

الکافی واللقاب جلد نمبر ۳ ص ۲۹۷ مطبوعہ

تہران طبع جدید

ترجمہ ۱۔

ابو المنظر سبط ابن جوزی بند اوی ایک عالم، فاضل، مورخ و کالی آدمی
تھا۔ تذکرہ خواص اسی کی تصنیف ہے۔ جس میں حضرات ائمہ اہل بیت
کے خصائص مذکور ہیں۔ اور مرآت الزمان و در تاریخ اعیان بھی اسی
کی کتاب ہے۔ جو چالیس جلدوں پر مشتمل ہے۔ امام ذہبی کا کہنا ہے

کو بڑا ابن جوزی نے ان کتابوں میں ایسی حکایات ذکر کیں جو عقائد یقین و اعتبار نہیں ہیں۔ اور وہی کہتے ہیں کہ اس کے ثقہ ہونے کا مجھے یقین نہیں۔ اِدھر اِدھر کی باتیں کرنے والا اور افسانہ گو تھا۔ ان تمام باتوں کے باوجود وہ یقیناً رافضی تھا۔

تذکرۃ الخواص اور اس کے مصنف کا تعارف

خلاصہ:

تذکرۃ الخواص اور اس کے مصنف کے حالات و عقائد آپ نے ملاحظہ کیے۔ یہنا بیع المودۃ کی طرح یہ بھی رافضی ہے۔ اس لیے ان دونوں کتابوں کا حوالہ ہمارے لیے حجت ہرگز نہیں بن سکتا۔ ان کے مصنفین تقیہ کا سہارا لے کر اہل سنت کو بدنام کرنے کے لیے مٹھی بھرتے رہے۔ ہم نے ان کی اصیلت پر سے پردہ اٹھا دیا ہے۔

الحاصل:

کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیٰ اخ رسول اللہ، علی وصی رسول اللہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ کسی سنی کتاب میں موجود نہیں صحاح ستہ کا حوالہ زید بن علی نے محض دھوکہ دینے کے لیے دیا۔ اور جن کتابوں میں کچھ اس قسم کے الفاظ ملتے ہیں۔ اول تو وہ ہمارے مسلک کی نہ ہونے کی بنا پر ہمارے خلاف حجت نہیں۔ اور دوسرا ان میں یہ کلمہ ہر سند کے بغیر روایت،، کے طور پر ذکر کیا گیا۔ بے سند روایت نہ اہل تشیع کے ہاں مقبول اور نہ ہی اہل سنت کے نزدیک

منقولہ تو ایسی روایت کا سارا لے کر اہل سنت پر اعتراض کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔

اصغر و اکابر شیعہ کے لیے ہمارا چیلنج ہے کہ ایک ایسی روایت ایسی پیش کر دو جو مندرجہ اور صحیح ہوتے ہوئے تمہارے کلمہ میں پڑھے جانے والے الفاظ کی مراحت کرتی ہو یہ پیش کرو اور منہ مالگا انعام پاؤ۔
(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اہل تشیع کے کلمہ پر ان کی دوسری دلیل

غلام حسین نجفی کی کتاب ”کلمہ طیبہ“ میں یہ ثابت کرنے کی جسارت کی گئی کہ تفسیر معبرہ میں غیوں کا کلمہ موجود ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

کلمہ طیبہ

”دعوت ذوالعشیرہ اور علی کی ولایت کا اعلان“

نبی کریم نے دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر نبی محمد مصطفیٰ کو صحیح کیا اور فرمایا تفسیر معبرہ،

يَا مَبْنِيَّ عَبْدَ الْمُطَلِّبِ إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِخَيْرِ
الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَدْ آمَرَنِي اللَّهُ أَنْ
أَدْعُوَكُمْ إِلَيْهِ فَأَتِيكُمْ يُؤَاوِرُنِي عَلَى أَمْرِي
وَيَكُونُ أَحْيَى وَوَصِيٌّ وَخَلِيفَتِي فَأَحْبَبْتُمُ الْقَوْمَ

عَنْهَا جَمِيعًا فَقُلْتُ وَآتَا أَحَدَ شُعْرَتَنَا أَنَا يَا نَبِيَّ
 اللَّهُ أَنَا وَزَيْرُكَ عَلَيْهِ فَآخَذَ يَرْقَبَتِي ثُمَّ قَالَ
 إِنَّ هَذَا أَخِي وَوَصِيِّي وَخَلِيفَتِي فِيكُمْ فَاسْتَمِعُوا
 لَهُ وَأَطِيعُوا فَقَامَ الْقَوْمُ يَضْحَكُونَ أَمَرْنَا أَنْ
 نَسْمَعَ لِعَلِيٍّ وَنُطِيعَ -

(تفسیر منظر ہی سورة الشعراء ص ۱۱۶)

دعا فی ثناء اقدس عثمانی جلد ہفتم تاریخ ابنی

الشعراء ص ۱۱۶ - عالم اہل سنت کی معتبر

عہد الدین اسماعیل اور اہل سنت کی

معتبر تاریخ کامل ابن اثیر جلد دوم صفحہ ۲

اہل سنت کی معتبر کتاب کنز العمال جلد

۶ - عالم اہل سنت شیخ علاؤ الدین

ترجمہ -

مغفور نے دعوت ذوالشیرہ کے موقع پر فرمایا کہ اسے نبی مہذب
 میں آپ کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی لایا ہوں۔ اور افسوس
 مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اس کی طرف دعوت دوں۔ اور آپ
 میں جو بھی اس دعوت میں میری مدد کرے گا۔ میرا بھائی ہو گا میرا وصی
 ہو گا۔ میرا خلیفہ ہو گا۔ تو سب قوم خاموش ہو گئی۔ جناب علی فرماتے ہیں
 میں سب سے کم سن تھا۔ اور اٹھا اور عرض کی کہ یا نبی اقدس اس دعوت میں میں
 آپ کا وزیر ہوں۔ تو نبی پاک نے حضرت علی کی گردن پر ہاتھ رکھا۔
 اور فرمایا کہ ان ہذا نبی دومی و خلیفہ کی علی میرا بھائی ہے میرا وصی ہے۔

میرا خلیفہ ہے۔ ہم اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔

ناظرین! یہ دعوت اسلام کا آغاز ہے بہشت کے صرف تین برس گزرے ہیں اور اس کے ساتھ حضرت علی کی ولایت کا اعلان کر رہے ہیں۔ اور صرف توحید و رسالت کا اعلان نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ حضرت علی کی ولایت کا اعلان کر رہے ہیں اور حضرت علی کی اطاعت فرض کر رہے ہیں۔ کلمہ و اطیعوا، پر ذرا غور فرمائیے۔ اور علی کا یہی بھی دیکھئے اب جو شخص اللہ کی اطاعت کرتا ہے یا نبی کی تو اسے پہلے ایمان لانا چاہیئے اللہ اور رسول پر اور جو علی کی اطاعت کرتا ہے۔ اسے علی کی خلافت پر ایمان لانا چاہیئے اور ایمان ایک امر قلبی ہے۔ جب تک اس کا اظہار نہ کیا جائے۔ اس وقت تک معلوم نہیں ہوتا۔ اور اس اظہار کا نام ہے کلمہ۔ لہذا لا الہ الا اللہ خدا پر ایمان لانے کا اعلان ہے۔ محمد رسول اللہ نبی پر ایمان لانے کا اعلان ہے۔ اور علی ولی اللہ حضرت علی پر ایمان لانے کا اعلان ہے۔ توجہ نبی نے فرمایا کہ فاسمعوا و اطیعوا تو یہ سماعت اور اطاعت بغیر ایمان کے معقول نہیں۔ توجہ اطاعت و ایمان دونوں حضرت علی کے متعلق فرض ہیں۔ تو پھر اس کے اظہار اور اعلان میں کیا ہے۔ اور یہی علی ولی اللہ کا اعلان ہے۔ جو کہ حضور نے بہشت کے چوتھے برس مکہ میں فرمایا۔ اب جو لوگ اور اس تماشے کے لوگوں کو یہ اعلان ناگوار گزرا۔ اور ان جیسے جو لوگ بھی دنیا میں ہیں ان پر یہ اعلان ناگوار گزرتا ہے۔

(رسالہ کلمہ فیہ مضیفہ غلام حسین نجفی شیعہ ص ۱۵۵)

مطبوعہ ماڈل ٹائون لاہور

جواب اول۔

بیساکر آپ تارمین اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اہل تشیع اپنے کلمہ میں

”علی ولی اللہ“ کے الفاظ پڑھتے ہیں۔ اور اہل سنت اس طرح کہہ رہے ہیں ان الفاظ کو نہیں پڑھتے۔ یعنی شیعہ مذہب میں یہ الفاظ کلمہ کی جزء ہیں۔ اب کبھی شیعہ پر لازم تھا۔ کہ سوا اسی ہمیش کرتا جس میں ان الفاظ کو کلمہ طیبہ کی جزء کے طور پر ذکر کیا گیا ہوتا تفسیر منظر ہی کامل ابن اثیر اور کنز العمال وغیرہ میں ان الفاظ کا وجود مذکور نہیں۔ بلکہ ”اعنی و صبی و طیفی“ الفاظ مذکور ہیں۔ جن کے ذریعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو اپنا بھائی، پناہ دہی اور اپنا خلیفہ کہا ہے۔ ان الفاظ کا موجود ہونا بھی مثل نظر ہے۔ کیونکہ کلمہ صحیح میں سے ان کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس کی تفصیل تحفہ جعفریہ میں گزر چکی ہے۔ لیکن اگر ان الفاظ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے۔ تو ان تینوں الفاظ کا ان الفاظ سے کیا تعلق جو شیعہ لوگ اپنے کلمہ میں جزء کلمہ سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا کون متکرم ہے۔ لیکن مسئلہ خلافت اور کلمہ طیبہ میں کیا مناسبت ہے۔ خواہ مخواہ دوسرے آدمی کی باتیں کر کے وقت ضائع کیا گیا۔ اور دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ تفسیر منظر ہی کی عبارت اور شیعوں کے کلمہ کا باہم کوئی رابطہ نہیں ہے۔

جواب دوم

تفسیر منظر ہی سے جو عبارت نجفی شیعہ نے ذکر کی۔ اس کی اس مقام پر کوئی سند مذکور نہیں۔ اس کو سکتا ہے کہ علامہ بنو نے کسی اور مقام پر اس کی سند ذکر کی ہو۔ تو جب تک اس کی سند معلوم نہ ہوگی۔ اس کے مقام و مرتبہ کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال اس میں جو تین الفاظ (اعنی، و صبی، و طیفی) موجود ہیں۔ انہیں اپنے ذمہ کے مطابق نجفی اور اس کے ہم نوا کلمہ طیبہ میں شامل مانتے ہیں۔ یعنی ان کے پڑھنے کے بغیر کوئی ”مومن“ نہیں ہو سکتا۔ کسی کا مومن ہونا یا ہونا ”اصول دین“ میں سے ایک اصل ہے۔ یعنی اگر وہ علی ولی اللہ، کوئی پڑھے گا۔ تو مومن و رند

غیر مومن کہلائے گا۔

اسی مضمون کی طرف نجفی نے تفسیر مظہری سے نقل کردہ عبارت کی تشریح و تفسیر کے ضمن میں اشارہ کیا ہے۔ تو جب یہ معاذ اہل دین "سے متعلق ہوا۔ تو اس کے ثبوت کے لیے کوئی ٹھوس دلیل دینی چاہیے تھی۔ قرآنی آیت ہوتی یا کوئی ایسی حدیث جو سند، مرفوع اور صحیح کے درجہ کی ہوتی۔ روایت مذکورہ آیت قرآنی تو قیضاً نہیں۔ اور حدیث اگر ہے تو اس درجہ کی نہیں۔ جس سے "اہل دین" ثابت ہو سکیں۔ روایت بالا کی سند مکمل طور پر موسوم نہ ہو سکی۔ البتہ علامہ نقوی کہتے ہیں کہ اس کا راوی "محمد بن اسحاق" ہے۔ آئیے! محمد بن اسحاق کی سیرت اسلئے مدجال کی کتابوں میں دیکھیں۔ تاکہ اس کی روایت کا درجہ و مقام متعین ہو جائے۔

میزان الاعتدال :-

مُعَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ يَسَّارٍ أَبُوبَكْرٍ الْمَخْزُومِيُّ ---
 قَالَ مُعَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ
 رُمِيَ بِالْقَذْرِ وَكَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَقَالَ ابْنُ
 الصَّبَّاحِ لَمْ أَجِدْ لَهُ سِوَى هَذَيْنِ مُنْكَرَيْنِ
 وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ هَذِي مُمْتَزِعَتَانِ وَقَالَ
 سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ كَذَّابٌ وَقَالَ وَهَيْبُ سَمِعْتُ
 هَظَامَ بْنَ عُرْوَةَ يَقُولُ كَذَّابٌ وَقَالَ وَهَيْبُ
 سَأَلْتُ مَالِكًا عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ فَأَنَّهُمْ وَقَالَ
 عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ كَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ
 الْأَنْصَارِيُّ وَمَالِكُ بْنُ جَرَّحَانَ ابْنُ إِسْحَاقَ
 وَقَالَ يَحْيَى ابْنُ أَدَا مَرَّحَدْنَا ابْنَ إِدْرِيسَ

قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَالِكٍ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ ابْنَ إِسْحَاقَ
يَقُولُ أَغْرِضُوا عَلَيَّ عِلْمَ مَالِكٍ فَإِنِّي بَيِّطَارُهُ
فَقَالَ مَالِكٌ انْظُرُوا إِلَى دَجَالٍ مِنَ الدَّجَاجِلَةِ
وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ رَأَيْتُ ابْنَ إِسْحَاقَ فِي مُسْجِدِ
الْبُخَيْرِ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَرَانِي مَعَهُ أَحَدٌ
اَتَّهَمُوهُ بِالْقَدْرِ وَرَوَى أَبُو دَاوُدَ عَنْ
حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ مَا رَوَيْتُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ
إِلَّا بِالْإِضْطِرَّارِ وَقَالَ أَحْمَدُ
هُوَ كَثِيرُ التَّحَدُّ لَيْسَ قَالَ يَحْيَى
الْقَطَّانُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ
كَذَّابٌ۔

دمیضان الامتدال مجدد ص ۲۲۱

حرف الیم مطبوعہ مصر بیت قدیم

ترجمہ:

محمد بن عبدالمؤمن نے کہا کہ محمد بن اسحاق قدریہ فرقہ کی طرف منسوب
کیا گیا۔ اور اس نظریہ میں وہ دوسرے لوگوں سے بہت آگے نکلا ہوا
تھا۔ ابن مدینی نے کہا کہ میں نے ابن اسحاق سے صرف دو حدیثیں سنی ہیں
اور وہ بھی منکر ہیں۔ ابو داؤد کا کہنا ہے کہ یہ قدری اور معتزلی عقائد کا حامل
تھا۔ سیماں تہی نے اسے کذاب، کہد و ہیب کا کہنا ہے۔ کہ میں نے
امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا کہ ابن اسحاق "کذاب" ہے۔ وہ ہیب ہی نے کہا کہ میں نے امام مالک سے اس کے بارے

میں پوچھا۔ تو انہوں نے اسے بہتم کہا۔ یہ بیٹے بن آدم کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ابن ادریس نے بتلایا۔ کہ میں امام مالک کے پاس تھا۔ تو کسی نے کہا ابن اسحاق کہتا ہے۔ کہ امام مالک کے علوم مجھ پر پیش کر دو۔ میں ان کی جاہل پڑتال کروں گا۔ یہ سن کر امام مالک نے کہا دو جاہلوں میں سے ایک دو جاہل کو دیکھ لو۔ ابن مینہ کا قول ہے۔ کہ میں نے ابن اسحاق کو مسجد خیف میں دیکھا۔ تو مجھے شرم آئی۔ کہ کہیں سے کوئی شخص مجھے اس کے ساتھ بیٹھانہ دیکھ لے۔ لوگ اس پر قدریہ کا الزام لگاتے تھے۔ حلوین سلمتہ سے ابو داؤد نے روایت کی۔ کہ میں نے ابن اسحاق سے بغیر مجبوری کے کبھی روایت نہیں کی۔ امام احمد کا کہنا ہے۔ کہ ابن اسحاق بہت زیادہ حدیثیں کرتا تھا۔ یہ کبھی قطان کا کہنا ہے۔ کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ ابن اسحاق "کذاب" ہے۔

ملحہ فکریہ :-

قارئین کرام! نجفی شمس نے اصول دین میں سے ایک اہل کو ثابت کرنے کی جو بونڈی کوشش کی۔ اپنے اس کی ایک جھلک دیکھ کر لی کیا مزے کی بات ہے کہ وہ ملی ولی افتدرا، ان کے دین کے اصول میں سے ایک اصل اور اس کو ثابت کرنے کے لیے کتب اہل سنت کا سہارا؟ یہ دھوکہ اور فریب نہیں تو اور کیا نام دوں گے؟ بے دے کے اس کاراوی محمد بن اسحاق تھا جس کی کیفیت اور حالت آپ چرچہ کے ہیں۔ قدری، معتزلی، و جاہل، کذاب اور بہتم ایسے الفاظ اس کے متعلق کہے گئے۔ کیا ان اوصاف کے حامل شخص کی روایت اصول دین کے ثبوت میں کارگر ہو سکتی ہے۔ ہم نجفی کو اس مقام پر بھی پہنچا کرتے ہیں۔ کہ جرات

کرو۔ اور ہماری کتب معتبرہ سے کوئی ایک روایت مستند، مرفوعہ اور صحیح پیش کر دیں
 میں تمہارا کلمہ مذکور ہو۔ تو منہانگ انعام پاؤ۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

تیسری دلیل

ابن شیعہ کو ہمارے گزشتہ جواب پر تسلی نہ ہوئی۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم
 شیعہ لوگوں نے اہل سنت کی کتابوں سے جو اپنا کلمہ ثابت کیا ہے۔ وہ بطور لازم تھا۔
 یعنی اسے سنیو! تم ہمارے کلمہ کی مخالفت کرتے ہو حالانکہ یہ کلمہ ہماری کتابوں میں
 مذکور ہے۔ ہم شیعہ اپنے کلمہ کا ثبوت اپنی کتب معتبرہ سے پیش کرتے ہیں۔ نجی
 نے اسی طرز پر کہا۔

حکمدہ طیبہ

”علی ولی اللہ“ کلمہ طیبہ کی جڑ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ یومن کا یہ کلمہ ہے۔ لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وغلیضۃ رسول اللہ۔ یہ کلمہ شیعہ کی مستند
 کتابوں میں مذکور ہے۔ شیعہ کے امام کا فرمان ہے۔ اور شیعہ اسے پڑھتے ہیں اس
 میں آپ کو کیا ذکر ہے۔ آپ علی ولی اللہ کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ اور آپ ہر
 روز صبح کی اذان میں اَلْقَسْدُوۃُ خَیْرٌ مِنْ النَّوْمِ۔ بھی کہتے ہیں۔ کیا یہ کلمہ زبیر رسول
 میں کبھی حضرت بلال نے کہا تھا۔ کیا نبی کریم نے اس کی تعلیم دی ہے۔

(رسالہ کلمہ طیبہ ص ۱۸)

جواب

جیسا کہ سطور بالا میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ بعضی کا کہنا ہے کہ ”میں ولی اللہ ہوں اور
 بڑا ہی بے ہے کہ ہماری مستند کتابوں میں اس کو جزد کہہ کر لکھا گیا ہے مستند کتاب
 سے مراد ”امول کافی“ ہے اس کتاب میں ”کتاب الحجۃ باب ۱۰۰۰ کے تحت
 ایک حدیث کو سامنے رکھا گیا۔ امول کافی کی شرح مرآۃ العقول میں یہ عبارت درج
 ہے۔“
 مرآۃ العقول:

عَلَيْ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ
 ابْنِ اَبِي عُمَيْرٍ عَنْ اَبِي التَّيْبِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي
 جَابِرٍ عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ
 لَهُ لِمَ سَمَّيْتَ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ اِنَّهُ سَمَّاهُ
 وَهَكَذَا اَنْزَلَ فِي كِتَابِيهِمْ "وَاِذَا اخَذَ رَبُّكَ
 مِنْ اَبْنِيْ اَدَمَ مِنْ كُلِّ نُوْرٍ هَدًى ذَرِيَّتَهُمْ وَ
 اَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَا اَنْتَ بِرَبِّكَمْ وَاَنَّ
 مُحَمَّدًا رَّسُوْلِيْ وَاَنْتَ عَلِيٌّ اَمِيْرُ
 الْمُؤْمِنِيْنَ

مرآۃ العقول تصنیف تاجر مجلسی جلد ۳ ص ۲۶

کتاب الحجۃ باب ۱۰۰۰ بطور تخریج علی حدیث

قرجہ ۱۔

بکثرت استاد جابر نے جناب امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

صافی۔

در شرح حدیث چہارم باب ششم کتاب الایمان والکفر جو تمامہ بود کو مراد
اُس باشد کہ از محمد تا آخر در لفظ قرآن بود و مخالفان استعاظہ کردہ باشند۔

(صافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ ج ۲)

سوم حصہ دوم ص ۸۶ باب ۱۱ المغیرہ

(کشور طبع قدیم)

ترجمہ۔

اصول کافی کے چٹے باب کتاب الایمان والکفر کی چوتھی حدیث کی شرح
یہ ہو سکتا ہے۔ کہ اسی روایت سے مراد یہ ہو کہ لفظ محمد سے آخر تک
(ان محمد اور سولی وان علیا امیرا المؤمنین) کے الفاظ

قرآن میں تھے۔ لیکن مخالفین نے انہیں باہر نکال دیا جو۔

اسی درخواست کے مطابق اہل تشیع کو یہ تسلیم کرنے میں بغل نہیں کرنا چاہیے۔ کہ
موجود قرآن مکمل آیات پر مشتمل نہیں۔ اسی میں تحریف و تبدل کیا گیا ہے۔ اور یہ اصول دین
میں سے ہے کہ قرآن کو محرف نہ کہنے والا بدعت اور کافر ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہو سکتا ہے۔ کہ نجفی تحریف قرآن کے قول سے بچنے کے لیے یہ
کہہ دے۔ کہ حدیث مذکورہ صحیح نہیں۔ بلکہ موضوع و مراد وہ ہے۔ اور نجفی کو یہ کہنے میں
باک نہ ہو گا۔ کیونکہ اس حدیث کی مہجول ہونے کی تصریح لا باقر مجہول نے کر دی ہے۔
”مرآۃ العقول“ میں ہے۔ الحدیث الرابع مجهول (ج ۲ ص ۱۳۷)

جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ کہ کتاب الایمان والکفر کے باب ناورد کی حدیث مذکورہ
”چوتھی حدیث“ تھی۔ اسی منبر کے مطابق لا باقر مجہول نے اس پر کاری ضرب لگائی۔
اب نجفی صاحب پھنس گئے کہ ایسی مہجول حدیث سے ”علی ولی اللہ“ کو تہذیب

ثابت کر رہے ہو۔ جو اصول دین میں سے ہے۔ کیا اصول دین کا ثبوت اسی قسم کی احادیث و روایات سے ہوتا ہے؟ نکلو میدان میں۔ اگر کوئی آیت ہے، کہ جس میں علی ولی اللہ کے الفاظ ہوں۔ تو پیش کرو۔ اور نقد ایک لاکھ روپیہ وصول پاؤ۔ اگر آیت نہ ملے۔ اور نہ ملے گی۔ تو ان الفاظ کو ”اصول دین“ میں شمار کرنے سے باز رہو۔ اور کھر کی جڑ کے طور پر اسے تسلیم نہ کرو۔ آخر تمہارے ہی اصول کی کتاب نے یہ بھی کہا ہے اصل شیعہ و اصولیہ:

الْإِسْلَامُ وَالْإِيمَانُ يَعْتَمِدُ عَلَى ثَلَاثَةِ
أَرْكَانٍ التَّوْحِيدُ وَالتَّوْبَةُ وَالْعِيعَادُ
فَلَوْ أَنَّكَ الرَّجُلُ وَاحِدًا فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ
وَلَا مُؤْمِنٍ وَإِذَا أَذْنُكَ يَتَوَحَّجِدُ اللَّهُ وَتُوبَةُ
سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاعْتَقَدَ لِيَوْمِ الْجَزَاءِ فَهُوَ مُسْلِمٌ
حَقًّا آمِنٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ۔

(اصل شیعہ و اصولیہ مفہوم نمبر ۴۰)

مطبوعہ قاہرہ مصر

ترجمہ ۱۔

اسلام و ایمان کا دار و مدار تین ارکان پر ہے۔ ”توحید“ نبوت اور معیاد پر۔ اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے۔ تو وہ نہ مسلمان ہے۔ اور نہ ہی مومن۔ اور جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید اور سید الانبیاء کی نبوت اور یوم البزاء پر بحثہ اعتقاد رکھتا ہے۔ تو وہ سچا پکا

مسلمان ہے۔

”اصل الشیعہ“ کی بات نجفی شیعہ کو ماننی چاہیئے۔ اور ”علی ولی اللہ“ کو کلمہ کی جزو کتنا چھوڑ دینا چاہیئے۔ عجیب منطقی ہے۔ کہ اس لفظ کو ”اصول دین“ میں شمار بھی کرو۔ اور قرآن و صحیح حدیث سے اس کا ثبوت بھی پیش نہ کر سکو۔ بہت کوشش کی۔ تو ایک ایسی حدیث مل سکی۔ جو اس مقام و مرتبہ کی ہی نہیں۔ کہ جس سے اصول دین میں سے کوئی اصل ثابت کرنے کی قوت ہو۔ اس قسم کی حدیث سے تو نماز روزہ کا وجود بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ جو اعمال صالحہ ہیں۔ چہ جائیکہ کلمہ کی جزو اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی امامت و خلافت کی دلیل بن سکے۔ یہی امامت و خلافت علی (وہ اصول ہیں۔ جن کے منتفی بحوالہ حیات القلوب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر ہزاروں مرتبہ تاکید کی۔

غلام یہ ہے کہ نجفی شیعہ نے سیرے سارے مسلمان کو گمراہ کرنے کے لیے دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ اور ”کلمہ طیبہ“ نامی بے ہنگام کتاب اس کے لیے لکھواری اللہ تعالیٰ ان فریبوں سے بچائے۔ اور حقانیت پر ثابت قدم رکھے۔

اذان میں ”الصلوة خیر من النوم“ کا

دور نبوی میں ثبوت

فیل زیر بحث میں نجفی نے اہل سنت پر اوام و نواہی لگا کر اپنا اتوسیدھا کرنے کی کوشش کی۔ اسلام یہ کہ سنو کی اذان میں کہے جانے والے الفاظ الصلوة خیر من النوم، کبھی زائد ضروری کہے گئے۔ یا آپ نے اس کی تعلیم دی؟ یعنی جس طرح سنو نے ہالفاذان الصبح میں داخل کر لیے۔ مالا محاکم کا ثبوت زمانہ پیغمبری نہ تھا۔ تو ہم اگر

”علی ولی اللہ“ کا اضافہ کر لیں۔ تو سنی اس پر سب سے سخت پکڑیں ہوتے ہیں؟

اس الزام یا کمر و فریب کا پروہ ہم چاک کر رہے ہیں۔ اور اہل سنت کی کتابوں سے اس بارے میں حدیث دکھاتے ہیں۔ جس میں زمانہ رسالت میں ان الفاظ کا پایا جانا اور پڑھنے کی ترقیب موجود ہے۔ ملاحظہ ہو۔

البداء و شریعت؛

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ
ابْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي مَحْدُورَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
جَدِّهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَيَّمَنِي سُنَّةَ
الْأَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِي قَالَ
تَقُولُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ الخ
فَإِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ
مِنَ التَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ التَّوْمِ الخ
يَذْكُرُ أَمَّا سَمِعَ أَبَا مَحْدُورَةَ يَقُولُ
أَلْفِي عَلَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ الْأَذَانُ حَرْفًا حَرْفًا اللَّهُ أَكْبَرُ
اللَّهُ أَكْبَرُ الخ وَكَانَ يَقُولُ فِي الْفَجْرِ الصَّلَاةُ
خَيْرٌ مِنَ التَّوْمِ۔

(البداء و شریعت جلد اول ص ۷۲۷)

(کتاب الصلوة)

ترجمہ:-

(بکثرت استناد حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام

سے درخواست کی۔ کہ مجھے اذان سکھائیے۔ کہتے ہیں۔ کہ رشتہ کی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا۔ کہو
اشداکبر اشداکبر..... اور اگر صبح کی اذان ہو۔ تو الصلوٰۃ خیر من النوم۔
دوم تہ کننا۔

ایک اور حدیث میں مذکور ہے۔ کہ ابو مخزومہ کو یہ کہتے سنا گیا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے اذان انہیں ایک ایک حرفت کر کے بتائی یعنی اشداکبر اشداکبر الخ... اور
صبح کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے الفاظ کہا کرتے تھے۔

ابو مخزومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان

کی تعلیم کا اصل واقعہ

حضرت ابو مخزومہ رضی اللہ عنہ نے اذان کب اور کیسے سیکھی۔ اہل سنت کی
کتب حدیث میں یہ واقعہ کم و بیش اس طرح منقول ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ ابو مخزومہ
کہتے ہیں۔ کہ میں دس آدمیوں کو ساتھ لے کر مکہ کریم سے باہر نکلا۔ تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کی اذان سنوں۔ اور پھر اس کا مذاق اڑاؤں۔ ہمیں یہ موقع مل گیا۔ آپ کے مؤذن
نے اذان دی۔ ہم نے دُور سے سنی۔ تو میں نے اس کا مذاق اڑاتا شروع کر دیا
یعنی اڑاؤ مذاق کھاست اذان عند آواز سے کہنے شروع کر دیئے۔ اتفاق کی بات تھی
کہ میری آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن لی۔ آپ کو میری آواز پسند آئی۔ صحابہ کرام
سے فرمایا۔ کہ اس آواز واسے کو میرے پاس پکڑ لاؤ۔ وہ پکڑ کر مجھے حضور کے سامنے
لے آئے۔ آپ نے فرمایا۔ جو مذاق سے کہہ رہے تھے۔ ہمارے سامنے وہ

کلمات کہو۔ میں نے بہانہ بنایا۔ کہ وہ میں بھول گیا ہوں۔ تو آپ نے ایک روایت کے مطابق میرے سینہ پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور دوسری روایت کے مطابق آپ نے میرے سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ پھیرا۔ پس ہاتھ کا پھرنا تھا کہ میرے قلب و جگر میں ایمان کے سوتے پھوٹ گئے۔ میں نے کھر شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد حضور ملی الشہید وسلم نے مجھے حرم کعبہ کا مؤذن مقرر فرمادیا۔ اور مجھے میری درخواست پر اذان کے کلمات تعلیم فرمائے۔ نسائی شریف میں ان کا تذکرہ یوں مذکور ہے۔

نسائی شریف:

شَرَّفَ قَالَ أَذْهَبَ فَأَذِنَ عِنْدَ الْمَبِيتِ الْحَرَامِ
قُلْتُ كَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَعَلِمَنِي كَمَا
تُؤَذِّنُ الْآذَانَ بِهَا اللَّهُ أَكْبَرُ الْ...
... حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ
حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ
الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ السَّوْمِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ
مِنَ السَّوْمِ۔

(نسائی شریف کتاب الاذان ص ۶۶)

مطبوعہ نور محمد کراچی

ترجمہ:-

پھر حضور ملی الشہید وسلم نے فرمایا۔ جاؤ و آج سے تم، بیت الشہ کے مؤذن ہو گئے۔ میں نے عرض کی۔ اذان کن الفلاح سے کہوں۔ آپ نے مجھے وہی کلمات اذان سکھائے۔ جو آج بھی پڑھے

جاستے ہیں۔ یعنی اللہ اکبر اللہ اکبر..... جی علی الصلوۃ
جی علی الفلاح الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر
من النوم۔

ابو داؤد اور نسائی دونوں کتابیں اہل سنت کی صحاح ستہ میں سے ہیں۔ ان
دونوں میں واضح الفاظ میں موجود ہے کہ ”الصلوۃ خیر من النوم“ کے الفاظ
حضرت ابو مخذومہ رضی اللہ عنہ کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اذانِ صبح میں کہنے کی تعلیم
فرمائی۔

چنانچہ ابو مخذومہ مسجد الحرام کے مؤذن ہوتے ہوئے اذانِ فجر میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی موجودگی ان الفاظ کو پڑھتے رہے۔ اور پچھنے والوں کو بھی صاف صاف
فرمایا کہ میں جو کلمات اذان پڑھتا ہوں۔ وہی کلمات اذان ہر جگہ پڑھے جاتے
ہیں۔

بخاری کے الزام کے جواب میں ہم نے اپنی صحاح ستہ میں سے یہ ثابت
کر دکھایا ہے کہ ”الصلوۃ خیر من النوم“ زمانہ حضور میں آپ کی تعلیم کے
مطابق اذانِ فجر میں پڑھے جاتے رہے ہیں۔ اب بخاری پر بھی لازم ہے۔ کہ وہ
”علی ولی اللہ“ کے الفاظ اپنی صحاح اربعہ میں سے واضح طور پر دکھائے کہ یہ الفاظ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھے جاتے رہے۔ یا آپ نے ان کے پڑھنے
کی تعلیم دی تھی۔ ویسے ہم پر الزام دہرتے وقت بخاری یہ تسلیم کر چکا ہے کہ ”علی ولی اللہ“
کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے۔ اسی لیے ”الصلوۃ خیر من النوم“
ہم اس نے اپنے خیال کے مطابق قیاس کیا۔ یعنی جس طرح سینوں کی اذان میں سے
الصلوۃ خیر من النوم کے الفاظ بعد میں ڈالے گئے۔ اسی طرح ہم نے ”علی ولی اللہ“
کے الفاظ بھی بعد میں ڈالے۔ جب سنی ایسا کریں۔ تو جائز اور ہم شیعہ کریں تو ناجائز

آخر کیوں۔

علی ولی اللہ الخ مفوضہ نے ان وان

میں زیادہ کیے

من لا یخضر الفقیہہ

وَقَالَ مُصَنِّفُ هَذَا الْكِتَابِ رَحِمَهُ
 اللَّهُ هَذَا الْأَذَانُ الصَّحِيحُ لَا يَزِيدُ
 وَلَا يَنْقُصُ مِنْهُ وَالْمَقْصُودُ لَعَنَهُمُ
 اللَّهُ قَدْ وَضَعُوا أَخْبَارًا وَرَادُوا فِي
 الْأَذَانِ مُحَمَّدٌ وَالْمُحَمَّدُ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ
 مَرَّتَيْنِ وَفِي بَعْضِ رَوَايَاتِهِمْ بَعْدَ أَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا
 وَلِيُّ اللَّهِ مَرَّتَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ رَوَى بَدَلَ
 ذَلِكَ أَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 حَقًّا مَرَّتَيْنِ وَلَا سَكَّ فِي أَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللَّهِ
 وَأَمَّةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ حَقًّا وَآلَ
 مُحَمَّدًا وَآلَهُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ
 خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَلَعَنَّ لَيْسَ ذَلِكَ فِي
 أَصْلِ الْأَذَانِ وَإِنَّمَا ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِيَعْرِفَ
 بِهَذَا وَالزِّيَادَةُ الْمُتَوَقِّعُونَ بِالتَّفْوِضِ الْمَدْلُوسِ

انفسہم فی جماعتنا۔

(۱) من لایحضر الفقیہ جلد اول باب الاذان

والاقامة ص ۹۳ مطبوعہ مکتبہ مطبع قسیمی۔

(۲) من لایحضر الفقیہ جلد اول ص ۱۸۸

مطبوعہ تہران مطبع ہدیہ

ترجمہ :-

دلیل سنت کی اذان کے من وعن الفاظ نقل کرنے کے بعد صاحب
من لایحضر الفقیہ شیخ صدوق کہتا ہے۔ (کتاب کا مصنف) اللہ اس
پر رحم کرے کہتا ہے۔ کہ یہی اذان صحیح اذان ہے۔ نہ اس میں کمی ہوئی
اور نہ کوئی غلط بڑھایا گیا۔ اور ”مفوضہ“ لعنة اللہ علیہم نے بہت سی باتیں
گھڑی۔ اور ان من گھڑت باتوں کی بدولت کلمات اذان میں اضافہ کر دیا۔
”محمد و آل محمد خیر البویۃ“ کے الفاظ دوسرے کہنے
دیا دیکھے۔ اور ان مفوضہ کی بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ۔
اشھد ان محمد رسول اللہ کے بعد اشھد ان علیاً وعلیہ السلام
دوسرے پڑھنا چاہیے۔ اور کچھ دوسروں نے ان الفاظ کی جگہ الفاظ چھوڑ دیے
”اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً“ اور انہیں دوسرے
پڑھنے کو کہا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
”ولی اللہ“ ہونے اور ”امیر المومنین“ ہونے میں کس کو شک ہے
اور محمد و آل محمد کے غیر ابراہیہ ہونے میں کس کو تردد ہے۔ لیکن یہ کلمات
اصل اذان میں سے نہیں ہیں۔ میں نے یہ بات اس لیے ذکر کی تاکہ
ان زیادہ الفاظ سے ان لوگوں کی شناخت ہو سکے۔ جو تفریق کی

ہمت اٹھائے ہوئے ہیں اور یہ مکار اپنے آپ کو ہم شیعہ لوگوں میں سے شمار کرتے ہیں۔

لمحذ فکریہ

ہم نے اپنی کتب حدیث سے ”والصلوة خیر من النوم“ کے الفاظ ثابت کر دکھائے۔ یہ الفاظ بنفس نفیس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی جناب ابو مخذومہ رضی اللہ عنہ کو سکھلائے۔ لیکن ”علی ولی اللہ“ کے الفاظ شیعہ صحاح اربعہ میں سے کسی میں موجود نہیں۔ بلکہ شیخ صدوق نے ابن الفاذ کی زیادتی درج کرنے والوں پر اللہ کی لعنت بھیجی۔ اور ان کے شیعہ ہونے کی سختی سے تردید کی۔ لہذا ”الصلوة خیر من النوم“ کا ہمارے کرامی تشیع کا اپنی اذان میں ”علی ولی اللہ“ کے الفاظ درج کرنا انتہائی کمزور و فریب ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ کہ قبول شیخ صدوق لعنتیوں کے بتائے الفاظ کو ان شیعوں نے اپنی اذان میں کیوں درج کر لیا۔ ملاحظہ وہ لعنتی تھے لیکن شیعہ نہ تھے۔

پچاس ہزار نقد انعام

دنیا کے شیعیت کو کھلا پتہ پہنچا ہے۔ کہ وہ اپنی صحاح اربعہ میں سے کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ہمیش کریں۔ جس سے واضح طور پر ثابت ہو کہ وہ اشہد ان علیاً ولی اللہ۔ اشہد ان علیاً امیراً المؤمنین، الفاظ اذان کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھے جاتے تھے۔ تو فی حوالہ پچاس ہزار روپیہ رائج الوقت انعام دیں گا۔ فان لم تعملوا فاقنوا النار الخ۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

”الصلوة خیر من النوم“، شیعہ کی

صحاح اربعہ میں موجود ہے

جس طرح ہمارا طریقہ تحفہ جعفریہ میں یہ ہے۔ کہ ہم اپنا مسلک کتب شیعہ سے بھی ثابت کر دکھاتے ہیں۔ بلکہ اس کتاب کی خوبی بھی یہی ہے۔ کہ اہل سنت کا مسلک وہ ”مسلک حق“ ہے۔ جو ان کے مخالفین کی کتب میں بھی موجود ہے۔ اسی طریقہ کے پیش نظر زیر بحث مسئلہ کو بھی ہم ان کی صحاح اربعہ سے ثابت کر دکھاتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں کے پاس ”تقیہ“ کی صورت شکل میں ایک ایسا حیلہ و بہانہ پایا جاتا ہے۔ جس کی بنا پر اپنی گونا گویا مسمیٰ کر لیتے ہیں۔ بہر حال ان کا ”تقیہ“ وہیں کارگر ہوتا ہے جہاں انہیں جہاد گنہ کے لیے اور کوئی عقلی و نقلی دلیل نہ مل سکے۔ حضرت علیؑ نامہ نقلی نقلی منہ سنے ابو بکر کی بیعت کرنی۔ ان کی اقتداد میں غلامی ادا کیں۔ اس کا جواب نہ بن سکا تو شیر خدا رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ”تقیہ“ کی بینٹ چڑھا دیا۔ غیر چھوڑ سیئے اس کج ہمتی اور کم فہمی کو۔ اور موضوع کی طرف پھٹنے۔

من لا یحضرہ الفقیہ!

وَلَا يَأْتِيَنَّ أَنْ يَتَعَالَ فِي صَلَوةِ الْعَدَاةِ عَلَى الْأَثَرِ
حَتَّى عَلَى خَيْرِ الْعَمَلِ الْعَتَلَةُ خَيْرٌ مِنَ الشَّوْرِ
مَرَّتَيْنِ لِلشَّقِيَّةِ -

ومن لا یكفره الفقیہ باب الاذان جلد ۱

ص ۱۸۸ مطبوعہ تہران - مکتب جدید

ترجمہ :

صبح کی اذان میں می علی خیر العمل کے بعد دو مرتبہ ”الصلوة خیر من النوم“ کہا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بطور تقیہ ہو۔

حوالہ مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق اذان فجر میں ”الصلوة خیر من النوم“ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں رہا۔ اس کو بطور تقیہ ”کہنا تو یہ امام موصوف کی طرف منسوب کرنا ان کی توہین کے مترادف ہے کیونکہ شاعر اسلام میں تقیہ“ کو استعمال کرنا امام برحق کی شایان شان ہرگز نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی وہ وصیت جو نفع البلاغۃ ص ۲۲۲ کتاب خلا پر درج ہے۔ حضرات ائمہ اہل بیت کے لیے مشعل راہ ہے۔ اور تمام حضرات اسی پر کار بند رہے۔ یہ کہ اسے حسن حسین، امیر بالمعرفت و نوری من النور سے دست بردار نہ ہونا اور ظالم حکمران تم پر مسلط ہو جائیں گے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ میں بھی خون علی المرتضیٰ موجود تھا۔ وہ شاعر اسلام کو بطور تقیہ ادا کرنے کے کس طرح حامی ہو سکتے تھے۔ اہل تشیع کا یہاں پر اقتراء ہے۔

دلیل چہارم

اہل تشیع اپنے گھر میں موجود زائید الفاظ کے ثبوت کے لیے اپنے مسلک کی مشہور کتاب ”امول کافی“ سے ایک دلیل لاتے ہیں۔ اسی دلیل کو ”و کلمہ طیبہ“ میں نجفی شمس نے بھی پیش کیا۔ ”و کلمہ طیبہ“ میں مذکور الفاظ ملاحظہ ہوں

الکلمۃ الطیبہ

کلمہ طیبہ

”علی ولی اللہ اور روز ازل“

حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ کہ جب اللہ نے زمین و آسمان کو
نقی کیا۔ تو امر متبادیاً قنأذی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
شَلَا نَا اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ شَلَا نَا اَشْهَدُ اَنْ عَلِيًّا
اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا شَلَا نَا۔ (کافی شریف)

ترجمہ

ایک منادی کو حکم دیا۔ کہ وہ ندا دے۔ تو اس نے تین مرتبہ لا الہ الا اللہ اور
تین مرتبہ محمد رسول اللہ اور تین مرتبہ علی ولی اللہ کا اعلان کیا۔
(رسالہ کلمہ طیبہ ص ۱۰)

جواب

مخفی شیخی نے ”اصول کافی“ کی اس روایت کو ”علی ولی اللہ“ پر دلیل بنا کر پیش
کیا۔ اور حوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی۔ کہ ”اصول کافی“ ہم اہل تشیع کی حدیث
کی کتاب ہے۔ لہذا یہ لفظ حدیث سے ثابت ہیں۔ ہم اس بارے میں پہلے گھر
پکے ہیں۔ کہ ”علی ولی اللہ“ کو اہل تشیع جب اصول دین میں سے گروہ سنتے ہیں۔ تو اس
کے ثبوت کے لیے موجود قرآن سے کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے۔ اہل سنت نے کلمہ لا
الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ موجود ہیں۔ ثبوت قطعی اور ولایت قطعیہ کے بغیر

”دین کا اسل“ یہ کہہ بن سکتا ہے۔ لیکن جعفری وغیرہ ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ تب بھی ”علی ولی اللہ“ و صحی رسول اللہ، کے الفاظ موجود قرآن میں نہیں دکھا سکتے۔ ہاں اگر اس قرآن کا حوالہ دیں۔ جو امام غائب غارِ سامرہ میں لیے بیٹھے ہیں۔ تو اشکِ شوقی ہو سکتی ہے لیکن وہ قرآن جب آئے گا دیکھنے والے دیکھیں گے۔ ہمیں اب ثبوت کی ضرورت ہے۔ پلو بفرغی محال تسلیم کر لیا کہ اس قرآن میں ہو گا۔ لیکن صحاح اربعہ بھی اسی کی تفسیر تشریح ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک روایت یا ائمہ اہل بیت کا قول ایسا دکھانا چاہیئے جس میں ”علی ولی اللہ“ کے الفاظ صریحہً لکھ کی جڑ کے طور پر بیان کیے گئے ہوں۔ لاؤ کوئی ایک مسند مرفوعہ اور صحیح مدرث۔

”وامول کافی“ سے جو روایت نجفی نے بطور دلیل پیش کی کچھ غیر ہے کہ تمھارے بڑے اس روایت کا کیا مقام بتلا سکتے ہیں۔ نہیں معلوم تو اؤ تمھارے بہت بڑے مجتہد لا باقر مجلسی سے پوچھتے ہیں۔ جناب مجتہد و جب! آپ اصول و فروع کافی کے شارح ہیں۔ ذرا بتلائیے تو کہ روایت مذکورہ کس مقام و مرتبہ کی ہے۔ تو بڑے۔

مرآۃ العقول؛

الْحَدِيثُ الثَّامِنُ هَكَذَا سَالِقٌ وَالْحَدِيثُ السَّابِعُ ضَعِيفٌ۔

(مرآۃ العقول جلد پنجم ص ۱۹۴ تہران صدر)

ترجمہ:

آٹھویں حدیث (صحیح و عدم صحیح کے اعتبار سے) اچھی حدیث

جیسی ہے۔ اور پچھلی حدیث یعنی ساتویں حدیث ضعیف ہے۔

اب نجفی صاحب بولو! ضعیف حدیث سے اپنے عقائد ثابت کر دے گے۔

یہ بات ہم اس لیے کہہ رہے ہیں۔ کہ ان کا دعویٰ ہے۔ کہ ہمارے عقائد و نظریات
 دو احادیث صمیمہ، پر اور قرآنی آیات پر مبنی ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جیسے ان کے
 عقائد و بیانی ان کی تائید میں احادیث و روایات۔

سے
 کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
 کبوتر با کبوتر زان بازارا

اہل سنت کا کلمہ اور کتب شیعہ

شیعہ مسلک کی مشہور و معتبر کتاب اصول کافی میں ہمارا کلمہ ملاحظہ ہو۔ اور اس کے
 پڑھنے کا ثواب بھی دیکھیے۔

اصول کافی: عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا
 إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
 وَرَسُولُهُ كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفٍ حَسَنَةً۔

(اصول کافی جلد دوم ص ۵۱۸۔ تہران جدید)

ترجمہ :-

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ جس نے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا
 اللّٰهُ الْوَاحِدُ لَا شَرِيكَ لَهٗ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
 ”حسن“ ہے۔ لا باقر مجبسی نے کہا۔

مرآة العقول،

بَابُ مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَدِيثُ
 الْأَوَّلُ حَسَنٌ عَلَى الظَّاهِرِ إِذَا الظَّاهِرُ أَنَّ سَعِيدًا

مَرَأَيْنَ هَٰذَا وَانْكَرْنَا مِثْلَهُ لَمَّا رَأَيْنَا أَكْبَرُ النَّاسِ
عَنْهُ أَلْفَ حَسَنَةٍ وَفِي بَعْضِ النَّاسِ أَلْفُ
أَلْفِ حَسَنَةٍ۔

(مرآۃ العقول جلد ۱ ص ۲۰۴) (تہران جدید)

ترجمہ :

باب من قال اشھد ان لا اله الا الله الخ پہلی حدیث ظاہر
طور پر ”حسن“ ہے۔ کیونکہ ظاہر یہی ہے۔ کہ اس کا راوی سید ابن
غردان ہے۔ اور یہ اسی طرح حسن ہے جس طرح ابن ابی عمیر کی حدیث
حسن ہے۔ ابن ابی عمیر والی حدیث میں اس کلمہ کا ثواب ایک ہزار
نیکیاں لکھا ہے۔ اور بعض نسخوں میں دس لاکھ نیکیاں بھی مذکور ہے۔

لمحۃ فکریہ

نہجی و غیرہ اہل تشیع نے بڑے دعووں سے اپنا کلمہ ثابت کرنے کی کوشش
کی۔ اور اپنی صحاح اربعہ سے حوالہ جات پیش کر کے اپنا اوسیدھا کرنے کی
ہمت کی۔ لیکن قارئین اس سے بخوبی آشنا ہیں۔ کہ دلیل سوم و چہارم میں ذکر کردہ
احادیث کا مستند مرفوع اور صحیح ہونا دور کی بات ہے۔ وہ مجہول اور ضعیف احادیث
کے زمرے میں آتی ہیں۔ کیا اس درجہ کی احادیث و روایات سے شیعہ فرقہ کے
”اصول دین“ ثابت ہیں۔ ان مجہول و ضعیف روایتوں کے مقابلہ میں انہی کی مشہور
کتاب ”اصول کافی“ سے ”حدیث حسن“ پیش کی۔ جس میں اہل سنت کا کلمہ اور
اس کے لفظاً مذکور ہیں۔ اب کوئی شیعہ یہ بتا سکتا ہے۔ کہ جس کلمہ کا ثبوت تمہاری
کتبوں سے بروایت حسن ثابت ہو۔ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ اور جس کا ثبوت ضعیف

مجهول سے ہو۔ اس پر کاربند رہا جائے؟

ناظرین! معلوم ہوتا ہے کہ ان عقل کے دشمنوں کو اپنی موت کی فکر نہیں۔ اور ان
”مومنین“ کو دنیا سے باایمان جانے کی کوئی فکر نہیں۔ کبھی سوچا کہ بوقت مرگ،
”تقین میت“ کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقول صحاح اربعہ کس کلمہ کا حکم فرمایا۔
نہیں تو نہیں۔

تقین میت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اہل سنت کے کلمہ کا حکم دیا

من لا یحضرہ الفقیہ

وَقَالَ الْقَادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا مِنْ أَحَدٍ يَحْضُرُ الْمَوْتَ إِلَّا وَحَدَّثَ
بِهِ إِبْلِيسَ مِنْ شَيْءٍ طَيِّبٍ مِّنْ يَّأْمُرُهُ بِالتَّكْفِيرِ وَيَسْكُكُهُ فِي دِينِهِ حَتَّى
يَخْرُجَ لِنَفْسِهِ فِرَادَةً أَحْمَرًا ثُمَّ مَوَّأَاكُمْ فَلَقِّنُوهُمْ شَهَادَةَ أَنَا لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَتَّى يَمُوتُوا۔

(۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۴۰ فی تقین میت الخ
مطبوعہ مکتبۃ طبع حداد)

(۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۹، مطبوعہ
ایران طبع جدید)

(۳۔ فروع کافی جلد ۳ ص ۱۲۳ باب تقین میت
مطبوعہ تہران طبع جدید)

توجہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو امیں اس مرنے والے پر اپنا ایک شیطان مقرر کر دیتا ہے جو اسے کفر اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور دین کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ کوشش اس کی روح نکلنے تک جاری رہتی ہے۔ لہذا جب تم میں سے کسی پر موت آنے تو دو سرورگوں کو مرنے والے کے قریب حاضر ہونا چاہیے۔ اور اُسے اس کلمہ شہادت کی تلقین کرنی چاہیے **اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد عبده ورسوله**۔ تلقین کرتے رہو یہاں تک کہ اس کی روح نفسِ عمری سے پر طائر کر جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی

کلمہ اہل سنت کی تبلیغ کی

ارشاد شیخ مفید:

فَقَالُوا لَهُ مِنَ التَّجَلُّ قَالَ اَنَا رَسُولُ اللَّهِ مَا اَنْتَ
تَقُولُوْنَ اِلَّا اِلَهَ الْاِلَهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَنْتَ
مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اَوْ لَا ضَرَرَ بِكُمْ بِالتَّيْمَنِ

ارشاد شیخ مفید ص ۴۰ فی غزوة

ذات السلاسل

ترجمہ ۱۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اسلام کی تبلیغ کے لیے تشریف لے گئے تو لوگوں نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ اپنے فرمایا۔ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں۔ تمہارے لیے دو ہی باتیں ہیں۔ یا تو یہ کلمہ پڑھ لو۔ اشہد ان لا اله الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبده ورسوله۔ یا پھر میں تمہیں تلوار سے سیدھا کروں گا۔

قارئین کرام! حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جس کلمہ کی تبلیغ فرمائی اس میں بھی دو باتیں ہیں۔ جو اہل سنت کے کلمہ میں موجود ہیں یعنی توحید اور رسالت کی گواہی۔ یہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ جن کی ولایت اور خلافت اور فصل پر ایمان دلانے والے کو شیعہ خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اگر ان کے بقول ایسا شخص واقعی خارج از اسلام ہوگا۔ تو پھر حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ ان مخالفین کو اللہ کی توحید و حضور کی رسالت کے ساتھ ساتھ اپنی ولایت اور خلافت اور فصل کے قرار کا بھی کہتے اور ان کے انکار پر تلوار سے گردن اڑانے کی بات کرتے۔

لہذا معلوم ہوا کہ اہل تشیع اپنے طویل کلمہ کے ثبوت میں جتنی روایات پیش کرتے ہیں۔ وہ مجہول یا ضعیف سے جرح کر نہیں۔ ملاحظہ کلمہ طیبہ ”اسول دین“ میں سے ہونے کی وجہ سے چاہتا ہے۔ کہ اس کا ثبوت دلیل قطعی سے پیش کیا جائے۔

اس کے برعکس اہل سنت و جہالت کے کلمہ جس کو کہ ساری دنیا نے اسلام پڑھتی ہے۔ اور غیر مسلم سے پڑھ کر ملتہ لگوش اسلام ہو جاتے ہیں۔ لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ کے الفاظ قرآن کرم میں موجود احادیث صحیحہ اس کی تائید میں موجود اور ائمہ اہل بیت کے اقوال و ارشاد اسی کے ثواب میں موجود ہیں

نوٹ

”مکرمیہ“ نامی رسالے میں نجفی شہزی نے دو عدد حوالہ جات دو مختلف کتابوں سے نقل کیے۔ ان میں سے ایک کتاب ”اللازمۃ والابحار“، تصنیف شیخ علی مزورق ہے۔ اس سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت کو سپرو لکھ دیا گیا۔ تو مکر نکمر نے ان سے تین سوالات کیے۔ ایک رب کے متعلق، دوسرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے متعلق اور تیسرا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کے متعلق۔ اس روایت سے نجفی نے ”علی ولی اللہ“ کا ثبوت پیش کیا۔

واقعی یہ حوالہ اس کے لیے بڑا غنیمت تھا۔ اس کتاب میں موجود ہونا یا نہ ہونا خود نجفی سے سینے۔

راقم الحروف نے نجفی سے اس کتاب کے مذکورہ حوالہ کے بارے میں رابطہ بذریعہ ٹیلیفون کیا۔ اور پوچھا کہ کتاب کہاں ہے۔ اور اس کے برعکس صفحہ پر یہ روایت درج ہے۔ تو جواب ملا۔ مولانا دس سال قبل میں نے یہ کتاب کسی کے پاس دیکھی تھی اس وقت اس میں مجھے روایت ملی تھی۔ اب اس کتاب کا ملنا بہت مشکل ہے۔

دوسری کتاب حلیۃ الاولیاء سے ایک حوالہ نقل کیا ہے۔ پہلی کتاب کی طرح اس کا بھی نہ صفحہ نہ باب نہ مطبع کوئی اثر پتہ نزدیک۔ ہم نے بہت ڈھونڈا۔ لیکن اس کتاب میں یہ حوالہ کہیں بھی نہ مل سکا۔ آپ اندازہ لگائیں۔ کہ بات دو اصول دین کی ہو۔ اور اس کے ثبوت کے لیے اول تو کتاب، کیا موجود نہیں اور اگر ہے تو اس میں اس کا ثبوت ہی نہیں۔ بہر حال مان لیتے ہیں۔ کہ ان کتابوں میں حوالہ ہو گا۔ تو

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کسی مستند مرفوع اور صحیح حدیث سے ہرگز نہ ہو گا کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا تو ان دو کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب میں ان روایات کا تذکرہ ہوتا ضرور لیکن اہل تشیع کے پاس ہزاروں کتابوں ہونے کے باوجود کسی ایک میں بھی مستند مرفوع اور صحیح حدیث موجود نہیں۔ اگر ہے تو اعلان کرتے ہیں۔ لاؤ اور فی روایت منہ مالگا انعام پاؤ۔ ہم نے حتی المقدور اہل تشیع کے دلائل کا محاسبہ اور ان کا جواب دے دیا۔ اور اگر اس کے بعد ان کی کسی نئی دلیل پر نظر پڑی تو انشاء اللہ اس کا جواب بھی سپرد قلم کیا جائے گا۔

واللہ اعلم بالصواب

شان صحابہؓ اور ردّ شیعہ پر تین عظیم الشان اور سب سے مثال تحقیقی شاہکار کتب

محقق اسلام قاطع رقص و بدعت مناظر اسلام علامہ الحاج

محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ بانی جامعہ رسولیہ شیرازیہ
بلال کتب لاہور

تالیفات

تحفہ جعفریہ
جلد ۵

خصوصیات

فقہ جعفریہ
جلد ۴

عقائد جعفریہ
جلد ۴

- انداز بیان نہایت سادہ، آسان، علماء و عوام کیلئے یکساں مفید۔
- ردّ شیعہ پر اتنی جامع، مفصل اور محققانہ تحریر قلم ازیں وجود میں نہیں آئی۔
- تمام کتب میں استدلال صرف اور صرف قرآن حکیم اور کتب شیعہ سے کیا گیا ہے۔
- ان کتب کے بعد اس موضوع پر کسی دوسری کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔
- تینوں کتب محققین، مفسرین کیلئے اصول خزانہ اور گستاخان صحابہ کیلئے تادیبہ عبرت ہیں۔

■ بظہر انصاف مطالعہ کرنے والا ہر شیعہ اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کیلئے مجبور ہو جائے گا۔

چیدہ چیدہ مضامین درج ذیل ہیں

مسئلہ خلافت، فضائل صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے ثلاثہ، اہمیت المؤمنین، امیر معاویہ از کتب شیعہ، صحابہ و اہل بیت کے خاندانی خوشگوار تعلقات، صحابہ کرام پر کئے گئے اعتراضات کے رد ان حکم جوابات، باغ فدک، حدیث قرطاس، اہل سنت کی طرف غلط طور پر منسوب کتب پر تحقیقی و علمی مباحث، خلافت عثمان غنی کے متعلق اقرباء پروری کی تردید، جنگ جمل اور صفین، بنات رسول، جنازہ رسول، نکاح ام کلثوم

تحفہ
جعفریہ

خدا اور رسول ﷺ اور آخر اہل بیت کی شان میں اہل تشیع کی بے ادبیاں اور گستاخیاں، قاتلان امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کون تھے، نام نہاد بیابان اہل بیت پر آخر اہل بیت کی لعنت و پشکار بار بارہ اماموں کے متعلق شیعہ عقائد اور ان کا رد، مسئلہ امامت، مسئلہ تحریف قرآن، مسئلہ تفسیر، قاتلان عثمان کا حشر، امیر معاویہ پر لعن طعن کرنے والے سنی نما مولویوں اور بیرونی کا محاسبہ

فقہ
جعفریہ

شان امام اعظم ابوحنیفہ اور فقہ حنفی پر شیعوں کے تمام اعتراضات کے مدلل جوابات، کلمہ اسلام، اذان، وضو، نماز، نماز جنازہ وغیرہ کا بیان، مسئلہ تعدد، مسئلہ ماتم، فقہ جعفریہ کے احکام اور کتب شیعہ سے ان کا رد، فقہ جعفریہ کے ناممکن العمل ہونے پر دلائل

عقائد
جعفریہ

جامعہ و سولیہ شیرازیہ رضویہ
بلال کتب لاہور فون: 042-7227228

مکتبہ نوریہ حسنیہ

باب سوم

بحث

تحریف قرآن

باب دوم:

بحث تحریف القرآن

”تحریف قرآن“ ان مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔ جن میں اہلسنت اور اہل تشیع کے مابین اہم اختلاف ہے۔ اہل تشیع ابتداء سے یہ الزام لگاتے چلے آئے ہیں کہ اہل سنت نے قرآن پاک میں تحریف کی۔ اور اس کی سورتوں اور آیات میں کمی بیشی کی اس اہم الزام کے پیش نظر میں نے چاہا کہ اس موضوع پر بھی تفصیلی گفتگو کی جائے۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ موجود قرآن مجید کمال مکمل و اکمل ہے۔ اس میں قطعاً کوئی تحریف نہیں لیکن اس کے برعکس اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ موجود قرآن پاک نامکمل اور تحریف شدہ ہے۔

قرآن پاک چوبیس مسائل کا اوّلین اصل ہے۔ تمام حقائق اسلام کی جان ہے۔ اور احکامات الہیہ کا اوّلین منبع ہے۔ لہذا ان امور کے پیش نظر اس بارے میں ایسی تفصیل سے گفتگو ہونا ضروری ہے کہ کسی قسم کی الجھن اور اشکال باقی نہ رہے۔ لہذا اس تفصیلی باب کو ہم نے چار فصول پر تقسیم کیا۔ ہے فصل اول میں قرآن پاک کی تاریخ نزول و جمع قرآن اور اس کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ و مجدد لائل بیان ہوگا و دوسری فصل

انہی موضوعات کے متعلق اہل تشیع کے عقائد پر مشتمل ہوگی۔ اور وہاں ان کے دلائل بھی ساتھ ہی مذکور ہوں گے۔ تیسری فصل میں قرأت سبحان اور ناسخ و فسخ کی کھل کر بات چیت ہوگی۔ اور یہی تیسری فصل دراصل اہل تشیع کے تمام اعتراضات کا محور ہے۔ چوتھی اور آخری فصل میں اہل تشیع کی جاتی سے اہل سنت پر اسی موضوع کے متعلق کیے گئے سوالات و اعتراضات مذکور ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان کے جوابات بھی دانشورانہ انداز تحریر ہوں گے۔

ان چار مدد فصول کے پڑھنے کے بعد ہر قاری اس نتیجہ پر یقیناً پہنچے گا کہ تحریک قرآن کا الزام اہل تشیع کا ایک بہت بڑا دھوکہ ہے۔ کیونکہ وہ عرب قرآن کو خود ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ کٹاری کو اس بحث کی تکمیل پر یہ نظر آئے گا۔ کہ چونکہ تمام اہل تشیع کے مذہب و مسلک کی بنیاد انہی اہل بیت کی اہادیث ہیں۔ اور ان کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تا امام مہدی تمام اہل بیت کے امام تحریر قرآن کے حامی اور قائل ہیں۔ لہذا کوئی شخص درامی شیعہ، اس وقت تک بن ہی نہیں سکتا جب تک وہ تحریک قرآن کا قائل نہ ہو جائے۔ اور موجود قرآن پاک کو نامکمل، بنالوثی اور ادمدانہ سمجھے۔





فصل اول

دو در رسالت میں نزول قرآن، ترتیب سور
اور خلافت صدیقی و عثمانی میں تحفہ قرآن
کی تاریخ

قرآن کہ ہم تقریباً بیس سال کے عرصہ میں سب ضرورت سمجھتا بہت اچھا مکمل
ہوا۔ خود قرآن نے بتایا۔

وَهَـذَا مَا خَرَقْنَا لِتَشَآءَ عَلٰی النَّاسِ عَلٰی مَكِّثٍ
وَكَزَلْنَا هُـ كَزَيْدًا .

(سورہ نبی، سرائیل)

ترجمہ:

اے قرآن! کہ ہم نے توڑا توڑا کر کے اسارا تاکہ تم ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کو ڈھک

بَلِّغُوا آیَاتِ بَيِّنَاتٍ فِي سُذُورِ الَّذِينَ أَوْفُوا الْعِلْمَ

(الدنکبوت)

ترجمہ:

بلکہ وہ کھلی آیتیں ان لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں جن کو علم دیا گیا ہے

(ترجمہ قبول شدہ)

مرتبہ مندرہ کی طرف ہجرت سے قبل مدینہ میں جو چند اصحاب مشرف باسلام ہوئے اور نورانیت اسلام سے انہوں نے روشنی حاصل کرنا شروع کی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نو مسلموں کو قرآن پاک کی آیات سکھانے کے لیے چند ایسے صحابہ کرام کو مقرر فرمایا۔ جو مانعہ قرآن تھے۔ ان میں حضرت مصعب بن عمیر اور عمرو بن امم مثنوم بھی شامل ہیں۔

ان حضرات کی محنت اور قرآن کریم کی محیر العقول، اخلاقی، عادات، تاثیر نے اس قدر کامیابی اور کامرانی کے جھنڈے گاڑے۔ کہ مرتبہ کے گرد و نواح میں بسنے والے غیر مسلموں بچوں کو بھی قرآن کی آیات یاد ہو گئیں۔ اس امر کی شہادت ابو عمرو بن سلمہ کے واقعہ سے ہوتی ہے۔ جو مشکوٰۃ شریف میں موجود ہے۔

مشکوٰۃ شریف:

عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مُّبِينٍ
الْمَنَارِ يَمُرُّ الشُّرَكَانُ نَسْأَلُهُمَا مَا إِلَهُ ابْنِ
مَا هَذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ
إِلَهَهُ أُرْسِلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ كَذَا فَكُنْتُ
أَحْفَظُ ذَلِكَ الْكَلَامَ فَكَانَتْمَا يَغْفِرُ فِي
هَذَا رِغْنِي وَكَانَتْ الْعَرَبُ تَلُوهُ يَا سَلَامُ

الْفَتْحَ قَيِّمُوا لَوْنَهُ اُتْرُكُوهُ وَ قَوْمَهُ فَنَائَةً
 اِنْ ظَهَرَ عَيْنِيْهِمْ فَهَوِّنِيْ صَادِقٌ فَلَمَّا
 كَانَتْ وَقْعَةً الْفَتْحَ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ
 بِاسْلَافِهِمْ وَبَادَرَ اَيُّ قَوْمٍ بِاسْلَافِهِمْ
 فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ فَذِجُّكُمْ وَاللّٰهُ مِنْ عِنْدِ
 النَّبِيِّ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوا صَلَوةً كَذَا فِيْ
 خِيْنٍ كَذَا وَ صَلَوةً كَذَا فِيْ حِيْنٍ كَذَا
 فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَوةُ فَلْيُؤَدِّنْ اَحَدُكُمْ
 فَلْيُؤَمِّكُمْ اَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَتَقَرُّوا فَلَمْ يَكُنْ اَحَدٌ اَكْثَرَ
 قُرْآنًا مِنِّيْ لِمَا كُنْتُ اَتَكْتَبِيْ مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدْ مُوِنِيْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
 وَاَنَا اَبْنُ سَيِّدٍ اَوْ سَيِّعٍ سَيِّئِيْنَ . (رواء البخاری مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۱)

کتاب الصلوات باب الامارات

ترجمہ:

عمر و بی سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک پانی کے کنارے بہتے تھے جہاں
 سے لوگوں کا گزر ہوتا تھا۔ بہت سے سوار لوگوں کا بھی لہجہ سے گزر ہوا
 کرتا تھا۔ ہم ان سے پوچھا کرتے تھے۔ لوگوں کے متعلق کوئی نئی ماری
 خبر سناؤ۔ اور یہ بھی پوچھا کرتے تھے۔ کہ جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا
 اس کی کوئی بات بتلاؤ۔ تو لوگ ہمیں جوابا بتلاتے۔ کہ وہ اپنے خیال
 کے مطابق خود کو اللہ کا پیغمبر کہتا ہے۔ اور اللہ کی وحی اپنی طرف آتے
 کا ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ فلاں وحی آئی۔ وحی کے ذریعہ فلاں
 بات اللہ نے کہی۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر میں وہ وحی والا کلام یاد کر لیا

کرتا تھا وہ مجھے یوں یاد ہو جاتا۔ جیسا کہ میرے سینہ میں گڑ گیا ہو۔ عرب
مسلمان ہونے کے لیے فتح مکہ کے منظر تھے دُور کہا کرتے تھے کہ
اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور اس کی قوم کو اپنے مال پر رہنے دو۔ اگر
وہ ان پر غالب آگیا۔ تو واقعی اللہ کا سچا نبی ہو گا۔ پھر جب فتح مکہ کا واقعہ ہوا۔
لوگ بوق در بوق مسلمان ہونا شروع ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے میں میرے
باپ نے میری قوم سے بہت جلدی دکھائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
سے واپس آکر کہا۔ خدا کی قسم میں نبی برحق کے پاس سے آیا ہوں۔ انہوں
نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ فلاں نماز فلاں۔ وقت اور فلاں نماز فلاں وقت
پہلا دیکرو۔ پھر جب نماز کا وقت ہو۔ تو تم سے کوئی ایک اذان کہے اس کے
بعد جو تم میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو۔ (یعنی جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو۔)
وہ امام بن کر تمہیں نماز پڑھائے۔ نماز کا وقت اُسے پڑھایا دوسرے
کو دیکھتے کہ کون آگے ہو کر امامت کراتا ہے۔ اور کون قرآن زیادہ جانتا ہے
تو مجھ سے بڑھ کر قرآن کو جاننے و حفظ کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ کیونکہ مجھے
پانی پر آنے والے سواروں کی باہم گستاخی سے قرآن کی بہت آیات یاد
ہو چکی تھیں۔ اس بنا پر امامت کے لیے لوگ مجھے آگے کر دیتے۔ ہلاک
میں اس وقت صرف چھ سات سال کا تھا۔ (الحدیث)

قرآن مجید کی تعلیم و تعلم ایک عظیم مذہب کے تحت جاری تھی جس کا محرک عظیم صل
صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد گرامی ہے۔

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (البخاری)

ترجمہ:

تم میں سے بہترین وہ جو خود قرآن سیکھے۔ اور دوسروں کو سکھائے

اس جذبے سے سرشار بہت سے صحابہ کرام کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ جو ولایتِ دنِ قرآنِ کریم کے حفظ کرنے اور حفظ کرائنے میں مصروف رہا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد قرآنِ حکیم کی تلاوت سے پیدا ہونے والی سحرانگیز آواز سے گونجا کرتی تھی۔ خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کا قرآنِ ثنا کرتے تھے۔ اور اللہ کا شکر بجالایا کرتے تھے۔ کہ میری قوم میں ایسے افراد بھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قرآنِ کریم کی تحریر کی کیفیت

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی۔ تو جیسا کہ تحریر پہ پہلے آپ نازل شدہ وحی کو حفظ کروا تے۔ اور حفظ کے ساتھ ساتھ آپ اس کو لکھوانے کا بندوبست بھی فرماتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے مختلف صحابہ کرام وحی کو ضبط تحریر میں لاتے۔ کوئی تو چٹڑے پر لکھ لیتا۔ دوسرا کھجور کے درخت کے پتوں پر ان الفاظ کو رقم کر لیتا۔ اسی طرح سنگریزوں اور دوسری اشیاء پر وحی لکھی جاتی۔ لکھنے کے بعد پھر اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سنایا جاتا۔ یہاں تک کہ آپ اس کی تائید و تصدیق فرما دیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صحابہ کرام کو بذریعہ کتابت وحی کو بلند فرمانے کا حکم دیا تھا۔ اس کی یہ غرض نہ تھی۔ کہ آپ نے یادداشت پر عدم اعتبار کی بنا پر ایسا کرنے کا حکم دیا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے بعد اس کو نسیان سے محفوظ رکھنا اللہ رب العزت نے اپنے ذمے رکھا تھا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔

سَنَقِيرُكَ فَلَا تُشْكِلْنِي

ترجمہ ۱

منقریب ہم تم کو پڑھائیں گے پھر تم نہ بتو گے

(توجہ مقبول شیعہ سورۃ الاطی)

بلکہ سب کچھ اس لیے تھا۔ تاکہ امت کو یہ بتلادیا جائے کہ جس طرح قرآن حکیم کا حفظ کرنا اور سینوں میں اس کو محفوظ کر لینا از حد ضروری ہے۔ اسی طرح تحریری طور پر کتابت کی صورت میں بھی اس کی حفاظت اتنا ہی ضروری ہے۔

مختصر مختصر مرتبت علی اشد مد و علم کے دورانِ قدس میں قرآن کریم کو کتابت کے ذریعہ محفوظ کرنا نہ ممکن اور غصت،، کے ضمن میں آتا تھا۔ مگر آپ کے وصالِ اقدس کے بعد یہی غصت ”عزیمت“ بن گئی۔ اور قرآن کو کتابت کے ذریعہ محفوظ کرنا امت کا اجتماعی فرض ہو گیا۔ تاکہ اشد رب العزت کا یہ وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَآنَا لَعَالَمَافْظُهُونَ۔ ہم نے ہی ذکر کو نازل کیا اور تصدیق کی اس کے محافظ ہیں۔ توجہ مقبول شیعہ) دونوں صورتوں میں پورا ہو جائے۔ یوں سمجھیے کہ اشد تعالیٰ نے اپنے کام کی حفاظت کے لیے یہ دو طریقے امتِ محمدیہ کو عطا فرمائے۔

اور جاہلیت میں عرب کے باشندے اس پر عمل پیرا تھے۔ کہ کوئی نفیس اور عظیم شاعر یا شاعرِ قصائد اور ہجرات کو قلم بند کر لیا کرتے تھے۔ تاکہ دوسروں تک اس کو پہنچانے میں کوئی وقت پیش نہ آئے۔ ایسے دور میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا۔ اور پھر اس کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو اشد تعالیٰ کی طرف سے اترنے والا کلامِ اپنی نفاست اور مددگ فضاہت و بلاغت میں اپنی مثل آپ تھا۔ خاص کر ان لوگوں کے لیے جو مشرقت باسلام ہو چکے تھے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کلام ان کے لیے اہم نہ تھا۔ تو جس طرح مخلص نامی گرامی شاعر کے کلام کا مجموعہ

”بعہد مطلقہ، تحریری شکل میں موجود تھا اور کعبہ کی چھت میں لٹکے رہنے کے باعث اُسے دیر تک کھا گئی۔ اسی طرح اسلام کے ابتدائی دور میں دیگر مسلمان چھپ چھپا کر عبادت بجالایا کرتے تھے۔) بھی قرآن کریم کی ان سورتوں اور آیات کے مختلف تحریری مسودہ بات صحابہ کرام کے پاس تھے۔ اس لئے ہوسکتا تھا کہ اللہ کی وہ چھپ کر تلاوت کیا کرتے تھے۔ یہ نہ حضرت عمر ابن الخطاب کے مشرف باسلام ہونے کا وقت تھا اس پر شاہد ہے۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود چند صحابہ کرام کو کتابتِ وحی کے لیے مقرر فرما رکھا تھا۔ جن میں حضرت معروفہ و شہود میں۔ ابو بکر صدیق، عمر بن الخطاب عثمان غنی، علی ابن ابی طالب، زید بن ثابت، ابی بن کعب، زبیر بن العوام، عبد اللہ بن سعد، حنظلہ بن الزبیر، سعید بن مسیب، عقیب بن ابی قحطافہ خالد بن ابی اسحق بن العاص اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہم آجین۔ خود وحی کے وقت ان میں سے جو موجود ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلا کر اسے ضبط تحریر میں لانے کا ارشاد فرماتے۔

چنانچہ اس طرح مختلف صحابہ کرام کے پاس مدوحی، ایک تحریری شکل میں موجود تھی۔

آیات اور سورتوں کی ترتیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دلوائی تھی

آیات و سورتوں کے مابین ترتیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق دی گئی۔ جب کوئی سورت یا آیت نازل ہوتی۔ تو آپ کا تباہی وحی کو ارشاد فرماتے کہ اسے فلاں سورت یا فلاں آیت کے کسے پیچھے لکھو اس بارے میں چسند احادیث ملاحظہ ہوں۔

مشکوٰۃ شریف:

یہ تا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں مذکور ہے۔ (جسے ترمذی، ابوداؤد اور مسند امام احمد نے ذکر کیا ہے۔)

قَالَ عُمَرَانُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُنَادِي بِأَيِّ عَلَيْهِ الزَّمَانُ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الشُّوْرُ
ذَوَاتِ الْعَدَدِ وَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ دَعَا
بَعْضَ مَنْ كَانَ يَكْتُبُ فَيَقُولُ ضَعُفُوا هَذَا
الْأَيَّاتِ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا
هَذَا إِذَا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ فَيَقُولُ ضَعُفُوا هَذِهِ
الْآيَةَ فِي السُّوْرَةِ الَّتِي يُذَكِّرُ فِيهَا كَذَا وَكَذَا.

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۰ کتاب فضل القرآن)

ترجمہ:

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بعض اوقات حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر متعدد سورتیں ریا متعدد آیات پر مشتمل سورتیں نازل ہوتیں۔ آپ کی عادت کہ کچھ قہقہے بکھینچ کر بھی آپ پر کوئی وحی نازل ہوتی۔ تو آپ کسی کھینے والے کو بلا لیتے۔ اور فرماتے ان آیات کو فلاں سورت میں فلاں مقام پر رکھو۔ جس (سورت) میں فلاں فلاں باتیں مذکور ہیں۔ اور حسب کبھی آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو بھی کاتبین کو فرماتے۔ اس آیت کو فلاں فلاں مضمون والی سورت میں رکھو۔

مسند امام احمد بن حنبل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي تَنَا اسْوَدُ
ابْنُ عَامِرٍ تَنَا مَرْثِمُ عَنْ كَيْثِ عَنْ
شَلْرِ بْنِ حَوْشِبٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ
قَالَ كُنْتُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذَا شَتَّحَ بِبَصَرِهِ شَمَّ
صَوْبَهُ حَتَّى كَادَ أَنْ يَلْزِمَهُ بِالْأُذُنِ
فَقَالَ شَمَّ شَتَّحَ بِبَصَرِهِ فَقَالَ أَتَانِي
جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَنِي أَنْ أَصْنَعَ
هَذِهِ الْآيَةَ بِهَذَا الْمَوْضِعِ مِنْ هَذِهِ السُّورَةِ
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ

ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَتَّهِىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْعُنْكَرِ وَالْبَغْيِ
يَعْظُمُكُمْ لَعَنُكُمْ لَذِكْرُؤُنَّ - (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲۰ ر ۱۰)

(۲۱۸ ص)

ترجمہ:

حضرت عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں بیٹھا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھیں جھکا لیں۔ اتنی کد قریب تھا کہ زمین سے لگ جاتیں۔ پھر آنکھیں اٹھانے کے بعد آپ نے فرمایا۔ ابھی ابھی میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے۔ اور مجھے یہ کہا کہ اس آیت کو فلاں سورت کے فلاں مقام پر رکھوں۔ آیت یہ تھی۔ ان الله بامر

بالعدل الخ

بخاری شریف

حَدَّثَنِي أُمِّيَّةٌ قَالَتْ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ
زُرَيْجٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُثَيْبَةَ قَالَ
ابْنُ الزُّبَيْرِ كُنْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَمَانَ
وَالَّذِينَ يُشَوِّقُونَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ
أَرْوَاجًا قَالَتْ قَدْ شَخَّشَهَا الْإِيَّةُ
الْأُخْرَىٰ فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَّعُهَا
قَالَ يَا بْنَ أَخِي لَا أَهَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ
مِنْ مَكَانِهِ -

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۴۵۰)
کتاب التفسیر باب واذا طلعت
النساء الخ

ترجمہ ۱

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی
رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آیت کریمہ والذین یتوفون منکم الخ جواب
کہہ رہے ہیں۔ یا اسے کہہ رکھا ہے۔ یہ تو مسوخ ہو چکی ہے۔ ہند آپ
اسے نہ کہیں۔ کہنے لگے بیٹھے! میں قرآن پاک میں سے کسی آیت کو اس
کی جگہ سے ادا مراد مردوں کا۔

قرآنی سورتوں کی موجودہ ترتیب و رسالت
میں ہی معروف تھی

الودود شریف

فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَهُ أَبْطَأَ عِنْدَ الْوَقْتِ الَّذِي
كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ فَقُلْنَا لَقَدْ أَبْطَأَتْ عَنَّا
الْلَيْلَةُ فَقَالَ إِنَّهُ طَرَفَ عَلَيَّ حِزْبٌ مِنَ
الْقُرْآنِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَلْحِيَهُ حَتَّى أَتِمَّهُ فَقَالَ

أَوْ مَسَّالَتْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَيْفَ تَحْزِبُونَ الْقُرْآنَ قَالُوا ثَلَاثٌ وَخَمْسٌ وَسَبْعٌ وَتِسْعٌ وَإِحْدَى عَشْرَةً
وَكُلُّ عَشْرَةٍ وَحِزْبُ الْعَقْفَصِ وَحَدُّهُ (ابوداؤد شریعت جلد اول ص ۱۹۹)
وَحَدِيثُ أَبِي سَعِيدٍ أَتَقَرُّ - مطبوعہ (لکھنؤ)

ترجمہ:

جب رات ہوئی۔ تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معمول کے
وقت سے اُسے میں کچھ دیر فرمائی۔ ہم نے پوچھا۔ آپ آج رات حد
سے تشریف لائے (کیا وہ تھی؟) فرمایا۔ قرآن پاک کے ذلیف کا وقت
اُگلی تھا۔ اس لیے میں نے اُسے مکمل کیے بغیر اُسے کو اچھا دیا جانے لیا
بن ذلیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
سے دریافت کیا کہ تم قرآن کا ذلیفہ کس طرح کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب
دیا۔ تین اور پانچ اور سات اور گیارہ و دس ایک حزب مفصل۔ اور ہریش
ابو سعید اتم ہے۔

تشریح ۱۔

اوپر ذکر کردہ حدیث کے آخر میں تین، پانچ اور سات وغیرہ کے جوامع
فکر دے ہوئے۔ شارحین کلام نے اس کی تشریح و وضاحت یوں بیان کی۔ تین
سے مراد سورۃ البقرہ، آل عمران اور النساء ہیں۔ پانچ سے المراد سورۃ التوہ
مکہ کی سورۃیں، سات سے مراد سورۃ نساء سے لے کر سورۃ النحل تک کی
سورۃیں، نو سے بنی اسرائیل تا الفرقان اور گیارہ سے انعام تا النہج مراد ہیں۔
اد تیرہ۔ سے لے کر صفات ہاجرۃ تک کی سورۃیں مقصود ہیں اور حزب مفصل

سورۃ ق سے تا آخر قرآن سورۃ الناس تک مراد ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآنی آیات ہی نہیں بلکہ تمام سورتوں کی ترتیب (موجودہ) بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو ہاتھوں میں موجود تھی۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اسی ترتیب سے قرآن کریم کا وظیفہ اور ورد تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

مسند امام احمد بن حنبل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا
سُكَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ أَنَا
عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عِنْدَ الْقَتَادَةِ عَنْ أَبِي الْمَلِجِ
الْهَذَلِيِّ عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُعْطِيتُ مَكَانَ الشُّوَرَةِ
السَّبْعِ وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الزُّبُورِ الْمَعِينِ
وَأُعْطِيتُ مَكَانَ الْإِنْجِيلِ الْمَثَانِي وَفُضِّلْتُ
بِالْمُقَصِّلِ.

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۴)

(۱۰۷)

ترجمہ:

(سند متناظر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھے
تورات کی جگہ سات لمبی سورتیں عطا دی گئیں۔ زبور کے بدرجہ مجھے وہ
سورتیں دی گئیں جن میں سے ہر ایک سورت میں سو سو آیات ہیں
اور انجیل کی جگہ ثانی ایسی سورتیں جن میں ہر ایک کے اندر سو سے کم

آیات ہوں) ملاوہ ہوئیں۔ اور ان کے ملاوہ مفصل سورتوں (چھوٹی چھوٹی سورتوں) سے مجھے فضیلت عطا کی گئی۔

الحاصل:

مذکورہ بالا احادیث کے مضامین سے پیام بالکل واضح ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں ہی قرآن پاک کی آیات اور سورتوں کی وہی ترتیب پائی جاتی تھی۔ جو آج موجود ہے۔ اس بعد میں بھی ایسے حضرات بکثرت موجود تھے۔ جن کے سینوں میں اللہ کا کلام موجود تھا۔ اور ان حفاظِ کرام کو اسی ترتیب سے قرآن یاد تھا۔ جس ترتیب سے آج کے حفاظ یاد کرتے ہیں۔ قرآن پاک کا ارشاد گرامی ہے۔

رَسُولٌ مِّنْ آلِهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ
قِيَمَةٌ۔

ترجمہ:

(اللہ کی طرف سے رسول جو ان کو پاک صیغے پڑھ کر سنا سکتا ہے۔
جن میں پختہ نوشتے موجود ہیں۔

(ترمذی مقبول شیعہ)

۴

خلافتِ صدیقی کے دوران قرآن مجید کو ایک جگہ تحریری طور پر اکٹھا کرنے کے اسباب و کیفیت

مفسر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہر میں ہی اسلام جزیرہ عرب سے باہر دوسرے ممالک و بلاد میں پھیل چکا تھا۔ یمن، بحرین، عمان وغیرہ میں جا بجا مساجد تعمیر ہوئی۔ جہاں کہیں بھی مسلمان رہتے تھے۔ وہاں نماز باجماعت کی صورت میں تلاوتِ قرآن کریم ہونے لگی۔ مرد و زن اور بچہ۔ بچہ تک تعلیم قرآن میں ہنک نظر آتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بطور خلیفہ الرسول منتخب ہوئے۔ ان کے دورِ خلافت میں مسلمانوں نے ایران و روم پر چڑھائی کی۔ مدینہ، فتح کر لیا گیا۔ جوں جوں اسلام کو کامیابیاں اور کامیابیاں ملیں۔ توں توں قرآن کریم کی تلاوت میں بھی زیادتی ہونی شروع ہو گئی۔ جنگِ یمامہ میں بہت سے ایسے اشخاص شہید کر دیئے گئے۔ جو قرآن کریم کے حافظ اور قاری تھے۔ ان حضرات کی شہادت سے پیدا ہونے والے حالات کا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فراست سے پورا پورا مطالعہ فرمایا۔ چنانچہ کچھ بسیار سوچ و بچار کے بعد بارگاہِ صدیقی میں تشریف لائے۔ اور غلیظ وقت کو مشورہ دیا۔ کہ قرآن پاک جن حضرات کے سینوں میں محفوظ ہے۔ اور جن کے پاس کبھی چیز

پر تحریری صورت میں اس کے مختلف حصے ہیں۔ انہیں کچا کاغذوں پر تحریری شکل میں محفوظ کر دیا جائے۔

بخاری شریف میں اس کی تفصیل یوں مذکور ہے۔

بخاری شریف

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ
 أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُو بَكْرٍ مَقْتُلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ
 فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهُ فَقَالَ
 أَبُو بَكْرٍ إِنَّ عُمَرَ أَتَانِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ
 هَذَا اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرْآنِ الْقُرْآنِ
 وَإِنِّي أَخْشَى إِنْ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرْآنِ
 بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبُ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ
 وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ
 لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 عُمَرُ هَذَا وَاللَّهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ
 يُرَاجِعُنِي حَتَّى تَسْرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذَلِكَ
 وَذَلِكَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ رَأَى عُمَرُ قَالَ
 زَيْدُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّكَ رَجُلٌ شَابِكٌ
 عَالِمٌ لَا نَشْهَمُكَ وَفَتَدَّ كُنْتَ تَكْتُبُ
 الْوَحْيَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ

وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعَ الْقُرْآنَ فَأَجْمَعُهُ فَوَاللَّهِ
 كَوَكَلْتُوَنِي نَقُلَ جَبَلِي مِّنَ الْجِبَالِ
 مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَّمَا أَمَرَنِي بِهِ
 مِنْ جَمِيعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُونَ
 شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هُوَ وَاللَّهِ
 خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يُرَاجِعُنِي حَتَّى
 شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرُ
 ابْنِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَّبَعْتُ الْقُرْآنَ
 أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُورِ
 الرِّجَالِ حَتَّى وَجَدْتُ الْخَيْرَ سُودَةَ التَّوْبَةِ
 مَعَ ابْنِ خَزِيمَةَ الْأَنْصَارِيِّ لَمْ أَحِذْهَا
 مَعَ أَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ
 أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَظِي خَاتَمُهُ
 بَرَاءَةٌ فَكَانَتْ الصُّحُفُ عِنْدَ ابْنِي بَكْرٍ حَتَّى تَوَفَّاهُ
 اللَّهُ ثُمَّ هِنْدَ عُمَرَ حَيَاتُهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بَدَتْ عُمَرَ.

(بخاری شریف جلد دوم ص ۴۵)

کتاب فضائل القرآن۔ ملبورہ

(صحیح المطالب کرچی)

ترجمہ :

حضرت زید بن ثابت کا بیان ہے کہ جنگ یدلمہ (جو کہ زکوة ترویجیہ

دلوں کے غلام لڑائی لگتی تھی ا کے بعد مجھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلوایا جب میں
 وہاں پہنچا تو دیکھا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
 نے مجھے فرمایا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مشورہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک جگہ جمع کرنے سے
 لاعلم دریں ریوڑ کو مجھے خطر ہے۔ کیا اگر جنگ یا مہم کی طرح کہ جس میں بہت
 سے حفاظ و قراء قرآن شہید ہو گئے۔ دیگر لڑائیوں میں بھی اسی طرح کثرت
 سے حفاظ قرآن نے جام شہادت نوش کر لیا۔ تو ایسا نہ ہو کہ قرآن کریم کا
 اکثر حصہ شہید ہونے اپنے ساتھ سینوں میں لے جائیں۔ اور کسی دوسرے
 کو وہ یاد نہ ہونے کی وجہ سے ضائع ہو جائے میں نے اس تجویز کے
 جواب میں حضرت عمر کو کہا۔ تم وہ کام کیونکر کرتے ہو کہ جس کو رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت عمر نے کہا یہ (میرا مشورہ) خدا کی
 قسم! اچھا مشورہ ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب کے بار بار کہنے سے اللہ تعالیٰ
 نے اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دیا۔ اور میں نے جان لیا کہ حضرت
 عمر کا مشورہ واقعی درست اور بروقت ہے۔ زید بن ثابت کہتے ہیں۔
 مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ زید! تم زوجان اور عقیقہ آدمی
 ہو۔ ہمیں تم پر تہمت لگانے کا کوئی موقع نہ ملا۔ (یعنی تمہارے حوالہ
 افعال بھول چوک اور غلطیوں سے مبتلا ہیں) اور تم وہ ہو۔ جو کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری ہوئی وحی کو لکھا کرتے تھے۔ لہذا تم یہ ذمہ اٹھاؤ
 اور مختلف لوگوں کے پاس جا کر ان سے قرآن پاک کی آیات لے کر
 ایک جگہ جمع کرو۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی
 قسم! اگر اس ذمہ داری کی بھانپ مجھے کسی پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری
 جگہ منتقل کرنے کا حکم دیتے۔ تو وہ میرے لیے اس کی بہ نسبت آسان

اتحاد میں نے ابو بکر صدیق سے کہا۔ تم وہ کام کیونکر کرنے لگے ہو۔
 جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا۔ ابو بکر نے فرمایا۔ خدا کی قسم!
 یہ کام بہر حال اچھا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بار بار اس کام کے
 سر انجام دینے پر زور دیا۔ حتیٰ کہ ایسا وقت آن پہنچا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا
 سینہ بھی صدیق اکبر اور عمر کے سینہ کی طرح اس کام کے لیے کھول دیا پھر
 میں نے اس کام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مختلف لوگوں سے رابطہ
 قائم کیا۔ بالآخر میں نے کھجور کے پتھروں، سفید پتھروں پر لکھا ہوا قرآن
 لوگوں سے حاصل کر لیا۔ اور جن کے سینوں میں جو محفوظ تھا۔ وہ بھی حاصل
 کر لیا۔ سورۃ التوبہ کی آخری آیت، ابو خزیمہ الانصاری کے سوا اور کئی کے
 پاس سے نہ ملی۔ وہ آیت یہ ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ
 انْفُسِكُمْ عَالِمٌ بِطَرِيقِ صُحُفِ مَبْعُوثٍ۔ وہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
 کے پاس ان کی وفات تک رہا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیانات
 اسے اپنے پاس رکھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کی بیٹی حضرت حفصہ
 رضی اللہ عنہا کے پاس آگیا۔

تبصرہ :-

بجاری شریعت کی مذکور حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم
 کے جمع کرنے کا عمل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔ اس سے
 قبل یعنی دور رسالت میں یہ کچھ نہ ہوا تھا۔ حالانکہ گزشتہ امارت سے یہ ثابت
 ہوتا ہے کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں آیات کی
 ترتیب اور سورتوں کی ترتیب کے ساتھ قرآن موجود تھا۔ ان دونوں باتوں میں

کوئی تعارض نہیں۔ وہ یوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں آیات کی ترتیب اور سورتوں کی ترتیب مکمل ہو چکی تھی۔ لیکن قرآن کریم مکمل طور پر یعنی المحدث الناس تک کسی ایک جگہ یا کسی ایک شخص کے پاس موجود نہ تھا۔ بلکہ اسی ترتیب کے ساتھ اس کے مختلف حصے مختلف حضرات کے پاس تھے۔ اور کچھ دوسروں کو محض اذہر تھا۔ جنگِ یمامہ میں جب بہت سے مسلمان شہید ہو گئے۔ اور خطرہ تھا کہ آئندہ بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ تو اسی ترتیب کے مختلف خندہ جات مختلف حضرات سے ایک جگہ اکٹھے کرنے کی ذمہ داری حضرت زید بن ثابت کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ تاکہ وہ خطرہ دور ہو جائے۔

لہذا دور رسالت میں دی گئی ترتیب آیات اور سورت کو صرف ایک جگہ جمع کرنے کی کوشش کی گئی۔ نئی ترتیب دینے کی کوشش ہرگز نہ تھی۔ اور اللہ رب العزت نے ان حضرات کی ان اتھک کوششوں کو بار آور فرمایا۔ آخر اپنے کلام کی حفاظت کا کوئی ذکوئی انتظام فرماتا تھا۔ یوں پہلی مرتبہ قرآن پاک کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی سعادت ان حضرات کو خدا نے عطا فرمائی۔

صدیق اکبر کے دورِ خلافت میں قرآن کریم کو

ایک جگہ اکٹھا کرنے میں احتیاط کا عالم

فتح الباری

وَعِنْدَ آيَةٍ مَا وَدَّ آيُضًا فِي الْمَصَاحِفِ مِنْ حَلِّ نَبِيٍّ

يَحْيَىٰ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَامَ عُمَرُ
فَقَالَ مَنْ كَانَ تَلْفِي مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ فَذَيَاتِ بِهِ
وَكَانُوا يَكْتُوبُونَ ذَلِكَ فِي الصُّحُفِ وَالْأَكْوَاجِ
وَالْعُسْبِ قَالَ وَكَانَ لَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ شَيْئًا
حَتَّى يَسْتَشْهَدَ شَاهِدَانِ وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى
أَنَّهُ رَيْدًا كَانَ لَا يَكْتَفِي بِمُحَرَّرٍ وَجَدَائِهِ
مَكْتُوبًا حَتَّى يَشْهَدَ مَنْ تَلَفَّاهُ سَمَاعًا
مَعَ كَوْنِ رَيْدٍ كَانَ يَحْفَظُهُ وَكَانَ يَفْعَلُ
ذَلِكَ مُبَالَغَةً فِي الْإِحْتِيَاظِ وَعِنْدَ ابْنِ
أَبِي دَاوُدَ أَيْضًا مِنْ طَرِيقِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِعُمَرَ وَلِزَيْدٍ
إِقْعَدَا عَلَيَّ بَابَ الْمَسْجِدِ فَمَنْ جَاءَ كُنَا
بِشَاهِدَيْنِ عَلَى شَيْءٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَالْكِتَابُ
وَرِجَالُهُ فَعَامَتْ مَعَ الْفِطْلَانِ وَكَانَ الْمُرَادُ
بِالشَّاهِدَيْنِ الْحِفْظَ وَالْكِتَابَ أَوِ الْمُرَادُ أَنَّهُمَا
يَسْهَدَانِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ الْمَكْتُوبُ كُتِبَ بَيْنَ
يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَوِ الْمُرَادُ أَنَّهُمَا يَسْهَدَانِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ
مِنَ الْوُجُوهِ الَّتِي يُزَلُّ بِهَا الْقُرْآنُ وَكَانَتْ
غُرُصُهُمْ أَنْ لَا يَكْتَبَ إِلَّا مِنْ هَيْنِ مَا كُتِبَ

بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مَرَجَ
مَجْدَرِ النِّجَاطِ - (فتح الباری جلد ۱ ص ۱۱) کتاب
تفائل القرآن - مطبوعہ مصر

ترجمہ:

ابن ابی داؤد کے پاس بھی کئی بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریقہ سے قرآن کریم
کو صاحت کی شکل میں جمع کرنے کی ایک حدیث ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ اور لوگوں کو کہا۔ جس کے
پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ قرآن میں
سے جو کچھ بھی ہے۔ وہ اُسے لاکر پیش کرے۔ حضور خدیجی مرتبہ کے درمیان
لوگ قرآن کی آیات و سورتوں کو مختلف صیغوں اور جملوں میں لکھ لیا کرتے
تھے۔ اور گھوڑی چھال پر بھی تحریر کیا کرتے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ
حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کسی سے قرآن کی کوئی آیت یا سورت
اس وقت تک قبول نہ کرتے جب تک وہ دو گواہ اس پر گواہی نہ دے
دیتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بعض قسمی
لکھائی آیت و سورت کو کافی نہ سمجھتے۔ بلکہ وہ اس کے ساتھ ساتھ ایسے دو
گواہ بھی ضروری تھے۔ جو یہ کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہم نے
سنا ہے۔ مالا کہ حضرت زید بن ثابت خود بھی حافظ قرآن تھے۔ لیکن یہ
سب کچھ آپ کی سنت امتیاط کے پیش نظر تھا۔

ابن ابی داؤد کے پاس ہشام بن عروہ اودان کے باپ کے طریقہ سے
ایک روایت ہے کہ سینہ نام حضرت ابو کرمدی رضی اللہ عنہ نے

حضرت عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کو فرمایا۔ دونوں مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ جاؤ۔ جو شخص دو گواہ لے کر آئے۔ اور اپنے ساتھ قرآنی آیت و سورت ان گناہوں کی گواہی کے ساتھ تمہیں دے۔ تو اسے لکھ لو۔ اس حدیث کے راوی ثقیدیں۔ اگرچہ یہ منقطع ہے۔

دو گناہوں سے مراد کیا ہے۔ ایک یہ کہ حفظ و کتابت دونوں طرح سے آیت کی شہادت لی جائے۔ دوسری مراد یہ کہ دو آدمی یہ گواہی دیں۔ کہ یہ لکھی ہوئی آیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھے جانے کی ہم گواہی دیتے ہیں۔ تیسری مراد یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ دو آدمی یہ گواہی دیں کہ کتابت انہی وجوہ اور طریقوں کے مطابق ہے۔ جن کے مطابق قرآن مکمل نازل کیا گیا۔ ان گواہوں کا گواہی سے ان حضرات کا مقصد یہ تھا۔ کہ اس طرح وہی آیات و سورتیں معروض تحریر میں آئیں۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی جاتی تھیں۔ محض حفظ پر اکتفا کرنا درست نہ سمجھتے تھے۔

بہد عثمانی میں جمع قرآن کے اسباب

قد قادی طور پر یہ خیال آتا ہے۔ کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دو خلافت میں قرآن کریم کو ایک جگہ جمع فرمایا۔ تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس کے جمع کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اور اس مننت و کاوش کے صلہ میں امت نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دو جامع القرآن، کا لقب بھی دیا۔ اس کے کیا اسباب پیش آئے۔؟

الہ امور کی نفاذ دہی ہمیں بہت سی کتب امارت سے ملتی ہے۔ مگر طور پر

یہ کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ دور رسالت سے دور فاروقی تک قرآن کریم کی تلاوت مختلف قرأت و لغت سے جاری تھی۔ اسلام کے دور و راز پھیل جانے سے قرأت کا پھیلنا ایک لازمی امر تھا۔ حتیٰ کہ اسی پھیلاؤ کے دوران بعض لوگوں نے ایک مخصوص قرأت کو تو قرآن کہا لیکن دوسری قرأت کو فارسی کہنا اور کھنسا شروع کر دیا۔ نورت جگڑوں اور باہم نزاع حکمت پہنچ گئی۔ اس کیفیت کو صاحب فتح الباری نے بیان کیا جس میں مدیۃ الرسول کی حالت بیان کی گئی۔

فتح الباری | فَاخْرَجَ ابْنُ ابْنِ دَاوُدَ أَيْضًا فِي الْمَصَاحِفِ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ قَلَابَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ فِي

خِلَافَةِ عُثْمَانَ جَعَلَ الْمُعَلِّمُ يُعَلِّمُ قِرَاءَةَ الرَّجُلِ وَالْمُعَلِّمُ يُعَلِّمُ قِرَاءَةَ الرَّجُلِ فَجَعَلَ الْفُلَمَاءُ يَتَلَقَّوْنَ فَيَخْتَلِفُونَ حَتَّى أَرْتَفَعَ ذَلِكَ إِلَى الْمُعَلِّمِينَ حَتَّى كَفَرَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَبَلَغَ ذَلِكَ عُثْمَانَ فَخَطَبَ فَقَالَ أَأَنْتُمْ عِندِي تَخْتَلِفُونَ فَمَنْ نَأْتِي عَنِّي مِنَ الْأَمْصَارِ أَشَدَّ اخْتِلَافًا فَكَأَنَّهُ وَاللَّهِ أَعْلَمُ كَمَا جَاءَ مَا حَدَّثْتُهُ وَأَعْلَمُ بِاخْتِلَافِ الْأَمْصَارِ تَحْقِيقَ هَذِهِ مَا ظَنَنْتُ مِنْ ذَلِكَ۔

(فتح الباری جلد ۱ ص ۱۴-۱۵)

کتاب فضائل قرآن۔

ترجمہ:

ابن ابی داؤد نے ابو ظاہر کے طریق سے صحاح کے بارے میں

روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حالات کچھ ایسے ہو گئے کہ ایک استاد کسی ایک قرآن کی تعلیم دیتا۔ اور دوسرا استاد کسی دوسری قرأت کو پڑھاتا تو ان سے پڑھنے والے شکوکا نے باہم اختلاف کیا۔ حتیٰ کہ یہی اختلاف ان کے اساتذہ تک پہنچ گیا۔ پھر نوبت یہ ہو گئی کہ ایک کو دوسرا خارج از اسلام قرار دینے لگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جب اس اختلاف کا علم ہوا تو آپ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے خطبہ دیا۔ اور فرمایا۔ تم میری موجودگی اور میرے قریب ہونے پر اختلاف کرو ہے۔ ہوسکتی لوگوں کے اختلافات تو تم سے کہیں زیادہ سنگین ہوں گے جو شہروں سے دور دیہات میں رہ رہے ہیں۔ و اللہ اعلم۔ حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان کے پاس حاضر ہوئے۔ اور انہیں منہ گفت شہروں کی اختلاف قرأت کے بارے میں یادداشت پیش کی۔ تو یقین کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنے ظن کے حقیقی ہونے کا پتہ چل گیا۔

حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے علاوہ دوسرے شہروں کی جو کیفیت بیان کی۔ اور وہاں کے اختلاف قرأت کی جو صحت دیکھی۔ اس کا نقشہ بھی فتح الباری کے الفاظ میں حضرت خلیفہ نے یوں بیان کیا۔

فِي رِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ غَزَمَةَ أَنَّ
حُذَيْفَةَ قَدِيمٌ مِنْ غَزْوَةٍ فَلَمَّا يَدْخُلُ

بَيْتَهُ حَقَّقَ أَتَى عَشْعَمَانَ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
أَذِيلُ النَّاسَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ غَزَوْتُ قَرْجَ
أَرْمِينِيَّةَ قَدَا أَهْلُ الشَّامِ يَقْرَأُونَ
يَقْرَأَةُ أَبِي بِنِ كَعْبٍ فَيَأْتُونَ بِمَالِهِمْ

يَسْمَعُ أَهْلُ الْعِرَاقِ وَإِذَا أَهْلُ الْعِرَاقِ
يَقْرَأُونَ بِعِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
فَيَأْتُونَ بِهَالَمٍ يَسْمَعُ أَهْلُ الشَّامِ فَيَكْفُرُ
بَعْضُهُمْ بَعْضًا..... وَمِنْ طَرِيقِ مُحَمَّدٍ
ابْنِ سِيرِينَ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَقْرَأُ حَتَّى يَقُولَ
الرَّجُلُ بِصَاحِبِهِ كَعُرْتُ بِمَا تَقُولُ فَتَرْفَعُ
ذَلِكَ إِلَى عِثْمَانَ فَتَعَاظَمَ فِي نَفْسِهِ وَعِنْدَ
ابْنِ أَبِي دَاوُدَ أَيْضًا مِنْ رِوَايَةِ بُكَيرِ بْنِ
الْأَشْجَعِ أَنَّ نَاسًا بِعِرَاقٍ يَسْأَلُ أَحَدَهُمْ
مِنَ الْأَمِيَّةِ فَيَاذَا هَرَأَمًا قَالَ إِلَّا إِنِّي أَكْفَرُ
بِهَذِهِ فَغَشَا ذَلِكَ فِي الْمَقَابِرِ فَكَلَّمَ
عِثْمَانُ فِي ذَلِكَ -

(فتح الباری جلد ۹ ص ۱۴-۱۵)

کتاب فضائل القرآن

ترجمہ ۱

عمارہ بن مغزیہ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت مزینہ رضی اللہ عنہا کسی جنگ سے واپس آئے۔ تو سیدھے گھر آنے کی بجائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ اے امیر المؤمنین لوگوں کو پہنائیے۔ پوچھا کیا ہو گیا۔ حضرت مزینہ نے کہا۔ میں نے اور مزینہ کے علاوہ فرج میں لڑائی لڑی۔ تو میں نے دیکھا کہ شامی لوگ حضرت ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق قرآن پڑھتے ہیں۔ اور

پڑھنے میں بعض الفاظ اس طرح ادا کرتے ہیں کہ جس سے عراقی قطعاً واقع نہیں۔ اور عراقیوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت کو اپنا رکھا تھا۔ اور وہ بھی بعض الفاظ اس طرح ادا کرتے تھے کہ شاہیوں نے وہ سننے تک نہ سوتے۔ اس اختلاف کی وجہ سے بعض بعض کی تکفیر کر رہے ہیں۔

محمود بن میر بن رضی اللہ عنہ کے طریق کے مطابق روایت ہے کہ ایک آدمی قرآن پاک کی قرأت کرتا۔ تو اس کا ساتھی ہی اُسے کہہ دیتا۔ بھائی تو نے کفر کیا ہے۔ یہ باتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچیں تو انہوں نے ان کو اپنے دل میں بہت بڑا جانا۔

بکیر بن الاشج کی روایت کے مطابق ابن ابی داؤد کہتے ہیں کہ بے شک عراق میں بہت سے لوگ کسی اپنے ساتھی سے کسی ایک آیت قرآن کے بارے میں دریافت کرتے۔ کہ اسے کس طرح پڑھنا چاہیے؟ جب وہ پڑھ کر دکھاتا۔ تو سننے والا کہہ دیتا۔ خیر دارا! اس طرح پڑھتے والے کی میں تکفیر کرتا ہوں۔ تو یہ بحث لوگوں میں خوب پھیل گئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے حل کے لیے لوگوں سے صلاح و مشورہ شروع کیا۔

ساریخ قرآن اور جمع قرآن کی بحث کرنے والے حضرات اور ناظرین کرام سبھی اس بات کو مانتے ہیں کہ اختلاف قرأت خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں بھی تھا۔ عرب میں بہت سے قبائل آباد تھے۔ ہر قبیلہ کی زبان میں بعض الفاظ کی الگ الگ و غیرہ کا اختلاف ایک بدیہی امر ہے جس کے یکے کی دلیل کی ضرورت نہیں۔ اسی اختلاف کی وجہ سے بعض قبیلوں کو دوسرے قبیلے کی

نست پڑھنا شاق گزار۔ لیکن عتقی مرتبت علیٰ افسر علیہ وسلم کی موجودگی اندر زمانہ کی رفتار نے اس دشواری کو برداشت کرنے کی ہمت دے دی تھی۔ وہ اتقان فی العلم انظرین میں علامہ ابن تیمیہ سے یہ باتیں منقول ہوئیں۔ لیکن دور عثمانی میں اس اختلاف کو پھر سے ابھرنے کا موقع ملا۔ اور معاملہ بہت زیادہ غراب ہوتا نظر آ رہا تھا اس لیے اگر حالات واقعات کی نزاکت کا احساس نہ کیا جاتا تو خطرہ تھا کہ۔

۱۔ مختلف قرأت کے مطابق قرآن پاک کے مختلف نسخہ جات لکھے جاتے۔ اور آگے چل کر ایک قرأت کے مطابق لکھے اور ہڈ پٹنے والے دوسروں کی قرأت کو قرآن نہ مانتے۔ جس کی ابتداء ہو چکی تھی۔ تو پھر اس اختلاف کی کوکھ سے ایک ایسا بڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا جس کا انداز ناممکن ہو تا اور امت مسلمہ کے افراد قرآن پاک کی قرأت پر بھی ایک دوسرے پر کافر ہونے کا فتویٰ لگاتے۔

۲۔ عرب میں سات مشہور لغات کے حوالہ مفسدین یہ کوشش کرتے۔ کہ غیر مشہور لغات میں قرآن کریم کی قرأت کو فروغ دیا جائے۔ جو فصاحت و بلاغت میں ان سات مشہور قراءتوں سے کہیں کم تھیں۔ اور شہنشاہ اپنے مزاج اور اپنی پسند کے مطابق جس طرح چاہتا۔ الفاظ قرآنہ کو توڑ کر پڑھتا۔ اور لفظ اور یوں تحریر تبدیل کا ایسا رستہ کھل جاتا۔ جس کا بند کرنا مشکل ہو جاتا۔ انہی فتنوں اور غریبوں کو بھانپ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دو گلا صاحب سے مشورہ شروع کر دیا۔ تاکہ فتنے کی اس آگ کو پھینکے سے قبل ہی بجھا دیا جائے۔

۵

اختلاف قراءات سے پیدا شدہ فتنہ تکفیر کے
انہاد کے لیے حضرت عثمان غنی کا اقدام۔

بخاری شریف | حَدَّثَنَا بَنُو الْيَمَانِ قَدِيمٌ عَلَى عُثْمَانَ
وَكَانَ يُعَازِي أَهْلَ الشَّامِ فِي قَتْلِ أَرْمِينَةَ
وَأَذْرَبِيَّجَانَ مَعَ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَافِرِغَ حَدِيثَهُ
إِخْتِلَافُهُمْ فِي الْعِرَاقِ فَقَالَ حَدِيثُهُ
يَعُثْمَانَ يَا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ أَدْرِكُوا هَذِهِ
الْأُمَّةَ قَبْلَ أَنْ يَخْتَلِفُوا فِي الْكِتَابِ إِخْتِلَافَ
الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى فَإِنَّ سَلَّ عُثْمَانُ إِلَى
حَقِصَةَ أَنْ أَرْسَلَنِي إِلَيْنَا بِالْمَصْحَفِ نَنْسَخَهَا
فِي الْمَصَاحِفِ ثُمَّ نَزَدُهَا إِلَيْنَا فَإِنَّ سَلَّ
بِهَا حَقِصَةَ إِلَى عُثْمَانَ فَأَمَرَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الرَّبِيعِ وَسَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ وَ
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَتَنَسَّخُوهَا
فِي الْمَصَاحِفِ وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ
الْقُرَشِيِّينَ الشَّلَاشَةَ إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَمْتُمْ
وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فِي كُتُبٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَالْكَتُوبُ

بِلِسَانِ قُرَيْشٍ فَإِنَّمَا نَزَّلَ بِلِسَانِهِمْ فَفَعَلُوا حَتَّىٰ إِذَا
تَسَخَّرُوا الْقُحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ دَعَا عِثْمَانَ الْقُصَيْفَ
إِلَى حَقِصَةٍ وَأَرْسَلَ إِلَى كُلِّ أَقْبَىٰ بِمُصْحَفٍ وَمِمَّا
تَسَخَّرُوا مَرَّيْنِ سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي كُلِّ صَحِيفَةٍ
أَوْ مُصْحَفٍ أَنْ يُحْتَقَىٰ - (بخاری شریف جلد دوم ص ۴۶)

کتاب فضائل القرآن باب جمع التوراک

ترجمہ:

حضرت ابن ایمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یہ
اس وقت کی بات ہے۔ جبکہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ شامیوں کے ساتھ مل
کر عراقیوں کے خلاف، اور مینہ اور اذہر باہجان کی جنگ لڑ کر آئے تھے۔ اس
جگہ میں انہیں فتح ہوئی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے جب ان کے ہاں
قرآنِ قرآن کا اختلاف پایا تو بہت ڈرے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے
سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! اس
امت کو پچاسیئے اور سنبھالیئے! کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ یہود و نصاریٰ کی طرح
اللہ کی کتاب میں اختلاف کرتے کرتے بہت جلد نکل جائیں۔ سرسبز کرا
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کسی کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ
کی خدمت میں بھیجا۔ تاکہ وہ ان سے وہ صحیفہ لے آئے۔ (جو حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جمع کیا گیا تھا۔ اور کہا۔ کہ ہم اس
کی چند نقول لکھ کر یہ صحیفہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ اس آدمی کے
ہاتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے صحیفہ بھیج دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
نے وہ صحیفہ حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن الزبیر، سعید بن العاص

اور عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام کے سپرد کر کے فرمایا۔ اس کی نقلیں تیار کر دے سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ منوں قریشی حضرات کو فرمایا۔ جب تمہارا وزیر بن ثکلت کا کسی غلطی میں اختلاف ہو جائے۔ تو اس کو قریش کی زبان میں تحریر کرنا۔ کیونکہ قرآن مجید انہی کی لغت میں اترا تھا۔ ان حضرات نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مختلف صحیفے (نقول) لکھ ڈالے تو حضرت عثمان نے وہ اصل صحیفہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو واپس لوٹا دیا۔ اور اس کی نقل کر دے۔ غلطیوں مختلف مماثلک میں ارسال کر دیں۔ اور ہدایات دیں۔ کہ اس نسخہ سے قبل کے نسخہ بات اگر کسی کے پاس ہوں۔ (جو مختلف صحابہ کرام نے اپنے طور پر تحریر کیے تھے۔) اور ان میں اپنی اپنی قرأت کلاسیک لب و لہجہ تھا بعض اقوال کے مطابق انہیں دھوٹا لئے کا حکم دیا اور پھر انہیں ملایا جائے۔ تاکہ قرآن کریم میں اختلاف سے ہر ممکن طور پر بچا جاسکے۔

وضاحت:

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک نسخہ مکہ مکرمہ ارسال کیا۔ ایک بصرہ ایک بصرہ ایک شام، اور ایک کوفہ بھیجا۔ اور اس کے علاوہ یہ بھی حکم صادر فرمایا کہ میرے پیچھے گئے مصنف کی مزید نقول تیار کی جائیں۔ اور انہیں دوسرے لوگوں تک پہنچایا جائے۔

گوشہ اوراق میں ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ قرآن کریم کی مختلف قرأت اور لغات میں تلاوت صرف بائز تھی۔ کوئی فرض و واجب نہ تھی۔ کیونکہ اختلاف قرأت ایک ضرورت تھی۔ پس کی بنا پر اسے جائز رکھا گیا۔ لیکن مختلف قرأت میں

بڑھنا اور بات ہے۔ اور قرآن کریم کا نزول ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔ وہ یہ کہ قرآن کریم کے لیے اللہ رب العزت نے اس وقت کی مروجہ و مشہور لغات میں سے لغت قریش کا انتخاب فرمایا۔ تمام لغات میں لغت قریش کی فوقیت کی یہ بہت بڑی وجہ تھی۔ اور دوسری بات یہ بھی تھی۔ کہ مختلف لغات بولنے والے بھی کم و بیش اسی لغت کو اپنانے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس لیے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورہ کے مطابق یہ طے کیا۔ کہ قرآن کریم کے الفاظ کو لغت قریش کے مطابق باقی رکھا جائے۔

چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن ثابت رضی اللہ عنہ و دیگر حفاظ قرآن کی کاوشوں سے جمع شدہ نسخہ کو جو حضرت خضر رضی اللہ عنہما کے پاس محفوظ تھا اس کی لغت قریش کے مطابق سات صد نقول تیار کرنے کی ہدایات جاری فرمائیں اور مختلف اسلامی ممالک کو روانہ کی گئیں۔ ایک نسخہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس رکھا۔

پھر صحابہ کرام کے پاس اپنے طرز پر کچھ ہوئے قرآن پاک کے نسخہ جات موجود تھے۔ ان میں بعض آیات پر ان کے وضعاتی اور تفسیری نوٹ بھی تھے۔ اور ہر ایک نے اپنی لغت کے مطابق الفاظ کو لکھا تھا۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان نسخہ جات کو پانی سے صاف کر دینے اور پھر جلا دینے کی ہدایات بھی دیں۔ تاکہ امت مسلمہ صرف اور صرف ایک ہی لغت اور ایک ہی نسخہ پر متفق ہو جائے۔ کیونکہ اس قریب کے دو صدیوں میں قرأت کے اختلاف سے کفر و ایمان کی کشمکشیں چلی نکلی تھیں۔ توحید کے ادوار میں ان کلمات سے جو اختلافات کا نقشہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

کے ذہن میں ابھرا تھا۔ اس کے پیش نظر آپ کی یہ ہدایات ایک بہترین تجاویز
اور امتیازی تدابیر تھیں۔

چنانچہ صحابہ کرام نے اس بارے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بہت
تعمیریت کی۔ اور انہیں آفرین کی۔

✽



حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

جمع کردہ قرآن کریم اور پہلے سے موجود

نسخہ میں کوئی فرق تھا؟

قول اول:-

اس سلسلہ میں ایک قول گزرنیکا ہے جس کا مختصر طور پر یہ بیان ہے۔ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق جو مصحف جمع ہوا۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مسینے مختلف صحابہ کرام کے پاس تھے جن میں بعض پر کچھ تفسیری نوٹس بھی تھے۔ اور ان میں الفاظ کو ہر ایک نے اپنی نیت کے مطابق لکھا تھا۔ اب جو مصحف عثمان رضی اللہ عنہ نے تیار کر لیا اس میں صرف نصرت قریش کو اپنا یا گیا۔

قول دوم:-

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع شدہ مصحف سات قراءات پر مشتمل

تھا۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان بات میں سے لغت قریش کو منظور کیا۔ یہ اکثر علماء کا قول ہے۔

قول سوم:

دور مدیہ میں جمع کردہ قرآن میں الحمد تا والناس اگرچہ تمام سورتیں تھیں۔ اور ہر سورت کی ابتداء و انتہاء وہی تھی جس کو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم متعین و مقرر فرما گئے تھے۔ لیکن یہ ترتیب کہ سب سے اول سورہ فاتحہ پھر البقرہ اور سب سے آخری والناس ہو۔ یہ ترتیب خلافت عثمانی میں دی گئی۔ سیدنا صدیق اکبر اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما وغیرہ کے پیش نظر یہ بات تھی۔ کہ اگر دوسرے تمام قرآنی آیات اور سورتوں کو کجا کر دیا جائے۔ تاکہ حفاظ کرام کے شہید وصال سے کوئی دشواری نہ رہے۔

قول چہارم:

بعض علماء اس طرف گئے ہیں۔ کہ دور مدیہ میں جمع کردہ میخدا و حضرت عثمان غنی کے جمع کردہ صحیفہ کی ترتیب بعینہ وہی تھی۔ جو ابجمل ہے۔ کیونکہ اسی مصحف کی چند اقوال تیار کر کے اپنے مختلف ممالک کو روانہ فرمائیں۔

ایک سوال:

دور مدیہ میں یا دور عثمانی میں قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب وجود میں آئی۔ اگرچہ ہر سورت کی ابتداء و انتہاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود متعین کر دی تھی۔ لیکن یہ ترتیب یکسے وجود میں آئی۔ یہ صحابہ کرام نے اپنے اجتہاد سے یہ

ترتیب رکھی۔ یا حضور علی اشد مدظلہ وسلم سے ہدایات کی روشنی میں ایسا ہوا۔

جواب:-

علامہ کرام کی اکثریت یہ کہتی ہے۔ کہ قرآنی سورتوں کی ترتیب میں کسی صحابی وغیرہ کے اجتہاد کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بلکہ حضور علی اشد مدظلہ وسلم سے ایسی ترتیب مذکور تھی۔ یعنی جس طرح ہر سورت کی ابتداء و انتہاء آپ نے متعین فرمائی تھی اسی طرح ہر سورت کا مقام بھی آپ نے ہی مقرر فرما دیا تھا۔ ہاں ایک جگہ ضروری وضاحت دینے کی وجہ سے حضرت صحابہ کرام نے اپنی اجتہاد ہی بصیرت سے کام لیا۔ وہ مقام سورۃ الانفال اور سورۃ البراق ہے۔ کہ ان کی ابتداء و انتہاء کا تعین نہ مل سکا۔ تو صحابہ کرام نے ان کو دو سورتوں کی شکل میں موجود رکھا لیکن سورۃ البراق کی ابتداء معروف طریقہ سے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) لکھ کر رکھی۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو
جمع قرآن کریم پر داو تحسین دی گئی

فتح الباری، الاتقان | أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ يَسَنَادًا
صَحِيحًا مِنْ طَرِيقِ سُؤْيِدِ بْنِ غَثَلَةَ قَالَ
قَالَ عَلِيٌّ لَا تَقُولُوا فِي عُثْمَانَ إِلَّا خَيْرًا
كَوَاللَّهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ
إِلَّا عَنْ مَلَأَ قِسْمًا كَمَا تَقُولُونَ فِي هَذَا

الْقِرَاءَةِ فَتَدْبَلُغَنِي أَنَّ بَعْضَهُمْ يَقُولُ إِنَّ
قِرَاءَتِي خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَتِكَ وَهَذَا يَكَادُ أَنْ يَكُونَ
كُفْرًا قُلْنَا فَمَا تَرَى قَالَ أَرَى أَنَّ تَجْمَعُ النَّاسُ
عَلَى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ فَلَا تَكُونُ فِرْقَةً وَلَا
إِخْتِلَافًا قُلْنَا فَبِعَمَلٍ مَارَ آيَتٌ .

۱۔ فتح الباری جلد ۱ صفحہ نمبر ۱۵۰

کتاب فضائل القرآن

(۲۔ الانکبان جلد اول صفحہ نمبر ۶۱)

النوع الثامن عشر فی جمعہ

و ترجمہ

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حضرت عثمان کے بارے میں
میرے پیچھے کمالات ہی کتنا چاہئیں۔ خدا کی قسم! انہوں نے قرآن کریم کے
جمع کرنے میں ہم بہت سے بزرگ صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ (اور جن دوسرے
نامکمل یا ضائع شدہ نسخجات کو تلف کرنے کا حکم دیا۔ وہ بھی ہمارے
مشورے سے تھا) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے، میں بجا بیجا جب ہم آئے۔
تو پوچھا۔ قرآن کریم کی قرأت نے جو اختلافی صورت پیدا کر دی ہے۔
اس کے متعلق تم کیا رائے دیتے ہو۔؟ کیونکہ مجھے بتلایا گیا ہے۔ کہ کچھ
اپنی قدرت کو دوسروں کی قرأت کے مقابلہ میں کہتے ہیں۔ اور یہ
اختلاف لگتا ہے۔ کہیں کفر ملک نہ پہنچا دے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہم نے پوچھا۔ حضرت آپ کی کیا رائے ہے۔؟

فرمانے لگے۔ میں پاہتا ہوں۔ کو تمام لوگ ایک قدرت پر متفق ہو جائیں۔ نہ کوئی فرقہ رہے۔
اور نہ اختلافات۔ ہم نے کہا۔ آپ کی رائے بہت عمدہ ہے۔

وَفِي رِوَايَةٍ سُوَيْدُ بْنُ غَفْلَةَ عَنْ عَرَبِيٍّ
فَتْحُ الْبَارِي | قَالَ لَا تَقُولُوا الْعُثْمَانُ فِي إِحْسَرَاتِ
الْمَصَاحِفِ الْأَخْيَرِ۔

(فتح الباری جلد ۱ ص ۱۱)

ترجمہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سدید بن غفلہ نے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو قرآن کریم کے مختلف صحابہ کرام کے
پاس موجود تھے جلائے کا حکم دیا اس حکم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کو چھایا کہو۔

مختلف نسخہ جات قرآنیہ کے جلائے سے
قبل انہیں دھو کر صاف کر دینے کا حکم تھا

فَتْحُ الْبَارِي | وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى قِلَابَةً فَلَمَّا خَرَّغَ
عُثْمَانُ مِنَ الْمُصْحَفِ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ
إِنِّي قَدْ صَنَعْتُ كَذَا وَكَذَا، وَمَحَوْتُ مَا
عِنْدِي فَأَمْحُوا مَا عِنْدَكُمْ، وَالْمَحْوُ أَعْمُ
أَنْ يَكُونَ بِالْقِيلِ أَوِ الْقَحْرِ يَنْقُ

دورِ مدیّتی اور دورِ عثمانی میں جمع قرآن

کے تقاضے مختلف تھے

الاتقان

قَالَ ابْنُ التَّيْمِيَّةِ وَغَيْرُهُ الْفَرْقُ بَيْنَ
 جَمْعِ ابْنِ بَكْرٍ وَجَمْعِ عُثْمَانَ أَنَّ جَمْعَ ابْنِ بَكْرٍ
 كَانَ لِغَشْيَةِ أَنْ يَذْهَبَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ
 يَذْهَابُ حَقْلِيَّةً لَا لِأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ مُجْمُوعًا
 فِي مَوْضِعٍ وَاحِدٍ فَجَمَعَهُ فِي صَحَائِفَ
 مُرَتَّبًا لَا آيَاتٍ سُورِهِ عَلَى مَا وَقَفَهُمْ
 عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمَعَ
 عُثْمَانُ كَانَ لَعَاكِفًا لِاخْتِلَافٍ فِي وُجُوهِ
 الْقِرَاءَاتِ حَتَّى قَرَأُوهُ يُلْعَنُ بِهِمْ عَلَى
 اتِّسَاعِ اللُّغَاتِ فَتَأَمَّلْ ذَلِكَ بَعْضُهُمْ إِلَى
 تَخْطِئَةٍ بَعْضٍ فَتَخْشَى مِنْ كُنَا فِيهِ الْأَمْرِ
 فِي ذَلِكَ فَتَسْخَرُ يَلْكَ الصُّحُفَ فِي مَضْعَبٍ
 وَاحِدٍ مَرَكَّبًا السُّوْرَةَ وَاقْتَصَرَ مِنْ
 سَائِرِ اللُّغَاتِ عَلَى لُغَةِ قُرَيْشٍ مُتَحَبِّبًا بِأَنَّهُ
 نَزَلَ بِكَلِمَتِهِمْ وَإِنْ كَانَ وَشِعْ فِي قِرَائِهِ

يُلَغِّتْ غَيْرِهِمْ دُعَاءُ يُخْرِجُ وَ الْمُسَقَّةُ فِي ابْتِدَاءِ الْأَمْرِ
قَرَأَ أَنْ الْحَاجَّةَ إِلَى ذَلِكَ قَدْ ابْتَلَتْ هَاقُصَرَةً عَلَى
لُغَةٍ وَاحِدَةٍ۔ (الاتقان جلد دس ص ۱۸۱ الشوہ)

الثامن عشر

ترجمہ

ابن تیمیہ وغیرہ نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے
جمع قرآن کے تقاضوں کو بیان کرتے ہوئے یہ فرق بتلایا۔ کہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے اس خوف کے پیش نظر قرآن جمع فرمایا۔ کہ کہیں
اس قرآن کے یاد کرنے والوں کی فوتیدگی سے اس کا کچھ حصہ ضائع نہ ہو
جائے۔ کیونکہ ایک جلد میں ایک جگہ مکمل قرآن مجید موجود نہ تھا۔ تو اس
خوف کے پیش نظر انہوں نے مختلف صحیفوں کو بجا جمع کر دیا۔ اور ان
میں آیات کی ترتیب وہی رکھی۔ جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
سیکھی تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں دوبارہ جمع کرنے کی ضرورت
یہ پیش آئی۔ کہ لوگوں نے مختلف قراءات میں پڑھنا شروع کر دیا۔ اپنی
اپنی نعت میں پڑھنے کی وجہ سے ایک نعت کے ماننے والے دوسرے
کی نعت کو غلط قرار دینے لگے۔ اور ایک دوسرے کو غلط کار کہنے لگے
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس انداز عمل سے کچھ تنگ ہوئے۔ اور
پھر یہ سلسلہ پایا۔ کہ قرآن کریم کے مختلف نسخہ بات کو ایک ہی جگہ سرتابی
کی اسی ترتیب سے جگہ کر دیا جائے۔ جو ترتیب صدیق اکبر نے حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعلیم سے اسی تھی۔ اور مختلف لغات کی یہاں سے صرف

نسبت قریش پر اکتفا کیا جائے۔ کیونکہ اسی نسبت پر قرآن کریم نازل ہوا تھا۔ اگرچہ تنگی اور مشقت کے پیش نظر دوسری لغات میں بھی قرآن کریم کی تلاوت کی اجازت تھی لیکن یہ اجازت ابتداء اسلام میں تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اب وہ ضرورت اور حاجت ختم ہو چکی ہے۔ لہذا انہوں نے صرف ایک نسبت قریش پر ہی قرآن کریم کو تحریر کروا کر جمع کیا۔

آج کی قراءت وہی ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین نے آخری دور قرآن

میں اپنائی

الاتقان

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَشْتَةَ فِي الْمَصَاحِفِ وَأَبْنُ
إِبْنِ شَيْبَةَ فِي قَضَائِهِمْ مِنْ طَرِيقِ بْنِ سِيرِينَ
عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلَمَانِيِّ - قَالَ الْقِرَاءَةُ الَّتِي
عَرَضْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي الْمَسَامِ الْيَدِي قَبِضَ فِيهِ الْقِرَاءَةُ الَّتِي
يَقْرَأُهَا النَّاسُ الْيَوْمَ -

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَشْتَةَ عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ كَانَ
جَبْرِئِيلُ يُعَارِضُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ كُلَّ سَنَةٍ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مَرَّةً
فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي فُيُضَ فِيهِ عَازَمْتَهُ
مَرَّتَيْنِ فَيَرُونَ أَنَّ تَكُونَ قِرَاءَتَنَا هَذِهِ
عَلَى الْعُرْضَةِ الْآخِرَةِ -

وَقَالَ الْبُغُويُّ فِي شَرْحِ السُّنَنِ يُقَالُ إِنَّ
زَيْدَ بْنَ شَاهِبٍ شَهِدَ الْعُرْضَةَ الْآخِرَةَ
الَّتِي بَيَّنَّ فِيهَا مَا سُبَّحَ وَمَا بَقِيَ وَمَا كَتَبَهَا
الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَهَا عَلَيْهِ
وَكَانَ يَقْرَأُ النَّاسُ بِهَا حَتَّى مَاتَ وَلِذَلِكَ
اعْتَمَدَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَجَمَعَةُ وَوَلَاةُ عُثْمَانَ
كَتَبَ الْمَصَاحِفَ - (الآقان جلد ۵ ص ۵۱ - النور

الساوس عشر مطبوعہ بیروت)

ترجمہ :-

ابن سیرین عن عبیدہ کے طریق سے روایت ہے کہ وہ قرأت بخود سلاطین
صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سال پیش کی گئی جس سال آپ کا وصال شریف ہوا
وہ یہی قرأت تھی جس کو آج ہر شخص پڑھتا ہے۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام ہر سال
رمضان المبارک کے مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ قرآن کریم
کا دور کیا کرتے تھے۔ پھر جب وہ سال آیا جس میں آپ نے وصال
فرمایا تو جبریل امین نے اس مرتبہ رمضان شریف میں دو دور کیے اسی
لیے علماء کہتے ہیں کہ آج کل ہماری قرأت وہی دوسرے دور کی

قرارت ہے۔

جنوی نے شرح السنہ میں لکھا۔ کہ کہا جاتا ہے۔ کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
قرآن پاک کے آخری دور کے ماضی میں سے تھے۔ اسی دور میں نسخ و
منسوخ بیان کر دیئے گئے۔ اور پھر اسی قرارت کے مطابق انہوں نے
مقرر علی اللہ علیہ السلام کو قرآن پاک سنایا۔ دوسرے لوگوں کو بھی اسی قرارت
کے مطابق پڑھاتے تھے۔

حتیٰ کہ زید بن ثابت کا انتقال ہو گیا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ سیدنا صدیق اکبر
اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما نے ان پر اجماع کیا۔ اور حضرت عثمان غنی نے انہیں قرآن
کریم کے جمع کرنے کی ذمہ داری سونپی۔

ۛ

فصل دوم

موجود قرآن کریم کے متعلق اہل تشیع کا عقیدہ مبہم

دلائل

اس وقت جو عالم اسلام میں قرآن کریم لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں پایا جاتا ہے۔ اور دورِ عثمانی سے متواتر چلا آ رہا ہے۔ اس کے بارے میں اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس میں بکثرت تحریف پائی جاتی ہے۔ بلکہ یہ لوگ اس قرآن کریم کے الفاظ، آیات اور سورتوں کے بارے میں یہاں تک کہ قائل ہیں۔ کہ ان میں تحریف و ایسات متواترہ کے ساتھ ثابت ہے۔ ان کی معتبر کتب میں ہے۔ کہ تحریف قرآن کی دو ہزار سے زائد روایات موجود ہیں۔ اور سنیہ امامت وہ واحد مسئلہ ہے کہ اس میں دوسرے مسائل کی نسبت تحریف بہت زیادہ ہے۔ مذکورہ دو ہزار روایات اہل تشیع کے محدثین کے نزدیک مستفیض اور متواتر ہیں۔ اس لیے ان کے نزدیک یہ روایات تحریفِ قرآن پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔ کیونکہ یہ سب روایات ان کے ائمہ معصومین کی فرمودہ ہیں۔ اس کے برخلاف ائمہ معصومین سے ایک آدھ روایت بھی ایسی موجود نہیں۔ جو خبر واحدہ صحیح ہو۔ اور یہ جتنا سنے۔ کہ موجود قرآن تحریف سے پاک ہے۔ اور کامل و اکمل صورت میں موجود ہے۔

ان کی کتب تو یہاں تک کہتی ہیں کہ موجود قرآن کریم بالکل من گھڑات اور جعلی ہے (معاذ اللہ) اصل قرآن تو امام مہدی اپنے ساتھ فارمیں لے کر دنیا والوں سے چھپ گئے۔ نہ اس کی کوئی نقل ہوئی۔ نہ کوئی دوسرا نسخہ کسی کے ہاں دستیاب ہے۔ جب امام موعود ظہور فرمائیں گے۔ تو اصلی قرآن ساتھ لے کر آئیں گے۔ اور پھر لوگوں کو دیکھنا نصیب ہو گا۔

اہل تشیع کی کتابوں میں مذکور ہے کہ اس مذہب کے تقریباً تمام مجتہدین اور قابل اعتبار لوگ اس امر پر متفق ہیں کہ قرآن کریم تحریف شدہ ہے۔ اگر دو چار آدمی نہ بھی اتفاق کریں۔ تو ان کے اختلاف سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ مثلاً شریف مرتضیٰ، شیخ مدوق، ابوجعفر طوسی اور ابوعلی طبرسی اگر اپنے ہم مذہب و ہم مشرب علماء کے ساتھ تحریف قرآن پر متفق نہیں۔ تو ائمہ معصومین کے فیصلہ کے برعکس ان کی کون سننے لگا۔ کیونکہ مذہب شیعہ میں اصل اصول احادیث ائمہ معصومین ہی ہیں تو جب کسی ایک امام سے یہ چار یا ان کے ساتھی کوئی ایک ادھر روایت بھی پیش نہ کر سکے۔ اور نہ ہی کر سکیں گے۔ کہ جس میں ان کی تائید کا پہلو دکھتا ہو تو پھر اس بھرے بازار میں ان کی کون سننے لگا۔

اس بارے میں یہ بھی ذہن نشین رہے۔ کہ جین ممکن ہے۔ کہ ان چاروں نے بھی اندوئے قیہ یہ دلیہ اپنایا ہو۔ ورنہ درحقیقت ان سے اس امر کی توقع ہو ہی نہیں سکتی۔ مگر اگر ہم سے تمام اہل تشیع اپنے عقائد اور اپنے اثر کی ہدایات کے بالکل خلاف چلتے ہوئے موجود قرآن کو از روئے قیہ صحیح اور غیر محرف مانتے ہیں۔ ان سے اگر کوئی پوچھ بیٹھے۔ کہ اگر تمہارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ موجود قرآن غیر محرف کامل اور مکمل ہے۔ اور یہ قاتر سے ثابت ہے۔ تو پھر اس کے محرف ہونے کے قائل کو تو خارج ان سہم قرار دیتے ہو گے۔ تو پھر

ابو یعقوب یحییٰ، نعمت اللہ جزائری اور مرزا حسین نوری و غیرہ علمائے اہل تشیع کو کافر کیوں قرار نہیں دیتے؟ حالانکہ ان سے تقریباً ہزار روایات ایسی موجود ہیں جن کے ذریعہ تحریف قرآن کی توثیق و تائید کی گئی ہے۔

اس سے ذرا اور آگے چلیں۔ اور ان سے پوچھا جائے۔ کہ اگر موجود قرآن کریم کو تم اصلی مانتے ہو۔ اور اس کو اصلی نہ مانتے واسطے کو دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہو۔ تو پھر دل کیجیے کہ ہاتھ رکھ کر بتلاؤ کہ تمہاری کتاب میں ائمہ معصومین کی ایسی روایات سے انٹی پڑی ہیں۔ جن میں حضرت علی المرتضیٰ سمیت دیگر ائمہ نے دو ٹوک فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ موجود قرآن من گھڑت اور تبدیل شدہ ہے۔ ان ائمہ کرام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

ان سوالات کے ذریعہ یہ بات بالکل ٹھکر کر مانتے آجائے گی۔ کہ یہ لوگ ان قائلین تحریف کو ہرگز ہرگز کافر نہیں کہیں گے۔ بلکہ ان کو اپنے مذہب کا مرکز اور محور تسلیم کریں گے۔ تو اس سے پتہ چل جائے گا۔ کہ موجود قرآن کو غیر محرفت ادا کمال ماننا محض تفسیر کے طور پر ہے۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے وہ چار مذہب شیعہ سے محرف بطور تفسیر ہی کہتے ہوں۔

اس امر کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے۔ کہ جن حضرات صحابہ کرام نے جمع قرآن کریم ایسی عظیم خدمت سر انجام دی۔ یہ حضرات اہل تشیع کو ایک آٹھ نہیں بھاتے۔ ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ (معاذ اللہ) کافرا و مرتدوں۔ اور اہل بیعت کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ تو پھر ان حضرات سے یہ کیونکر توقع ہو سکتی ہے۔ کہ قرآن کریم کو مکمل اور غیر محرف جمع کریں؟ اس کی تائید اس امر سے ہوتی ہے۔ کہ کتب غیبیہ میں ایسی ہیئت سی روایات موجود ہیں جن میں مذکور ہے۔ کہ صحابہ کرام صفحہ موجود قرآن سے بہت سی ایسی آیات اور

سود میں نکال دیں۔ جن میں فضائل اہل بیت اور ائمہ اہل بیت کے اسماء گرامی درج تھے۔

لیکن اس کے برعکس ہم اہل سنت و جماعت یہ کہنے میں حتی بجانب ہیں۔ کہ ائمہ معصومین سے جو تحریف قرآن کے سلسلہ میں روایات کتب شیعہ میں موجود ہیں۔ ان کا ان حضرات ائمہ کرام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہاں اس مضمون کی تمام روایات اہل تشیع کی اپنی گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ اور پھر ان میں گھڑت روایات کو جس ڈھٹائی سے ائمہ حضرات اور اہل بیت کرام کی طرف منسوب کر دیا گیا یہ کوئی کم توہین نہیں۔

نوٹ :

تحریف قرآن کریم کے موضوع پر جب اہل تشیع اپنے آپ کو عاجز پاتے ہیں۔ اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ اسے سنو! اگر تم میں قرآن کریم کے نامکمل اور محرف ہونے کا الزام دیتے ہو۔ تو تم بھی تو یہی عقیدہ رکھتے ہو۔ خود تمہاری (اہل سنت) کتب میں بھی اس موضوع کی کئی ایک روایات موجود ہیں۔ جن سے تحریف قرآن کا پتہ ملتا ہے۔

لیکن یاد رہے۔ اس سلسلہ میں جتنی روایات کتب اہل سنت سے یہ لوگ پیش کرتے ہیں۔ ان کا تعلق ناسخ اور منسوخ اختلاف سے ہے۔ اور اختلاف قراۃ کا ان میں ذکر ہے۔ ناسخ اور منسوخ کا مسئلہ صرف ہمارا ہی نہیں۔ اہل تشیع بھی اس کے فائل ہیں۔ جیسا کہ عنقریب تبصری فصل میں اس کی تفصیلی بحث آ رہی ہے اس لیے اس مسئلہ کی کوئی اختلافی حقیقت نہیں۔ ہاں اگر حقیقی اختلافی کوئی بات ہے۔ تو وہ تحریف قرآن ہے۔ ہم اہل سنت کا اس بارے میں یہ عقیدہ ہے دو قرآن کریم جس حال میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم چھوڑ گئے

تھے۔ بعینہ اسی حالت میں اس وقت سے آج تک اور قیامت تک موجود ہے اور موجود رہے گا۔ اس میں نہ کوئی تحریف و تبدیلی ہوئی۔ اور نہ ہی اس کا امکان ہے۔ اہل تشیع کا اس بارے میں یہ موقف ہے۔

دو موجود قرآن کریم ہر قسم کی تحریف سے بھرا پڑا ہے۔ الفاظ ہوں یا سورتیں آیات ہوں یا کلمات ہر قسم کی تحریف اس میں ہوئی ہے، ”اہل تشیع“ کے اس عقیدہ اور موقف کو ہم صرف زبانی ہی نہیں کہہ رہے۔ بلکہ ان کی کتابوں میں اس کی جتنی جاگتی تصویریں۔ ایسے ذرا ان کی کتب میں جھانک کر دیکھیں۔ کہہ سکتے کیا ہیں۔ اور عقیدہ کیا ہے؟

ۛ

تحریف کی پہلی قسم

کتاب شیعہ سے مطلق تحریف قرآن پر حوالہ جات

اصلی قرآن امام مہدی لائیں گے اور وہی

اس کی تلاوت بھی کریں گے۔ امام

جعفر صادق رضی اللہ عنہ

سوال نمبر ۱۱

امول کافی: عَنْ سَالِمِ بْنِ سَمْعَةَ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ
عَلَى آخِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَنَا أَسْتَمِعُ
حُرَّةً قَتْلَ الْقُرْآنِ كَيْفَ عَلَى مَا يَقْرَأُ النَّاسُ فَتَالَ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُتِبَ عَنْهُ مِثْرُ الْقِرَامَةِ اقْرَأْ كَمَا
يَكْرَهُ النَّاسُ حَتَّى يَقُومَ الْقَائِمُ فَإِذَا قَامَ الْقَائِمُ
قَرَأَ كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى حَذْوِهِ وَأَخْرَجَ الْمُصْحَفَ
الَّذِي كَتَبَهُ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفَالِ أَخْرَجَهُ
عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى النَّاسِ حِينَ فَرَّغَ مِنْهُ
وَكُتِبَ فَقَالَ لَهُمْ هَذَا كِتَابُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
كَمَا أَمَرَ اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ قَدْ جَمَعْتُهُ
مِنَ اللُّوْحَيْنِ فَقَالُوا هُوَذَا عِنْدَنَا مُصْحَفٌ جَامِعٌ فِيهِ الْقُرْآنُ
لَا حَاجَةَ لِنَاقِيهِ فَقَالَ أَمَّا وَاللَّهِ مَا تَرَوْنَهُ بَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا
أَبَدًا إِنَّمَا كَانَ عَلَى أَنْ أُخْبِرَكُمْ حِينَ جَمَعْتُهُ لَتَقْرُوهُ.

(۱۔ اصول کافی جلد دوم ص ۶۲۲)

کتاب فضل القرآن مطبوعہ تہران

طبع جدید

(۲۔ اصول کافی ص ۱۷۱، مطبوعہ کثور

طبع قدیم)

(۳۔ انوار نعمانیہ جلد دوم ص ۳۶۴

نور فی العطرۃ، مطبوعہ تبصرین

طبع جدید)

(۴۔ انوار نعمانیہ ص ۲۳۰، طبع قدیم)

ترجمہ :-

سالم بن عمر سے روایت ہے۔ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے

کو قرآن سنایا۔ میں نے بھی وہ قرآنی حروف سنے۔ لیکن وہ عام لوگوں میں پڑھے جانے والے الفاظ قرآن سے مختلف تھے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اُسے فرمایا۔ اس قرأت سے باز رہو۔ اور امام قائم کے ظہور تک اسی طرح قرآن پڑھو۔ جس طرح دیگر لوگ پڑھتے ہیں۔ پھر جب امام قائم آئیں گے۔ وہ قرآن کو ٹھیک سے پڑھیں گے۔ اور اس قرآنی نسخہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیں گے۔ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا۔ امام موصوف نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب وہ نسخہ تحریر کر لیا۔ اور اس کی کتابت سے فراغت پائی۔ تو اپنے لوگوں سے فرمایا۔ یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جس کو اس نے اپنے پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ میں نے اُسے دو تختوں سے جمع فرمایا۔

لوگوں نے یہ سنا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے والا قرآن تو یہ ہمارے پاس ہے۔ اور اس صحیفہ میں موجود ہے۔ انہیں تمہارے جمع کردہ قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ سنا۔ تو فرمایا۔ خدا کی قسم! اس دن کے بعد ہمیشہ کے لیے تم اس قرآن کو نہ دیکھو گے۔ جو میرے پاس ہے۔ مجھ پر یہ لازم تھا کہ جمع کرنے کے بعد تم کو اس کی اطلاع کرتا۔ تاکہ تم اُسے پڑھتے۔ (سومیں نے اطلاع کر دی۔

ۛ

امامی قسطنطنیہ حضرت علی المرتضیٰ نے ستادوں میں جمع کیا۔ (امام باقر)

حوالہ نمبر ۱۲

روضہ کافی : خطبہ لایمیر المؤمنین علیہ السلام وہی خطبہ
الوسیلۃ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
ابْنِ عَمِيَّةٍ الْقُدِّيِّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْقَاسِمِ الْعُفَيْرِيِّ عَنْ
آبِي عَمْرٍو وَالْأَوْزَاعِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُبَيْرٍ عَنْ جَابِرِ
ابْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى آبِي جَعْفَرٍ فَقُلْتُ يَا أُمَّنَ
رَسُولَ اللَّهِ فَتَذَارُ مَضِيئِي إِنْ خِلَافَ الشَّيْعَةِ فِي
مَذَاهِبِهَا فَقَالَ يَا جَابِرُ أَلَمْ أَقُنْكَ عَلَى مَعْنَى
إِخْتِلَافِهِمْ مِنْ آئِينَ اخْتَلَفُوا مِنْ آيٍ جُمْلَةٍ
كَفَرُوا قُلْتُ بَلَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ قَتَالَ قَتَلَا
كَتَبْتُ إِذَا اخْتَلَفُوا يَا جَابِرُ أَنَّ الْجَاهِلِيَّةَ
يَصَاحِبُ الرِّمَانِ كَالْجَاهِلِيَّةِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي أَيَّامِهِ يَا جَابِرُ اسْمَعْ وَوَعُ قُلْتُ
إِذَا شِئْتُ قَالَ اسْمَعْ وَوَعُ وَبَلَغَ حَيْثُ انْتَهَيْتُ
بِكَ رَاحِلَتُكَ إِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
تَوَلَّى النَّحْسَ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ سَبْعَةِ أَيَّامٍ مِنْ

واصلی قرآن، حضرت علی المرتضیٰ نے گم کر دیا
 تھا جس کو امام مہدی قیامت کے قریب
 بوقت ظہور اپنے ساتھ لائیں گے۔
 (نعمت اللہ جزاوری)

حوالہ نمبر ۱۲

الودار نعمانیہ الغامیس آتہ قد استفاض فی الاخبار ان
 القرآن کما انزل کم یولیٰ علیہ الا امیر المؤمنین
 علیہ السلام یوحیٰ من النبی صلی اللہ علیہ
 وَاٰلِہٖٓ سَبْعَ مَوَاطِنَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ مُّشْتَفِلًا
 بِجَمْعِہٖ فَلَمَّا جَمَعَهُ کَمَا اُنْزِلَ اَتٰ بِہٖ اِلٰی
 الْمُتَحَلِّفِیْنَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
 وَاٰلِہٖٓ فَتَنَ لَہُمْ ہٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ کَمَا اُنْزِلَ
 فَتَنَ لَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا حَاجَۃَ بِمَا اِلَیْکَ
 وَلَا اِلَی قُرْآنِکَ عِندَنَا قُرْآنٌ کَتَبَہُ عُثْمَانُ
 فَتَنَ لَہُمْ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَنْ تَرَوْہُ بَعْدَ

هَذَا الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ أَحَدٌ حَتَّى يَبْظَهَرَ وَلَسَدَى
 الْعَهْدَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي ذَلِكَ الْقُرْآنِ
 زِيَادَةٌ كَثِيرَةٌ وَهُوَ خَالٍ مِنَ التَّحْرِيفِ وَذَلِكَ
 أَنَّ عُثْمَانَ قَدْ كَانَ مِنْ كُتَّابِ الْوَحْيِ لِمَصْلِحَةٍ
 رَأَاهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَهِيَ أَنَّ لَا يَكْذِبُوهُ
 فِي أَمْرِ الْقُرْآنِ يَأْنِ يَقُولُوا إِنَّهُ مُفْتَرٍ أَوْ إِنَّهُ
 لَمْ يَنْزَلْ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ كَمَا قَالَ أَهْلُ فِتْنَةٍ
 بَلْ قَالُوا هُمْ أَيْضًا وَكَذَلِكَ جَعَلَ مَعَاوِيَةَ
 مِنَ الْكُتَّابِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ لِمِثْلِ
 هَذِهِ الْمَصْلِحَةِ أَيْضًا وَعُثْمَانُ وَأَصْرَابُهُ
 مَا كَانُوا يَحْضُرُونَ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ جَمَاعَةِ
 النَّاسِ فَمَا يَكْتُمُونَ إِلَّا مَا نَزَلَ بِهِ جِبْرِئِيلُ
 عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الْمَلَأَةِ أَمَّا الَّذِي كَانَ يَأْتِي
 بِهِ دَاخِلَ بَيْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَمْ
 يَكُنْ يَكْتُمُهُ إِلَّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 لِأَنَّهُ الْمَحْدُومِيَّةُ دُخُولًا وَخُرُوجًا فَكَانَ
 يَتَقَرَّدُ بِكِتَابَتِ مِثْلِ هَذَا وَهَذَا الْقُرْآنُ
 الْمَوْجُودُ الْآنَ فِي أَيْدِي النَّاسِ هُوَ خِطُّ
 عُثْمَانَ وَسَمُوهُ الْإِمَامَ وَآخِرُ قَوْمًا سِوَاهُ
 أَوْ آخِرُ قَوْمِهِ وَبَعَثُوا بِهِ رَمَنَ تَخْلُفُونَهُ إِلَى الْأَنْطَارِ
 وَالْأَمْصَارِ وَمِنْ نَحْوِ ثَلَاثِينَ قَوْمًا عِدَّةَ خِطِّهِ

تَخَالَفَ قَوَاعِدَ الْعَرَبِيَّةِ مِثْلَ كِتَابَةِ الْأَلِفِ
بَعْدَ وَاوِ الْمَفْرُودِ وَعَدَمُهَا بَعْدَ وَاوِ الْجَمْعِ
وغيرِ ذَلِكِ وَسَمُّوهُ تَسْمَاةَ الْخَطِّ الْقُرْآنِيَّةِ
وَلَمْ يَعْنَمُوا أَنَّهُ مِنْ عَدَمِ إِقْلَاعِ
عُشَمَاءَ عَلَى قَوَاعِدِ الْعَرَبِيَّةِ
وَالْخَطِّ .

(۱۔ انوار تہذیبیہ تالیف نعمت اللہ ابو ہریری

جلد دوم ص ۳۴۰-۳۴۱ نور فی اصول

مطبوعہ تبریز طبع جدید)

(۲۔ انوار تہذیبیہ طبع قدیم گئی ص ۲۳۷

مطبوعہ دارالان)

ترجمہ

تحریر قرآن کی پانچویں دلیل مشہورہ مستفیض احادیث سے ثابت ہے کہ
قرآن کہ ہم جس طرح نازل کیا گیا۔ اس کو حضور علیہ السلام کی وصیت کے
مطابق صرف اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع فرمایا۔
حضور سرور کائنات علیہ السلام کے وصال شریف کے بعد متواتر چھ ماہ
تک حضرت علی قرآن کہ ہم کے جمع کرنے میں مصروف رہے۔ جب جمع
کر چکے۔ جس طرح کو اتراتا۔ تو اس میں شہدہ صحیفہ کو حضور علیہ السلام
کے بعد بدستی مسند خلافت پر بیٹھنے والوں کے پاس لائے۔
اور فرمایا یہ ہے وہ کتاب اللہ کہ جس کو اللہ نے آسمان سے۔ یہ سن کر حضرت
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اسنے کہا۔ نہ ہمیں تمہاری کوئی ضرورت ہے

اور نہ ہی تمہارے جمع کردہ قرآن کے ہم محتاج ہیں۔ ہمارے پاس حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کا کھانا ہوا صحیفہ موجود ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد فرمایا۔ اچھا! آج کے بعد صحیفہ کے لیے تم اس قرآن کو دیکھنے سے محروم رہو گے۔ اور میرے بیٹے ہندی کے غمور سے پہلے کسی ایک کو بھی اس کا دیکھنا نصیب نہ ہو گا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن میں بہت سی زیادہ باتیں تھیں۔ اور وہ تحریرات سے بالکل خالی تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مصلحت کے تحت کاتبانِ وحی میں شامل کیا تھا۔ اور وہ یہ تھی کہ کہیں یہ بھی اپنے بڑوں کی طرح یوں نہ کہتا پھرے کہ قرآن من گھڑت کتاب ہے۔ اور جبریل امین اسے لے کر نہیں آئے۔ بلکہ انہوں نے تو ایسا کہہ بھی دیا تھا۔ اسی طرح حضرت معاویہ کو بھی اسی مصلحت کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے مرث چھ ماہ قبل کلماتِ وحی کے لیے مقرر کیا تھا۔ عثمان اور ان جیسے دوسرے کاتبانِ وحی تو اور لوگوں کے ساتھ مرث مسجد میں ہی حاضر ہوا کرتے تھے۔ تو وہ وحی وحی لکھتے۔ جو جبریل علیہ السلام امام لوگوں میں لے کر آتے۔ لیکن وہ وحی جو کتاب صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشائے اقدس میں آتی۔ تو اسے کھنا صرف امیر المؤمنین کا کام تھا کیونکہ آپ ہی وہاں آتے۔ نہ جانے کے مجاز تھے۔ تو اس قسم کی وحی کی کتابت میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا کاتب شریک نہ تھا،

لوگوں کے پاس اب جو قرآن موجود ہے۔ وہ عثمان کا تحریر کردہ ہے۔ جنہیں لوگوں نے امام بنالیا تھا۔ اور اس قرآن کے علاوہ جو

صحیفہ جات تھے۔ لوگوں نے یاد تو انہیں جلادیا تھا۔ یا کہیں چھپا دیا تھا اور عثمان کجی جمع کرا کر قرآن کے متعدد نسخے حضرت عثمان کے دور خلافت میں مختلف محاکم اور اطراف میں روانہ کر دیئے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عثمان کے ہاتھوں کا لکھا قرآن منکر قواعد عربیہ کے بالکل خلاف ہے۔ خدا مفرود کی دائرہ کے بعد اہل کھنا اور جمع کی دائرہ کے بعد اہل کاز لکھنا وغیرہ اس غلط رسم الخط کو در رسم الخط القرآنی کا نام دے کر مقدس کر دیا گیا۔ لوگوں کو یہ نہ پتہ چلا کہ کتابت کی یہ غلطیاں دراصل اس بنا پر ہوئیں۔ کہ عثمان نہ تو قواعد عربیہ پر مطلع تھے۔ اور نہ ہی انہیں لکھنا آتا تھا۔

مذکورہ عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ اہل قرآن جو کہ ترتیب نزولی پرستی تھا۔ وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہی جمع کیا تھا۔ جبکہ موجود قرآن اس ترتیب پر نہیں۔
- ۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب تک جمع کردہ قرآن مجید لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس کی ضرورت، حاجت سے انکار کر دیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ قرآن گم کر دیا۔ اللہ یا گم گیا کہ امام مہدی کے ہوسے قبل کسی کو دیکھنا نقصان نصیب نہ ہوگا۔
- ۳۔ موجود قرآن میں تحریرت کی گئی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اصل قرآن تحریرت سے پاک تھا۔ نیز اس میں کچھ زیادہ آیات بھی تھیں۔
- ۴۔ موجود قرآن دراصل ان آیات و سورتوں پر مشتمل ہے۔ جو عام لوگوں کی موجودگی میں مسجد میں نازل ہوئی۔

لیکن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے درود و رحمت اور کائنات مقدسہ میں آونے والی آیات صرف اس قرآن میں تھیں جو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ یہ

قرآن (جو موجود ہے) ان سے قالی ہے۔

۵۔ موجود قرآن میں قواعد عربیہ کی بہت سی بجلی غلطیاں ہیں۔ کیونکہ اس کے جمع کرنے والے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان قواعد اور تحریر سے نا بلند تھے (معاذ اللہ)

خوٹا:

یہ حقیقت ہے کہ تحریف اور تنقیص قرآن کریم کے بارے میں اہل تشیع کی کتب میں جو روایات درج ہیں۔ اور پھر سینہ زوری کے ساتھ ان کی نسبت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ اہل بیت کی طرف کی گئی ہے۔ وہ بالکل من گھڑت اور بے بنیاد ہیں۔ اس طرح ان لوگوں نے جہاں قرآن حکیم کی توہین کا ارتکاب کیا۔ وہیں ائمہ اہل بیت پر بھی جھوٹا الزام باندھا۔ ورنہ ان حضرات کی اگر اپنی رائے اور عقیدت کو معلوم کیا جائے۔ تو یہ سب لوگ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں جانتے ہیں اور اس بنا پر اس میں معمولی سی تبدیلی کو قانع اور اسکان سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان حضرات سے بکثرت ایسی روایات ثابت ہیں۔ جن میں انہوں نے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کی جمع قرآن پر کمر لیت کی ہے۔

قرآن کریم میں تحریف روایات متواترہ سے

ثابت ہے

حوالہ نمبر ۴:

الْوَالِدَانِیْمَ: اَلْقَالِمُ اَنَّ تَسْلِيْمَهُ قَوَاتِرَ هَاعِنِ الْوَحْيِ
اَلْوَالِدِیْنِ وَ كَوْنِ الْكُلِّ قَدْ نَزَلَ بِهِ التَّوْحِ

الْأَمِينُ يَقْضِي إِلَى طَرَجِ الْأَخْبَارِ الْمُسْتَفِيضَةِ
بِلِ الْمَتَوَاتِرَةِ الدَّالَّةِ بِصَرِيحِهَا عَلَى وَفُتُوحِ
التَّحْرِيفِ فِي الْعُرَانِ كَلَامًا وَمَا دَةً وَإِعْرَابًا۔

(۱۔ انوار النہایہ جلد دوم ص ۳۵)

تذکرہ نوری فی الصلوٰۃ

لمع جدیدہ مطبوعہ تہریز

(۲۔ انوار النہایہ لمع قدیم ص ۲۲)

دستی۔

ترجمہ:

موجود قرآن کے محض ہونے کی تیسری دلیل۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی
جائے کہ موجود قرآن بذریعہ کواثر ثابت ہے کہ یہ وہی الہی ہے۔ اور
اس کا مکمل طور پر جبرئیل امین کے ذریعہ نازل ہونا تسلیم کر لیا جائے۔
تو پھر وہ اخبار مستفیضہ بلکہ متواترہ توریدی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل
ہوں گی۔ محمدؐ میں یہ موجود ہے۔ کہ یہ قرآن الفاظ مادہ اور اسرار کے اظہار
سے بھر پڑا ہے۔

۴

بقول شیعہ حضرت علی المرتضیٰ نے ایک سائل کے جواب میں تحریف قرآن کی واضح نشاندہی کی

حوالہ نمبر ۱:
اختجاج طبرسی؛

سوال ۱۔

ایک سبہ دین و دنیا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھ بیٹھا کہ اے علی! مجھے ذرا یہ سمجھاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے عیوب و نقائص اور ان پر سلامت اور تادیب کو قرآن کریم میں صاف صاف الفاظ میں ذکر کر دیا۔ لیکن وہ لوگ جو ان حضرات سے کہیں زیادہ جرم و قصور کے مال تھے۔ قرآن کے نام صراحتہ ذکر کیے اور ان کی سلامت اور تادیب واضح طور پر کی گئی۔ مگر یہاں بتایا و اشارہ سے کام لیا گیا؟

جواب: اَنَّ الْكِتَابَ عَنْ أَسْمَاءِ أَصْحَابِ الْحِجْرَةِ
الْعَظِيمَةِ مِنَ الْمُتَافِقِينَ كَيْسَتْ مِنْ فَعِيلِهِ
تَعَالَى وَ إِنْ شَاءَ مِنْ فَعِيلِ الْمُتَسِيرِينَ وَالْمُعْدِلِينَ
الَّذِينَ جَعَلُوا الْكُرْآنَ عِصِيْنَ وَ اعْتَاضُوا

الدُّنْيَا مِنَ الدِّينِ وَفَقَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ تَعَالَى
 قِصَصَ الْمُفْتَخِرِينَ بِقَوْلِهِ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ
 الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ
 اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا وَيَقُولِهِ وَإِنَّ
 مِنْهُمْ لَغَرِيقًا تَلُودُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ وَ
 يَقُولِهِ إِذْ يَبِيتُونَ مَا لَا يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ بَعْدَ
 فَقْدِ الرَّسُولِ مِمَّا يُقِيمُونَ بِهِ أَوْدَ بَاطِلِهِمْ
 حَسَبًا فَعَلَتْهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى بَعْدَ فَقْدِ
 مُوسَى وَعِيسَى مِنْ تَغْيِيرِ الشُّورَةِ وَالْإِنْجِيلِ
 وَتَحْرِيفِ الْكَلِمِ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَيَقُولِهِ يُرِيدُونَ
 لِيُطْفِقُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا
 أَنْ يَتِمَّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ يَعْنِي أَنَّهُمْ
 أَتَّبَعُوا فِي الْكِتَابِ مَا لَمْ يَقُلْهُ اللَّهُ لِيَتَّبِعُوا
 عَلَى الْخَلْقِ فَإِنَّمَا عَمَى اللَّهُ قُلُوبَهُمْ حَتَّى تَرَكَوْا
 فِيهِ مَا دَلَّ عَلَى مَا أَحَدُكُمْ أَفْتِيهِ وَبَيَّنَّ عَنْ
 إِفْكِهِمْ وَتَلْيِيسِهِمْ وَكَيْشَمَانٍ مَا عَمِلُوا مِنْهُ
 وَلِذَلِكَ قَالَ لَهُمْ رَبُّهُمْ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
 وَهَرَبَ مَشَلَّهُمْ يَقُولِهِ فَإِنَّمَا السَّرْمَدُ
 قَيْدُ هَبْ جُعَاءَ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ
 فِيمَنْكُمُ فِي الْأَرْضِ فَالرَّيْبُ فِي هَذَا
 الْمَوْضِعِ كَلَامُ الْمُطَّاعِينَ الَّذِينَ أَتَّبَعُوا

فِي الْقُرْآنِ فَهُمْ يَصْمَحِلُّ وَيَبْطُلُ وَيَتَلَا فِي
عِندَ التَّحْصِيلِ وَالَّذِي يَنْقَعُ النَّاسَ مِنْهُ
كَالتَّزِيلِ الْحَقِيقِيِّ الَّذِي لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ وَالْقُلُوبُ
تَقِيلُ وَالْأَرْضُ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ فَهِيَ مَعَلُّ
الْعِلْمِ وَفَرَارَةٌ وَكَيْسٌ يُسَوِّعُهُ مَعَ عُمُومِ
الْحَقِيقَةِ النَّصْرِيَّةِ بِأَسْمَاءِ الْمُبْدِلِينَ وَلَا الزِّيَادَةَ
فِي آيَاتِهِ عَلَى مَا أَثْبَتُوهُ مِنْ تِلْكَ آيَتِهِمْ فِي الْكِتَابِ

(احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۷۱ تا ۲۷۲)

احتجاج امیر المومنین علیہ السلام

علی زمری فی آی مشاہیرہ مطبوعہ

نہج اشرفیہ مطبوعہ جدید

ترجمہ:

مناقصین میں بڑے بڑے جرائم ہمیشہ لوگوں کو مذکورہ بطور کتاب کرنا یہ
اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ ان لوگوں کا کام ہے۔ جنہوں نے قرآن
میں تغیر و تبدل سے کام لیا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ
کر دیا۔ اور دین کے عوض دنیا مول لی۔ اللہ تعالیٰ نے تغیر و تبدل کرنے
والوں کو مختلف آیات میں ذکر کیا۔ ایک جگہ فرمایا۔ ”وہ لوگ کتاب کلیپنے
ہاتھوں سے کھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ تاکہ
اس کے بدلے قلوڑی قیمت وصول کر لیں“ (سورۃ بقرہ ص ۷۹) ایک اور جگہ
فرمایا ”اور ان میں سے ایک گروہ یقیناً ایسا ہے کہ وہ دکھارت کتاب ہیں“

اپنی زبان کو موڑتا ہے، (آل عمران ص ۸۷) اور فرمایا: جب راتوں کو بی باتوں کا مشورہ کرتے ہیں۔ جو خدا کو ناپسند ہیں، (نساء ص ۱۶) ترجمہ شیعہ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد وہ ایسی باتوں کا جوڑی
چھپے مشورہ کریں گے۔ جس سے وہ یہ گمشدگی کریں گے۔ کہ ان کی گمشدگی
بائیں دھکی چھی رہیں۔ اور باطل آمیز باتیں قائم رہیں۔ یہ اسی طرح کی گمشدگی
ہے۔ جیسی کہ یہ دونوں عارضی نے حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے
بعد قورات اور انجیل میں توڑ پھوڑ کی تھی۔ اور ان کتابوں میں دوسرے شدہ
کلمات میں رد و بدل کرویا تھا۔

دودھ تو یہ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو اپنے منہ سے (چھونک ملد مار کر) ابھرا
دیں۔ اور اللہ کو اور کچھ منظور نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اپنے نور
کو پورا کرے، (ترجمہ شیعہ)

یعنی انہوں نے قرآن کریم میں وہ باتیں شامل کر دیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی فرمائی
ہوئی دھیس۔ یہ اس لیے تاکہ مخلوق خدا کو دھوکہ دیں تو اللہ تعالیٰ نے
ان کے دلوں کو ایسا اندھا کر دیا۔ کہ انہوں نے قرآن میں ایسی باتیں
رہنے دیں۔ جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ
ان لوگوں نے قرآن میں بعض نئی باتیں پیدا کیں۔ اور کچھ مقامات پر میرا
پیری کیا۔ اور قرآن میں اللہ نے بھی بتا دیا۔ کہ ان لوگوں نے کیا کیا
بہتان تراشے۔ کیا کیا کرو و فریب کیا اور اپنے اعمال کو چھپانے کے
لیے کیا کچھ نہ کیا؟ اسی لیے تو اللہ رب العزت نے انہیں کہا: سو حق
کو باطل کے لباس میں کیوں ظاہر کرتے ہو۔ یا مزید ان کی مثال ایک
اور آیت میں یوں بیان فرمائی۔ وہ ہیں جھاگ توبے کا رہو بنا سنا ہے

اور ہا وہ جو لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے وہ زمین میں رہ جاتا ہے، اس آیت میں جھاگ سے مراد بے دین لوگوں کا وہ کلام ہے۔ جو انہوں نے قرآن پاک میں شامل کر دیا۔ یہی وہ کلام ہے۔ کہ جب تحقیق اور تدقیق کے میدان میں اسے لاکھڑا کیا جائے۔ تو لاشی محض اور باطل ہو جاتا ہے اور اس کے مقابلہ میں جو کلام لوگوں کو نفع دیتا ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے حقیقت میں نازل فرمایا۔ یہ اسی کی شان ہے کہ باطل نہ اس کے سامنے کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور نہ پیچھے سے اس کا مقابلہ کرنے کی سکت رکھتا ہے۔ اور لوگوں کے دل اسی کو قبول کرتے ہیں اس آیت کہ ہمہ زمین سے مراد محل علم اور اس کی قراگاہ ہے۔ اور یہ کسی تہذیب نہیں دیتا۔ کو قبیحہ کے عام ہونے کی وجہ سے ان تحریفات و تبدیلی کرنے والوں کے نام و فاضحت کے ساتھ لکھے جائیں مآورہ ہی یہ مناسب ہے۔ کہ ان زیادتیوں کی پوری پوری نشانہ دہی کی جائے جو ان لوگوں نے قرآن کریم میں داخل کر دیں۔

مندرجہ بالا احوالہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ بڑے بڑے منافق مجرموں کے ناموں کی قرآن میں تصریح نہ ہو تالیبا اللہ تعالیٰ نے نہیں کیا۔ (بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام اتارے تھے۔) لیکن اس مراحت میں تغیر و تبدل کیا گیا۔ اور یہ فعل ان لوگوں کا ہے۔ جنہا نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور دین کو دنیا کے عوض بیچا۔
- ۲۔ عوام کو دھوکہ دینے کی خاطر انہی لوگوں نے قرآن پاک میں ایسی باتیں درج کر دیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے نہ اتار دیں تھیں۔

۲۔ ان دھوکہ بازوں کے دھوکے سے عوام کو مطلع کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل و دماغ کو ایسا اندھا کر دیا کہ دورانِ تحلیف ایسی باتیں درج کر گئے جو ان کی زیادتی کی نشاندہی کرتی ہیں۔

۴۔ ہم اگرچہ ان زیادتی کے مرتکب افراد کو بخوبی جانتے ہیں۔ دورانِ کی قرآن کریم میں زیادتیاں بھی ہم پر منکشف ہیں۔ لیکن تقیہ کے عام ہونے کی وجہ سے ان سے پردہ اٹھانا۔ یعنی ان کے مراعات نام بتلانا اور ان آیات کی شانہوی کرنا جائز نہیں۔

بقول شیعہ فی الیتاھی اور فانکھا

ھا طاب لکم کے درمیان ایک

تہائی قرآن نکال دیا گیا ہے۔

(حضرت علی)

حوالہ نمبر ۶ احتجاج طبری

سوال

ایک بے دین نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا۔
فان ختمہ الانس وافی الیتاھی الا یہی سے مسلمان اگر تمہیں یہ نظر لاحق

ہو۔ کہ تم قیم لوگوں کے بارے میں انعام ذکر کرو گے۔ تو پھر اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کر لو۔ اس آیت کریمہ میں قیموں کے ساتھ انعام کرنے اور عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے دو باتوں کا ذکر ہے۔ جن کو ہم کوئی ربط نظر نہیں آتا کیونکہ تمام عورتیں قیم نہیں، ہمیں۔ لہذا اس بے ربطی کی وجہ بیان فرمائی جائے۔

جواب: وَأَمَّا ظَهْرُكَ عَلَىٰ تَنَاقُزِ قَوْلِهِمْ فَإِنَّ
خِصْمَهُمْ لَا تَقْصِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَإِنَّكُمُوهَا
طَابَ لَكُمْ مِنَ الْيَتَامَىٰ وَكَيْسٌ يَشِبُّهُ الْقِسْطُ
فِي الْيَتَامَىٰ يَكْمَأُ الْيَتَامَىٰ وَلَا كُلُّ الْيَتَامَىٰ إِيْتَامٌ
فَلَهُمْ مِمَّا قَدَّمْتُمْ ذِكْرُهُ مِنْ اسْتِغَاثِ الْمَنَاقِبِ
مِنَ الْقُرْآنِ وَبَيْنَ الْقَوْلِ فِي الْيَتَامَىٰ وَبَيْنَ يَكْمَأُ
الْيَتَامَىٰ مِنَ الْخَطَابِ وَالْقِسْطُ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِ
الْقُرْآنِ وَهَذَا مَا أَشْبَهَهُ مِمَّا ظَهَرَتْ حَوَادِثُ
الْمُنَافِقِينَ فِيهِ لَا هَلِ الْقَطْرِ وَالتَّاعْتِلِ وَوَجَدَ
الْمُعْطِلُونَ وَأَهْلُ السِّلَ الْمَخَالِفَةِ لِلْإِسْدَارِ
مَسَاحًا إِلَى التَّدْجِ فِي الْقُرْآنِ وَلَوْ تَسَرَّحْتُ
لَكَ كُلَّ مَا أُسْقِطَ مَحْذُوفٌ وَبُذِلَ مِمَّا يَجْرِي
هَذَا الْمَجْرَى بَعَالٍ وَظَهَرَ مَا تَخْطُرُ التَّقِيَّةُ
إِظْهَارَهُ مِنْ مَنَاقِبِ الْآلِ وَبَيَّاهُ وَمَثَالِبِ
الْأَعْدَاءِ۔

اجتہاج طبری جلد اول ص ۲۷۷
 اجتہاج امیر المومنین علیہ السلام علی
 زین الدین فی آی متشابہہ بہ مطبوعہ نجف
 اشرف طبع جدید

ترجمہ:-

فَإِنَّ يَخْفَعُ الْمَنْعَ تَحْتَهُ اس بات کی اطلاع جو ہو چکی کہ خلاف
 فصاحت ہے۔ تو اس کی وجہ وہی ہے۔ جو اس سے قبل میں نے
 بیان کر دی۔ وہ یہ کہ منافقین نے قرآن پاک میں بہت سی آیات و
 سورتمیں نکال ڈالی ہیں۔ فی الیت اخی اور فانکھوا کے درمیان
 ایک تنائی قرآن کے برابر قصہ جات اور خطابات تھے۔ جو ان
 منافقین نے نکال ڈالے۔ اسی طرح اس کی ہم مثل بہت سی مقامات
 ہیں۔ جن میں حور و عکر کر نے والوں کو منافقین کی اس شرارت کا بخوبی
 علم ہو جاتا ہے۔ اور انہی کی حرکت کی بنا پر فرقہ معطلہ اور مخالفین اسلام
 مذاہب کے ماننے والے قرآن کریم میں احراض کی گنجائش پاتے ہیں۔
 اور اگر میں تجھے وہ تمام آیات و خطابات بتا دوں۔ جن کو قرآن سے نکال
 دیا گیا۔ اور تحریف شدہ جگہوں کی نشاندہی کر دوں۔ اور تبدیل شدہ
 مقامات بیان کر دوں۔ تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ دوستوں کی
 اچانکیاں اور دشمنوں کی برائیاں بالکل ظاہر ہو جائیں گی۔ لیکن ان تمام
 باتوں کے اظہار سے تھکے اڑے آتا ہے۔

+

اس حوالہ کی عبارت سے ثابت ہوا کہ

- ۱۔ منافقین (جو اہل تشیع کے نزدیک صحابہ کرام ہیں) معاذا اللہ! نے قرآن پاک میں سے بہت کچھ نکال دیا ہے۔
- ۲۔ فی الیتامیٰ اور فانی کے حوالہ درمیان میں سے تقریباً تیسرے حصے قرآن کے برابر اڑا دیا گیا۔
- ۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اگر میں ان تمام تحریف و تبدیل شدہ باتوں کی نشاندہی کر چاہوں تو ان کے لیے دفتر درکار ہے۔
- ۴۔ ان تحریف شدہ باتوں میں دشمنان اہل بیت کی مذمت اور مجاہدین اہل بیت کی مدح سرکاری تھی۔
- ۵۔ اگر تفسیر آلوسی نہ آتا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان سب کو بیان کر دیتے۔

بقول شیعوں موجود قرآن میں منافقین نے کفر کے
ستون کھڑے کر دیئے۔ (حضرت علی)

سکوال

دو تہائی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام انبیائے کرام

سے بڑھ کر ذکر فرمائی۔ لیکن بہت سے ایسے مقامات بھی ہیں۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کی نقیص بھی ذکر کی۔ تو ان دونوں باتوں کا باہم تضاد ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

احتجاج طبرسی :-

حوالہ نمبر :-

جواب :- وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَهُ مِنَ الْخَطَابِ الذِّالِ
عَلَى تَهْجِيئِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَالْإِذْرَاءِ
بِهِ وَالتَّائِيْبِ لَهُ مَعَ مَا أَظْهَرَ اللَّهُ تَعَالَى فِي
كِتَابِهِ مِنْ تَفْضِيلِهِ إِيَّاهُ عَلَى سَائِرِ أَنْبِيَائِهِ
فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا
مِنَ الْمُشْرِكِينَ كَمَا قَالَ فِي كِتَابِهِ وَبَحْسَبِ
جَدَلِهِ مَنْزِلَةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
عِنْدَ رَبِّهِ كَذَلِكَ عَظَّمَ مِنْحَتَهُ لِعَدُوِّهِ الَّذِي
عَادِيَتْهُ فِي شِقَاقِهِ وَبَغَايَتِهِ كُلَّ آدَمِيٍّ
وَمُشَقَّةَ لَدُنْجِ نُبُوَّتِهِ وَتَكْذِيبِهِ
إِيَّاهُ وَمَسْغِيهِ فِي مَكَارِهِمْ وَقَصْدِهِ لِنَقْصِ
كُلِّ مَا أَبْرَمَهُ وَاجْتَهَادِهِ وَمَنْ خَالَاهُ
عَلَى كُفْرِهِ وَعِصْيَانِهِ وَبَغَايَتِهِ وَالْعَادِيَهُ
فِي الْإِهْطَالِ دَعْوَاهُ وَتَغْيِيْبِ مِلَّتِهِ وَمُخَالَفَةِ
سُنَّتِهِ وَلَمْ يَرْمِ شَيْئًا أَبْلَغَ فِي شَعَامِ

كَيْدِهِمْ مِنْ تَغْيِيرِهِمْ عَنْ مَوْلَاةٍ وَصِيَّتِهِ
 وَإِيْحَاشِهِمْ قِتْلَهُ وَصَدِّهِمْ عَنْهُ
 وَلَا غَرْآئِهِمْ بِعَدَاوَتِهِ وَالْقَصْدِ لِتَغْيِيرِ
 الْكِتَابِ الَّذِي جَاءَ بِهِ وَإِسْقَاطِ مَا فِيهِ
 مِنْ فَضْلِ ذِي الْفَضْلِ وَكَفْرِ ذِي الْكُفْرِ
 مِنْهُ وَمِيقِنٍ وَاقِفَةٍ عَلَى ظُلْمِهِ وَبَغْيِهِ
 وَشُرْكِيهِ وَلَقَدْ عَلِمَ اللَّهُ ذَلِكَ مِنْهُمْ فَتَنَّا
 "إِنَّ الَّذِينَ يُدْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَحْكُمُونَ
 عَلَيْنَا" وَقَالَ "يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ
 اللَّهِ" وَلَقَدْ أَحْضَرُوا الْكِتَابَ كَمَلًا
 مُسْتَمِلًا عَلَى الشَّائِئِ وَيْلٍ وَالشَّنَائِئِ وَالْمُحْكَمِ
 وَالْمُتَشَابِهِ وَالْمُنَاسِخِ وَالْمُنَسَّوْجِ لَمْ يَسْقُطْ
 مِنْهُ حَرْفٌ أَلْفٍ وَلَا لَامٌ فَلَمَّا وَقَعُوا عَلَى مَا
 يَكْتُمُهُ اللَّهُ مِنْ أَمْنَاءِ أَهْلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ
 وَإِنَّ ذَلِكَ إِنْ أَظْهَرَ تَقْضَى مَا عَمِدُوا قَالُوا
 لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ نَحْنُ مُسْتَفْتُونَ عَنْهُ
 بِمَا عَمِدْنَا وَكَذَلِكَ قَالَ "فَنَبَذُوهُ
 وَرَأَى ظُهُورَهُمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا
 قَلِيلًا فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ" وَقَعَلَهُ
 الْإِضْطِرَارُ بَوْرُودِ الْمَسَائِلِ عَلَيْهِمْ
 عَنَّا لَا يَعْلَمُونَ تَأْوِيلَهُ إِلَى جَمْعِهِ وَ

تَأْلِيفِهِ وَتَضْمِينِهِ مِنْ تِلْقَائِهِمْ مَا
يَقْبَلُونَ بِهِ مَا يَمُرُّ كُفْرِهِمْ فَعَمَّرَ رَح
مَتَادِيَهُمْ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ نَقِيٌّ وَمِنْ الْقُرْآنِ
فَلْيَا تَبَيَّنَ بِهِ وَوَكَلُوا تَأْلِيفَهُ وَتَضْمِينَ
إِلَى بَعْضِ مَنْ وَافَقَهُمْ عَلَى مَعَادَاتِ أَوْلِيَائِهِ
اللَّهُ فَالْقَنَةُ عَلَى الْإِخْتِيَارِ هُمْ وَمَا يَدُلُّ
لَهُمْ تَأْمِيلُ لَهُ عَلَى الْإِخْتِيَارِ تَمْيِيزِ هُمْ وَ
اِفْتِرَائِهِمْ وَتَرْكُؤَامِهِمْ مَا فَتَدَرُّوا
أَنَّهُ لَهُمْ وَهُوَ عَلَيْهِمْ وَنَرَادُوا
فِيهِ مَا ظَهَرَ تَنَاكُرُهُ وَتَنَافُرُهُ
وَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّ ذَلِكَ يُظْهِرُ وَيَسَيِّرُ
فَقَالَ " ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنْ
الْعِلْمِ وَانْكَشَفَ لِأَهْلِ الْإِسْتِبْصَارِ
هَوَارَهُمْ وَافْتِرَاءَهُمْ وَ
الَّذِي بَدَأَ فِي الْحِكْمَاتِ
مِنَ الْإِزْرَاءِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ فِتْنَةِ
الْمُلْجِدِيَّتِ قَيْدِ ذَلِكَ مَثَالُ
" وَ يَكُونُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ
وَرُؤُوسًا "

(۱) محتاج طبری جلد اول ۳۸۶-۳۸۷

احتجاج امیر المؤمنین علیؑ زندیق الخ
مطبوعہ نعت اشرف طبع جدیدہ

ترجمہ:

وہ جو تو نے ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے ایسا خطاب کیا ہے۔ جو آپؐ کی مٹائی اور سرزنش پر ولایت کرتا ہے۔ باوجودیکہ آپؐ کی فقیہیت تمام نبیوں پر ظاہر کر دی ہے۔ سوائے حوعل نے مشرکین میں سے ہر نبی کا دشمن بنا دیا ہے۔ جیسا کہ اپنی کتاب میں فرمایا۔ اور جس قدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے۔ اسی قدر آپؐ کو اپنے دشمن سے ابتلا بھی زیادہ ہوا۔ جس کی دشمنی اور لفاظی کے بسبب آپؐ کو ہر طرح کی اذیت اور تکلیف پہنچی کیونکہ اس نے آپؐ کی نبوت سے انکار کر دیا۔ اور آپؐ کو جھٹلایا۔ اور آپؐ کو تکلیف دینے میں کوشش کی۔ اور جس چیز کو آپؐ نے استوار کیا۔ اس نے اس کو توڑنے کا قصد کیا۔ اور خود اس نے اور کفر و عناد و لفاظی والوں اور منافقوں کے مددگار بنے جدوجہد کی۔ کہ آپؐ کے دعویٰ کو باطل کر دیں۔ اور آپؐ کے دین کو بدل ڈالیں۔ اور آپؐ کی سنت کی مخالفت کریں۔ اس دشمن نے اپنی تمام بدخواہی میں کوئی چیز اس سے بڑھ کر نہ دیکھی۔ کہ لوگوں کو اس بی بی کے وہی سے نفرت دلانے۔ اور اس سے وحشت پیدا کر دے۔ اور لوگوں کو اس سے روکے۔ اور ان کو اس کی عداوت پر برا نگاہ کرے۔ اور اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ اس کتاب کو

بدل دیں جو وہ لایا۔ اور اس میں سے وہ حصہ نکال ڈالیں جس میں اہل فیصلت کی فیصلت اور اہل کفر یعنی اس دشمن اور ظلم و فساد و شرک میں اس کے معاون کا کفر و رنج ہے۔ بے شک اللہ کو ان کی یہ روش معلوم ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔ وہ یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں بے جا دخل دیا کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں،، وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کو بدل دیں،، حالانکہ ان کو ایسا کمال قرآن دکھا دیا گیا۔ جو تاویل و تنزیل اور محکم و متحجب اور ناسخ منسوخ پر مشتمل تھا۔ اور جس میں سے ایک الٰہ یا لام تک ساقط نہ تھا۔ پس وہ اہل حق و اہل باطل کے ناموں سے جو اللہ تعالیٰ نے اس میں بیان فرمائے تھے واقعہ ہوئے اور سمجھ گئے اگر یہ ظاہر ہو گیا تو ہمارا منصوبہ غاک میں ل جائے گا۔ تب کہنے لگے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہمارے پاس جو ہے اس کی موجودگی میں ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ پھر انہوں نے اس عہد کو پس پشت ڈال دیا اور کتاب خدا کو تھوڑی سی کمیّت پر بیچ لیا۔ تو کیا ہی بڑی وہ قیمت ہے جو وہ لیتے ہیں۔

پھر منافقین ایسے مسائل کے پیش آنے سے جہاں کی تاویل وہ نہ جانتے تھے۔ قرآن کے جمع کرنے اور اس میں اپنی طرف سے باتیں بڑھانے پر مجبور ہو گئے۔ جن سے وہ اپنے کفر کے ستونوں کو قائم رکھ سکیں۔ چنانچہ ان کے منادی کرنے والے نے چلا کر کہا کہ جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ ہمارے پاس لے آئے ان منافقوں نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اس شخص کے سپرد کیا۔ جو دوستانہ خدا علیہم السلام کی دشمنی میں ان کا ہم خیال تھا۔ لہذا اس نے قرآن کو ان کی

مرضی کے موافق جمع کیا۔ جو بات کو تنہا کرنے والوں کو ان منافقوں کی
 تمیز کی خرابی اور ان کا اقرار بتاتی ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے قرآن میں وہ
 باتیں رہنے دیں جو وہ سمجھے کہ ان کے حق میں ہیں۔ حالانکہ وہ ان کے
 غلامت ہیں۔ اولاً اس میں وہ عبارتیں بڑھا دیں۔ جن کا خلافت فصاحت اور
 قابل نفرت ہونا ظاہر ہے۔ اور اثنے نے جان لیا کہ یہ ظاہر و روشن ہو چکا
 اس لیے فرمایا۔ ذالک مبلغہم من العلم وایہ ان کے علم کی پختہ
 ہے۔ اور اہل بصیرت پر ان کا عیب اور اقرار کشف ہو گیا۔ قرآن
 میں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیر ظاہر ہوتی ہے۔ وہ انہی علماء کی الحاق
 کی ہوئی ہے۔ اسی واسطے اثنے نے فرمادیا اور یقیناً وہ کہتے ہیں بُری
 اور جھوٹی بات۔

اس عبارت سے درج ذیل امور ثابت ہوتے

- ۱۔ اثنے تعالیٰ کا یہ قانون حکمت ہے۔ کہ ہر نبی کا دشمن اس کے مقام و مرتبہ کے مطابق
 طاقتور بنایا ہے جو محض سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء و رسل سے اعلیٰ و
 افضل ہیں۔ اس لیے ان کا دشمن یعنی ابوبکر بھی سب سے بڑا دشمن تھا جس نے آپ
 کی شخصیت کا ہی سوچا اور آپ کی نبوت سے انکار کیا۔
- ۲۔ اس دشمن نے آپ کے دین کو بدلنے اور آپ کے دعویٰ کو باطل کرنے
 کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصی و حضرت علی رضی اللہ عنہ
 کے غلامت لوگوں کو آگسانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ اہل ان کی عداوت پر
 اجارا۔

۲۔ اس نے بعد اپنے ساتھیوں کے قرآن پاک میں سے ان آیات کو نکال ڈالا۔ جن میں اہل بیت کے فضائل کا ذکر تھا۔ اور اس کے ساتھ وہ آیات بھی حذف کر دیں۔ جو ان کے ساتھیوں کے کفر و شک کو ظاہر کرتی تھیں۔

۳۔ ان لوگوں کو جن آیات و مسائل کا علم نہ تھا۔ ان میں منافی تبدیلی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اور قرآن پاک کو جمع کرنے کی ذمہ داریاں اس شخص کے کندھوں پر ڈالی۔ جو اہل بیت کا پکا دشمن تھا۔

۵۔ جہاں جہاں قرآن کریم میں صغیر صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر و تذلیل اور تادیب پائی جاتی ہے۔ وہ آیات اللہ کی نازل کردہ نہیں۔ بلکہ ان منافقین کی بنائی ہوئی ہیں۔ جنہیں انہوں نے قرآن میں داخل کر دیا۔

۶۔ قرآنی آیات کا تاویل نہ جانتے کی بنا پر ان شریکوں نے قرآن میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے۔

حاصل کلام:

حوالہ جات مذکورہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی۔ کہ اہل تشیع اس موجود قرآن کو کامل اور مکمل قرآن نہیں مانتے۔ بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اصلی اور کامل و مکمل قرآن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ لیکن یہ اصلی قرآن جب لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کی ضرورت سے انکار کر دیا۔ جس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آکر اس اصلی قرآن کو ایسا گم کر دیا۔ کہ امام ہمدی کے ظہور تک کسی کو اس کی شکل دیکھنا بھی نصیب نہ ہوگی۔ امام ہمدی جب آئیں گے۔ تو اصلی قرآن وہ لے کر آئیں گے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ جب اہل تشیع نے یہ دیکھا۔ کہ اس طرح تو

امت بنیر قرآن کے صدیوں تک رہے گی۔ لہذا ان کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے کوئی بہانہ ہونا چاہیے تو یہ کہا گیا کہ جب تک اصلی قرآن امام غائب سے نہیں آتا اس وقت تک موجود قرآن کے احکامات اور احادیث پر ہی عمل کیا جائے گا بلکہ اس کی اس حد تک تائید کی گئی کہ ایک شخص نے جب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے اصلی قرآن پڑھ کر اس پر اس کی تلاوت کرنے سے سختی سے منع کر دیا اور حکم صادر فرمایا کہ جس قرآن کو دوسرے عام لوگ پڑھتے ہیں اسی کی تلاوت کی جائے اصلی قرآن امام مہدی سے کرائیں گے۔

مقام غور

حوالہ نمبر ۱۳ میں انوار نعمانیہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

فَقَالَ لَهُمْ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُنْ تَرَوْهُ بَعْدَ
هَذَا الْيَوْمِ وَلَا يَرَاهُ أَحَدٌ حَتَّى يَظْهَرَ قَلْبِي
الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عربین الخطاب و دیگر حاضرین کو کہہ دیا کہ بعد تم میں سے کوئی بھی اس قرآن کو ہرگز نہ دیکھ پائے گا۔ اور میرے نعت مجرا امام مہدی کے ظہور سے قبل کسی ایک کو یہ اصلی قرآن دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تو اپنے مجمع شرعہ قرآن کو ایسا کم کر دیا تھا کہ ظہور مہدی سے قبل اس کو کوئی دیکھ نہ سکے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ وہ کم کردہ اصلی قرآن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے دور کے ایک عام قاری کے ہاتھ

کیسے لگ گیا؟

یہ حال بات یہ ہو رہی تھی کہ علی قرآن جب نہیں ہے۔ تو پھر تحریر شدہ اور نامکمل موجود قرآن کی ہی تلاوت کر لی جائے۔ اہل تشیع کے نزدیک یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہے۔ جسے انہوں نے اپنے ائمہ کے حوالہ سے ثابت کیا ہے۔ کہ موجود قرآن محرف اور نامکمل ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ان جوابات سے جو آپ نے ایک مذہبی کو دیئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل قرآن میں ان منافقین کے نام تھے جو تحریر قرآن کے باقی بنے۔ انہوں نے خود اپنے نام ہائے وجہ قرآن سے نکال لئے۔ لوگوں کو اس بارے میں کچھ پتہ نہ چل سکے۔

ائمہ اہل بیت کو اگرچہ ان محرفین کے نام و پتہ سب کچھ یاد تھا لیکن از روئے قیادت ان کا پرچار کرنا مناسب دوسرا ان منافقین محرفین کے نام اور ان کی قباحتیں و شرارتیں بھی دنیا میں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اہل بیت کی تحریری آیات بھی تھیں جو ان کی تحریر کی نظر ہو گئیں۔ یہاں تک کہ موجود قرآن کا تقریباً سراسر حصہ ناپید کر دیا گیا۔ اگر وہ موجود ہوتا۔ تو تقریباً چالیس پارے کا قرآن ہوتا۔

لیکن ان تمام تحریفات کے ہوتے ہوئے خدا کو یہ غلط تھا۔ کہ ان محرفین منافقین کی اس شرارت کا کسی طرح ذکر قرآن میں باقی رہنا چاہئے۔ قرآن کے قلب خذہ میں اندر سے کر دیئے گئے۔ اور ایسے بے شمار شواہد و دلائل باقی رہ گئے جو ان کی ان حرکات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ شہادت کی غلیاں اہل حق و انجی تکبیر کا غلط استعمال اور اٹھنا قرآن کے غلط معانی و حیرہ۔ اس سلسلہ میں مزید حوالہ بات ملاحظہ ہوں۔

بقول شیعہ قرآن کا تیسرا حصہ اہل بیت کی شان میں تھا۔ (حضرت علی)

حوالہ خلیفہ ۱۸

اصول کافی ۱

عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ يَقُولُ كُنَزُ الْعُزْرَاتِ أَلَدَانَا
كُنْتُ فِينَا وَفِي عَدُوِّنَا وَكُنْتُ سُنِّيًّا وَ
أَهْثَالًا كُنْتُ فَرَانِيضًا وَ أَحْكَامًا ۹

۱۔ اصول کافی جلد دوم صفحہ نمبر ۶۲۷
کتاب فضل القرآن: باب النوازل
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:-

ابن نباتہ کا کہنا ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا۔
اُس نے فرماتے ہیں کہ قرآن پاک تین اجزاء اور حصوں پر مشتمل تھا ایک تہائی
برصہ ہم اہل بیت اور ہمارے دشمنوں کے بارے میں تھا ایک تہائی
بہل امیوں کے واقعات اور مثالوں پر مشتمل تھا اور باقی ماندہ تیسرے
حصہ میں قرآن احکام تھے۔

تبصرہ ۱۵

موجود قرآن کریم میں جیسا کہ ہر مسلمان اس سے بخوبی آگاہ ہے۔ چند گنتی کی آیات ایسی ہیں۔ جی میں شانِ اہل بیت مذکور ہے۔ لہٰذا اہل تشیع کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ پورے قرآن کا ایک تہائی حصہ شانِ اہل بیت میں اترتا تھا۔ تو سوال کیا جاسکتا ہے۔ ان چند آیات کو بھجور کر بقیہ حصہ کدھر گیا؟ تو یہی جواب ہو گا۔ کہ اُسے موجود قرآن سے نکال دیا گیا ہے۔ اور اس روایت سے وہ ثابت بھی ہی کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے اسے حرمتِ قرآن کے ضمن میں نقل کیا ہے۔ دینی یہ بات کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی۔ جیسا کہ اس روایت میں منسوب ہے۔ تو ماشاء اللہ بابِ مرئزہ اعظم رضی اللہ عنہ اس سے بری ہیں۔ اس طرح ان کے ساتھ محبت کے دعویداروں نے وہ سلوک کیا جو یہود و نصاریٰ سے بھی نہ ہو سکا۔ تو ہمیں اہمیت کا اس روایت سے بالکل میاں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اہانتِ قرآن کریم بھی موجود ہے۔

لَا تَرْفَعُوا كَفَرُوا سورت

میں ستر قریشیوں کے نام بمعہ ولایت تھے

محوالہ نمبر ۹:

امول کافی ۱۔

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَتَالَ

دَفَعَ إِلَىٰ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَصْحَفًا وَقَالَ
لَا تَنْظُرُ فِيهِ كَقَتَحُشَّةٍ وَقَرَأْتُ فِيهِ
”لَمْ يَكُنِ الذِّبْيُ كَفَرُوا“ فَوَجِدْتُ فِيهَا اسْمَ
سَبْعِينَ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ يَأْمُرُهُمْ وَأَنَّهُمْ قَالَتْ إِنَّ ابْنَهُ
إِلَىٰ بِالْمَصْحَفِ.

(امول کافی جلد دوم ص ۳۱ کتاب

فصل القرآن باب النوادر ملبوم

تہران۔ طبع جدید)

ترجمہ:-

احمد علی محمد بن ابی نصر کہتا ہے کہ مجھے امام رضا رضی اللہ عنہ نے قرآن
کا ایک نسخہ عطا فرمایا۔ اور ساتھ ہی ہدایت کی کہ اس میں دو دیکھنا میں نے
(ان کے حکم کے خلاف) اس سے کھولا۔ اور سورۃ لعل یکن الذین پڑھی
تو میں نے اس سورت میں ستر قریشیوں کے نام بعد ان کے آباؤ اجداد کا
کے دیکھے۔ امام رضا رضی اللہ عنہ نے میری طرف سے پیغام بھیجا کہ قرآن کا
یہ نسخہ مجھے بھیج دو۔

مقام غور:

پچودہ سو سال سے دنیا کے تمام گوشوں میں جو قرآن کریم موجود ہے۔ اس کی
سورہ لم یکن الذین میں کسی ایک قریشی کا نام تک موجود نہیں۔ چر بایں کہ ان کے آباؤ
اجداد کا نام بھی لکھا ہو۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ ستر آدمی ان میں سے ہی ہوں گے۔
جنہیں دشمنانِ اہل بیت کہا گیا ہے۔ اعدان کے نام خود انہوں نے یا ان کے بھتی
صحابہ کرام نے نکال دیئے تھے۔ معلوم ہوا کہ حسب ایک سورت میں اس قدر تحریر

کی گئی۔ تو تمام قرآن میں تحریر کس قدر ہوگی؟ لہذا قرآن کے محض ہونے کا ایک ثبوت یہ بھی ہوا۔

”اصل قرآن، موجود قرآن سے تین گنا بڑا تھا“
(حضرت امام جعفر صادق)

حوالہ نمبر ۱۱

تفسیر مجمع البیان

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَأَيْتُ
الْقُرْآنَ الَّذِي جَاءَ بِهِ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
سَبْعَةَ عَشَرَ أَلْفَ آيَةٍ.

(۱۔ اصول کافی جلد دوم ص ۴۳۴)

کتاب فضل القرآن باب النوازل

مطبوعہ تہران طبع جدید

(۲۔ اصول کافی طبع قدیم مطبوعہ

لکھنؤ ص ۶۷۱)

ترجمہ ۱۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے
فرمایا کہ قرآن جسے جبرئیل علیہ السلام نے کریم اور سرور کا ناسخ فرمایا

کے پاس آستے رہے۔ وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔

خوب:

اہل تشیع کے نزدیک مذکورہ بالا حوالہ میں اصل قرآن کی سترہ ہزار آیات بتلائی گئی ہیں۔ جس کو ان کی کتاب کے ہم سنہ من و عن پیش کر دیا۔ اب اہل کی کتابوں سے بھی سنتے جاویں گے۔ کہ قرآن کریم کی کتنی آیات ہیں۔

حوالہ نمبر ۱:

تفسیر مجمع البیان | جَمِيعُ آيَاتِ الْقُرْآنِ سِتَّةُ آلَافِ آيَةٍ
وَمِائَتَا آيَةٍ وَصِصَتْ وَفَلَا شُونَ آيَةٍ

(تفسیر مجمع البیان جلد ۱۰ جزء ۱)

دوسری صفحہ نمبر ۴۰۴ مملوہ قرآن

(جلد ۱۰)

ترجمہ ۱:

قرآن کریم کی تمام آیات چھ ہزار دو سو اور چھتیس ہیں۔

لمحہ فکر یہ:

”اصل قرآن“ کی کل آیات جب بقول اہل تشیع سترہ ہزار تھیں۔ اور موجود قرآن میں صرف ۶۶۳۶ آیات ہیں۔ تقریباً گیارہ ہزار آیات جو موجود قرآن کا دو تہائی حصہ بنتی ہیں۔ وہ کہاں ہیں؟ معلوم ہوا۔ وہ ساقط کر دی گئیں۔ اور یہی تحریت قرآن ہے۔

”تفسیر صحیح البیان“ کے حوالہ کے متعلق تادمین حضرت اس امر کو ذہنی نشی کر لیں۔ کہ یہ نذر موجود قرآن کی آیات کی بیان کی گئی ہے۔ جسے الہی شیش ہام مجبوری قرآن مانتے ہیں ورنہ ان کا عقیدہ اور ایمان وہی ہے۔ جو ”امول کافی“ وغیرہ کتب میں بالکل دو ٹوک امانہ میں موجود ہے۔ یعنی موجود قرآن ”و اصل قرآن“ نہیں۔ بلکہ محض ہے۔ اور اصل قرآن وہ تھا جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا اب اس کو امام مہدی ہی ساتھ لے کر آئیں گے۔

و اصل قرآن امیں مہاجرین و انصار کی بہت سی بُرائیاں مذکور تھیں۔ (بروایت ابو ذر غفاری)

وَفِي رِوَايَةٍ أُخْبِرْتُ أَنَّ
 حَوَالَهُ تَفْسِيرَ صَافِي
 أَنَّهُ لَمَّا تَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 جَمَعَ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنَ وَجَاءَهُ بِهِ
 إِلَى الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَحَرَضَهُ عَلَيْهِمْ
 لِعَاقِدَةِ مَوَاهِدِهِ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَلَمَّا فَتَحَهُ أَبُو بَكْرٍ
 خَرَجَ فِي أَوَّلِ صَفْحَةٍ فَتَحَهَا قَضَائِحُ
 الْقَوْمِ فَوَقَّبَ هَمَزُ فَعَالَ يَا عَلِيُّ
 أَرَدُّهُ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ فَأَخَذَهُ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَانْصَرَفَتْ ثُمَّ اخْضِرَ
 زَيْدُ بْنُ مَرْثَدَةَ وَكَانَ قَارِيًا لِلْقُرْآنِ
 فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ
 جَاءَنَا بِالْقُرْآنِ وَفِيهِ فَضَائِحُ الْمُهَاجِرِينَ
 وَالْأَنْصَارِ وَفَدَّ أَرَدْنَا أَنْ نَوَلِّكَ لَنَا
 الْقُرْآنَ وَنَسْقُطَ مِنْهُ مَا كَانَ فِيهِ فَهَيْبَةً
 وَهَتَّكَ لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَأَجَابَهُ
 زَيْدٌ إِلَى ذَلِكَ ثُمَّ قَالَ فَإِنْ أَنَا فَرَعْتُ
 مِنَ الْقُرْآنِ عَلَى مَا سَأَلْتُمْ وَأَظْهَرَهُ عَلَى
 الْقُرْآنِ السَّيِّئِ الْفَنَاءِ أَلَيْسَ فَدَّ بَطُلٌ كُلُّ مَا
 فَدَّ عِلْمُكُمْ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ فَمَا الْحِيلَةُ؟
 قَالَ زَيْدٌ أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِالْحِيلَةِ فَقَالَ
 عُمَرُ مَا الْحِيلَةُ دُونَ أَنْ نَقْتُلَهُ وَنَسْتَرْجِعَ مِنْهُ
 فَدَّ بَرٍّ فِي قَتْلِهِ عَلَى يَدِ كَالِيدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَلَمْ
 يَقْدِرْ عَلَى ذَلِكَ - (تفسير صافی جلد اول ص ۷۷۷ المقدّمۃ
 السابعة ملبورہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:-

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا فانی سے کوہ کیا۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ
 قرآن کریم صحیح کر کے ہمارے ہاں اور انصار کے پاس لائے۔ کیونکہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کی وصیت فرمائی تھی۔ اس صحیح کردہ قرآن

کو جب صدیق اکبر نے کھولا۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ کہ اس کے پہلے ہی درج میں قوم قریش کی برائیاں درج تھیں۔ حضرت عمرؓ دیکھ کر اچھلے۔ اور کہا۔ اسے علی رضی اللہ عنہ! اسے لے جاؤ۔ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں تو حضرت علیؓ نے رضی اللہ عنہ سنہ وہ لیا اور وہاں سے چل دیئے اس کے بعد حضرت زید بن ثابتؓ کو بلوایا گیا۔ یہ اچھے قاری قرآن تھے انہیں حضرت عمرؓ نے حکم دیا۔ کہ قرآن کریم کا ایک جمع کردہ نسخہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس میں مجاہدین و انصار کی بہت غزائیں اور دواکن باتیں درج تھیں۔ اب ہمارا ارادہ ہے۔ کہ تم قرآن جمع کرو۔ اور اس میں ایسی باتیں نہ آنے پائیں۔ جو مجاہدین و انصار کی بے عزتی اور سبوتاژ پر مشتمل ہوں۔ حضرت زیدؓ نے یہ ذمہ داری اٹھالی۔ پھر پچھنے لگے۔ اگر میں تمہاری خواہش کے مطابق قرآن جمع کر کے لاؤں۔ اور ادر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنا جمع کردہ قرآن لے آئیں۔ تو کیا تمہارے سارے کیے پر پانی نہ پھر جائے گا؟

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے کہا۔ پھر کوئی حیلہ و تدبیر ہونی چاہیئے حضرت زیدؓ نے کہا۔ آپؓ! اس سلسلہ میں بہتر تدبیر نکال سکتے ہیں۔ تو حضرت عمرؓ نے کہا۔ حیلہ یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دے۔ تاکہ ہماری گونہ غلامی ہو جائے۔ اس کا ردائی چٹکا مار پھینانے کے لیے حضرت خالد بن الولیدؓ کو استعمال کیا گیا۔ لیکن وہ بے بس نکلے۔

خلاصہ:

معلوم ہوا کہ جو نسخہ حضرت علیؓ نے رضی اللہ عنہ لائے تھے۔ اس میں جابجا

ہماجرین و قریش کی مذمت اور رسوائی کی آیات تھیں۔ حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جب اس نسخہ کو
 کھولا تو پہلے صوفیوں پر پڑی یہ باتیں پائیں جس پر حضرت عمرؓ فرمایا: پڑھو گئے اور بالآخر ایک ہی ایسا نسخہ تیار
 کروانے کی ٹھانی۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں۔ تو اس کام کے لیے حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر کیا گیا اور اوروہ
 حضرت علیؓ کی تصدیق کے قتل کے صوبے بیٹے جو نہ کام ہے۔ بہر حال اس روایت پر مسلم ہوا۔ کہ اصل
 قرآن میں ہماجرین و انصار کی بہت زیادہ ہتک اور مذمت درج تھی۔ جو نکال دی گئی۔
 لکھی۔ لہذا موجود قرآن میں ان آیات کو خارج کر کے تحریف کی گئی ہے۔

اصلی قرآن کی چند آیات موجود قرآن میں نہیں

(علی بن ابراہیم)

حوالہ نمبر ۱۳ تفسیر صافی | اَقُولُ الْمُسْتَعَادُّ مِنْ جَمِيعِ
 هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَغَيْرِهَا مِنَ التَّوَايَاتِ مِنْ طَرِيقِ
 أَهْلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي بَيْنَ
 أَظْهُرِنَا لَيْسَ بِشَمَائِهِ كَمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بَلْ مِنْهُ هُوَ خِلَافُ مَا أَنْزَلَ
 اللَّهُ وَمِنْهُ مَا مُعَيَّرَ مَعْرُوفٌ وَإِنَّهُ قَدْ حُذِفَ
 عَنْهُ أَشْيَاءٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا اسْمُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْمَوَاضِعِ وَمِنْهَا لَعْنَةُ آلِ
 مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَغَيْرَ مَرَّةٍ وَمِنْهَا اسْمُ
 الْمُنَافِقِينَ فِي مَوَاضِعَ لَهَا وَمِنْهَا غَيْرُ ذَلِكَ وَ

أَنَّهُ لَيْسَ أَيْضًا عَلَى التَّوْبَتَيْنِ الَّذِي الْمَرْضِيُّ
عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَبِهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ فِي تَفْسِيرِهِ
وَأَمَّا مَا كَانَ خِلَافَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَهُوَ قَوْلُهُ
تَعَالَى كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعَلَّامِي
هَذِهِ الْآيَةُ خَيْرَ أُمَّةٍ تَقْتُلُونَ أَمِيرَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا
السَّلَامُ فَقِيلَ لَهُ كَيْفَ نَزَلَتْ يَا ابْنَ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَقَالَ
إِنَّمَا نَزَلَتْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ -

تفسیر مافی البدائل ص ۲۷۲ القدرۃ
السادسۃ مطبوعہ تہران طبع جدید ۱۰

ترجمہ :-

میں کہتا ہوں۔ ان اخبار و روایات سے جو کراہی بیت کے طریقہ
پر مروی ہوئیں۔ یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جو قرآن اب ہمارے سامنے
موجود ہے۔ یہ مکمل طور پر وہ قرآن نہیں جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
نازل کیا گیا تھا۔ بلکہ اس میں کچھ حصہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ
الفاظ کے بالکل خلاف ہے۔ اور کچھ وہ ہے۔ جس میں تغیر و تبدل اور

تحریر کر دی گئی ہے۔ یقیناً اس میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئیں ان محذوف باتوں میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی ہے جو بہت سی جگہوں سے حذف کیا گیا۔ اسی طرح فقط سالِ محمدؐ نا بھی کئی دفعہ مذکور تھا۔ جواب نہیں ہے یہ منافقوں کے نام بھی تھے۔ وہ بھی حذف کر دیئے گئے۔ اس کے علاوہ بہت سی باتیں نکال دی گئی ہیں اور یہ موجود قرآن ترتیب کے اعتبار سے بھی اسی ترتیب پر نہیں جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا تھا۔ علی بن ابراہیم نے یہی کہا ہے۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ موجود قرآن میں جو الفاظ تعالیٰ کے نازل کردہ الفاظ کے خلاف ہے۔ اس کی مثال حکمتِ خیراتہ اخبرجت للناس الخ ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے پڑھنے والے کو فرمایا کیا جس امت نے حضرت علی اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو شہید کیا۔ اس کو خیریت، کہا گیا ہے؟ قاری نے پوچھا۔ یا حضرت، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کن الفاظ سے نازل فرمائی تھی؟ فرمایا یا اس طرح تھی۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلْعَالَمِينَ (یعنی لفظ "امت"، کی جگہ "اُمۃ" تھا۔

+

کلینی قمی اور طبری تحریر قرآن کے مقتدا اور
پرچارک تھے۔

حوالہ نمبر ۱۲ تفسیر صافی ۱

وَأَمَّا إِعْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِي ذَلِكَ فَالظَّاهِرُ
مِنْ ثِقَةِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى
الْكَلِينِيُّ أَنَّهُ كَانَ يُعْتَقِدُ التَّخْرِيفَ
وَالْتَقْصَانَ فِي الْقُرْآنِ لِأَنَّهُ رَوَى رَوَايَاتٍ
فِي هَذَا الْمَعْنَى فِي كِتَابِهِ الْكَافِي وَكَمْ
يَتَعَرَّضُ يُعْتَدِّجُ فِيهَا مَعَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِي
أَوَّلِ الْكِتَابِ أَنَّهُ كَانَ يَشُقُّ بِمَادَّ وَاهٍ
فِيهِ وَكَانَ أَسْتَاذُهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
النُّعْمَانِيِّ قَتْلًا كَفِيرَةً مَمْلُوءًا مِنْهُ وَلَهُ
عُلُوٌّ فِيهِ وَكَانَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ
ابْنُ أَبِي طَالِبٍ الْقَطَرِيُّ هَنَاتًا
أَيْضًا نَسَجَ عَلَى مِثْلِ الْيَهُودِ فِي
كِتَابِ الْإِحْتِجَاجِ -

(تفسیر صافی جلد اول صفحہ نمبر ۳۴)

المقدمہ السادہ - مطبوعہ تہران

لمحمد

ترجمہ

بہر حال ہمارے مشائخ کرام کا تحریف قرآن کے بارے میں عقیدہ تو اس بارے میں ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب انکسبی سے بظاہر ہی ثابت ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کی تحریف اور اس میں تبدیلی کے مقتصد تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب ”والکافی“ میں اس موضوع کی بہت سی روایات ذکر کیں۔ اور ان پر کہیں بھی کوئی اعتراض و تالیف نہ لگاؤں گا۔ اجماعاً نہیں کیا۔ حالانکہ شروع کتاب میں انہوں نے سات سات لکھا ہوا ہے۔ کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا جائے گا۔ وہ میرے نزدیک باوثوق بات ہوگی۔ یونہی ان کے استاد علی بن ابراہیم احمی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کی تفسیر ایسی باتوں سے بھری پڑی ہے۔ بلکہ یہ تو حد سے بڑھ گئے۔ شیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی بھی ان دونوں کے نقش قدم پر چلے۔ اور ان کی کتاب ”الاستبصار“ اس کی گواہ ہے۔

مذکورہ عبارت کا پس منظر

ماہی تفسیر مافی المحسن کا شافی عبارت مذکورہ بالا سے قبل ایک سوال کا جواب دے رہا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ ہمارے ائمہ حضرات کا یہ فرمان ہے۔ کہ جو حدیث ہمیں ملے اسے قرآن پر پیش کر دو۔ اگر موافق قرآن ہو تو اس پر عمل کرو ورنہ چھوڑ دو۔ کیا اگر قرآن ہی محرف ہو۔ اور اس میں تغیر و تبدل کر دیا گیا ہو۔ تو ایسی حدیث میں حدیث کو اس پر پیش کرنا اور نا موافق ہونے کی صورت میں حدیث کو چھوڑ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

محسن کا شافی اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ موجود قرآن کے

محرف ہونے میں اگرچہ کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اس میں سے نام علی۔ اسماء آل بیت اور منافقین کے نام بہت سی جگہوں سے نکال دیئے گئے۔ لیکن عموم قلم کے اعتبار سے اس سے مستفید ہونا اور نفع حاصل کرنا چوکی موجود ہے۔ لہذا ہمارے ائمہ نے عادیث کی صحت کو جانچنے کے لیے انہیں قرآن کریم پر پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔

مسن کا شانی لکھا ہے کہ اس قسم کی باتیں محض تاویلات ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ ہمارے مشائخ نے بالکل صراحت کر دی ہے۔ کہ موجود قرآن مکمل اور غیر محرف نہیں۔ بلکہ اس میں بہت کچھ تحریفات کر دی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے مذہبی ستون کلمی، قمی اور الطبری موجود قرآن کو محرف گردانتے ہیں۔

اگرچہ اہل شیوخ اہل تشیع کی ان عبارات کی کچھ لوگوں نے تاویلیں دی ہیں جس سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ حضرات تحریف قرآن کے قائل نہیں۔ لیکن مسن کا شانی لکھا ہے کہ یہ تاویلیں کر لے دے اس بات سے بے خبر ہیں۔ کہ ہم جو قرآن تشیع کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ موجود قرآن محرف اور تبدیل ہے۔ لہذا اس اجتماعی عقیدہ کے خلاف تاویلات کا کوئی وزن نہیں۔

بقول شیعہ تحریف قرآن،، پر تقریباً دو ہزار مستند

روایات شاہد ہیں۔ (نعمت اللہ جزائری، باقر مجلسی)

حوالہ معارف، فصل الخطاب،

وہی کثیر ۶ جلداً حتی قال السید نعمۃ
اللہ العزیز فی بعض مؤلفاتہ کما

مَحْكَمٌ سَنَّهُ أَنَّ الْأَخْبَارَ الدَّالَّةَ عَلَى ذَلِكَ تَزِيدُ
 عَلَى النَّحْوِ حَدِيثٍ وَإِذَا عَلَى إِسْتِثْنَاءِ صَحَابَةِ جَمَاعَةٍ
 كَالْمُفِيدِ وَالْمُحَقِّقِ الدَّامِدِ وَالْعَلَّامَةِ
 الْمَحْلِسِيِّ وَغَيْرِهِمْ بِلِ الشَّيْخِ أَيْضًا صَرَّحَ
 فِي التَّحْقِيقَانِ بِكَفَرِ تَهَا بِلِ إِذَا عَلَى تَوَاتُرِهَا
 جَمَاعَةً يَأْتِي ذِكْرُهُمْ فِي آخِرِ الْمَبْصُورَةِ وَنَحْنُ نَذْكُرُ
 فِيهَا مَا يُصَدِّقُ دَعْوَاهُمْ مَعَ قِلَّةِ الْبَصَاعَةِ وَكِبَائِرِ
 فِي آخِرِهَا صُنْعَتْ بَعْضُ الشُّبُهَاتِ الَّتِي أَوْرَدَهَا
 عَلَيْهِمْ جَمَاعَةٌ أَنَّهَا لَا يَتَّبِعِي صُدُورُهَا عَنْهُمْ مِنْ
 صُنْعِهَا مَرَّةً وَقِلَّتِهَا أُخْرَى وَعَدَمِ دَلِيلِهَا عَلَى
 الْمُطْلُوبِ تَارَةً وَمَخَالَفَتِهَا لِلْمَشْهُورِ أُخْرَى وَاعْلَمْ
 أَنَّ تِلْكَ الْأَخْبَارَ مَنْقُولَةً مِنْ الْكُتُبِ الْمُعْتَبَرَةِ الَّتِي
 عَلَيْهَا مَقُولُ أَصْحَابِنَا فِي اثْبَاتِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ
 وَالْأَكْثَرِ الْمَشْهُورَةِ -

م ۲۵۱ - ۲۵۲ علامہ حسین بن

محمد بن النوری الطبری مطبوعہ تبریز

معین قدیم ۱۲۹۶ھ

ترجمہ -۱-

تحریر قرآن کی روایات بکثرت ہیں۔ یہاں تک کہ یہ نعت الہیہ جزیری
 نے اپنی تصنیفات میں کہا ہے۔ جو کہ ان سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ اخبار
 روایات جو تحریر قرآن پر دلالت کرتی ہیں۔ دو ہزار سے بھی بڑھ کر گئے۔

ان روایات کو ایک جماعت نے در روایات مشہورہ، کہا ہے۔ جن میں شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ شامل ہیں۔ بلکہ شیخ نے توفہ بمیان، میں ان روایات کو دو ہزار سے بھی زیادہ بتایا ہے۔ اور ان کے متواتر ہونے کا دعویٰ ایک جماعت نے کیا ہے۔ جن کا ذکر اس بحث کے آخر میں آ رہا ہے۔ اور ہم اس بحث کے اختتام پر ان شبہات کا بھی ذکر کریں گے۔ جو کچھ لوگوں نے ان روایات پر بطور اعتراض کیے ہیں۔ ملاحظہ ایسے اعتراضات انہیں کرنے نہیں پائیں تھے۔ کیونکہ ایک تو وہ ضعیف ہیں۔ دوسرے ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ حدیث مقصد کے لیے ذکر ہوئے اس پر دلالت نہیں کرتے اور پورے یہ کہ وہ اخبار مشہورہ کے خلاف ہیں۔

جہاں یہ بھی معلوم ہوتا چاہیے کہ وہ روایات جو کہ ان حضرات نے تحریک قرآن کے ضمن میں پیش کی ہیں۔ وہ ان کتابوں سے منقول ہیں۔ جن پر ہمارے اہل تشیع اصحاب کا احکام شرعیہ و آثار نبویہ کے ثابت کرنے کا دار و مدار ہے۔

تخصیص عبارت مذکورہ

موجود قرآن کے تحریک شدہ ہونے پر اہل تشیع کے علمائوں کے پاس تقریباً دو ہزار روایات موجود ہیں۔ جن کے مستفیض و مشہور ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ بلکہ ایک جماعت نے تو انہیں دو متواتر قرار دیا ہے۔ کیونکہ ان روایات کے نقلین نے انہیں ان کتابوں سے نقل کیا۔ جو مذہب شیعہ میں احکام شرعیہ کے ثبوت میں ایک کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ شیخ کا شافی اسی بنا پر کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے

ان روایات پر اعتراضات و شبہات وارد کیے۔ چونکہ وہ ضیعت و ناقصا میں اور مذہب
شیعہ کے اجتماعی عقیدہ کے خلاف پڑھتے ہیں۔ لہذا میں ان مٹھی بھر مترقیوں کے اعتراضات
کا جواب اسی بحث کے آخر میں دوں گا۔ ویسے انہیں ایسا کرنا نہیں چاہیے تھا۔

تو اس انداز استدلال اور سیاق و سباق سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔
کہ موجود قرآن میں تحریف و تبدل اہل تشیع کے ہاں ایک شفق علیہ بات ہے۔ اسی
لیے ان لوگوں کی تردید کی ضرورت پیش آئی۔ جو ان کے اجتماعی عقیدہ پر عرض ہوئے
ایہ سالہ کان دو ہزار روایات کی نسبت ان لوگوں نے انشاء اللہ بیت بکر حضرت طاہر
عقیدہ کی طرف کی ہے۔ تو وہ ایسا ہی بیچارہ ہیں جیسے ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں۔ کہ خذ ابھتائی عظیم

قرآن میں کمی بیشی ہو چکی ہے (امام باقر علیہ السلام)

حوالہ نمبر ۱۲ فصل الخطاب ۶

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ كَوْنُوا أَنَّهُ زَيْدٌ
فِي الْقُرْآنِ وَ لَقِصَ مَا خِجَى حَقَّتْ عَلَى
ذِي حُجَّتِي .

فصل الخطاب فی اثبات تحریف

القرآن ص ۲۴۱ - مطبوعہ ایران

طبع قدیم

ترجمہ :

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر قرآن میں کمی بیشی نہ کی گئی۔
ہوتی۔ تو جگر کا لٹھیں پر ہمارا حق چھپا ہوا نہ ہوتا۔

اگر قرآن کی تلاوت اس طرح ہوتی جس طرح
وہ اتر اٹھا۔ تو دو آدمی بھی اختلاف والے نہ ہوتے

حضرت امام جعفر

حوالہ شمار، افصل الخطاب:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مَعْقِدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ تَوْفِيقُ الْقُرْآنِ عَلَى
مَا أَتَى مَا اخْتَلَفَ فِيهِ اثْنَانِ -

(فصل الخطاب ص ۲۴۷/۲۳۸)

مطبوعہ ایران، بیچ ہمدان

ترجمہ:

ابو بکر بن محمد نے کہا۔ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اگر قرآن کو کسی مفسر کے ساتھ پڑھا جاتا۔
تو دو آدمی بھی ایسے نہ ہوتے۔ جو اس میں باہم اختلاف رکھتے ہوں۔

+

”اصلی قرآن“ میں اہل بیت کے نام تھے

(قول امام جعفر)

حوالہ نمبر ۱۸ فصل الخطاب

عَنِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ قُرِئَ الْقُرْآنُ كَمَا أُتِيَ
لَا لَفَيْتُمْ فِيهِ مَسْمُومِينَ -

(۱) فصل الخطاب ص ۲۸ مطبوعہ

ایران طبع جدید

(۲) تفسیر حافی جلد اول ص ۲۵

المقدمة السادسة مطبوعہ

تہران طبع جدید

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماید اگر قرآن پاک کو
ابھی الفاظ کے ساتھ پڑھا جائے جن پر یہ اشارہ کیا گیا تھا۔ تو تم اس میں ہمارے
(اہل بیت) کے نام ضرور پاتے۔

✽

بروز قیامت قرآن اپنی تحریف کی شکایت کرے گا

حوالہ نمبر ۱۹ فصل الخطاب | عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَجِيئُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
ثَلَاثَةٌ يَشْكُرُونَ الْمُصْحَفَ وَالْمَسْجِدَ وَالْعِثْرَةَ
يَقُولُ الْمُصْحَفُ يَا رَبِّ حَرِّقُونِي وَمَرِّحُونِي
وَيَقُولُ الْمَسْجِدُ يَا رَبِّ هَطِّطُونِي وَصَيِّقُونِي
وَيَقُولُ الْعِثْرَةُ يَا رَبِّ قَتَلُونَا وَطَرَدُونَا
وَشَرَّدُونَا.

(فصل الخطاب ص ۲۴۳-۲۴۴)

مطبوعہ ایران علیہ جبریدہ

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ
اُنہوں نے فرمایا: بروز قیامت تین چیزیں اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں
گی۔ قرآن کہ ہم، مسجد اور عزت رسول۔ قرآن کہے گا: اے میرے پروردگار! -
لوگوں نے مجھ میں رد و بدل کیا۔ اور مجھے ٹوٹے ٹوٹے کیا۔ مسجد عرض
کے گی: اے میرے رب! لوگوں نے مجھے بے آباد رکھا۔ اور
تنگ کر دیا۔ عزت رسول عرض گزراں ہوگی: اے رب! لوگوں نے ہمیں
قتل کیا۔ ہماری باتوں کو پس پشت ڈال دیا اور ہمیں بھیر دیا۔

ذکر کردہ چار روایات کا خلاصہ

امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے محسن کاشانی نے یہ کہا کہ اگر قرآن مکمل ہوتا تو ہم سے جگڑا کرنے والوں پر بحال احی دافع ہوتا۔ چوتھے لوگوں نے ان سے پھگڑا لیا۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن نامکمل ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کردہ قول کا خلاصہ یہ کہ اگر قرآن بیحد ہیں الفاظ سے پڑھا جاتا۔ جن میں نازل ہوا تھا تو دو آدمی بھی باہم اختلاف کرتے نہ کرتے۔ چوتھوں کو کیا ہوا تو دونوں لوگوں کا باہم اختلاف ہے۔ اس لیے قرآن کہ ہم ان الفاظ پر مشتمل نہیں جن پر اتارا گیا تھا۔ بلکہ اس میں تحریف کر دی گئی ہے۔

(تحریف قرآن) ایسی وہ بڑی وجہ ہے جس کی شکایت خود قرآن بارگاہ الہی میں کرے گا۔ اگر تحریف نہ ہوتی تو شکایت بھی نہ ہوتی۔ ان باتوں سے صاف ظاہر ہوا کہ اہل تشیع کے اہل تحریف قرآن کا عقیدہ موجود ہے۔

لہذا موجود قرآن محرف اور تبدیل شدہ ہے۔ دراصل قرآن، اور عقائد جو غیر محرف اور کمال تھا۔

+

اگر منافقوں کو کچھ اور آیات کا پتہ چلتا تو وہ انہیں بھی
لکال دیتے لیکن اللہ کو ایسا منظور نہ تھا صحت علی

حوالہ نمبر ۲ فصل الخطاب

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكُوعِلَهُ الْمَنَافِقُونَ
لَعَنَهُمُ اللَّهُ مَا عَنَيْهِمْ مِنْ تَرْكِ هَذِهِ
الآيَاتِ الَّتِي بَيَّنَّتْ لَكَ تَأْوِيلَهَا
لَأَسْقُطُوها مَعَ مَا أَسْقَطُوا مِنْهُ
وَلَيَعَنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَا فِي حُكْمِهِ
بِالْجَبَابِ الْحُجَّةِ عَلَى خَلْقِهِ كَمَا قَالَ اللَّهُ
تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ
أَعْلَى أَنْصَارِهِمْ وَجَعَلَ عَلَى قُلُوبِهِمْ
كِبْرَةً عَنْ تَأْمِيلِ ذَلِكَ فَتَعَزَّوْهُ بِحَالِهِمْ وَ
حَبَبُوا هُنَّ تَأْكِيدَ الْمُتَكَلِّمِينَ بِإِطْلَالِهِ.

وفصل الخطاب صفحہ نمبر ۱۳۱

مطبوعہ تہران

ابن شہیر مرادیوں نے تحریر قرآن کے سلسلہ میں اپنے ہاں پائی جانے
والی روایات میں الفاظ کی نشاندہی کی ہے کہ یہ الفاظ ہیں جو قرآن سے

نکال دیئے گئے۔ ان کے بارے میں ان بعض مولویوں کا یہ خیال تھا کہ یہ موجود قرآن کی تفسیر کے ضمن میں آئے ہیں۔ ان سے قرآن کہیم کا محرف ہونا ثابت کرنا درست نہیں۔ صاحب فصل الخطاب ان مولویوں کی تردید میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے یکے پر دیگر سے کچھ اقوال درج کرتا ہے۔ یہ بھی اس سلسلہ کا ایک قول ہے۔

توجہ:

قول اول۔ اگر منافقین (جنہوں نے قرآن میں تحریف کی) کو ان آیات کی اس تاویل کا پتہ چل جاتا جو میں نے۔ کچھ بتائی ہے۔ تو پھر وہ ان آیات کی طرح انہیں بھی قرآن سے نکال دیتے۔ جنہیں وہ نکال چکے ہیں لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ کیونکہ ائمہ تہذیبی لوگوں پر اتمام حجت کے طور پر اپنا حکم کر گزرنے والا ہے۔ وہ خود قمری تھا ہے وہ سوائس ہی کے لیے حجت مکمل کرتا ہے۔ ائمہ نے ان کی انگلیوں پر پروردے ڈال دیئے۔ ان کے دلوں پر جہریں لگا دیں۔ جس کی بنا پر وہ ان آیات میں خود و فکر نہ کر سکے۔ وہ جو ان کی تفسیر میں غلطیوں کے مال پر ہی چھوڑنے پر مجبور ہو گئے (ان میں تحریف ذکر کیے)

منافق جہالت کی بنا پر بعض آیات کو قرآن سے

نہ نکال سکے (حضرت علی)

حوالہ نمبر ۲۱ فصل الخطاب: | قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَقَدْ رَأَى اللَّهَ جَسَدًا ذَكَرَهُ بِسَعَةِ رَحْمَتِهِ

وَرَأَى فِيهِ يَخْلُقُهُ وَعَلَيْهِ بِمَا يُحْدِثُهُ

الْمُبَدِّلُونَ مِنْ تَفْسِيرِ كِتَابِهِ قَسَمَ كَلَامَهُ
 كَلَامَتَهُ اَقْسَامٍ فَجَعَلَ قِسْمًا مِنْهُ يَعْرِفُ
 الْعَالِمُ وَالْجَاهِلُ وَقِسْمًا لَا يَعْرِفُهُ
 اِلَّا مَنْ صَفَى ذَهْنَهُ وَلَطَفَ حِسَّهُ وَصَحَّ
 تَفْصِيْلُهُ وَمَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ
 وَعَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ هَذَا الْقِسْمِ قَوْلَهُ
 تَعَالَى سَلَّمَ عَلَى اِلٍ يُبَيِّنُ قَالَ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ لَا اِنَّ اللهَ تَعَالَى سَعَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ بِهَذَا الْاِسْمِ حَيْثُ قَالَ
 يَسُّ وَالْعُرَّانِ الْحَكِيمِ اِنَّكَ لَمِنْ الْمُرْسَلِينَ لِيُعْلَمَ
 يَا قَوْمُ يُسْقِطُونَ قَوْلَ سَلَامٍ عَلَى اِلٍ مُتَحَدِّدٍ
 كَمَا امْسَقُوا غَيْرَهُ - (فصل الخطاب ص ۳۱ المطبوع ایران)

ترجمہ:-

قول دوم) پھر اللہ رب العزت نے اپنی وسیع رحمت اور مخلوق پر
 مہربانی کی بنا پر نیز اس کو جانتے ہوئے کہ قرآن کریم میں تعریف کرنے
 والے کیا کیا تعریف کریں گے۔ اپنے کلام قرآن کو تین اقسام میں تقسیم
 کر دیا ہے۔ ایک قسم کو ایسی ہے۔ جسے عالم و جاہل سمجھ جانتے ہیں۔
 اور دوسری قسم وہ کہ جس کو ذرا ہی عافت اور لطافت جس مالے ہی جان
 سکتے ہیں۔ یہ ان حضرات میں سے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے اہم
 کے لیے کشادہ فرما دیئے ہیں۔ اور یہ حق و باطل کی تیز کر سکتے ہیں۔ حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس دوسری قسم میں اللہ تعالیٰ کے اس قول

کو شمار فرمایا۔ جو سلام علی آلِ نبیین، فرمایا۔ اللہ رب العزت نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام خود کہا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ وولایت القرآن الحکیم الخ، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بخوبی علم تھا کہ اگر میں نے سلام علی آلِ یس کی جگہ سلام علی آلِ محمد کہہ دیا تو منافق اس کو قرآن میں نکال دیں گے۔ جیسا کہ حدیث سی چنینیہ میں ہے۔
 نے قرآن سے نکال دیا ہر کر دی ہیں۔

تقیہ اڑے نہ آتا۔ تو میں نکالی گئی تمام آیات کی
نشاندہی کر دیتا (حضرت علی)

حوالہ نمبر ۳ فصل الخطاب

وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَوْ شَرَحْتُ لَكَ كُلَّ
 مَا أُسْقِطَ وَخُوفَ وَبُذِلَ مِمَّا يَجْرِي هَذَا
 الْمَجْرَى لَطَالَ وَظَهَرَ مَا تَخْطُرُ الشَّقِيَّةُ
 إِعْلَاهَا مِنْ مَنَاقِبِ الْأَوْلِيَاءِ وَمَنَالِ الْأَعْدَاءِ
 (فصل الخطاب ص ۱۳۴ جلد دوم دارالان)

ترجمہ ۱۔

قل سوم۔ اگر میں تیرے سامنے ان آیات کی تشریح کر دیتا۔ جن میں قرآن سے نکال دیا گیا۔ جن میں تحریریت کی گئی۔ اور ان میں تبہ علی کی گئی۔ اور جیسے دوسری تشریح باہر کی گئی۔ تو بات کافی طویل ہو جاتی۔ اور تقیہ میں کے اظہار

سے اڑے اسباب۔ وہ ظاہر ہو جائیں۔ (وہ کیا باتیں تھیں) اہل دیت کے دشمنوں کی برائیاں اور ان کے دوستوں کی خوبیاں۔

تبصرہ ۱۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درج شدہ تین اقوال اس امر کی واضح نشاندہی کرتے ہیں کہ موجود قرآن مکمل اور غیر محرف نہیں۔ ہاں آنا ہوا کہ بعض آیات میں منافی تحریرت باری وجہ نہ کر سکے۔ کہ وہ ان کی آدھل نہ جان سکے۔ اور یہ اس لیے ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو منظور یہ تھا کہ اس کے کلام میں کچھ آیات و کلمات ایسے ہونے چاہئیں۔ جو اس امر کی نشاندہی کریں کہ منافقین نے اس میں تحریف کی ہے۔ لہذا ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے گئے۔ وہ نہ دیکھ سکے۔ اور ان کے دلوں پر بھری لگا دیں۔ وہ سمجھ ہی نہ سکے۔ درجہ وہ ان آیات سے بھی وہی سلوک کرتے جو دوسری آیات سے کیا تھا۔

اسی روش کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے بعض الفاظ ایسے بھی نازل فرمائے اگر ان کے مترادف اور متبادل الفاظ نازل کیے جاتے۔ تو وہ بھی تحریف کی پیمائش میں آجاتے مثلاً نہ الیس، کی جگہ اگر وہ آل محمد،، جڑتا۔ تو پھر منافی یہ بھی نہ رہتے دیتے بہر حال تحریف قرآن کا سبب آنا محال ہے۔ کہ اس کے لیے دفتر درکار نہیں۔ باوجود اس کے کہ میں (حضرت علی) ان تمام آیات کو جانتا ہوں۔ اور بتانا چاہوں تو بتلا بھی سکتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ دو تئیر،، ایسا نہیں کرنے دیتا۔ کیونکہ تو ہمارے دین کی جان اور ایمان کی اصل ہے (معانی شریف) مختصر یہ کہ ان اقوال نے ثابت کر دیا کہ اہل تشیع کا عقیدہ یہی ہے۔ کہ موجود قرآن تحریف شدہ اور نامکمل ہے۔ (والعیاذ باللہ)

ۛ

تحریر قرآن کا انکار و ناقابل معافی جرات ہے (علامہ حائری شمیم امامی)

حوالہ نمبر ۲۲ تفسیر لوامع التنزیل | قول۔ اصل آیت کہ منکر تحریر
قرآن مختلف نہیں ہے

امامیہ نیز ہر اختلاف احوال و احوال علماء و ادویہ مسئلہ اختلاف شدہ است۔
یعنی یہ تحریر قائل شدہ اند و جماعتی از تحریر محض منکر اند۔ تاہم تحریر
می نویسند کہ احوال و احوال صحاح و در طریق خاصہ و در طریق عامہ کہ وال است و متلا
بسیاری از قرآن در کثرت، کدہ رسیدہ کہ کذب جمیع انہا جرات است و
حکایت احوال عثمان مصحف ابی بن کعب و مصحف عبداللہ بن مسعود و
است و با وجود انہا و عواسہ ایکہ قرآن نہیں است کہ در معاصرت شہود
است خالی از اشکال نیست پس بنا بر این می تواند کہ نزد ایشان مراد از قرآن
محمود کہ آیت فہم و می شود قرآن باشد کہ نزد انہا و انہا در علم است و ایشان
لا در اثبات تحریر و لا لک بسیار است و بعضی از قائلین خصوصاً دانشات
تحریر کتب و مسائل تعیین کردہ اند از آن جملہ مجلسی ثالث حضرت علامہ
میرزا حسین نوری خصوصاً فصل الخطاب فی تحریر اکتاب بتفصیل تمام احقیق
فرمودہ است، و ما در این مقام بعضی از اول و دومین قائلین یہ تحریر
لا بیان کنیم در کتاب مرآۃ العقول علامہ مجلسی قدس سرہ میفرماید: و لا یحق

حکم میکند باطلہ چون قرآن متفرق و منتشر باشد زود مردم و تنہیکہ غیر معصوم
است ہر گاہ متصدی جمع کردن شود مادۃً متنوع و محال است کہ جمع آن
کمال و مطابق واقع شود۔

تفسیر رابع التنزیل پارہ چودھواں
ص ۱۵ مطبوعہ اشیم پریس لاہور۔

ترجمہ ۱۔

میں مصنف تفسیر رابع التنزیل لکھتا ہوں۔ کہ فرقہ امیر کے مابین بھی
مسئلہ تحریف قرآن مختلف فیہ ہے۔ احادیث کے اختلاف کی وجہ سے
علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہوا۔ بعض وہ ہیں۔ جو تحریف قرآن کے
قائل ہیں۔ اور ایک جماعت تحریف قرآن سے محض منکر ہے۔ تحریف
ماننے والے کہتے ہیں کہ صحاح اربعہ کی وہ احادیث جو کہ عام و عام طریقہ
کے مطابق موجود ہیں۔ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ قرآن کریم میں سے
بہت سی آیات کو نکال دیا گیا ہے۔ ان روایات کی تعداد اور صحت
اس درجہ کی ہے کہ ان کو بٹھانا ایک بہت بڑی جرات ہے اور حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کا صحت ابی بن کعب اور مصحف عبد اللہ و مسودہ کو
جلادینا مشہور واقعہ ہے۔ ان باتوں کے ہوتے ہوئے پھر یہ دعویٰ کرنا
کہ موجود قرآن ہی اصلی قرآن ہے۔ اشکال و اعتراض سے خالی نہیں۔ لہذا قرآن
میں جو آیت کریماس بات پر دلالت کرتی ہے۔ کہ قرآن محفوظ ہے۔
اس کا مطلب ان دو قائلین تحریف کے نزدیک یہ سمجھا جائے گا۔ کہ
محفوظ وہ قرآن ہے۔ جو تاریخ فی العلم حضرات کے پاس ہے ان لوگوں
کے ہاں بے شمار ایسے دلائل ہیں۔ جو تحریف قرآن کو ثابت کرتے ہیں۔

ان تحریکات کے قائلوں میں سے بعض نے تو اثباتِ تحریف میں کتابیں بھی تصنیف کیں۔ رسالات کلمے میں جہاں ان میں سے حضرت علامہ مرزا حسین نور علی صاحب ثالث بھی ہیں۔ جن کی اسی موضوع پر مخصوص کتاب، "فصل الخطاب فی تحریف کتاب" ہے۔ اس میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور اس مقام پر ہم بعض عظیم الشان دلیل اور واضح برائے امین ذکر کریں گے جو قائلینِ تحریف کی تائید میں ہیں۔

دوم آفة العقول، اس میں علامہ مجلسی کہتے ہیں۔ معلوم ہونا چاہیے۔ کہ جب قرآن کریم ان لوگوں کے پاس متفرق اور منتشر صورت میں ہو۔ جو غیر معصوم ہیں۔ پھر اسی لوگ اُسے اگر جمع کرنے کی ٹھان لیں۔ تو بطور حادث اس کا مکمل اور مطابق واقع جمع ہونا ناممکن اور محال ہوتا ہے۔

خلاصہ :-

علامہ مالک بن انس نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ ہمارے فرقہ امامیہ میں تحریف قرآن کے مسئلہ پر کچھ لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن حتیٰ کس طرف ہے؟ گزشتہ اوراق میں آپ حضرات نے ملاحظہ کیا۔ کہ تحریف قرآن کے مسئلہ پر کچھ گنتی کے چار مولوی ہیں۔ جن کی پشت پر کئی امام کا قول بطور تائید ہرگز نہیں۔ اسی بنا پر وہ ٹٹکے کی چوڑی سے کہہ رہے ہیں۔ کہ تحریف قرآن کا انکار ایک بہت بڑی جرأت اور دلیری ہے۔ جبکہ بکثرت صحیح احادیث ائمہ حضرات سے اس بارے میں موجود ہیں۔ اور پھر جب یہ مشہور واقعہ ہم سب کے سامنے ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے مصاحف مذاکرہ کر دیئے تھے۔ تو یہ اشکال بہر حال موجود ہے۔ کہ ان جلائے گئے مصاحف کے بعد جب نیا مصحف جمع کیا گیا۔ تو اس میں کئی مٹی لادی ہے۔

چونکہ تحریر قرآن اہل تشیع کا اجتماعی عقیدہ ہے۔ اسی لیے اس عقیدہ کے حامیوں میں سے بعض حضرات نے اپنے اس عقیدہ کے اثبات پر متعدد نامور کتب تصنیف کیں۔ مثلاً مرزا حسین نوری کی "فصل الخطاب" اور علامہ مجلسی کی "مرآۃ العقول" اپنی مثال آپ ہیں۔ صاحب "مرآۃ العقول" نے کتنی عمدہ دلیل ذکر کی۔ کہ دو روایات میں مختلف تصدیقوں اور تنبیہ پر بکرا پڑا قرآن جب جمع کیا گیا۔ تو حادثہ یہ کیونکر ممکن کہ تمام مواد اکٹھا ہو گیا ہو گا۔ رہا مخالفت قرآن کا اندر کا وعدہ۔ تو وہ یوں ہے۔ کہ ہوا سنہین فی العلم، کے دلوں میں اندر نے اسے محفوظ فرما دیا ہے۔ اور یہ اندر اہل بیت کے علاوہ دوسرے کون ہو سکتا ہے؟

لہذا ان تمام دلائل و روایات نے ثابت کر دیا۔ کہ تحریر قرآن اہل تشیع کا متفقہ عقیدہ ہے۔ اور موجود قرآن نامکمل اور محرف ہے۔

سورۃ توبہ میں صحابہ کے متعدد عیوب

تھے جنہیں نکال دیا گیا

حوالہ نمبر ۲۴

تفسیر لوامع التنزیل

بہر حال ایسی روایات بالضراحت ولالت

کفہ برآں کہ درایں سورۃ مبارکہ معائب و مثالب بسیاری از اصحاب

برکات و مہرات نازل شدہ اند۔ تا آنکہ ابن عباس و عمر خطاب و دیگران

لاچنان مفلون شد کہ کسی از صحابی باقی نمی ماند گراں کہ طعنی و عیبی در حق او

نازل نمی شود۔ و سبب ہمیں است کہ سورۃ مبارکہ مذکورہ عواقبہ می نامیدند

چنانچہ ابو حمیدہ و ابن منذر و ابوالشیخ و ابن مردودہ از سعید بن جبیر و

ابوالشیخ و ابن مردودہ از ابن عباس روایات متضمن چنین حالات بہ کثرت

آوردہ اند و لیکن ایں معائب و مثالب اصحاب فی الحال درایں سورہ

موجود نیست پس بالضرورت جزایں نیست کہ بر استقامت ایں معائب

قائل شوند چارہ نباشد۔

تفسیر لوامع التنزیل پارہ ۱۱

طبع لاہور

ترجمہ :-

بہر حال یہ روایات صراحت کے ساتھ اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ اس سورہ مبارکہ کی سورہ توہ میں ایک نہیں کئی بار صحابہ کے بکثرت میروب و نقائص پر مشتمل آیات نازل ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ ابن عباس اور عمر بن خطاب وغیرہ صحابہ کو یہ حدیث شہ ہو گئی کہ کوئی بھی صحابی ایسا نہ رہے گا۔ کہ جس کے میروب و نقائص پر مشتمل آیات نازل نہ ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ اس سورہ مبارکہ کی سورہ قاضیہ (رسوا و ذلیل کرنے والی سورت) کا نام دیا گیا۔ ابو سعید، ابوشیخ اور ابن مردودہ سعید بن جبیر سے اور ابوشیخ و ابن مردودہ ابن عباس سے ایسی ہیئت سے روایات ذکر کرتے ہیں۔ جو ان حالات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ میروب و نقائص اب اس حدیث میں موجود نہیں۔ جس سے یہ بات لازماً سمجھی جاسکتی ہے۔ کہ ان میروب و نقائص پر مشتمل آیات کو حذف کرنے اور مٹل دینے کے قول کے سوا کوئی اور چارہ نہیں۔

مسئلہ امامت پر ایمان رکھنے کا تقاضا ہے کہ قرآن

کو محرف مانا جائے (ملا باقر مجلی)

حوالہ نمبر ۲۵ :-

فصل الخطاب :- اَوْ يَخْطِئَ عَلَى هَامِشٍ مُّسْتَفِةٍ

صِحِّحَةٍ مِنَ الْكَافِي كَانَ يَقْرَأُهَا عَلَى وَالِدِهِ وَعَلَيْهَا
تَحْقِطُ لَهَا فِي أُخِرِ كِتَابِ فَصْلِ الْقُرْآنِ عِنْدَ قَوْلِ الْقَادِي
الْقُرْآنُ الَّذِي جَاءَ بِهِ جَبْرِئِيلُ عَلَى مَحْقَدِ صَلَّيَ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ سَبْعَةَ عَشَرَ آفَ آيَةٍ مَا لَفْظُهُ لَا
يَخْفَى أَنَّ هَذَا النُّخَيْرَ وَكَثِيرًا مِّنَ الْأَخْبَارِ
الَّتِي حِصَّتْ صِرِّيغَةً فِي نَقْصِ الْقُرْآنِ وَتَقْصِيرِهِ
وَعِنْدِي أَنَّ الْأَخْبَارَ فِي هَذَا الْبَابِ لَا يَقْصُرُ
عَنِ أَخْبَارِ الْإِمَامَةِ فَكَيْفَ يُخْبِتُونَهَا
بِالنُّخَيْرِ.

(فصل الخطاب ص ۳۵۲)

ترجمہ:-

(صاحب فصل الخطاب مرزا حسین نورانی مدرسہ شیعہ کے ان پیرو
پیرو علماء کی فہرست لکھنے کے بعد کہ جنہوں نے قرآن کریم کے نام
اور محرفہ ہونے کی مزاحمت کی ایک عظیم و نامور صنعت لا باقر مجلسی
کے متعلق تحریر کرتا ہے۔) ”الکافی“ کے نسخہ صحیحہ کے حاشیہ پر دو کتاب
فصل القرآن“ کے آخر میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ایک قول
پر یہ عبارت تحریر ہے ”الکافی“ کو لا باقر مجلسی اپنے والد کے پاس
پڑھا کرتا تھا اور اس کے صفحات پر جا بجا ان دونوں باب بیڑوں
کی اپنے ائمہ کے کئی تحریر موجود ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
کا قول یہ ہے۔ القرآن الذی جاء به جبرئیل الی محمد الخ
یعنی جو قرآن میرے پاس آیا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

ہوتے رہے۔ وہ سترہ ہزار آیات پر مشتمل تھا۔ اس کے حاشیہ پر یہ تحریر کیا۔

”یہ بات بالکل غلط ہے۔ کہ یہ خبر (امام موصوف کا فرمانا کہ ستر ہزار آیات تھیں) اور اس کے علاوہ بہت سی دیگر صحیح روایات مراکز بتلاقی ہیں۔ کو قرآن کریم ناقص ہے اور اس میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔“ اور میرے نزدیک تو تحریف قرآن کے بارے میں مذکور روایات کسی طور پر ان روایات سے کم نہیں ہیں۔ جو مسند امامت کے بارے میں آئی ہیں۔ تو لوگ پھر مسند امامت کیسے ثابت کرتے ہیں؟ (یعنی اگر اس قدر بکثرت روایات کے ہونے سے اگر تحریف قرآن کا عقیدہ ثابت نہ کیا جائے۔ تو پھر آٹھ روایات سے مسند امامت کیسے ثابت ہو سکے گا؟ تو جب ہم سب اہل تشیع کا مسند امامت پر ایمان و یقین ہے کہ یہ خدا کا واسطہ ہے اس لیے صحیح روایات بکثرت ہیں۔ تو پھر سند تحریف قرآن پر بھی ایمان ضروری ہے)

تلخیص:

”ابا بقر مجلسی“ اہل تشیع کا وہ عظیم سپوت ہے۔ کہ جس کے بارے میں یہ کہا کرتے ہیں۔ ”اگر لا مجلسی نہ ہوتا تو ہمارے مذہب کا بہت بڑا حصہ مٹ جاتا،“ اس عظیم سپوت نے تحریف قرآن کو ایک عجیب منطقی رنگ میں ثابت کر دیا۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ ہم اہل تشیع کے نزدیک ”مسند امامت“ ہمارے مذہب کی جان ہے۔ جب یہ مسئلہ بھی ان روایات سے ہی ثابت ہے۔ جو ہماری معتبر کتب میں بکثرت وارد ہیں۔ اور سب کی سب تقریباً صحیح ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اسی کثرت سے تحریف قرآن کی روایات میمہ موجود ہوں۔ اور پھر اس کی تصدیق نہ کی جائے؟

لہذا اگر قرآن حکیم کی تحریف کے متعلق ان کثیر روایات کو اگر تسلیم نہ کیا جائے۔ جو درجہ
تو اتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ تو پھر مسئلہ امامت سے بھی جیسے دستبردار ہونا پڑے گا۔
کیونکہ اس مسئلہ کے متعلق روایات کوئی تحریف قرآن کی روایات سے زیادہ
ہیں۔ تو تب جو یہ نکلے کہ جب اہل تشیع مسئلہ امامت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تو تحریف
قرآن پر بھی اُن کا ایمان لازم ہے۔ لہذا ثبات ہوا۔ کہ موجود قرآن کے محرف اور نامکمل
ہونے پر اہل تشیع کا ایمان و یقین ہے۔

جو یہ کہے کہ میں نے مکمل قرآن جمع کر
دیا۔ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے (امام مقرر)

حوالہ نمبر ۲۶۔

فصل الخطاب | عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ
عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ مَا أَذَى عَلَى
أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ أَنْفَهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ
كَمَا أُنْزِلَ إِلَّا كَذَابٌ وَ مَا جَمَعَهُ وَ
حَفِظَهُ كَمَا نَزَّلَهُ اللَّهُ تَعَالَى إِلَّا عَلَى
ابْنِ أَبِي طَالِبٍ وَ الْأَشَقَّةُ مِنْ أَنْ يَعْدَمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ۔

فصل الخطاب میں م مطبوعہ ایران

ترجمہ ۱۔

جابر کہتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے سنا۔
 فرماتے تھے۔ جو یہ کہتا ہو اور دلائی کرتا ہو کہ اس نے تمام قرآن پاک
 کو ایک جگہ جمع کر دیا جیسا کہ وہ اتارا گیا۔ خود پر لے درجہ کا جھوٹا ہے
 اللہ تعالیٰ نے جس طرح قرآن کریم کو نازل فرمایا۔ اس کو میں و میں مکمل طور
 جمع کرنے والے اور یاد رکھنے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 اور ائمہ اہل بیت ہی ہیں۔

”سورۃ لہر یکن“، سورۃ البقرہ جتنی طویل

تھی۔ جس میں قریش کی رسوائی تھی (امام جعفر)

حوالہ نمبر ۲۔

فصل الخطاب | عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَ سُورَةُ لَمْ يَكُنْ كَأَنْتَ مِثْلَ الْبَقَرَةِ
وَفِيهَا قَضِيحَةٌ قُرَيْشٍ فَحَرِّفُوها۔۔۔۔۔
قَالَ فَضَلُّ بْنُ شاذَانَ فِي الْإِيضَاجِ وَرَوَى
لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا كَأَنْتَ مِثْلَ سُودَةِ
الْبَقَرَةِ قَبْلَ أَنْ يُضَيَّعَ مِنْهَا مَا صَنَعَ فَإِنَّمَا
بَقِيَ فِي أَيْدِينَا مِنْهَا ثَمَانُ آيَاتٍ أَوْ قِسْعُ
آيَاتٍ۔

فصل الخطاب ص ۱۹ مطبوعہ ایران

ترجمہ ۱۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ سورۃ

مصاحفہ را جمع کرو و عالمان آنرا بہ مدینہ قرآن و مدقرب بہ پہل ہزار بود
ہمہ را گفت تا سو عقد۔

تذکرۃ الامم صنفہ لاباقر مجلسی کا
مطبوعہ ایران

ترجمہ:-

مشہور ہے کہ قرآن مجید کا وہ حصہ کہ جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
اور اہل بیت رسول کے فضائل و مناقب تھے۔ اور وہ حصہ بھی کہ جس
میں قریش کی مذمت اور ان کو سزا کرنے والی آیات درج تھیں۔ سلاطین
کے ساتھ وہ آیات کہ جن میں منافقین کی خوب مذمت کی گئی تھی۔ ان
تمام کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انے قرآن سے نکال دیا ہے۔ اس
کی مثال یہ آیت دی جاسکتی ہے۔ یا لیتنی لمرأتی فلا ناخیلہ
دکاش میں غلام کو اپنا ہمارا دوست نہ بنانا، یہ آیت دراصل یوں تھی۔
یا لیتنی لمرأتی فلا ناخیلہ ابابکر خلیلہ۔ (اسے دکاش میں
ابوبکر کو اپنا دوست نہ بنانا) مشہور یہ ہے کہ اس آیت میں دو ابوبکر
کا نام تھا۔

اور یہ بھی امر واقع ہے۔ کہ جب حضرت عثمان نے تمام اعراف سے
قرآن کریم کے نسخہ جات منگوائے۔ اور تمام ممالک اسلامیہ کے گورنروں
کو یہ نسخہ جات مدینہ منورہ بھیجے کا حکم دیا۔ یہ نسخہ جات چالیس ہزار کے
لگ بھگ تھے۔ ان تمام مصاحف کو حضرت عثمان نے مندرجہ آتش
کر دیا تھا۔

خلاصہ: ابابقر مجلسی کی اس مبارک سے سات میاں ہے۔ کہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامیہ سے تمام موجود مصاحف اس لیے منگوائے کہ ان میں اہل بیت کی مدح و منقبت تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ قریش و دیگر منافقین کی خوب مٹی پلید کی گئی تھی۔ اور یہ دونوں باتیں جناب عثمان کو گوارا نہ تھیں۔ لہذا انہوں نے ایسے تمام مواد کو تخریب کر دیا۔ پھر جن آیات کو مناسب سمجھا۔ رکھ لیا۔ اور جنہیں چاہا۔ نکال دیا۔ لہذا موجود قرآن دو صیغہ عثمانی ہو سکتا ہے۔ لیکن اللہ کا وہ کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ وہ کامل اور مکمل طور پر موجود نہیں۔

اصل قرآن اور موجود قرآن میں تالیف، ترتیب، مؤثر

اور کلمات و آیات تک مخالفت ہے۔

(میرزا حسین نوری)

حوالہ نمبر ۲۹ فصل الخطاب آتھ کان لا مبر

الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُرْآنًا مَّعْصُومًا
جَمَعَهُ بِتَفْصِيلٍ بَعْدَ وَفَاةٍ تَمُوتِ الْفِي صَلَی
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَعَرَضَهُ عَلَى الْقَوْمِ
فَأَعْرَضُوا عَنْهُ فَحَاجَبَهُ عَنْ أَعْيُنِهِمْ وَكَانَ
عِنْدَ وَلَدِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَوَانَسُهُ إِمَامًا
عَنْ إِمَامِهِ كَمَا يَرَى خَصَائِصُ الْإِمَامَةِ

وَحَزَّ اٰمِنَ السُّبُوَّةِ وَهُوَ عِنْدَ الْحُبَّةِ تَجَلَّى اللهُ
فَرَجَةً يَظْهَرُهَا لِلنَّاسِ بَعْدَ ظُهُورِهِ وَيَا مَرْمُومُ
يَقْرَأَتِهِمْ وَهُوَ مُتَخَالِفٌ لِهَذَا الْقُرْآنِ الْمَوْجُودِ
مِنْ حَيْثُ الْمُتَّالِفِ وَتَرْتِيبِ السُّورِ وَالْآيَاتِ
بَلِ الْكَلِمَاتِ اَيْضًا وَمِنْ جِهَةِ الزِّيَادَةِ وَالنَّقِصَةِ

(فصل الخطاب ص ۱۲۱ مطبوعہ ایران)

ترجمہ:-

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مخصوص قرآنی نسخہ تھا جو
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خود اپنے ہاتھوں
سے جمع فرمایا تھا۔ یہ مخصوص نسخہ جناب علی المرتضیٰ نے جب صحابہ کرام
کو دیا۔ تو انہوں نے اس کے قبول کرنے سے منہ موڑ دیا۔ جس کا نتیجہ
نکلا۔ کہ وہ مخصوص قرآن ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر یہی نسخہ
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ایک دوسرے کی طرف
بطور وراثت منسلک ہوتا رہا۔ جس طرح کہ اہل بیت کی خصوصیات اور
جوہر کے خزانے وراثتاً ان ائمہ اہل بیت میں منسلک ہوتے رہے
اور اس بات وہ نسخہ حجۃ اللہ امام مہدیؑ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو
جلدی فارسیہ باہر لائے۔ وہ جب آئیں گے۔ تو پھر وہ مخصوص
نسخہ بھی ساتھ لائیں گے۔ اور لوگوں کو اس کے پڑھنے کا کہیں
گے۔ یہ مخصوص نسخہ درموجود قرآن اہل بیت کے ساتھ ترتیب و تالیف میں
مختلف ہے۔ اور کلمات و آیات میں بھی ان دونوں میں اختلاف
ہے۔ اور کی جی میں بھی باہم مختلف ہیں۔

تلخیص :-

روایت بالا کے مطابق ”اصل قرآن“ حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ائمہ اربعہؓ کی طرف منتقل ہوتا ہوا امام مہدیؑ کے پاس پہنچا۔ جس طرح کہ امور امامت اور رموز نبوت ائمہ اہل بیت میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے ہوئے اب امام مہدیؑ کے پاس ہیں۔ گویا اصل قرآن اور جہد امامت و رموز نبوت اس وقت صرف ایک شخص کے پاس ہیں۔ جن کا اسم گرامی امام مہدیؑ ہے۔ وہ ان کے ساتھ اس وقت کسی غار میں چھپے بیٹھے ہیں۔ موجود قرآن اور اس اصل قرآن میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ موجود قرآن محرف اور نامکمل ہے فوجِ مذکورہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب سے امام مہدیؑ روپوش ہیں اہل تشیع کا نہ کوئی امام ہے۔ اور نہ ان کے پاس قرآن۔ یہی بتلا سکتے ہیں کہ اتنے طویل عرصہ میں امامان کا کیسے گزر ہو گیا۔ اور قرآن کے نہ ہونے کی صورت میں احکام الہیہ ان کے پاس کہاں آگئے؟ اپنی نمازوں میں کس قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اپنے عقائد کو کن آیات سے ثابت کرتے ہیں؟

قرآن اصلی حالت میں امام مہدیؑ ہی لیکر آئیں گے
حوالہ نمبر ۳۲ ترجمہ مقبول :

ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور ہیں کہ جو تفسیر یہ لوگ کر دیں۔ تم اس کو اسی کے حال پر رہنے دو۔ اور تفسیر کرنے والے کا مذہب کم نہ کرو۔ ان جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کرو۔ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لاتا جناب صاحب العصر (امام مہدیؑ) علیہ السلام کا حق ہے اور انہی کے وقت میں وہ سب تفسیرِ نبویؐ خدا کے تعالیٰ پر چاہائے گا۔
 دعوہ مقبول شیعہ ص ۴۰۹

تحریف کی دوسری قسم

کتاب شیعہ سے بطور نمونہ دو سورتوں کا تذکرہ

جو بقول شیعہ اب قرآن میں نہیں ہیں لیکن

اصلی قرآن میں موجود ہیں

کتاب «دبستان الذاہب»، میں عقائد اہل تشیع کے اصول ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان نے بہت سی معاصمت جلائے۔ اور وہ سورت بھی ضائع کر دی جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل تھے۔ من جملہ ان سورتوں میں ہے ایک سورت مکمل طور پر اہم نامہ قرآن کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ (ہاں اس سے تحریف کی تائید ہو سکے) (تفسیر لوامع التنزیل پارہ چودھواں)

حوالہ نمبر (۱)۔

تفسیر لوامع التنزیل

سورة النور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا - آمِنُوا بِاللَّسْوَءِ الَّذِينَ أَنزَلْنَا هَآ
يَسْلُوكَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي وَيَحْذَرُوا يَكْفُرُوا عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيمٍ - تُوَدَّانِ بَعْضُهُمَا مِنْ بَعْضٍ وَأَنَا السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ - إِنَّ الَّذِينَ يُؤْفِكُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ
فِي آيَاتٍ لَهُمْ جَنَّتْ قُلُوبُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْ بَعْدِ مَا آمَنُوا بِتَقْضِيهِمْ مِيثَاقَهُمْ وَمَا
عَاهَدَهُمُ الرَّسُولُ عَلَيْهِ يُعَذِّبُهُمْ فِي
الْجَحِيمِ - ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَغَصَبُوا وَحْيَ
الرَّسُولِ أُولَٰئِكَ يُسْقَوْنَ مِنْ جَحِيمٍ - إِنَّ
اللَّهَ السَّامِعُ تُوَدَّ السَّلَاطِ وَالْأَرْضِ بِمَا شَاءَ
وَأَصْطَفَى مِنَ الْمَلِكَةِ وَجَعَلَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
أُولَٰئِكَ لَمْ يَخْلُقْ يَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۚ قَدْ مَكَرَ
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ يَرْسُلُهُمْ فَأَخَذَتْهُمْ
بِمَكْرِهِمْ إِنَّ أَخَذْنِي شَدِيدُ الْعِقَابِ إِنَّ اللَّهَ
قَدْ أَهْلَكَ عَادًا وَثَمُودًا بِمَا كَسَبُوا وَجَعَلَهُمْ
لَكُمْ قَدْ كَرَّةً أَعْلَى تَشْقَوْنَ ۚ وَفِرْعَوْنَ بِمَا طَغَى
عَلَى مُوسَى وَآخِيهِ هَارُونَ ۚ أَخْرَقْنَاهُ وَمَنْ تَبِعَهُ
أَجْمَعِينَ ۚ لِيَكُونَ لَكُمْ آيَةٌ وَإِنْ أَكْثَرَكُمْ
فَسِيقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَجْمَعُهُمْ فِي يَوْمٍ الْحَشِيرِ
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ الْجَوَابَ حِينَ يُسْأَلُونَ ۚ
إِنَّ الْجَحِيمَ مَا أُولَهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ
يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ بَلِّغْ إِذْ بَارِئُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۚ
قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَانُوا عَنْ آيَاتِي وَحُكْمِي
مُفْرِضُونَ ۚ مَثَلُ الَّذِينَ يُؤُفَوْنَ بَعْدَ لَكَ
إِنِّي جَزَيْتُهُمْ جَنَاتِ النَّعِيمِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو
مَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ عَظِيمٍ ۚ وَإِنْ عَلَيَا مِنْ
الْمُتَّقِينَ ۚ وَإِنَّا لَنُوفِّيهِ حَقَّهُ يَوْمَ الَّذِينَ ۚ
مَا نَحْنُ عَنْ ظُلْمِهِ بَغَافِلِينَ ۚ وَكَرَّمْنَاهُ
عَلَى أَهْلِكَ أَجْمَعِينَ ۚ فَإِنَّهُ وَذُرِّيَّتُهُ
لَصَائِرُونَ ۚ وَإِنَّ عَذَابَهُمْ إِمَامُ الْمُجْرِمِينَ
قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا بَعْدَ مَا آمَنُوا طَلَبُكُمْ
زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاسْتَعْجَلْتُمْ بِهَا ۚ

نَبِئْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
 وَلَقَضَيْتُمْ أَلْعُودَ مِنْ بَعْدِ تَوَكُّيدِهَا
 وَقَدْ صَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ لَعَلَّكُمْ
 تَهْتَدُونَ . يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ قَدْ أَنْزَلْنَا
 إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فِيهَا مَنْ يَتَذَكَّرُ
 مُؤْمِنًا وَمَنْ يَتَوَلَّاهُ مِنْ بَعْدِكَ يَضَلُّ
 فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ إِنَّهُمْ مُخْرِضُونَ . إِنَّا
 لَهُمْ مُحْضَرُونَ فِي يَوْمٍ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ
 شَيْءٌ وَلَا هُمْ يُرْحَمُونَ . إِنَّ لَهُمْ فِي
 جَهَنَّمَ مَقَامًا عَنْهُ لَا يُعْدِلُونَ .
 فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ
 وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَهُودًا وَإِسْمَاعِيلَ
 أَسْمَاءً خَلَفَ قَبَقُوا هُرُونَ فَصَبَّرُوا جَمِيلًا
 فَجَعَلْنَا مِنْهُمْ الْغُرَّةَ وَالْأَخْتَارَ
 وَلَعَنَّا إِلَى يَوْمِ يَنْبَعُثُونَ قَامِرًا
 فَسُوفَ يُبْصِرُونَ . وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ
 الْحِكْمَ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ
 وَجَعَلْنَا لَكَ مِنْهُمْ وَصِيًّا لَعَلَّهُمْ
 يَرْجِعُونَ . وَمَنْ يَتَوَلَّ عَنْ أَمْرِئِ فَإِلَى
 مَرْجِعِهِ فَلْيَسْمَعُوا يَكْفُرْهُمْ فَلْيَدِلَّا
 فَلَا تُسْأَلُ عَنِ الْمُتَكَلِّفِينَ . يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ

قَدْ جَعَلْنَا لَكَ فِيْ اَعْتَاقِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
 عَهْدًا فَخُذْهُ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ ؕ اِنَّ
 عَلَيْنَا قٰنِئَاتًا بِالْبَيْلِ سَاجِدًا يَّعْهَدُ الْاٰخِرَةَ
 وَيَرْجُوْا ثَوَابَ رَبِّهِمْ فَمَنْ هَلْ يُسْتَوْعَى
 الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَهُمْ يَّعْذِرُوْنَ ؕ
 سَيَجْعَلُ الْاَعْلٰلَ فِيْ اَعْتَاقِهِمْ وَهُمْ
 عَلٰى اَعْمَالِهِمْ يَنْتَرِمُوْنَ ؕ اِنَّا بَشَرْنَاكَ
 بِذُرِّيَّتِهِ الطَّٰلِحِيْنَ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَامْرِئًا
 لَا يَخْلِفُوْنَ ؕ فَعَلَيْهِمْ مِّثْقٰى صَلَوٰتِ
 وَرَحْمَةِ اٰحْيَآءٍ وَّ اَمْوَاتٍ وَّ يَوْمٍ
 يُنْعَثُوْنَ ؕ وَ عَلٰى الَّذِيْنَ يَبْغُوْنَ عَلَيْهِمْ
 مِنْ بَعْدِكَ غَضَبِیْ اِنَّهُمْ قَوْمٌ سَوِیٌّ
 خٰسِرُوْنَ ؕ وَ عَلٰى الَّذِيْنَ سَلَكَوْا
 مَسْلٰكَهُمْ مِّثْقٰى رَحْمَةٍ وَّ هُمْ
 فِي الْغُرٰثِ اٰمِنُوْنَ ؕ وَ اَلْحَمْدُ
 لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؕ

(۱) - کلمہ نور مع التفسیر، پارہ چودھون

ص ۱۵-۱۶ مطبوعہ اسیٹیم پریس لاہور

(۲) - تذکرۃ الامم ص ۱۹ مطبوعہ ایران

(۳) - فصول الخطاب ص ۱۸۰-۱۸۱

حوالہ نمبر ۲ تذکرۃ الائمہ :-

سورة الولایة

يَسُو اللّٰهُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰحِقِ وَالْوَلِيِّ الَّذِيْنَ
 بَعَثْنَا مَعًا يَهْدِيْ قٰتِلَكُمْ اِلَى صِرَاطٍ
 مُّسْتَقِيْمٍ ۝ سَبِّحْهُ وَوَلِّ بِغَضَبٍ مِّنْ بَعْضِ
 وَاَنَّا الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْفِكُوْنَ
 بِعَهْدِ اللّٰهِ لَهُمْ جَهَنَّمَ لَعِيْمَةً ۝ فَالَّذِيْنَ
 اِذَا تَلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا كَانُوْا
 مُّكَذِّبِيْنَ ۝ اِنَّ لَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ
 مَقَامًا عَظِيْمًا ۝ اِذَا تَوَدَّيْ لَهُمْ يَوْمَ
 الْقِيٰمَةِ اَيُّنَ الصّٰلِكُوْنَ الْمُكْذِبِيْنَ
 يَلْمُزْمِلِيْنَ مَا خَلَقَهُمُ الْمُرْسَلُوْنَ اِلَّا
 بِالْحَقِّ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَنْظُرَ مِنْهُ اِلَى اَجَلٍ
 قَلِيْلٍ ۝ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَعَلَى مِنَ
 الشّٰهِدِيْنَ ۝

تذکرۃ الائمہ حضرت ابی اتر مجلسی

ص ۲۰۱۹ مطبوعہ ایران

تبصرہ:

تاریخ کرام اسورہ نورانی اور سورہ ولایت دونوں آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ یہ دونوں سورہیں موجود قرآن میں کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ ان دونوں سورتوں میں جہاں اور بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ وہاں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام واضح اور صاف الفاظ سے لکھا موجود ہے۔ ان کے علاوہ اہل بیت کے فضائل اور ان کے بدخواہوں کی سرزنش بھی موجود ہے۔ چونکہ یہی دو باتیں ان باتوں میں سے اہم تھیں۔ جو بقول اہل تشیع تحریف قرآن کا سبب بنیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ اہل تشیع صرف زبانی ہی تحریف قرآن کے دعویدار نہیں۔ بلکہ ان کے ہاں پوری کی پوری ایسی سورتیں دستیاب ہیں۔ جو ان کے وجود کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں۔ یہ دو سورتیں بھی من جملہ انہی میں سے ہیں۔ جو ان کے نزدیک موجود قرآن کے معرفت اور نامکمل ہونے کا دلدہ ثبوت ہیں۔ انہیں اور ان میں سے کسی دگر سورتوں اور آیات کو اہل بیت کے دشمنوں نے قرآن سے نکال دیا ہے۔ (معاذ اللہ)

حوالہ نمبر ۳ تفسیر لوامع التنزیل

بھیچنان سورہ تامل کا ذکر سوم است۔ سورہ ولایت قائلین می زید

کہ از قرآن تحریرت کردہ احمد چنانچہ شیخ محمد بن علی ابن شہر آشوب مازندرانی
در کتاب "المشالب" آورده است: "الھما استقوا من القرآن
تمام سورۃ الولایۃ یعنی ایشاں تمام سورۃ ولایت را از قرآن مجید
ساقط کردہ اند نیز روایات متضمن سورۃ احزاب است کہ در زمان کلامت
نشان سرور انس و جان را کہ سورۃ البقرہ بود و حالاً زیادہ از ہفتاد و سولہ آیات
در آن نخست۔

تفسیر جامع التفسیر علی پادہ جو حوال
ص ۱۷۸ مطبوعہ لاہور

ترجمہ ۱۔

اسی طرح ایک مکمل سورت جو کہ سورۃ الولایت کے نام سے مشہور تھی تحریر
کے قائلین کہتے ہیں۔ کہ اس سورۃ کو قرآن سے تحریرت کر کے نکال
دیا گیا ہے۔ جیسا کہ شیخ محمد بن علی ابن شہر آشوب نے اپنی کتاب "المشالب"
میں لکھا ہے۔ "ان منافقین نے سورت ولایت مکمل طور پر قرآن سے
نکل دی ہے" نیز سورۃ احزاب کے متعلق وہ روایات بھی تحریر
قرآن کی تائید کرتی ہیں۔ جن میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دو ہاتھ کے درمیان یہ سورۃ سورۃ البقرہ کے برابر تھی۔ اور اس میں
بہتر آیات سے زیادہ آیات نہیں ہیں۔

الحاصل ۱۔

مذکورہ روایات و حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکار ہو گئی ہے۔
کہ اہل تشیع کے عقائد کے مطابق موجود قرآن میں ہر طرح کی تحریرت پائی جاتی

گوشہ اوراق میں تیس حوالہ جات اس امر کا ثبوت دیا کرتے ہیں۔ آخر میں بطور نمونہ ہم نے دو مکمل سورتوں میں ایسی درج کر دی ہیں۔ جو موجود قرآن میں ناپید ہیں۔ ان تمام حوالہ جات کو پڑھ کر ہر صاحبِ خود اور عقل و ہوش رکھنے والا یہ باور کرے گا کہ اہل تشیع واقعی موجود قرآن کو معرفت اور نامکمل کہتے اور مانستے ہیں۔ اور مکمل و کامل قرآن جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ وہ اس وقت سے دنیا میں موجود نہیں جب سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو غائب کر دیا تھا۔ اور دوبارہ امام مہدی ہی اس کو لے کر آئیں گے۔ اسی کے بعد ہم چند ایسے حوالہ جات سپردِ قلم کر رہے ہیں۔ جن میں کچھ آیات ذکر کی جائیں گی۔ اور ان میں اہل تشیع کے بقول جو تحریف ہوئی ہے۔ اسی کو ذکر کیا جائے گا۔

تحریف کی تیسری قسم

آیات قرآنیہ میں تحریف و تبدیل

حوالہ نمبر ۱۱ فصل الخطاب

الْخَامِسُ أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ كَوْنُ بَعْضِ تِلْكَ الزِّيَادَةِ مِنْ
غَيْرِ الْقُرْآنِ كَزِيَادَةِ (وَصَلَوَةُ الْعَصْرِ)
بَعْدَ قَوْلِهِ وَالصَّلَاةُ الْوُسْطَىٰ وَ (أَلْ تُحَقِّدُ
عَلَى الْعَالَمِينَ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ أَوْ بَدَلَهُ
(وَعَايِذًا بِكَ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَلَا ذَا صُرُكْتَ
أَبْصَارُهُمْ تَلْقَاءُ أَصْحَابِ النَّارِ فَتَأْتُوا
(وَمُحَمَّدٌ رَّسُولِي وَعَلَىٰ أُمُيرُ الْمُؤْمِنِينَ) -
بَعْدَ قَوْلِهِ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَ (مُظْلِمًا) بَعْدَ
قَوْلِهِ تَعَالَىٰ فَاسْرِ يَا هَيْكُ بِقَطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ
وَ (رَحَقَهُ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَ إِيَّائِي فِي
الْقُرْبَىٰ (وَلِيَعْمُرُوا فِيهَا) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَمَا

جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لَهُمْ، وَكَانَ
كَافِرًا) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَانَ آبَاؤُهُ مُؤْمِنِينَ، (وَلَا
تُحَدِّثْ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ
رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ، (وَرَهْطِكَ الْمُحْلَصِينَ) بَعْدَ
قَوْلِهِ تَعَالَى وَالْأَمْرُ وَعَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ، (وَهُوَ
أَبَدُ لَهُمْ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى وَأَوْجَاهُ أَبَدُ لَهُمْ
(وَأَصْلِيَاءُ مَا أَغْلَا) تَمُوتَانِ فِيهَا وَلَا تَحْيَاَنِ
بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا
تُكَذِّبُونَ، (وَمِنْكُمْ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى فَيَوْمَئِذٍ
لَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْءٌ، (وَمَأْتَهُ فِيهِ الْآخِرُ
الْأَوَّلُ) بَعْدَ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ
وَأَوْضَحَ مِنْ جَمِيعِ ذَلِكَ مَا وَرَدَ فِي إِنْكَارِ
بَعْضِ الْكَلِمَاتِ الْمَوْجُودَةِ وَأَشْهَابِهَا بِذَلِكَ مُقَرَّةً
مِثْلَ تَكْذِيبِ قِرَائَتِهِ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ وَإِنَّمَا
هُوَ أَشْتَرُ ضَعْفًا، فَهِيَ أَشْبَاهُ كَثِيرَةٍ لَا
يَجُوزُ وَصْفُهُمْ بِأَشْهَابِهَا أَوْ كَانُوا
أَذِلَّةً وَفِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَمَا أَذَلَّ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قَطُّ
وَمَا وَرَدَ فِي تَكْذِيبِ قِرَاءَةِ خَيْرِ أُمَّةٍ وَ
أَدْسَلِ أُمَّةٍ وَقِيَّاتُهُ إِلَى الْمَرَاغِقِ مِنَ الْمَرَاغِقِ
وَقِيَّاتُهُ دَرَى عَدْلٍ وَالْأَصْلُ دَوَّاعِلُ وَقِيَّاتُهُ

الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَالْأَصْلُ فَرَقُوا وَقِرْآنَهُ
يَسْتَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ وَالْأَصْلُ يَسْأَلُونَكَ الْأَنْفَالَ
وَقِرْآنَهُ جَاهِدِ الْكُفَّارَ مِنَ الْمُتَافِقِينَ وَالْأَصْلُ
بِالْمُتَافِقِينَ وَقِرْآنَهُ لَقَدْ تَلَبَّ اللَّهُ عَلَى الشَّيْخِ وَ
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَصْلُ بِالنَّبِيِّ عَلَى الْمُهَاجِرِينَ وَقِرْآنَهُ
خَلَقُوا وَالْأَصْلُ خَالِكُوا وَقِرْآنَهُ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ
بَيْنِ يَدَيْهِ مِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ وَالْأَصْلُ لَهُ مُعَقِّبَاتٌ
مِنْ خَلْفِهِ وَرَقِيبٌ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَقِرْآنَهُ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي
وَلِوَالِدِيَّ وَالْأَصْلُ وَلِوَالِدِيَّ وَقِرْآنَهُ وَاجْعَلْ لَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وَقِرْآنَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْحَقُّ أَنْ لَوْ كَانُوا وَالْأَصْلُ
تَبَيَّنَتِ الْإِنْسُ أَنَّ الْحَقَّ لَوْ كَانُوا وَقِرْآنَهُ وَيَجْعَلُونَ
بَيْنَكُمْ وَالْأَصْلُ شُكْرُكُمْ وَقِرْآنَهُ صَفَتْ قُلُوبُكُمْ
وَالْأَصْلُ زَاخَتْ وَقِرْآنَهُ كَمَا يَكْذِبُكَ بَعْدُ وَ
الْأَصْلُ فَمَنْ يُكْذِبُكَ وَالْأَخْبَارُ فِي التَّكْذِيبِ
وَالْإِنْكَارِ وَلِكُونِ الْمَوْجُودِ مِمَّا ذَكَرَهُ الْمَنْزِلُ
وَأَنَّهُ فِي مُصْحَفِهِمْ وَهُوَ بَيْنَهُمْ كَمَا ذَكَرَ
كَتَبْتَهُ وَغَيْرُ قَائِلِهِ أَيْضًا لِلْعَمَلِ عَلَى تَعْدُدِ
الْقِرَاطِ بِسَاءٍ عَلَى الْقَوْلِ بِهَا.

(فصل الخطاب ص ۱۲۶-۱۲۷)

(بمع تراوی)

تبصرہ ۱۔

مرزا حسین نوری صاحب فصل الخطاب نے تحریف قرآن کے ضمن میں پانچویں بار جو ذکر کی۔ اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جو لوگ قرآن پاک میں نکالے گئے بعض کلمات کی یہ توجیہ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہ کلمات قرآن میں نہ تھے بلکہ کلمات قرآنہ کی تفسیر کے ضمن میں آئے ہیں۔ یہاں کہ صلوٰۃ الوسطیٰ کی تفسیر صلوٰۃ العصر کے الفاظ ہیں۔ ان لوگوں کا یہ قول قابل تسلیم نہیں۔ بلکہ واضح ترین بات ہے۔ کہ موجود قرآن کے بعض کلمات کو لوگوں نے سنہ یا تو نکال دیا۔ یا ان کی جگہ کوئی کلمہ لگا دیا۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جاتا۔ تو کلمات قرآنہ میں اہل بیت کی شان مات ما دکھائی دیتی۔ اسی امر کی چہر شاہیں بھی یہ مصنف دیتا ہے۔ مثلاً وانتم اذلہ۔ یا اسے میں لکھتا ہے۔ کہ یہ دراصل وانتم ضعفاء تھا۔ بقول مصنف ان اذلہ کا معنی یہ کہ تم (اے محمد آپ اور آپ کے ساتھی) ذلیل تھے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اور ان کے بانشادوں کو ذلیل کب کہہ سکتا ہے۔ لہذا اس جگہ لفظ ضعفاء تھا۔ یعنی تم بالی طور پر کمزور تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا حسین نوری کی مذکورہ بالا عبارت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ موجود قرآن میں ایک تحریف اس طرح ہوئی۔ کہ بعض کلمات سرے سے ہی نکال دیئے گئے اور دوسری تحریف یوں ہے۔ کہ ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ لاکھڑا کیا گیا۔ ہم نے مذکور عبارت میں دو نشان استعمال کیئے ہیں۔ جو الفاظ قرآنین (۱) کے درمیان ہیں یہ وہ ہیں۔ جو بقول مرزا حسین قرآن سے نکال دیئے گئے۔ اور جو خط کشیدہ الفاظ ہیں۔

یہ اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ کہ ان کی جگہ اصل لفظ درستی۔ یہ تبدیل شد

کلمات ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اہل تشیع موجود قرآن کو محرت مانتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهُ لِمَ
مُنِّيَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ اللَّهُ سَمَاهُ وَهَكَذَا
أُنْزِلَ فِي كِتَابِهِ "وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ
عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَآنَ مَحْقَدًا رَسُولِي
وَآنَ عَلِيًّا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ"

(امول کافی جلد اول ص ۴۱۲)

کتاب الحجۃ باب ناد و مطبوعہ

تہران طبع جدید

ترجمہ:-

جابر کہتے ہیں۔ میں نے امام ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو امیر المؤمنین اس کے نام سے کیوں
پکارا جاتا ہے؟ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی نام سے قرآن میں ذکر
کیا ہے۔ قرآن پاک میں یوں تھا۔ وَاِذَا اخَذَ رَبُّكَ الْاٰیةِ (اس
وقت کو یاد کرو جب آپ کے پروردگار نے حضرت آدم کی اولاد
کو ان کی پشتوں سے لکالا۔ اور انہیں اپنی جانوں پر گواہ بنایا اور
پوچھا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے
رسول نہیں۔ اور علی امیر المؤمنین نہیں۔) سب نے کہہ دیں تو ہمارے
محمد تیرے رسول اور علی امیر المؤمنین ہیں۔

حوالہ نمبر ۳/ اصول کافی

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي هَذِهِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :

” وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ (فِي) وَلَايَةِ عَلِيٍّ وَ
[وَلَايَةِ] الْأَيْمَةِ مِنْ بَعْدِهِ) فَقَدْ كَانَتْ قُوَّةً
عَظِيمَةً هَكَذَا أَنْزَلْتُ -

(اصول کافی جلد اول صفحہ نمبر ۴۱۴)

کتاب الحجۃ باب فیہ

نکات و نفع من التوفیل

فی الولایۃ مطبوعہ مدرسہ

بیت جعفریہ

ترجمہ :-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت علی
اس طرح نازل کی گئی تھی۔ دجو اور پڑھو کہ جو علی اور اس کا ترجمہ کرے
جس نے اللہ اور اس کے رسول کی ولایت علی اور ان کے بعد کئے والے
ائمہ کی ولایت کے بارے میں اطاعت کی۔ تو وہ بہت بڑی کامیابی سے
سرفراز ہوا۔

حوالہ نمبر ۴/ اصول کافی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ

رَفَعَهُ إِلَيْنَا فِي قَوْلِ اللَّهِ

عَزَّ وَجَلَّ ” وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ

اللَّهِ ” فِي عَلِيٍّ وَالْأَيْمَةِ ” كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى

فَتَبَاءَهُ اللَّهُ مِمَّا كَانُوا “

(۱) اصول کافی کتاب الحج جلد ۱ ص ۴۱۴

ترجمہ:-

محمد بن مروان سے مروی روایت ہے کہ اشد تقاضا کا فرمان دو وقت مساکین کے لئے ان کو ذوا، اصل میں یوں تھا۔ (جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا) اور اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہیں یہ زریعہ نہیں دیتا کہ اشد کے رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی اور دیگر ائمہ بیت کے بارے میں طمعیت پیدا کران لوگوں کی طرح کہ جنہوں نے حضرت موسیٰ کو درختی بنایا تو اشد تقاضا نے ان کو الام لگانے والوں کے الام سے حضرت موسیٰ کو بری فرادیا۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ

السَّلَامُ فِي قَوْلِهِ

سوال نمبر ۵ / اصول کافی

”وَلَقَدْ عَمِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ
كَلِمَاتٍ فِي مُحَقَّدٍ وَعَلَيْنَا وَقَطِطَةٌ وَ
الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ وَالْأَيْمَةُ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمْ“ فَتَنَىٰ هَكَذَا
وَاللَّهُ يُنَزِّلُ عَلَىٰ مُحَقَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِم -

(۱) اصول کافی جلد اول صفحہ نمبر ۴۱۶

مطبوعہ مہران

ترجمہ:-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ خدا کی قسم! آیت درود لقا
عہدنا الی ادم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح نازل ہوئی۔ دیکھا کہ
اوپر حواریں مڑ کر رہے اور اس کا ترجمہ یہ بنتا ہے! اور تحقیق ہم نے آدم
سے بہت پہلے یہ عہد لیا تھا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی، فاطمہ، حسن و
حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر حضرات ائمہ اہل بیت ہمارے کلمات ہیں۔

یعنی ان کے متعلق کچھ باتوں کا حضرت آدم سے ہم نے عہد لیا۔ اور آدم
کی اولاد سے بھی ایسی عہد لیا۔ لیکن وہ بھول گئے تو خدا کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت
اسی طرح ہی نازل ہوئی۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَ نَزَلَ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ

السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ هَكَذَا "يَسْمَا اشْتَرُوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ
أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ (فِي عِلِّيٍّ) بَغْيًا۔

(اصول کافی جلد اول صفحہ نمبر ۱۴)

مطبوعہ تہران

ترجمہ:-

امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جبرئیل علیہ السلام حضور
صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت "وَبِشْمَا اشْتَرُوا بِهِ أَنْفُسَهُمْ" ان الفاظ کے ساتھ
سے کر نازل ہوئے تھے۔ (جن کا ترجمہ یہ ہے) وہ چیز بڑی ہے۔
جو کہ انہوں نے بنیاد رکھی تھی جو کہ انہوں نے بنائی یا ان کے بدلے
میں خریدا۔ وہ بات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں تھی۔

حوالہ نمبر ۱/ اصول کافی | عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ نَزَلَ جَبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ هَكَذَا "وَلَا كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا (فِي عِلِّيِّ) فَأَتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ - (امول کافی جلد اول صفحہ نمبر ۳۱) مطبوعہ تہران

ترجمہ :-

بابر روایت کرتا ہے۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یوں آیت لے کر آئے۔ "وَلَا كُنْتُمْ" (جس کا ترجمہ ہے) اور اگر آپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہمارے خاص بندے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی باتوں میں شک ہو تو کوئی ایک سورت اس جیسی لا دکھاؤ۔

حوالہ نمبر ۲/ اصول کافی | يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (فِي شَانِ عِلِّيِّ) وَلَا تَكُنْ تَقَعْلٌ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَاتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - فِي الرَّحِيدِ :- إِنْ مَا أَنْتَ مُنْذِرٌ (لِعِبَادِهِ وَعَلَيْهِمْ بَعْضٌ قَوْلِهِ مَا جَاءَ - فِي الشُّعْرَاءِ :- وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا (أَلِ مُحَمَّدٍ) أَفَّ مِنْ قَلْبٍ يَنْقَلِبُونَ - فِي النِّسَاءِ :- أَمْ يَحْذَرُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمَا

اللَّهُ مِنْ فَضْلٍ فَقَدْ أَتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ (وَالِ
 مُحَمَّدٍ) الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَأَقَيْنَاهُمْ مَعَاذَ طَاعَةٍ
 فِي الصَّافَاتِ :- وَقَفُّوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ (فِي
 وَلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ) مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ
 فِي الزُّعْمِ :- فَإِنَّا نَذْمُكَ يَا فَارِسَ هِمْ
 مُنْتَقِمُونَ (يَعْلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ)

فِي طَه :- وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلِ رَحْمَتِي
 فِي مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَحَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
 وَالتَّيَّةِ الْمُعَصِّرِينَ مِنْ ذُرِّيَةِ الْحُسَيْنِ
 فَتَبَيَّ قَلَمٌ يَجِدُ لَهُ عَزْمًا

فِي النَّجْم :- فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ (فِي عَلِيٍّ لَيْلَةً)
 (الْمَعْرَاجِ) مَا أَوْحَى

فِي آيَةِ الْكُرْسِيِّ :- اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ
 الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ
 وَمَا فِي الْأَرْضِ (وَمَا بَيْنَهُمَا) وَمَا تَحْتَ الثَّرَى عَالِمُ
 الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (مَنْ رَوَى)
 الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

فِي الْأَحْزَابِ :- وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ (يَعْلِيَّ بْنَ
 أَبِي طَالِبٍ) وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا

فِي الْحَمْدِ :- الْحَمْدُ (مِنْ) اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالرَّحْمَنِ
 الرَّحِيمِ مَا لِكَ يَوْمَ الدِّينِ (هَذَا كَلِمَةُ) تَعْبُدُ

(وَلَا تَايَاكَ نَسْتَعَانُ نُرْشِدُ لِسَبِيلِ الْمُسْتَقِيمِ لِسَبِيلِ)
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (سِوَايِ) الْمَغْضُوبِ
عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ۔

ذکرۃ الاثر صنفہ لا باقر مجلسی۔

ص ۲۰-۲۱ مطبوعہ تہران

نوٹ ۱۔

ذکرۃ الاثر کی درج بالا عبارت میں جو الفاظ قرآنین (۱) کے درمیان ہیں یہ وہ الفاظ ہیں جو بقول لا باقر مجلسی اصل قرآن میں تھے۔ اور پھر انہیں صحابہ کرام نے اس لیے نکال دیا۔ کہ ان میں حضرت علی المرتضیٰ اور دیگر اہل بیت کے فضائل و محاسن تھے۔ اس عبارت کو بخور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ لا باقر مجلسی اور اس کے ہمنواؤں کے نزدیک موجود قرآن میں بعض جگہ تو کلمات کی تبدیلی کی گئی ہے۔ اور بعض جگہ سرے سے ہی کچھ الفاظ اڑائیے گئے ہیں۔

سورۃ الفاتحہ اور آیۃ الکرسی میں تحریف و تبدیلی دیکھیں۔ تو صاف اظہار ہو گا کہ یہ وہ جگہیں وہ ہیں جو تقریباً ہر مسلمان کو زبانی یاد ہیں۔ لیکن جن الفاظ کی لا باقر مجلسی نے حذف و تبدیلی کی نشان دہی کی ہے۔ وہ وہ موجود قرآن کے کسی نسخہ میں نظر آتی ہے۔ اور نہ ہی کسی کو ان دائرہ الفاظ کے ساتھ یہ یاد ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اہل تشیع کے نزدیک یہ بات بالکل واضح اور ثابت ہے کہ موجود قرآن نامکمل ہے۔ اور اس میں کلمات کی تبدیلی کے علاوہ بہت سی جگہوں سے الفاظ اور عبارت کی عبارت نکال دی گئی ہے اور یہ سب کچھ صحابہ کرام نے کیا۔ اور ایسا کرنے کی ضرورت انہیں اس لیے پیش آئی۔ کہ ان الفاظ میں اہل بیت کے فضائل و کمالات کا ذکر تھا۔ اور صحابہ کرام قرآن انہیں دیکھنا پسند نہ کرتے تھے (والیعاذ باللہ)

حوالہ نمبر ۹ تفسیر قمی:

وَأَمَّا مَا هُوَ عَلَى خِلَافِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَلَهُمْ قَوْلُهُ
 كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ
 بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ فَقَالَ
 أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لِقَارِيهِ هَذِهِ الْآيَةُ خَيْرَ أُمَّةٍ يَقْتُلُونَ
 أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ
 السَّلَامُ فَقِيلَ لَهُ كَيْفَ أَنْزَلْتَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ
 إِنَّمَا أَنْزَلْتَ كُنْتُمْ خَيْرَ (أَيْشَعَةٍ) أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
 أَكَا تَرَى مَدْحَ اللَّهِ لَهُمْ فِي آخِرِ الْآيَةِ تَأْمُرُونَ
 بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ
 مِثْلُهُ أَنَّهُ قُرِئَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا
 هَبْ لَنَا مِنْ أَدْرِ وَاجِبَاتِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَابْعَثْنَا
 لَنَا مَتَّقِينَ إِمَامًا فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ لَعَدَّ سَأَلُوا اللَّهَ عَظِيمًا
 أَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ إِمَامًا لِلْمُتَّقِينَ فَقِيلَ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ
 اللَّهِ كَيْفَ نَزَلَتْ فَقَالَ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ
 لَنَا مِنْ أَدْرِ وَاجِبَاتِنَا وَذُرِّيَّتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ رَوَّاجِعُ
 لَنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ (إِمَامًا) وَقَوْلُهُ لَهُ مَعْشَرَاتُ
 مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ
 اللَّهِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ
 يَحْفَظُ الشَّيْءُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَكَيْفَ يَكُونُ الْمُعَقَّبُ مِنْ

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ فَقِيلَ لَهُ وَكَيْفَ ذَلِكَ يَا ابْنَ رَسُولِ
 اللَّهِ فَقَالَ إِنَّمَا نَزَّلْتُ لَهُ مُعَقِّبَاتُ (مِنْ خَلْقِهِ وَرَقِيبُ
 مِنْ) بَيْنِ يَدَيْهِ يَحْفَظُونَهُ بِأَمْرِ اللَّهِ وَمِثْلُهُ كَثِيرٌ
 وَأَمَّا مَا هُوَ مُحَرَّفٌ مِنْهُ فَهُوَ قَوْلُهُ لَكِنَّ اللَّهَ
 يَشْهَدُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ (فِي عِلْمِي) كَذَّاءُ نَزَّلْتُ أَنْزَلَهُ
 يَعْلَمُهُ وَالْمَلِكُ يَشْهَدُ وَنَ قَوْلُهُ يَا أَيُّهَا
 الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ (فِي عِلْمِي) فَإِنْ
 لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ وَقَوْلُهُ إِنَّ الَّذِينَ
 كَفَرُوا وَظَلَمُوا (إِلَّا مُحَمَّدٌ حَقَّهُمْ) لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغَيِّرَ
 لَهُمْ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا (إِلَّا مُحَمَّدٌ حَقَّهُمْ) أَيْ
 مُتَقَلِّبٌ يَنْقَلِبُونَ وَقَوْلُهُ وَلَوْ تَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا
 (إِلَّا مُحَمَّدٌ حَقَّهُمْ) فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَمِثْلُهُ
 كَثِيرٌ تَذَكُّرَةٌ فِي مَوَاضِعِهِ -

(تفسیر فی مغربہ ج ۳ ص ۱۱۱)

حرف مکان حرف

مطبوعہ ایران بیس تصدیم

نوٹ:-

صاحب تفسیر ابراہیم قمی شیعی نے ایسے بہت سے مقامات کی نشاندہی کی
 کہ جہاں سے کچھ ایسے الفاظ نکال دیئے گئے جن الفاظ کے ساتھ وہ آیات آئی

گئیں۔ اور اسی ضمن میں تائید کے طور پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے چند استدلالی اقوال بھی نقل کیے۔ مثلاً دو خیر ائمہ، کا لفظ کسی طرح بر موقع و محل ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اسی ائمہ نے حضرت علی اور حسین کو یمن کو شہید کیا۔ تو سائل کے جواب میں فرمایا۔ یہاں دو ائمہ کی بھائی کے دو ائمہ، تھلہ اور اس کے ملاوہ کچھ ان آیات کا تذکرہ بھی صاحب تفسیر قمی نے بحوالہ امام جعفر صادق کیا۔ کہ جن میں اہل بیت کے فضائل تھے اور ان کے دشمنوں (صحابہ کرام) کے نقائص و عیوب تھے۔ تو صحابہ کرام نے ان تمام مقامات میں تحریف و تبدیلی کر دی۔ ہم نے تفسیر قمی کی عبارت کے دوران ان الفاظ کو اس نشان کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔

عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ جَبْرَائِيلُ
عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِهَذِهِ الْآيَةِ
هَكَذَا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكِتَابَ آمِنُوا
بِمَا نَزَّلْنَا (فِي عَلِيٍّ) مَنْوَرًا
مُحَمَّدًا

۱۱۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۱۷

کتاب الحجۃ باب فیہ

نکات و نعمت من الفضل

فی الولاية، مطبوعہ تہران

طبع جدید

۱۲۔ اصول کافی ص ۲۴۴ طبع قدیم

مطبوعہ نوکشور

ترجمہ:-

نقل حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے کہ
 امام موصوف نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 پر یہ آیت یوں لے کر آئے تھے۔ یا ایہا الذین اوتوا الکتاب
 (یعنی دو فی غیبی)، کے الفاظ اصل وحی میں تھے۔ جواب موجود
 ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے یہ لفظ نکال دیئے
 گئے ہیں)

حوالہ نمبر ۱/ اصول کافی | عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي
 عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فِي قَوْلِهِ تَعَالَى سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ
 لِلْكَافِرِينَ يُولَايَتِهِ عَلَيْهِمْ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ شَرُّ
 قَالَ هَكَذَا وَاللَّهُ تَزَلَّ بِهَا جِبْرِيلُ عَلَى مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اصول کافی کتاب الحجۃ علودا)

۲۲۲ ص مطبوعہ تہران

ترجمہ:-

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابو بصیر روایت کرتا ہے۔
 امام موصوف نے خدا کی قسم کھا کر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم پر یہ آیات یوں لے کر آئے تھے۔ سأل سائل بعذاب واقع
 للکفرین بولایتہ علیہم لیس لہ دافع شر۔ سال سائل بعذاب واقع
 للکفرین بولایت علیہم۔ موجود قرآن میں کفرین کے بعد بولایۃ علی

کے الفاظ موجود نہیں۔ لہذا یہ مذمت کر دیئے گئے۔

حوالہ نمبر ۱۲ اصول کافی | عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ

أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ

السَّلَامُ قَالَ نَزَلَ جِبْرِئِيلُ بِهِذِهِ الْآيَةُ هَكَذَا

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا إِلَى مُحَقِّدِ

حَقِّهِمْ لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيُغْفِرْ لَهُمْ وَلَا

لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ثُمَّ

قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ

مِنْ رَبِّكُمْ فِيْ وَلَايَةِ عَلِيٍّ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ

وَإِنْ تَكْفُرُوا بِوَلَايَةِ عَلِيٍّ فَإِنَّ لِلَّهِ مَا

فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

(اصول کافی جلد اول صفحہ نمبر ۴۲۴)

کتاب الحج باب نکاح

ونکحہ طبع جلد دوم صفحہ نمبر ۱۸۰

ترجمہ ۱۔

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ابو حمزہ روایت کرتا ہے کہ امام موصوت

نے فرمایا: جبریل علیہ السلام یہ آیت ان الفاظ سے لے کر آئے تھے

ان الذين ظلموا وظلموا الى محمد حقه والحق

پھر فرمایا: کہ یا ایہا الناس قد جاءکم الرسول علیہ السلام

”وہ آیت علی، کا ذکر تھا“

لیکن موجود قرآن میں زوال محمد حق ہے، کے الفاظ موجود ہیں۔ اور وہی
ہی ”ولایت علی“ کا کہیں آیت مذکورہ میں ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ اصل
قرآن میں جبریل علیہ السلام یہ الفاظ لے کر آئے تھے۔ بعد میں مخالفین
نے قرآن سے انہیں نکال دیا۔ لہذا موجود قرآن محرف اور نامکمل ہے۔

حوالہ نمبر ۱۳ / فصل الخطاب

(سورة الانشراح میں تحریف)

الطبرسی فی مشارقہ ینفعہ بالاسناد الی العقدا
ابن الاسود الکندی قال کتبا مع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ و ہو متعلق یا ستار انکبۃ و ہو
یقول اللہم اغضدنی واشدہ اذری و اشرح
صدری وارفع ذکری فنزل جبریل و قال
اقرا یا محمدا لکم نشرح لک صدرك و
وضعنا عنک و ذکرک الذی انقص
ظہرک و رفعتنا لک ذکرک یحییٰ صہرک
فقرأ ما النبی صلی اللہ علیہ و آلہ
و انبتہا ابن مسعود و انتقضہا
عثمان۔

وفصل الخطاب صفحہ نمبر ۲۴۷

مطبوعہ ایران

ترجمہ:-

پھر سی نے مشارقی نامی کتاب میں مقدار دینی اسود الکندی سے مرفوعاً ذکر کیا ہے۔ کہ جناب مقدار فرماتے ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبہ کے پردوں کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے مقبوضی عطا فرما۔ میری ہمت باندھ۔ میرا سینہ کھول دے۔ اور میرا ذکر اونچا کر دے۔ لہٰذا میں جبرئیل علیہ السلام اترے۔ اور عرض کیا۔ حضور! پڑھیے۔ اللہ نشر الخ

اس سورتہ میں جبرئیل نے در فضائل و کمالات کے بعد وہی مہر کہ "اے اللہ! بھی اللہ کی طرف سے پہنچا سکے۔ ہم انہیں بعد میں حضور نے پڑھا۔ اور ان میں مسطور ہے انہیں ثابت رکھا۔ لیکن عثمان غنی نے انہیں نکال دیا۔ اور اب یہ الفاظ موجود قرآن میں نہیں۔

حوالہ نمبر ۱۱ فصل الخطاب

فصل الخطاب
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَآمَنَّا بِاللَّهِ عَزَّ وَ
جَلَّ فِي ذَلِكَ إِنَّا آمَنَّا بِمَا فِي لَيْلَةِ
الْقَدْرِ وَمَا أَذْرَكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةُ
الْقَدْرِ عَمِيرٌ مِنَ اللَّيْلِ شَهْرٌ يَمْلِكُهَا بَعَثُوا مِثْرَةً
لَيْسَ فِيهَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ وَذَوِي بَعْضٍ

اصْحَابِنَا فِي اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرَاكَ
مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ لَيْسَ فِيْهَا
لَيْلَةُ الْقَدْرِ تَنْزَلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا
بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِمْ عَلٰى اَوْصِيَاءٍ
مُّحَقَّقٍ بِكُلِّ اَمْرٍ۔

(فصل الخطاب ص ۲۴۸-۱)

ترجمہ:-

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر
میں یہ الفاظ بھی نازل فرمائے تھے..... لیلۃ القدر خیر
من الف شہر۔ مملکت کا بنو امیہ لیس فیہا لیلۃ القدر
یعنی شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یہ وہ عرصہ ہزار مہینہ ہے
کہ نواسیہ حکمران ہوں گے۔ اور اس عرصہ میں شب قدر نہ ہوگی۔
..... ہمارے بعض اصحاب نے روایت کی۔ کہ سورۃ القدر لیل
نازل ہوئی تھی..... لیلۃ القدر خیر من الف شہر
لیس فیہا لیلۃ القدر..... یعنی شب قدر ایسے ہزار مہینہ
سے بہتر ہے۔ کہ جن میں لیلۃ القدر نہ ہو.....
بإذن ربهم من عند ربهم علی اوصیاء محمد بحکم الامر۔
یعنی جبریل ایمن اور دوسرے (رشتے) اس رات اسپردہ کے حکم
سے اسی کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصیاء کی طرف ہر قسم
کا حکم لے کر آتے ہیں۔

لمحۃ فکریہ:-

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منسوب مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ سورۃ القدر میں تین قسم کے الفاظ نکال لیے گئے ہیں: **الفاظ اہل بیت علیہم السلام** بنو امیہ لیس فیہا لیلۃ القدر (۲) لیس فیہا لیلۃ القدر (۳) عنہ بعد علی اوصیاء محمد۔ ان الفاظ کو عثمان غنی نے قرآن جمع کرتے وقت نکال دیا تھا۔ کیونکہ ان میں دشمنان اہل بیت کی مذمت اور اثر اہل بیت کے فضائل مذکور تھے۔ لہذا اس روایت سے معلوم ہوا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اسے عنہ کے نزدیک (بقول اہل تشیع) موجود قرآن مجید تبدیل شدہ اور نامکمل ہے۔

حوالہ نمبر ۵ اقرب الاسناد:-

مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَتِسْعِينَ وَبِأَنَّ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ مُصْحَفًا قَالَ فَتَصَفَّحْتُهُ فَوَضَعَ بَصَرِي عَلَى مَوْضِعٍ مِنْهُ فَإِذَا فِيهِ مَكْتُوبٌ فِيهِ "هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبَانِ فَأَصْلِيَا فِيهَا لَا تَعْمُودَانِ فِيهَا وَلَا تَحْصِيَانِ" يَعْنِي أَوَّلَيْنِ.

اقرب الاسناد جلد اول ص ۱۱۱
عبد اللہ بن جعفر (ع)

تقریب ۱۴۔

محمد بن یحییٰ کہتا ہے۔ کہ ۱۹۰ھ میں مسجد حرام میں ابراہیم بن عبد الحمید نے بتایا۔ کہنے لگا۔ میں حضرت امام جعفر صادق کے ہاں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ایک قرآنی صحیفہ دیا۔ میں نے اس کی ورق گردانی کی۔ میری نظر ایک جگہ پر پڑی۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہاں یہ الفاظ لکھے تھے (جو اہل حوالہ میں مذکور ہیں اور ان کا ترجمہ یہ ہے) یہ وہ جہنم ہے۔ جسے تم دونوں چھٹلاتے رہے۔ اب اس میں تم دونوں داخل ہو جاؤ۔ نہ اس میں تم زندہ رہو گے اور نہ ہی تم دونوں کو موت آئے گی، ان دونوں سے اہم اور کہ نہیں بروز حشر کہا جائے گا۔ امت مسلمہ کے پہلے دو غیظہ ۱۔

عمر فاروق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

تقریب ۱۵۔

مغرب الانسداد، اہل تشیع کی معتبر کتب میں سے ایک ہے جس کی مذکور بالا عبارت حدیث تیسرے دو شمار کرنے کے مترادف ہے۔ جہاں اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ موجود قرآن مکمل نہیں۔ کیونکہ اس میں سورۃ یس کے اندر مذکورہ الفاظ موجود نہیں۔ حالانکہ بوقت نزول یہ الفاظ صحیحاً لکھے گئے تھے۔ اور جو کچھ موجود ہے۔ وہ مذکورہ جہنم والی حکمت قوم مدونہ اصلوہا۔ الخ دو جمع کے میٹوں کے ساتھ ہے۔ حالانکہ اہل تشیع کے ہاں یہ سینے نشینہ کے تھے۔

دوسری بات یہ کہ ان میٹوں کے مخالف حضرات شیخین یعنی ابو کر ضیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما تھے۔ لیکن جب قرآن کے جمع کا موقع آیا۔ تو پھر ان دونوں کو یہ کیسے گھارا ہوتا۔ کہ ان کے نام قرآن پاک میں اس طرح موجود رہیں۔ لہذا ان

دردوں کی ملی بھگت سے یہ الفاظ تبدیل کر دیئے گئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اہل تشیع کے ہاں حضرت شفعین رضی اللہ عنہما کا جہنمی ہونا (معاذ اللہ) وحی کے ذریعہ ثابت ہے اور پھر ان تمام خرافات کی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی طرف کر کے اہل بیت کرام اور حضرت امام کو جو بڑا نام کیا گیا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔

اللہ لعنت اللہ علی الحکا ذبیان

فصل سوم

موجود قرآن کے مکمل ہونے پر اہل تشیع
کے پورے فریب دلائل اور ان کے جوابات

دلیل اول:-

ہم اہل تشیع کو اہل سنت و جماعت خوادخواہ یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم تحریف و تبدیلی قرآن کے قائل اور معتقد ہیں۔ ہمارے منہ پر یہاں سے اس بات کو صراحت اور تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ موجود قرآن اہل سنت و جماعت کے نزدیک غیر محرف اور مکمل ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تحریف، تبدیلی اور تغیر کا احتمال نہیں۔ دیکھنے والا ملاحظہ فرمائیے کہ شافعی نے اپنی مشہور تصنیف تفسیر میں کیسے صاف صاف الفاظ میں اہل تشیع کا مسلک بیان کیا ہے۔

ۛ

تفسیر صافی : اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ (رَدِّ لَیْلَتِکَ اِیْمُ
وَ اَسْتَمَرَّ اِیْمُ) وَلِذٰلِكَ اَکْثَرُ مِنْ
وُجُوْهِ (وَ اِنَّا لَہٗ لَخَافِظُوْنَ) مِنَ التَّحْرِیْفِ وَ
التَّغْیْرِ وَ الزَّیَادَةِ وَ النِّقْصَانِ۔

تفسیر صافی جلد اول صفحہ نمبر ۸۹
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :-

کفار کا قرآن کریم کو اللہ کا کلام ماننے سے انکار کرنا اور قرآن پر پستیوں کا
ان دونوں باتوں کا اللہ تعالیٰ نے رد فرماتے ہوئے کہا۔ اِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّکْرَ اِیْمُ نے ہی یقیناً قرآن پاک کو اتارا۔ یہی وجہ تھی کہ
اس جملہ کی اللہ تعالیٰ نے کئی طرح سے تاکید فرمائی۔ (یعنی حروف تحقیق
اور نخی نمبر و غیرہ کے ساتھ) اور فرمایا۔ اس قرآن کریم میں تحریف، تغیر اور
کمی بیشی سے حفاظت کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔

سو اگر ہم قرآن میں تحریف و تبدیلی کے متقدم ہوتے۔ تو ہمارے یہ مفسرین
آپنی شد و مد کے ساتھ اس کی تردید کرتے۔ اور یہ ہم سے کوئی توقع کر بھی کیسے سکتا
ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام قرآن مجید کی ہر طرح سے حفاظت کا ذمہ دار
ہے۔ اس لیے اہل سنت کا، میں تامل تحریف و تبدیل قرار دینا ایک بہت بڑی
زیادتی ہے۔

جواب اول :-

اہل تشیع کا موجود قرآن کے غیر محفوظ اور مکمل ہونے پر ایت "انالہ لحا فظنون" سے استدلال کرنا اس وقت قابل اعتبار ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ یہ ثابت کریں کہ موجود قرآن ہی اصل قرآن ہے۔ اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ لیکن ہم گزشتہ ادوار میں کس شرح و بسط کے ساتھ یہ بحث کر چکے ہیں۔ کہ اہل تشیع کا موجود قرآن پر وہ اصل قرآن "ہونے کا ایمان نہیں۔ وہ صاف صاف کہتے بھی ہیں اور اعتقاد بھی۔ بھاری رکھتے ہیں۔ کہ وہ اصل قرآن وہ تھا۔ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا اور جمع کر کے جب اسے دوسرے صحابہ کے سامنے پیش کیا۔ تو حضرت عمر کے قبول نہ کرنے کی وجہ سے خود حضرت علی المرتضیٰ نے اسے گم کر دیا۔ اور فرمایا کہ امام ہدی کے ہر دور سے قبل اصل قرآن تمہیں دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔

اس سلسلہ میں دو انوار نعمانیہ کا حوالہ ہم پھر سے پیش کر دیتے ہیں۔ تاکہ سند رہے۔ اولیادور ہے۔ کہ دو انوار نعمانیہ، اس کے مصنف نعمت اللہ جزائری نے اس کتاب کے مضامین و مسائل کے بارے میں التزام کیا ہے۔ کہ اس کتاب میں مذکور ہر ایک بات کو ہمارا مضبوط عقیدہ ہے۔ اور اس کے تمام مسائل ائمہ معصومین سے منقول ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

انوار نعمانیہ
قَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
لَا حَاجَةَ بِمَنَّا إِلَيْكَ وَلَا إِلَى قُرَآئِكَ
عِنْدَنَا قُرْآنٌ كَتَبَهُ عُثْمَانُ فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَنْ تَرَوْهُ بَعْدَ هَذَا الْيَوْمِ وَلَا مِيرَآةَ

أَحَدٌ حَتَّى يَظْهَرَ وَلَيْدِي الْمَهْدِي عَلَيْهِ السَّلَامُ.

(انوار نعمانیہ جلد دوم صفحہ نمبر ۳۷۰)

خود فی الصلوة مطبوعہ قتبیر

طبع جدید

ترجمہ ۱۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب بمطابق وصیت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو ایک جگہ جمع کر کے صحابہ کرام کے پاس لائے تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہیں کہہ نہ سکیں تمہاری ضرورت ہے۔ اور نہ ہی تمہارے جمع کردہ قرآن کی۔ ہمارے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کھانا قرآن موجود ہے۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا۔ اچھا اب تم آج کے بعد اس قرآن کو نہ دیکھ سکو گے اور میرے نزدیک مہدی کے ظہور سے قبل کسی کو بھی اس کا دیکھنا ناممکن ہے (وہ انہیں لے گا اور اپنے ساتھ اصل قرآن کو لائیں گے۔ اور لوگوں کو سنائیں گے۔)

لہذا معلوم ہوا کہ موجود قرآن کے دو اصلی قرآن، ہونے پر اہل تشیع کا ہرگز ہرگز ایمان نہیں ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک موجود قرآن کی تقریباً ہر ایک آیت و سورت مشکوک ہے۔ یہی جو ان آیات کے ایک آیت یہ بھی ہے۔ جس سے وہ استدلال کر رہے ہیں۔ اور یہ بھی اسی قرآن کی ایک آیت ہے۔ جو عثمان غنی نے جمع کیا۔ تو جب حضرت عثمان غنی کے جمع کردہ قرآن کو یہ لوگ دیکھتے عثمانی، تو کہتے ہیں۔ لیکن دو اصلی قرآن، کسی اور کو کہتے ہیں۔ تو پھر اس موجود قرآن سے حجت پیش کرنا جو تمہارے نزدیک قابل حجت نہیں۔ مصاددہ علی المطلوب نہیں تو اور کیا ہے؟

لہذا یہ بالکل ہے۔

جواب دوم :-

اہل تشیع کی ایک نہایت معتد کتاب دعاصول کافی، کی شرح کرتے ہوئے
لاذیل قرظی نے دعاصول کافی میں اسی آیت کے بارے میں جو
لکھا ہے۔ ہم اسے نقل کیے دیتے ہیں۔ پھر دیکھیں۔ پانی کا پانی اور دودھ کا
دودھ کیسے نکرتا ہے۔

صافی شرح اصول کافی اور استدلال برائیں اہتمام اصحاب

والہی سلام بغداد قرآن بنیاد دیکھ است۔ بعد ازاں اطلاع برعلی ابی بکر
وہم دشمنان و ہمچنین دیکھ است استدلال برائیں بقول اللہ تعالیٰ
وہم سورہ ہجرہ انحن ذلنا لک کہو انما لہما نظون چہ ایں آیت بنظیراضی است
وہم سورہ مکیہ است و بعد ازیں سورہ بسیدنازل شدہ و دیکھ جائے
مدینہ برقرآن۔

دعاصول کافی جز ہشتم
کتاب فضل القرآن باب التلاوة
صفحہ نمبر ۷۷ تا ۷۸ مطبوعہ زکریا
طبع تمام

ترجمہ :-

حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم اسکا نام
پر طبع ہونے کے بعد اسے استدلال کرنا کہ چونکہ قرآن کریم

کو جسے اہتمام کے ساتھ جمع کیا گیا۔ اور اس اہتمام سے جمع کرنے والے
صحابہ کرام اور گرامی اسہم تھے۔ یہ نہایت ہی قاص اور کمزور استدلال
ہے۔

اور اسی طرح سورہ جحر میں مذکور آیت ”وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاَنَّا لَـٰهٖ
لِخَافَتُوْنَ“ سے موجود قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے پر استدلال کرنا بھی
نہایت کمزور ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ اس آیت کریمہ میں گزشتہ نزاد کی بات ہو
رہی ہے۔ اور یہ آیت مکی سورت کی ایک آیت ہے۔ حالانکہ اس کے بعد بھی
مکی آیات اور سورتیں نازل ہوئیں۔ پھر اس کے بعد اہستہ سخی سورتیں ہجرت
مدینہ کے بعد نازل ہوئیں۔

وضاحت:-

علامہ قرطبی جی صاحب صافی نے قرآن مجید کے نام مکمل ہونے پر اپنے
اندر از میں اپنا مسلک بیان کرتے ہوئے ایک استدلال پیش کیا۔ اور اس
میں ان لوگوں کا رد کیا۔ جو ”وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ“ سے یہ استدلال کرتے
ہیں۔ کہ قرآن مکمل ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ”وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ“
میں اللہ تعالیٰ نے ”وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا“ ذکر فرمایا۔ جو فعل ماضی ہے۔ اور گزشتہ زمانہ میں
نازل شدہ آیات و سورتوں کا ذکر کیا گیا۔ یعنی اس آیت کے اترنے سے قبل جو
حصہ اتر چکا تھا۔

اس کے باوجود میں تشریل کے بعد فرمایا۔ ”وَاَنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ“ اس کی حفاظت کرنے
والے ہیں۔

گویا بتنا قرآن اتر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تو اس کی حفاظت کی ذمہ دار

اشکالی۔ اور جو آیات دوسریں اس ناکیت (انا نحن خزلنا اللہ کھرا کے بعد اتریں۔ ان کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ حالانکہ اس ناکیت کے مکتب میں ازل جو۔ نہ۔ کے بعد اور بہت سی سورتیں مکتب میں آئیں۔ پھر ان کے بعد ایک کثیر تعداد مبنی ہوتیوں کی۔ ہے لہذا اگر اس آیت سے ان سورتوں کی حفاظت کا استدلال پیش کیا جائے۔ جو اس سے قبل نازل ہو چکی تھیں۔ تو یہ استدلال قائل قبول ہے۔ لیکن ان سورتوں کو بھی حفاظت ربانی میں اس آیت سے شامل کرنا جو اس کے نزول کے بعد مکہ یا مدینہ میں آئیں۔ قطعاً درست نہیں۔ لہذا مکمل قرآن کی حفاظت کی دلیل یہ آیت ہرگز نہیں بن سکتی۔

تادمی کرام! آپ نے خود ایک بڑے شیعہ کی زبانی اس استدلال کی مغربی لاشکرہ کر لی۔ جسے بڑے زور شور سے اہل تشیع پیش کر کے یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم اہل تشیع تو موجود قرآن کو خیر محبت مانتے ہیں۔ سنی خواہ مخواہ ہم پر تحریر قرآن کا اوانام دھرتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ شیعہ عوام و خواص جو اپنا یہ عقیدہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہم موجود قرآن کے مکمل ہونے کے مقتصد ہیں۔ یہ محض بدقیقہ کے طور پر کہتے ہیں کیونکہ مذہب شیعہ میں لاتعداد ذہنی، مقبول، یعنی اہل نعمت، شہر جزائری کی نقل کردہ مبارکات ان کی پہلی مبارکات میں ہوتی۔ بلکہ حضرت انور مصومین کے شہادت ہوتے ہیں۔ اور کوئی شیعہ یہ جملہ مبارکات نہیں کر سکتا۔ کہ وہ شیعہ بھی کہلائے۔ اور ان کتب میں مذکور مبارکات کا انکار بھی کرے۔ کیونکہ ان کا انکار دراصل بدنامی کے قول کا انکار ہے۔ اور اولیٰ ہم سے انکار عار و تہاد ہے کم نہیں۔

(فاختہ دوا یا اولیٰ الاہیاء)

جواب سوم

صافی شرح اصول کافی اس دلائل نمی کند محفوظ

بدون جمیع قرآن حفظ قرآن دلائل برای نمی کند کز نزد هر
کس محفوظ باشد چه می تواند بود که نزد امام زمان و جعے که صاحب سر او نید
محفوظ باشد۔

صافی شرح اصول کافی
جلد دوم جزء ششم کتاب فی التقرین
باب انشاء ص ۷۴

ترجمہ :-

پس یہ آیت (و انالہ لحاقظوفی) اس بات پر دلائل نہیں کرتی۔
کہ تمام قرآن محفوظ ہے قرآن کریم کے حفظ کا یہ مطلب
برگزائیں کہ قرآن ہر شخص کے پاس محفوظ ہے۔ اس لیے ممکن ہے
کہ قرآن کریم کا محفوظ ہونا صرف صاحب زمان (امام ہمدی) اودان کے
ہمراز حضرات کے لیے ہو۔

ان جوابات سے یہ معلوم ہوا کہ صاحب تفسیر صافی نے جو کچھ لکھا۔ یعنی یہ کہ قرآن کریم ہر قسم کی تبدیلی اور کی مثنوی سے محفوظ ہے۔ اس قرآن سے مراد وہ قرآن ہے جو ۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اور جسے بعد میں انہوں نے دنیا کی نغزوں سے اوجھل کر دیا تھا۔

ب۔ یا اس سے مراد اسی قدر قرآن کریم ہے۔ جو آیت مذکورہ کے نزول سے پہلے موجود تھا۔

لیکن لاقزونی کے قول کے مطابق اس سے مراد موجود قرآن نہیں۔ دیکھئے لاقزونی نے اہل تشیع کا بصر رکھنے کے لیے کیا عجیب تعلیقتی دی ہے۔ وہ یہ کہ موجود قرآن کو محرف اور نامکمل بھی سمجھتے رہو۔ اور یہ بھی عقیدہ رکھو کہ قرآن واقعی محفوظ ہے اس میں کوئی تغیر و تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن فرق صرف نیت اور عقیدہ کے طہ پر ہی ہو سکتا ہے۔ وہ یہ کہ اہل سنت و جماعت کو دعوہ کرنے کی خاطر ہم یہ کہہ دو کہ ہم قرآن میں تحریف و تبدیلی کے ہر گز کائل نہیں۔ لیکن یہ نہ بتانا کہ یہ عقیدہ کس قرآن کے بارے میں ہے۔ آیا اس قرآن کے متعلق جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اور عرب قیامت امام ہمدانی سے کرائیں گے۔ یا موجود قرآن کو جسے حضرت عثمان غنی نے دیگر صحابہ کرام کی معاونت سے جمع کیا تھا؟ مختصر یہ کہ صاحب تفسیر صافی نے جو قرآن کہ ہم میں تحریف و تبدیلی کی مثنوی کا اٹھارہ کیا۔ اس قرآن کی نشاندہی اسی تفسیر کے شارح لاقزونی نے کر دی ہے۔ اور علامہ نمیش کاشانی کی تفسیر کے اجمال کو وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا۔ لہذا اس تفسیری سنگ میل کو اہل تشیع کا یہ کہنا کہ ہم موجود قرآن کو غیر محرف سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اور اس تفسیر کے مفسر کے عقائد کے بالکل خلاف۔

جواب چہارم۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ اہل تشیع نے جو موجود قرآن کے غیر محرف اور غیر تبدیل ہونے کا ثبوت مذکورہ آیت کی تفسیر سے پیش کیا۔ جس کو علامہ کاشانی نے لکھا۔ اس سے انہیں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس سے اہل تشیع کا تحریف قرآن کے بارے میں یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہم تحریف کے قائل نہیں کیونکہ علامہ کاشانی نے تو صرف آیت مذکورہ کا منہ لکھا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ موجود قرآن غیر محرف اور غیر تبدیل ہے۔ اور کئی بیشی سے بالکل محفوظ ہے۔ اور یہ بات علامہ کاشانی پر گرا کر بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اسی تفسیر کے دو مقدمہ سادہ میں اس نے اپنے عقائد بیان کرتے ہوئے صاف صاف یہ لکھ دیا ہے۔

تفسیر صافی

وَأَمَّا إِغْتِقَادُ مَشَائِخِنَا فِي ذَلِكَ
فَالظَّاهِرُ مِنْ نِقَاطِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدٌ نَبِيٌّ
يَقْبُوبُ الْكَلِمَاتِ طَابَ ثَرَاهُ أَتَى كَأَن يَتَقَبَّدُ
التَّحْدِثُ وَالنَّقْصَانُ فِي الْقُرْآنِ لِأَنَّهُ كَانَ
تَدْوِي رِمَايَاتٍ فِي هَذَا الْمَعْنَى فِي كِتَابِهِ الْكَافِي
وَلَمْ يَتَعَرَّضْ لِقَدْجٍ فِيهَا مَعَ آتِهِ ذَكَرَ فِي
أَوَّلِ الْكِتَابِ أَنَّهُ كَانَ يَشُقُّ بِمَا دَوَاهُ فِيهِ
وَكَذَلِكَ أَسْتَأْذَنُ عَلَى بَنِي إِبْرَاهِيمَ الْقُتَيْبِيِّ
فَإِنَّ تَفْسِيرَهُ مَعْلُومٌ مِنْهُ وَلَهُ غُلُوفٌ فِيهِ وَ
كَذَلِكَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْعُطْبَرِيُّ

فَاتَهُ أَيْضًا نَسَجَ عَلَىٰ مِنْوَالِهِمَا فِي كِتَابِ
الْإِحْتِجَاجِ۔

(تفسیر مافی جلد اول صفحہ نمبر ۳۴)
المقدمۃ السادسة مطبوعہ تہران
طبع جدید)

ترجمہ:-

بہر حال موجود قرآن کے محرف ہونے کے متعلق ہم اہل تشیع کے
مشائخ اور اکابر کا عقیدہ کیا ہے؟ تو اس بارے میں ثقۃ الاسلام محمد بن
یعقوب الیگنی کا ظاہر ایہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ قرآن کریم میں تحریف اور
کئی مثنوی کے متقدّم تھے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب دوالاحتجاج میں
اس عقیدے کی تائید میں بہت سی روایات پیش کیں۔ لیکن ان روایات
میں سے کسی ایک روایت پر بھی اعتراض اور جرح نہیں کی۔ حالانکہ
یہ خود اپنی اسی کتاب کے دریا پر میاں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ میں اس کتاب میں
جو بھی روایت لکھوں محمد وہ میرے نزدیک ثقہ ہوگی۔ پھر انہی کی طرح
ان کے استاذ علی بن ابراہیم احمی بھی تحریف قرآنی کے متقدّم ہیں کیونکہ
ان کی تفسیر بھی اس عقیدے کی تائید میں روایات سے بھری پڑی
ہے۔ اگرچہ انہوں نے اس معاملہ میں فتوہ زیادتی ابھی کیا ہے۔ پھر
ان دونوں کی طرح الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی بھی یہی عقیدہ
رکھتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب دوالاحتجاج میں وہی طرز
ڈھنگ اپنایا ہے۔ جو ان دونوں کا تھا۔

قارئین کرام! آپ نے بغور مطالعہ کیا جس نایت کے ذریعہ اہل تشیع

نے موجود قرآن کو غیر محرف ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اور بطور استدلال اسے پیش کیا۔ یہ محض دھوکہ دہی اور فریب ہے۔ کیونکہ اس غیر محرف اور غیر تبدل قرآن سے ان کی مراد موجود قرآن نہیں جو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوششوں سے جمع ہوا۔ بلکہ وہ قرآن مراد ہے جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ اور امام مہدی کے پاس ہے۔ قرب قیامت وہ اسے ظاہر کریں گے۔ یہ چالاک اور مکاری ان لوگوں نے اس لیے کی۔ تاکہ ازام سے بچ بھی جائیں۔ اور اپنا کام بھی کر دکھائیں۔ جب موجود قرآن پر ان کا ایمان ہی نہیں ہے۔ تو پھر کسی قرآن سے تحریف اور تبدیلی کی نفی پر کسی آیت کو بطور استدلال پیش کرنا انہیں کس طرح زریعہ دیتا ہے۔

دلیل دوم۔

اہل سنت و جماعت اہل تشیع پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ تم جی ائمہ معصومین کے معتقد ہو۔ ان میں سے کسی ایک کی طرف سے ایسی روایت منقول نہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ قرآن کریم میں تحریف نہیں ہوئی۔ اور قرآن مجید کی پیشی سے محفوظ ہے۔ لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ موجود قرآن غیر محرف اور مکمل ہے۔ اور اس بارے میں حضرات ائمہ معصومین کے جدا علی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا بالکل رد و لوک اعلان ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ إِنَّا لَنَدْعُكُمْ لِحُجَّتِكُمْ إِلَيْنَا وَإِنَّمَا

حَكَمْنَا الْقُرْآنَ هَذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ

نَحْنُ مَسْطُورٌ بَيْنَ الدَّهَاتِ لَا يَنْطَلِقُ بِلَاغٍ

وَلَا يَبْدَلُهُ مِنْ تَرْجَمَانٍ -

ترجمہ البلاغہ خطبہ ۱۲۵ فی التحکیم
وذلك بعد سماعه لأمور
الحکیمین - ملبومہ بیروت
طبع جدید

ترجمہ ۱۔

جنگ صفین کے دوران جب فریقین نے حکیم پر بات ختم کی۔
تو کچھ لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے اس بارے میں
اختلاف کیا۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: ہم نے وہ حقیقت مردوں
کو حکم نہیں بنایا۔ ہمارا حاکم تو صرف قرآن ہے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے
کہ یہ موجود قرآن جو دو قسمیں کے درمیان ہے۔ وہ صرف کلمے ہوئے
الفاظ ہیں۔ اس کی کوئی زبان نہیں۔ کہ وہ بول سکے۔ لہذا اس کا کوئی
نہ کوئی ترجمان ہونا چاہیے۔

جنگ صفین میں مقدمہ حکیم کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ ہم نے مردوں کو حاکم نہیں کیا۔ بلکہ ہم نے
قرآن کو حاکم مقرر کیا ہے۔ اور یہ قرآن یہاں دو قسمیں ایک خط نوشتہ
شدہ ہے۔ یہ اپنی زبان سے گویا نہیں ہوتا۔ اس کے لیے ترجمان
اور مترجم کا ہونا ضروری ہے۔

انیزنگ فصاحت ترجمہ بلاغہ
ص ۱۰ ملبومہ مکتبہ یوسفیہ علی

جواب اول۔

حضرات باپ نے لائحہ قرایہ کراہل تشیع نے موجود قرآن کے بارے میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی ایک روایت پیش کرنے کے لیے جس حدیث کو پیش کیا۔ اور جس سے یہ ثابت کر کے دکھانا چاہا کہ ہمارے ائمہ کے ہر اعلیٰ کا یہ اعلان ہے کہ موجود قرآن غیر محرف ہے۔ اور اس میں کمی بیشی قطعاً نہیں ہوئی لیکن اس دعوای کے ثبوت میں بیچ ابلاغت ہے جو خطیب بھوراستہ لالہ پیش کیا گیا۔ اس میں ایک اوجہ لفظ بھی ایسا آپ کو نہ نظر آئے گا۔ جو مطلوبہ دعوے کی تائید میں پیش کیا جاسکتا ہو۔ دعوای یہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے دو ٹوک انداز میں یہ ثابت ہے کہ موجود قرآن غیر محرف اور مکمل ہے۔ لیکن مذکورہ حوالہ میں حضرت علی المرتضیٰ کا یہ مقصد اصرار ہے۔ کہ جن لوگوں نے تمکیم پر اصرار کیا تھا ان کو آپ یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ ہم نے کسی مرد کو اپنا حاکم نہیں بنایا۔ بلکہ ہم تو اپنا ماکم قرآن کو سمجھتے ہیں۔ اس سے یہ بات تو ثابت ہوتی ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک باہم نزاع کا بہترین ماکم قرآن ہے۔ لیکن یہ کیسے ثابت ہو سکتا ہے کہ موجود قرآن غیر محرف ہے۔

اس کے برخلاف خود اہل تشیع کی متعدد مقبر کتب یہ کہتی ہیں کہ وہ اہل قرآن امام غائب کے پاس ہے۔ جب تک وہ اسے نہ کرتشریع فرمائیں ہوتے۔ بطور تہیہ موجود قرآن پر ہی عمل کرتے رہو۔ اور اس کے احکام کی بجا آوری ہونی چاہیئے۔ اگرچہ یہ محرف ہی ہے۔ گزشتہ اوراق میں اس موضوع پر متعدد حوالہ جات پیش کیے جا چکے ہیں۔ فی الحال درانوار نہایت، تصنیف نعمت اللہ الخیر زاری کا حوالہ لائحہ ہر گز صغیر۔

الْوَارِثَانِيه | فَإِنْ قُلْتَ كَيْفَ جَاذَ الْقِرَاءَةُ فِي
هَذِهِ الْقِرَاءَةِ مَعَ مَا لَحِقَهُ مِنَ التَّغْيِيرِ
قُلْتَ قَدْ رَوَى فِي الْأَخْبَارِ أَنََّّهُمْ عَلَيْهِمُ
السَّلَامُ أَمَرُوا شَيْعَتَهُمْ بِقِرَاءَةِ هَذَا الْمُوجُودِ
مِنَ الْقُرْآنِ فِي الصَّلَاةِ وَغَيْرِهَا وَالْعَمَلِ
بِأَحْكَامِهِ حَتَّى يَظْهَرَ مَوْلَانَا صَاحِبُ
الزَّيْمَانِ فَتُرْفَعُ هَذِهِ الْقُرْآنُ مِنْ أَيْدِي النَّاسِ
إِلَى السَّمَاءِ وَيُخْرِجُ الْقُرْآنَ الَّذِي أَلْفَهُ أَمِيرُ
الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُقْرَأُ وَيُعْمَلُ بِأَحْكَامِهِ

(۱- الوارثانیه طبرزدوم ص ۳۴۲)

نور فی الصلوۃ معلومہ تبریز

طبع جدید

(۲- الوارثانیه طبع قدیم ص ۲۳۸)

(تقریباً)

قرن چہدہ۔

اگر تم سوال کرو کہ موجود قرآن میں تغیر کے جوتے ہوئے اس کی موجود
قرأت کے مطابق پڑھا کیونکر جاسکتا ہے۔ تو یہی جواب دیا یہ کہتا ہوں۔
کہ روایات طبرزدومین میں یہ موجود ہے۔ کہ انہوں نے اپنے مستقبل
دشمن کو اس موجود قرآن کی قرأت کا حکم دیا کہ نماز وغیرہ میں اسی کو پڑھا
کر دے اس کی حکام پر عمل کرو۔ یہاں تک کہ جب مولا آتا

صاحب الزمان امام ہمدی تشریف لائیں جب وہ آجائیں گے۔ تو یہ وجود قرآن لوگوں کے اکتوں سے آسمانوں کی طرف اٹھایا جائے گا۔ اور اس کے بعد وہ اصلی قرآن امام موصوف نکالیں گے جس کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمن فرمایا تھا۔ اور اسی کے احکام پر عمل ہو گا۔ اور وہی کی کلاوت بھی ہوگی۔

دیکھا آپ نے کہ اہل تشیع کو ان کے اماموں نے موجود قرآن کی تلاوت کی اجازت بائیں پوری دی ہے۔ اور اس کے احکام پر عمل پیرا ہونا بھی اس وقت ہے۔ جب تک امام ہمدی اصل قرآن نہ لائیں۔ تو پتہ چلا کہ موجود قرآن پر عمل اور اس کی قرأت بائیں پوری اور ماضی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ موجود قرآن پر ان کا اعتقاد بھی ماضی ہے لیکن درحقیقت موجود قرآن کے مکمل اختلاف محض ہونے پر قطعاً ایمان نہیں۔ اس لیے مذکورہ روایت اس امر کی تائید نہیں کر سکتی۔ کہ اہل تشیع کے ہاں موجود قرآن ہی غیر محرف اور مکمل ہے۔

جواب دوم۔

شیعوں نے جو یہ دلیل پیش کی۔ کہ چونکہ جدالائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کو حکم مقرر کیا ہے۔ جو بین الدنئیوں ہے۔ اس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مراد یہ موجود قرآن ہی ہے۔ تم اہل سنت خواہ خواہ اس سے کوئی دوسرا قرآن مراءیتے ہو۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے موجود قرآن کو ہی حکم مانا ہے۔ تو ہم اہل تشیع کب یہ جرات کر سکتے ہیں کہ آپ کے ارشاد کے برخلاف عقیدہ رکھیں؟

ہم ان کے اس حیلہ اور کرد چالاکائیوں کا جواب دیتے ہیں کہ اگر تمہارے نزدیک

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔ تو پھر تمہارے ایک بہت بڑے مجتہد علامہ احمد بن ابی طالب نے "احتجاج طبرسی" نامی کتاب میں یہ عبارت کیوں تحریر کی۔ "اس قرآن میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے" اہل عبارت لاطفہ ہو۔

احتجاج طبرسی ادْفَعَهُمُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ دِ
الْمَسَائِلِ عَلَيْهِمْ عَقَابًا لَّا يَعْملُونَ تَأْوِيلَهُ إِلَى
جَمْعِهِ وَتَأْوِيلِهِ وَتَضْمِينِهِ مِنْ تِلْكَ إِثْمِهِ
مَا يُقَيِّحُونَ بِهِ ذُحَاهِ شَرِّ كُفْرِهِمْ۔

(۱۔ احتجاج طبرسی صفحہ نمبر ۱۳)

تمہ کلام علی علیہ السلام فی جواب
الزندیلی مطبوعہ نجف اشرف
طبع قدیم)

(۲۔ احتجاج طبرسی جلد اول صفحہ ۲۸۳
طبع جدید مطبوعہ قدیم)

توجہ ۱۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کی پریشانیوں اور ماضیہ راہ کو دور
فرمایا۔ جو انہیں ایسے مسائل کے درمیش اُسے سے لائق ہوئی تھیں
کو بھی کی وہ تاویل نہ جانتے تھے۔ یہ پریشانیاں جمع کرنے، ترتیب
دینے اور قرآن میں کچھ تفسیر کی وجہ سے رونما ہوئی تھیں۔ اور ان
پریشانیوں کو اصل محرک اور سبب وہ لوگ تھے۔ کہ جنہوں نے قرآن کریم

کی ترتیب و جمع میں تحریف و تغیر کی صورت میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے۔

عبارت بالاسے بالکل واضح ہوا۔ کہ اہل تشیع کا موجود قرآن کے بارے میں ہرگز یہ عقیدہ اعلیٰ ایمان نہیں کہ یہ تحریف و تبدیلی سے پاک ہے۔ بلکہ مزے کی بات یہ ہے کہ روایت مذکورہ بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے ذکر کی گئی ہے۔ اس میں بحوالہ حضرت علی المرتضیٰ یہ ثابت کیا گیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک (معاذ اللہ) صحابہ کرام یعنی حضرت عمر، عثمان، فہمی وغیرہ نے اس کے جمع کرتے اور ترتیب دیتے وقت بہت زیادہ تغیر و تبدل کر دیا تھا۔ حتیٰ کہ ان تغیرات کی وجہ سے خود قرآن میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے۔

مالائکوی قرآن کفر کی عمارت کو منہدم کرنے کے لیے آیا تھا۔ تو جب اہل تشیع کے عقیدہ کے مطابق اس میں کفر کے ستون کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ تو پھر اس موجود قرآن پر ان کا ایمان کب ہو سکتا ہے؟

ملحوظ فکریہ۔

یوں تو اہل تشیع قدم قدم پر حضرات ائمہ کی راہنمائی کی ضرورت کو مانتے ہیں۔ اور ان کے ہاں کوئی عقیدہ کوئی عمل اس وقت تک ثابت ہی نہیں ہو سکتا جب تک اس پر کسی نہ کسی امام کی تائید ہی اور تصدیق ہر شے نہ ہو۔ لیکن ذرا بحث بات کو ہی بطور نمونہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ کی ایک ہی شخصیت ہے۔ دنیا میں مسیحین کریمین کے والد گرامی ایک ہی تھے۔ اور یہی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اہل تشیع کے عقیدہ امامت کے ستون اول بلکہ بنیاد ہیں۔ ذرا ان کی طرف خوب اس روایت پر نظر ڈالیے۔ جسے اہل تشیع نے بطور استدلال پیش کیا اور

پھر وہ احتجاج طبری، کی مذکور روایت کو ملاحظہ فرمائیں۔ دونوں کے ماننے سے جو تعارض نکلتا ہے۔ اس کی تلیق بظاہر ناممکن۔ کیونکہ پہلی روایت میں بقول اہل تشیع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود قرآن کو ہی حکم مان کر گویا اس کے غیر معرفت ہونے کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اور دوسری روایت میں پریشانیوں کا حل یہ تجویز فرمایا۔ کہ اس موجود قرآن میں صحابہ نے کثرتوں کھڑے کر دیئے ہیں۔ لہذا یہ موجود قرآن معرفت ہے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی محبت میں انہیں ہد نام کرنے کی ان لوگوں نے کس قدر کمر باندھ رکھی ہے۔ دنیا کو اہل تشیع یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے در باب العلم، فرمایا۔ وہ موجود قرآن کے بارے میں نامکمل ہونے کا اعلان بھی فرماتے ہیں۔ اور غیر معرفت ہونے کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔ کیا اسی طریق پر چل کر وہ یہودی خیر سازش کے آؤ کار نہیں بن رہے؟ ذرا سوچیے۔ اور پھر جلد فیصلہ دے سکتے خود سے سینٹے۔

دلیل سوم۔

ہم اہل تشیع کے امام حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور شاد فرماتے ہیں کہ اگر یہ لوگوں نے قرآن کے معانی تبدیل کر دیئے ہیں۔ لیکن اس کے معرفت تبدیل نہیں کر سکے۔

قرآن کے الفاظ میں دین دہی ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارتے تھے۔ ہذا امام موصوفت کے اس ارشاد کے جوتے، جوئے، ہم پر یہ لازم کیجئے دھر جاسکتا ہے۔ کہ ہم موجود قرآن کو معرفت سمجھتے ہیں۔ اور اس میں تغیر و تبدل کے مقتدر ہیں۔ امام موصوفت کا ارشاد اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

♦

کتاب الروضہ:

وَكُلُّ أُمَّةٍ قَدْ رَفَعَ اللَّهُ عَنْكِتَابٍ
حِينَ نَبَذُوهُ وَلَا هُمْ عَنْدَهُمْ
حِينَ مَوْتُوهُ وَكَانَ مِنْ نَبَذِهِمْ
الْكِتَابَ أَنْ آتَا مَوْا حُرُوفَهُ وَحَرَكُوهَا
حُدُودَهُ -

(کتاب الروضہ من الکافی جلد ۳ ص ۵۱)

رسالت ابی جعفر علیہ السلام الی سورہ -

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ ۱-

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے علم کتاب کو اس وقت اٹھایا جب
انہوں نے اللہ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ اور جب انہوں
نے کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو ان پر
مسلط کر دیا۔ کتاب اللہ کو پس پشت ڈالنے کا ان کا یہ طریقہ تھا کہ اس
کے حروف کو توڑ رہنے دیا۔ لیکن اس میں مذکور حدود (معانی و احکام)
کو بدل ڈالا۔

جواب ۱۱ اس دلیل میں جو کچھ امام باقر رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کے بارے میں نقل کیا
گیا ہے۔ اس روایت میں کوئی ایک لفظ یا جملہ ایسا نہیں پایا جاتا۔ جس سے پہلی تفسیر
کا مدعی ثابت ہو سکتا ہے۔ یا ہمارے ازام کی تردید ہوتی ہو کیونکہ گفت گویہ ہو
رہی ہے۔ کہ کیا موجود قرآن کے حروف من و من و ہی ہیں۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
پر نازل کیے گئے؟

لیکن روایت مذکورہ سے جو ثابت کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اہل تشیع کے
کے مقام کے مطابق جن حروف سے حضرات ائمہ کی امامت ثابت ہوتی ہے
وہ من و عن باقی ہیں۔ اس کی تصدیق اس تشریح و تفسیر سے ہوتی ہے۔ جو صافی
شرح اصول کافی، میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس قول کے ضمن میں ذکر
کی گئی ہے۔ قول یہ ہے۔

إِنْ أَخَذْتُمْ بِمَا فِيهِ تَجَبُّوْكُمْ مِنَ النَّارِ۔

(جو کچھ قرآن مجید میں ہے اگر تم اس پر کاربند رہے تو نجات پاؤ گے)
لاذیل قرآنی معنی صافی سے خود اس کی زبانی سنئے کیا تفسیر ہے۔
صافی شرح اصول کافی۔

مراد اہل است کہ باوجود اسقاط و اختلاف و قرارت انقدر باقی
ماندہ کہ مرید با شد در امامت اہل بیت معصومین عالمیہ
بہیج احکام۔

(صافی شرح اصول کافی جلد دوم پروردگار شرم
ص ۷۶ کتاب فضل القرآن
مطبوعہ مکتبہ طبع قریم)

ترجمہ ۱۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشاد وہ ان اخذتہما فیہ الخ
سے مراد یہ ہے۔ کہ اگرچہ قرآن مجید میں کچھ حروف و آیات و سورتیں
ساقط کر دی گئیں۔ اور یہ بھی کہ اس میں قرارت کا اختلاف موجود
ہے بلکہ جو کچھ تحریر و تبدیل کے بعد) پتہ لگے۔ وہ بھی امامت
معصومین کی امامت پر مراعت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ جو

تمام احکام شریعیہ کے عالم میں۔

لہذا معلوم ہوا کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے اسی ارشاد سے جو دلیل میں مذکور ہے
(ان اقاموا حروفہ و حروفوا احد و دة) یہ ثابت کرنا کہ موجود قرآن غیر محفوظ ہے
اور اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔ بالکل نواور بے متعدد ہے۔ ہم اس سلسلہ میں امام جعفر
کے صاحبزادے جناب امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث پیش کرتے
ہیں۔ اور اس کی تشریح بھی غلطہ فرمائیں۔ یاد رہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی
وہ ہے کہ مذہب شیعہ امامیہ کا دار و مدار انکا پر ہے۔ دیکھ لیجئے کیسے صاف صاف الفاظ
میں روایت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ موجود قرآن محفوظ ہے۔ اور نامکمل ہے۔

صافی شرح اصول کافی

عَنْ أَبِي مَبِذَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ الْقُرْآنَ
الَّذِي جَاءَ بِهِ جِبْرِئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُحَمَّدٍ
سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ سَبْعَةَ عَشَرَ لَفْظًا يَسِيحُ۔

(شرح) روایت است از امام جعفر صادق علیہ السلام گفتند بدستیکہ
قرآن کہ آورد آن را جبرئیل علیہ السلام بموئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم ہزار
زمت است۔ مراد این است کہ بسیارے اڑاں قرآن ماقول شدہ و در
مباحث مشہورہ نیست زیرا کہ مجموع قرآن کے کہ در مباحث مشہورہ است
در آیات آن زواہل کو در چنانچہ موافق نقل صاحب مجمع البیان است حد
آیات ہر سوره را در اول آن سوره شش ہزار و سہ صد و پنجاہ و شش آیت است
و در تفسیر سوره دو حصی آتی، گفتہ شش ہزار و دو صد و سی
شش آیات است۔ و بالجملہ اگر مذہب دیگران را اعتبار
کنیم اند کے بیشتر یا کم تری شود۔ و ہر تقدیر بہفہدہ ہزار۔

نہی رسید۔

(صافی شریعت اصول کافی مصنفہ فاضل قمی
جلد دوم ہزار ششم ص ۵، کتاب فضل القرآن
مطبوعہ مکتبہ طبع قدیم)

ترجمہ ۱۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ وہ قرآن جو حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور پر اتارا تھا۔ دس سو ہزار آیات پر مشتمل قلام موصوف کے ارشاد سے مرویہ ہے۔ کہ موجود قرآن میں اس سے بہت سی آیات حذف کر دی گئی ہیں۔ کیونکہ اس وقت جو مصاحف قرآن پائے جاتے ہیں ان میں موجود تمام آیات کی تعداد اٹھ کوڑے کے نزدیک چھ ہزار تین سو پچھن بنتی ہے۔ صاحب مجمع البیان کے نقل کرنے کے مطابق جو کہ اس نے ہر سورت کی ابتداء میں اس میں موجود آیات کی تعداد لکھی ہے۔ یہی تعداد ملتی ہے۔ درہل آٹھ سوڑے کی تفسیر کے تحت صاحب مجمع البیان نے لکھا کہ اس میں چھ ہزار دو سو پچیس آیات ہیں۔ منتہیہ اگر دوسروں کے مذہب کا یہی اعتبار کریں۔ تو یہی قہوڑی بہت آیات کا فرق نکلتے گا۔ لیکن کسی طرح یہ تعداد ستر ہزار تک نہیں پہنچ سکتی۔

دلیل چہارم۔

ہمارے علماء اور محدثین اس امر کی مراعیت کرتے ہیں۔ کہ موجود قرآن بالکل مکمل ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر تبدیل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ خود ول وحی کے وقت تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نگرانی فرماتے رہے۔ اور آپ کے

وصال کے بعد صحابہ کرام نے بڑی جانفشانی سے اس کی مخالفت کی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در اقدس میں بہت سے صحابہ کرام پر سے قرآن مجید کے مانعہ تھے۔ اور پھر ساتھ ہی اس کی تعلیم و تدریس بھی اسی وقت سے شروع ہو رہی ہے۔ لہذا اس شدید مخالفت کے ہوتے ہوئے اس کی تحریریت و تبدیلی کیونکر ممکن ہے۔

لاحظہ ہو۔

تفسیر مجمع البیان:

إِنَّ الْقُرْآنَ كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مَجْمُوعًا
مُتَوَلِّيًا عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ وَأُسْتَدِلَّ
عَلَى ذَلِكَ بِأَنَّ الْقُرْآنَ كَانَ يَدْرُسُ
وَيُحْفَظُ جَمِيعَةً فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ
حَتَّى عُمَيَّةً عَلَى جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ
فِي حِفْظِهِمْ لَهُ وَآتَهُ كَانَ يُعْرَضُ
عَلَى النَّبِيِّ (ص) وَيُشْلَى عَلَيْهِ وَإِنَّ
جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ مِثْلَ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ
كَعْبٍ وَغَيْرِهِمَا تَحَمَّلُوا الْقُرْآنَ
عَلَى النَّبِيِّ (ص) عِدَّةَ خَمَمَاتٍ
وَكَذَلِكَ يَدُلُّ بَيِّنٌ
تَامِلٌ عَلَى أَنَّهُ كَانَ مَجْمُوعًا
مُرْتَبًا غَيْرَ مُبْتَدَرٍ وَلَا

ہیئت شوق -

(۱) - تفسیر صافی جلد اول ص ۲۵ / القدر الساتر

مطبوعہ تہران - طبع جدید

(۲) - تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ نمبر ۱۵

مقدمة المصنوع ابن النحاس

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ -

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں بھی قرآن مکمل ترتیب کے ساتھ جیسا کہ اس زمانہ میں ہے موجود تھا۔ اور مکمل اس پر یہ پیش کی گئی ہے کہ حضور ختمی مرتبت کے زمانہ میں قرآن کیم کی تدوین اور حفظ کرنا عام معمول تھا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام کی ایک جماعت کو صرف اسی کام کے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ کہ وہ قرآن کو ربانی یاد کریں اور ربانی یاد کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کرتے تھے اور آپ سے سماعت بھی کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت جس میں حضرت جعفر ثقفی، سعید بن جبشہ، ابی بن کعب بھی شامل ہیں انہوں نے کئی مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا قرآن سنایا۔ یہ تمام باتیں اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں اور معمولی طور پر یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ قرآن کیم یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ اقدس میں ایک بزرگ جمع ہو چکا تھا اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نہ تھے۔ کہ جن میں وہ ادھر ادھر بکھرا ہوا ہو۔

لفظ معلوم ہوا کہ ہمارے اکابر بھی اس بات کے قائل ہیں کہ موجود قرآن صرف ایک اور نہ ہی اس میں کمی بیشی ہوئی نہ تحریف قرآن کے بارے میں ہمارا یہی عقیدہ

ہے، اپنی سنت و جماعت سے ہمیں بدنام کرنے کے لیے ہم پر تحریریت قرآن کا الزام دے رہا ہے۔

جواب:

تفسیر صافی اور مجمع البیان کا حوالہ اپنی جگہ درست ہے۔ لیکن اہل تشیع سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کی عرانی اور حفاظت کے لیے جن حضرات کا نام حوالہ دے رہے ہیں، وہ اور پھر اسی کو غیر معرف اور غیر متبذل ہونے کی دلیل بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ ان حضرات صحابہ کرام کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے یعنی کیا تمہارے نزدیک یہ مومن تھے؟ تمہاری کتاب میں صحیح بیخ کر پکارا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد معاذ اللہ چند صحابہ کے علاوہ تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ ذرا درجہ الگ لکھی، کی مبادت انھیں کھولی کر پڑھو۔

رجال کشی:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ "ع" قَالَ كَانَ النَّاسُ
أَهْلَ الرِّدَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ إِلَّا قَلِيلًا مَشَدًّا
فَقُلْتُ وَمَنِ الْقَلِيلُ؟ فَقَالَ
الْمُعَدَّادُ بْنُ الْأَمْثَوِ، أَبُو ذَرِّ الْقَفَّارِيُّ
وَمُسْلِمُ الْقَفَّارِيُّ.

رجال کشی تعنیعت محمد بن عبد العزیز کشی

ص ۱۲ تذکرہ مسلمان الفارسی بلبرہ کرمان

ترجمہ ۱۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد تین آدمیوں کے سوا تمام صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ (اردو ہی کہتا ہے) میں نے دریافت کیا۔ دو تین کوئی تھے؟ فرمایا: مقداد بن الاسود۔ ابوذر غفاری اور سلمان الفارسی رضی اللہ عنہما (معلوم ہوا۔ کہ ان مذکورین صحابہ کرام کے علاوہ تمام صحابہ اہل تشیع کے نزدیک اسلام اور ایمان سے محروم ہو گئے تھے۔ اور ازمداد اپنا چمکے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ تہذیبی کتب تو ان کو ظالم، فاضل اور غاصب تک بھی بیان کرتی ہیں۔ تو جب تمہارے عقیدہ کے مطابق یہ حضرات ظالم، غاصب، فاضل اور مرتد تک تھے۔ تو پھر ایسے اوصاف کے حامیوں سے یہ توقع کرنا کہ یہ قرآن کریم کی حفاظت کریں گے۔ اور میں دمن اس کو آئندہ نسل کی طرف منتقل کریں گے۔ عقل سلیم کب اسے تسلیم کرتی ہے؟ اور کوئی نئی جوش ان کی حفاظت اور نگرانی میں رہنے والے قرآن کے بارے میں غیر محروم و غیر متبدلہ ہونے کا کب استدلال کر سکتا ہے؟

اس سے جہاں یہ معلوم ہوا۔ کہ اہل تشیع نے عوام مومنین کو فریب دے کر اپنے بازو میں یہ باند کرانے کی کوشش کی۔ کہ وہ بھی بقیہ مسلمانوں کی طرح قرآن کے محروم ہونے کے معتقد ہیں۔ وہاں یہ امر بھی واضح ہوا۔ کہ ایسا انہوں نے اس لیے کیا کہ ان کا وہ عقیدہ، اس پر انہیں مجبور کر رہا ہے۔ وہ نہ حقیقت دیکھتا ہے۔ جو ان کی کتب میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو چکی۔ یعنی یہ کہ اصلی قرآن امام مہدی کے پاس ہے۔ جب ظاہر ہوں گے۔ تو اسے ساتھ لائیں گے۔ اس وقت موجود قرآن ہم چھوڑ دیں گے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

✽

دلیل پنجم:

ابن کثیرین موجود قرآن کہیم کے مکمل اور غیر محرف ہونے کی ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں۔ جسے ان کے مناظر مولوی اسماعیل گوجرادی نے بھی اپنی سنت عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے پیش کیا ہے۔ دلیل یہ ہے۔

”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ موجود قرآن مکمل ہے مگر تم نے اس پر عمل کیا۔ تو ناں جنم سے نجات پاؤ گے۔ اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“
ابن سنت کے کہنے پر ہم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں روایت ذکر کرتے ہیں۔ میں میں انہوں نے مراحت فرمائی ہے۔ کہ موجود قرآن مکمل ہے۔
واللہ اعلم۔

صافی شرح اصول کافی:-

بَلْ كَذَّبَتْ قُرَآءٌ قَالَتْ إِنَّا لَأَنفَالُكُمْ مَائِيهِمْ تَجْتَوُونَ
مِنَ النَّارِ وَذَلَّلْتُمُ النَّبِيَّةَ لِيَاكُنْ فِيهِمْ حُجَجُنَا وَيَاكُنْ
حَقِّقْنَا وَقُوْحَىٰ مَا عَصَيْنَا۔

صافی شرح اصول کافی جلد ششم

ص ۶۶ کتاب فضل القرآن باب الثوار

مطبوعہ مکتبہ المصطفیٰ

تقریباً:-

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ موجود قرآن سب کاسب مکمل قرآن ہے۔ اور فرمایا۔ اگر تم نے اس میں موجود احکام پر عمل کیا۔ تو دوزخ کی آگ سے نجات پا جاؤ گے۔ اور جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ یقیناً اس

میں ہماری جنتیں ہیں۔ اور ہمارے حق کا بیان ہے۔ اور ہماری نعمت کا فرض ہونا مذکور ہے۔

جواب اول:

جواب سے قبل ایک بات عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ کہ مذکورہ حوالہ مرصعہ ہوا۔ میں نے سن رکھا تھا۔ اور اس دلیل کی اصل عبارت دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ بسیار کوشش کی۔ کہ کہیں سے ”صافی شرح اصول کافی“ ملی جائے لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ بالآخر ایک دن یہی کتاب حضرت العلامة استاد علی المحرم مولانا محمد مہر الدین صاحب دہلوی صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فیض شریعہ برہمست“ تحریر فرمائی۔ اس کے ہاں مل گئی۔ میں نے مولوی اسد علی گوہر دی کی مذکورہ دلیل کی عبارت تلاش کی۔ حسیب عبارت مذکورہ ملی۔ تو دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ کہ اتنے بڑے شیعی متفکر نے اتنا بڑا فراڈ اور دھوکہ دیا ہے۔ کہ خود بخود خدایا۔ اور نہ فکر آخرت ہوئی۔ بس یہی دین سوار تھی۔ کہ کذب بیانی اور فریب کی آڑ میں لوگ میرے لکے گئے ہیں۔ سارے جہاں پاؤں دو داہ داہ سے تھرازا پاؤں یہ بات میں نے اس لیے تحریر کی۔ بلکہ اصل عبارت میں خیانت بھی ظاہر ہو جائے۔ اور جواب دلیل بھی اسی عبارت سے پیش کیا جائے۔ تو نیچے اصل عبارت یوں ہے۔

صافی شرح اصول کافی،

وما فی الی انست اچھو در کتاب اجتماع خبری نقل شدہ در ایلموسین
علی علیہ السلام کہ بعد از کلام طویل با طومر گفت فَاخْبِرُوْنِیْ بِمَآ
کَتَبَ مُسَرَّوْغُثَانُ الْقُرْآنَ کَحَلَّةٍ اَمْ فِیْهِ مَا لَیْسَ
بِقُرْآنٍ قَالَ طَلَعَتْ بَلْ کَحَلَّةٍ قُرْآنٍ قَالَ اِنْ اَخَذْتُمْ
بِمَآ فِیْهِ نَجَوْثُكُمْ مِنَ النَّارِ وَنَحَلْتُكُمْ الْجَنَّةَ فَاِنْ فِیْهِ

حَقَّقْنَا وَبَيَّنَّا حَقُّنَا وَقَرُّنَا مَا قَعِنَا۔ مراد ایں است۔
کہ باوجود اسقاط و اختلاف و رقارت، انقدر باقی ماندہ کہ صریح باشند و اکت
اہل بیت معصومین عالمین بحکم احکام

رسانی شرح اصول کافی جز ہشتم،
ص ۷۹ باب النوار و کتاب فضل القرآن
مطبوعہ مکتبہ طبع قدیم

ترجمہ ۱۔

(اَنَا نَحْنُ قُرْآنُ الَّذِي هَكَذَا لَمْ يَزَلْ كُوْنُكَ مَوْجُوْدَ قُرْآنِ كَيْ مَكْلٍ
اور غیر محرف ہوئے پر۔) اور وہ مل پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کو
موجود قرآن کے معنوی ہونے کی دلیل نہیں بنایا جاسکتا، چاہے اس
دعویٰ کے موافق یہ روایت بھی ہے۔ جو احتجاج طبرسی «ناکتاب
ی مذکور ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب
حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گفتگو طویل
ہو گئی۔ تو انہوں نے حضرت طلحہ سے پوچھا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ جو صحیفہ حضرت
عمر اور عثمان رضی اللہ عنہما نے لکھ کر تیار کیا۔ کیا وہ مکمل قرآن ہے۔ یا اس میں
بعض باتیں وہ بھی ہیں۔ جو قرآن میں حضرت طلحہ نے جواب دیا۔ نہیں
بلکہ وہ تمام کا تمام قرآن ہی ہے۔ (کوئی دوسری بات جو غیر قرآن ہو اس
میں درج نہیں کی گئی حضرت علیؑ نے کہا۔ اگر تم اس کی تعلیمات و احکامات
پر عمل پیرا ہوئے۔ تو جہنم کی آگ سے نجات پاؤ گے۔ اور جنت سعادت
کے۔ بے شک اس میں ہمارے لیے جنتیں موجود ہیں۔ ہمارے حق کو یہی
ہے۔ اور ہماری طاعت کے فرض ہونے کا ذکر ہے۔

اس سے مراد یہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ موجود قرآن میں سے بہت کچھ نکال دیا گیا۔ اور اس کی قراوت میں بہت زیادہ اختلاف بھی موجود ہے۔ لیکن پھر بھی اس قدر آیات اس میں باقی رہ گئی ہیں۔ جو ملاحظہ ائمہ معصومین کی امامت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ وہ حضرات ہیں۔ جو اس قرآن کے تمام احکام کے عالم تھے۔

قارئین کرام! یہ بھی اہل عبارت۔ اس میں آپ نے دیکھا کہ کہ بَلِّ حُكْلَةُ قُرْآنِ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے الفاظ نہیں۔ بلکہ حضرت طحطاوی رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوال

پر کہے۔ ان الفاظ سے تو حضرت طحطاوی کا مقید معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجود قرآن کے کامل اور مکمل ہونے کے متقد تھے۔ اب حضرت طحطاوی رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر جو تبصرہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس میں خود کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود اس کے کہ موجود قرآن کو (بقول اہل تشیع) محرف اور نامکمل سمجھتے ہیں۔ پھر بھی فرماتے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ اس قرآن سے بہت کچھ نکالا جا چکا ہے۔ لیکن پھر بھی ایسی آیات اور بعض ایسے کلمات اس میں مرقوم و ماقط ہونے سے بچا گئے۔ جن میں ائمہ معصومین کی امامت (باعتبار مذکور ہے) اس میں ہمارے حقوق اور جاری جہتیں بھی کچھ باقی ہیں۔ لہذا اس قدر بچے کچھے قرآن پر بھی عمل کرو گے۔ تو قدر یہ نجات ہے۔

صاحب مافی کی مذکورہ عبارت۔ کہ میں کو مولیٰ اسماعیل گجروی نے موجود قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کیا۔ بیابانِ دہلی پبلشرز کہہ رہی ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک موجود قرآن محرف اور غیر مکمل ہے۔ اس سے بہت کچھ نکال دیا گیا ہے۔

(بقول اہل تشیع)

جواب دوم :-

اگر کوئی شیئی مذکورہ عبارت کی یہ توجیہ پیش کرے کہ "بیل کھلہ قرآن" حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اعتقاد میں موجود قرآن مکمل اور غیر محرف ہونے کے لیے آپ کا یہ ارشاد بطور اشارہ کافی ہے۔ "جو پکڑا اس میں ہے" اگر تم نے اس پر عمل کیا تو جنتی ہو جائو گے، کیونکہ ان الفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن کو آپ مکمل سمجھتے تھے۔ سمجھی تو اس پر عمل کرنے کی جواز و ورزش سے رہائی بیان فرمائی۔ اگر یہ ناقص اور محرف ہوتا تو پھر اس میں موجود احکامات پر عمل کرنے سے مذکورہ خوشخبری کیونکر دستہ کو سکتی تھی۔ جو معلوم ہوا کہ ان الفاظ کے قدیمہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اشارہ فرمادیا ہے۔ کہ ان کے نزدیک موجود قرآن مکمل ہے۔ اور ملاوہ نجات ہے۔

اس استدلال کے بارے میں ہم نے "جواب اول" میں واضح کر دیا ہے۔ کہ خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ وضاحت کی گئی ہے۔ کہ وہ (بقول اہل تشیع) موجود قرآن کو ناقص اور ساقط سمجھتے ہیں۔ جس پر یہ الفاظ صراحت و دلالت کرتے ہیں "وہ ملاوہ" ایسی است کرنا وجود ساقط الخ

اس کے علاوہ ہم اہل تشیع کی زبانی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حوالہ سے یہ مان لیتے ہیں۔ کہ آپ موجود قرآن کے مکمل ہونے کے معتقد تھے لیکن ہم اہل تشیع سے یہ پوچھ بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ وہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کہ جن کی بابت "اعتقاد طبری" میں خود ان کا قول موجود قرآن کے بارے میں واضح طور پر بتلا رہا ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ موجود قرآن کو قطعاً مکمل اور غیر محرف نہیں جانتے تھے۔ قول لائحہ ہوا لکے صفحہ پر۔

احتجاج طبری

كُوِّنَتْ لَكَ كُلُّ مَا اُسْتُعْطِ وَخُفِرَتْ وَبَدِّلَ وَمَا
يَجُوزُ هَذَا الْمَجْزَى لَعَالٍ وَلَقَدْ مَا تَخْطُرُ التَّعْيِثَةُ
اِنْطَهَارًا

(۱- احتجاج طبری جلد اول ص ۱۱۱، احتجاج

علی علیہ السلام علی زندگی فی آی مشابہ

مطبوعہ مکتبہ شریف طبع ہمدان

(۲- احتجاج طبری ص ۱۲۵ طبع قدیم)

توجہ:-

اگر تیرے سامنے میں اُن تمام آیات و کلمات کی تشریح کروں۔ جو
موجود قرآن سے نکال دیے۔ اور تبہول کر دیئے گئے۔ اور تحریر کر دیئے
گئے۔ اور ان کے علاوہ کچھ دیگر طریقوں سے جو کچھ قرآن کے ساتھ کسی پیشانی
کے لیے کیا گیا۔ تو بات بہت لمبی ہو جائے گی۔ اور تفسیر کا تقاضا یہ ہے
کہ ایسی باتوں کو ظاہر کیا جائے۔ لہذا ان تمام آیات و کلمات کی تشریح
میں نہیں کرتا۔

آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول سے جو بظاہر یا ہو
بلکہ اس قول کے مطابق و بموجب اعتقاد اہل تشیع اہل موجود قرآن کے مکمل ہونے کے
بالکل قائل نہیں۔ لہذا آپ کی طرف سے وہ دلیل کہ جس کے ذریعہ موجود قرآن کو مکمل ثابت
کرنے کی کوشش کی گئی تھی قطعاً قابلِ توجہ نہیں کیونکہ ہم گوشہ اطلاق میں شریعت و بسط کے ساتھ
یہ کہہ چکے ہیں۔ کہ چند لاکھوں کے صحابہ پر قدرت و نفوذ اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ موجود قرآن
میں ہر طرح کی تحریف و تبدیلی ہو چکی ہے۔ اور یہی پیشکش سے قطعاً متبرک نہیں ہے۔ اور

پھر قرآن یہ کہی عقیدہ کو وہ اپنے ملائے متقدمین کا عقیدہ تھی کہ انہی مسمومین کا عقیدہ گردانتے ہیں تو پھر ایسے دلائل جو کہ خود ان کے اجتماعی اور اجتماعی عقیدہ کے مخالفت ہوں، انہیں پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا کہ ہم اپنی تشریح موجود قرآن کے مکمل اور غیر معرفت ہونے کے قائل ہیں۔ کون ان پر اعتبار کرے گا۔ دراصل یہ دو رنگی معرفت اس لیے تاکہ اپنے کیے پر پردہ ڈال سکیں اور حقیقت حال کو ظاہر ہونے سے روک سکیں اس قسم کے غریب اور فراڈ و عام پر تو چل سکتے ہیں۔ لیکن صاحبان عقل و خرد ان کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔

وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ

فصل چہارم

اہل تشیع کے نزدیک موجود قرآن
بھی ناقابل عمل اور ائمہ معصومین سے مروی احادیث بھی

اہل تشیع کی معتبر کتب میں ان کو یہ عقیدہ واضح الفاظ میں مذکور ہے کہ موجود قرآن
کے احکام پر عمل بوجہ مجبوری اس وقت تک ہے جب تک امام زمانہ امام محمدی ظاہر
نہ ہوں گے۔ لیکن جب وہ نمودر فرما ہوں گے تو وہ اصل قرآن ہے کہ انہیں ملے جس کے
بعد موجود قرآن پر عمل کرنا ختم ہو جائے گا۔ اصل عبارت یوں ہے۔
الوارث لعمانیہ۔

كَيْفَ جَاَزَ الْيَرَاءَةُ فِي
هَذَا الْقُرْآنِ مَعَ مَا لِحَقَّةٍ مِنَ التَّغْيِيرِ
قُلْتُ قَدْ قَرَأْتُ فِي الْأَخْبَارِ أَنَّهُ

أَمَرُوا شِيعَتَهُمْ بِقِرَاءَةِ هَذَا الْمَوْجُودِ
 مِنَ الْقُرْآنِ فِي الْمَثَلَةِ وَخَيْرِهَا وَالْعَمَلِ
 بِأَحْكَامِهِ حَتَّى يَظْهَرَ مَوْلَانَا صَاحِبُ
 الزَّمَانِ فَتَرْتَفِعَ هَذَا الْقُرْآنُ مِنْ أَيْدِي
 النَّاسِ إِلَى السَّمَاءِ وَيُخْرِجَ الْقُرْآنُ
 الَّذِي آفَكَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَيُقْرَأُ
 وَيُفْعَلُ بِأَحْكَامِهِ رَوَى الْكَلْبِيُّ بِإِسْنَادِهِ
 إِلَى سَالِمِ بْنِ سُلَيْمَةَ قَالَ قَرَأَ رَجُلٌ عَلَى
 أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَآنَا أَسْتَمِعُ حُرُوفًا
 لَيْسَ عَلَى مَا يَقْرَأُهَا النَّاسُ فَقَالَ أَبُو
 عَبْدِ اللَّهِ اللَّهُ مَنَ كُفَّ عَنْ هَذِهِ الْقِرَاءَةِ
 وَاحْتَرَأَ كَمَا يَقْرَأُ النَّاسُ حَتَّى يَقُومَ
 الْقَاسِمُ فَإِذَا قَامَ قَرَأَ كِتَابَ اللَّهِ عَلَى
 حَذْوِهِ وَآخُورَجَ الْمُصْحَفَ الَّذِي كَتَبَهُ
 عَلِيٌّ وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 قَرَعَ مِنْ ذَلِكَ الْقُرْآنِ قَالَ لَهُ هَذَا
 كِتَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى
 مُحَمَّدٍ وَفَدَّ حِمَّتَهُ بَيْنَ اللّٰهُ حَنِ
 فَقَالُوا هُوَ إِعْنَدَنَا مَصْحَفٌ جَامِعٌ فِيهِ
 الْقُرْآنُ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيهِ فَقَالَ أَمَا وَاللَّهِ
 مَا تَرَوْهُ تَعْدَ يَوْمِكُمْ هَذَا أَبَدًا إِسْمَاعِيلُ

كَانَ عَلَيَّ أَنْ أَخْبِرَ كُمْ حِينَ جَمَعْتُهُ لِيَتَقَرَّرَ ءَوْدُ وَ
الْأَخْبِلُ الْوَارِدَةُ بِهَذَا الْمَضْمُونِ كَثِيرَةٌ جِدًّا۔

(۱۔ انوار نعمانیہ جلد دوم ص ۲۶۳ نور فی السوء)

مطبوعہ میرپور۔ طبع جدید

(۲۔ انوار نعمانیہ ص ۲۳۸۔ مطبوعہ ایران)

طبع قدیم

منقولہ :-

اگر تو یہ کہے کہ اس موجود قرآن کی تلاوت و قراءۃ کیوں کر جائز ہے۔ حالانکہ
اس میں بہت کچھ تبدیلی لائی گئی۔ تو میں جواباً کہوں گا۔ کہ بہت سی روایات
میں وارد ہے۔ کہ حضرات ائمہ معصومین نے اپنے شیعوں کو یہ حکم دیا ہے
کہ اسی موجود قرآن ہی کا وہابی غارت تلاوت کر سکا ہو۔ اور اسی کے احکام
پر عمل کر سکا ہو۔ یہاں تک کہ ہمارے آقا صاحب الزمان (امام مہدی)
ظاہر ہو جائیں۔ پھر جب وہ ظاہر ہوں گے۔ تو لوگوں کے ہاتھوں سے
یہ موجود قرآن آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ اور امام مہدی وہ قرآن
نکالیں گے۔ جسے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔ تو پھر
اسی کی تلاوت ہوگی۔ اور اسی کے احکام پر عمل ہوگا۔

”الیکفی“ نے سالم بن سلیم کے اسناد کے حوالے سے یہ روایت
ذکر کی کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن پڑھا
میں نے اس سے الفاظ سنے۔ جو عام لوگ نہیں پڑھتے تھے۔ تو حضرت
امام جعفر نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دے۔ اور جو کہ جانا اسی طرح اونی ہی
الفاظ سے پڑھ۔ جو عام پڑھتے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کی طرف پڑنا اس حدت

تک قابل عمل رہے گا۔ جب تک امام ہمدانی کا محور میں ہر جانتا جب وہ ظاہر ہو جائے گی
 کہ حیلہ قرآن لائیں گے۔ اور تلاوت اسی قرآن کی کریں گے جسے حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا۔

اسی حدیث میں مذکور ہے۔ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس قرآن
 کے جمع کرنے سے فارغ ہوئے۔ تو ان (ابوبکر، عمر و غیرہ) کو کہا۔ یہ کتاب اسی طرح
 جمع کی گئی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد علی المرتضیٰ و سلم پر نازل
 فرمائی تھی۔ میں نے اسے دو گتوں کے درمیان ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ حضرت علی
 المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے کہا۔ یہ وہ ہو گا۔ ہمارے پاس بھی ایک مصحف ہے
 جس میں پورا قرآن جمع ہے۔ اس لیے ہمیں تمہارے جمع شدہ قرآن کی کوئی ضرورت
 نہیں۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ نے فرمایا۔ خدا کی قسم آج کے دن کے بعد کسی بھی قسم
 یہ قرآن جو میں نے جمع کیا وہ کھنڈا نہیں ہو گا۔ میری ذمہ داری تھی۔ کہ میں تمہیں اس امر
 کی اطلاع کر دوں۔ کہ میں نے جمع کر دیا ہے۔ تاکہ تم اس کی قرأت و تلاوت کرو۔
 اس مضمون یعنی قرآن میں تحریریت و تبدیلی کے سلسلہ میں اکی بہت سی اخبار و روایات
 کتب میں وارد ہیں۔

ثابت ہوا

کہ موجود قرآن باہر مجبوری ایک مدت تک قابل عمل ہے۔ جب مجبوری ختم ہو
 جائے گی۔ تو یہ قرآن بھی آسمانوں کی طرف اٹھایا جائے گا۔ پھر اسی قرآن لوگوں کو دیکھنا
 پڑھنا نصیب ہو گا۔
 نوٹ:-

ہم نے درانی و نہانیہ کی جو روایت ذکر کی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ کسی ذہن میں اس

ائمہ معصومین ظاہریں سے ظاہر روایات کرجن کی ہم نے نامیں
 کائناتوں میں سے صحیح پایا۔ یہ بات بچی ہے کہ تاریخ کی اکثر کتابیں
 وہ ہیں جنہیں دھوسنے کی ہودیوں کی تاریکی کتبے اخذ کیا۔ (اور ان کے مضامین
 اپنی کتابوں میں درج کر دیئے) ایسی دہر ہے کہ جمہور کی کتب تاریخی میں ایسی
 باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جو جوئی اور کی گھڑت ہیں۔

» انوار نہانیہ « کی متولہ عبارت اور مذکورہ حوالہ سے اہل تشیع کا جو عقیدہ ہمارے
 سامنے آتا ہے۔ بعینہ ایسی عقیدہ الٰہی کے ایک اور مجتہد نے بھی ذکر کیا ہے۔ یہ وہی مجتہد
 صاحب ہیں۔ کہ جنہیں سید صاحبین صاحب نے » استقراء الانحزام « میں آیۃ اللہ فی
 الدینین کا لقب دیا ہے۔ یہ مجتہد » ضربت حیدریہ « کے معنی سید و ولد اعلیٰ ہیں۔
 اپنے اس کتاب میں یوں رقمطراز ہیں۔

ضربت حیدریہ :

ترتیب آیات موجودہ الاکان تا ظہور حضرت صاحب العصر نزد فرقد المہدی قابل
 تسک و احتجاج است و وجہ : لیکر ائمہ اہم شیعیان خود را در زمان غیبت
 بتایر ضرورت و اضطرار و عدم امکان وصول شکل بترتیب واقعی منوطی بہار
 عمل برکن دادہ اند نہ لیکر اُن ترتیب فی نفسہ مطابقت بواقعہ دارد و واجب
 اصل از حیثیت و اقصیت است پس در حقیقت تسک بترتیب کنافی
 تسک بقول امام باشد نہ بنفس ترتیب مذکور و ایں تسک نیز بر سبیل
 عموم دھیت نیست

مَا تَرَى ثَبُتَ خِلَافُهُ يَنْصَحُ مِنْهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ
 أَوْ لَمْ يَسْأَلُوا إِلَى مَا يَخَالِفُ نَعُوذُ بِهِ إِلَّا لَوْ جَبَّ

المصنف علی خیلانیہ۔

(ضررۃ میدیہ جلد دوم ص ۸۱)

توجہ!

فرقہ امامیہ شیعہ کے نزدیک موجود قرآن اس وقت تک قابل عمل ہے جب تک امام العصر (امام مہدی) ظہور نہیں فرماتے ساور اسی وقت تک یہ قابل ترک و احتجاج بھی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرات ائمہ معصومین نے حرام (ابلی تشیع) کی جب اس مجبوری اور پریشانی کو جانتا کہ جب تک امام العصر ظہور نہیں فرماتے اس محرمی حرام کی اس تعلق تک سالی کہ جسے حقیقی نزولی ترتیب کے ساتھ جینا پڑ گیا ہے۔ بالکل ہے۔ لہذا اس مجبوری کی بنا پر موجود قرآن پر عمل کرنے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ حضرات ائمہ معصومین کے موجود قرآن سے ترک کی اہادت دینے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے نزدیک موجود قرآن کی ترتیب حقیقی نزولی اور مطابقی واقعہ ہے۔ ساور واجب العمل ہر نذیم ثبوت واقعیت ہے۔ لہذا اس موجود قرآن کو قابل عمل سمجھنا اس سے ترک و احتجاج کو درست جانتا و راسل قولی امام پر عمل کرنا ہے۔ نہ کہ موجود قرآن کی نفس ترتیب قابل عمل ہوئی۔ اور یہ بھی کریں: مجبوری ترک امام اندکی عہد پندیں ہے۔ بھراس دھتک کے جنگ کہ حضرات ائمہ معصومین سے بطور نفس اس کی مخالفت ثابت نہ ہو۔ یا ان سے مروی نصوں کی تردید کے نتیجہ کا حامل نہ ہو۔ لہذا اس موجود قرآن کے غفلت اور قلام کے مطابق پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

خلاصہ :

ضرورت حیدر یہ اور انوار نعمانیہ دونوں کتابوں کے حوالہ جات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی۔

۱۔ موجود قرآن کی آیات سے تسک و احتجاج اور اس کے احکام پر عمل بامر مجیدی

ہے۔

۲۔ یہ تسک و احتجاج ظہور مہدی تک ہے۔

۳۔ موجود قرآن کی ترتیب و نہیں۔ جس پر یہ نازل ہوا۔

۴۔ حقیقی خود کی ترتیب اس قرآن کی ہے۔ جو امام مہدی کے پاس ہے۔

۵۔ موجود قرآن پر عمل اور اس سے تسک اس بنا پر نہیں۔ کہ یہ قرآن ہے۔ بلکہ اس وجہ

سے کہ ائمہ معصومین نے اس کا حکم دیا۔ لہذا حقیقت یہ ائمہ کے احکام کی

پیروی ہے۔ نہ کہ قرآن کی حقیقت کو تسلیم کرنا ہے۔

۶۔ ائمہ کی طرف سے موجود قرآن پر عمل کی اور عموم کے طور پر نہیں۔ بلکہ اس کے لیے

بھی ان شراک کا پورا ہونا ضروری ہے۔ اہل حضرات ائمہ سے منقول کسی نص کے

مخالفت نہ ہو۔ ۲۔ یا اس سے منقول روایات کی مخالفت کا واسطہ نہ کھلتا

ہو۔ اگر یہ شراک نہ پائی جائیں۔ تو قرآن کو چھوڑ کر ائمہ کے ارشادات پر عمل ہوگا

اس خلاصہ سے ایک بات سامنے آتی ہے۔ کہ قرآن پر عمل کرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا

بلکہ حقیقت اور اصلیت ائمہ معصومین کے ارشادات کی ہے۔ اور مادیت ائمہ ہی

قابل تسک اور احتجاج ہیں۔ اب ہم اسی بات کی تحقیق کرتے ہیں۔ کہ ائمہ معصومین سے

مروی روایات کے متعلق اہل تشیع کیا کہتے ہیں۔ کیا بے چون و چرا ان سے مروی

ہر روایت قابل عمل اور لائق تسک سمجھے ہیں۔ یا اس کے لیے بھی کوئی ایسا ہاں یا نہ ہاں

ائمہ اہل بیت کی مرویات باہم متضاد ہیں لہذا قرآن کی تائید کے بغیر ان کی روایات قابل عمل نہیں

اہل تشیع اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت کی احادیث میں بہت زیادہ اختلاف اور واضح تضاد موجود ہے۔ حتیٰ کہ کئی ایسی حدیث کا پایا جاتا ہے جو باہم متضاد ہے۔ کہ جس کے خلاف انہی سے مروی حدیث موجود نہ ہو۔ اس پس منظر میں اگر مذہب شیعہ کو دیکھا جائے۔ تو ان کی بے پیمانی اور پریشانی اور بڑھ چکی ہے۔ آخر کیوں نہ بڑھے۔ جبکہ ان کے مذہب کی بنیاد ہی احادیث ائمہ ہیں۔ ان کی پریشان حالی خود ان کی دہائی سینے۔

اساس الاصول ۱۔

الْأَحَادِيثُ الْمَأْخُودَةُ مِنَ الْأَيْمَةِ مُخْتَلَفَةٌ
جِدًّا لَا يَكَادُ يُوجَدُ حَدِيثٌ يَكُونُ فِي
مَقَابِلَتِهِ مَا يَنَاقِضُهُ وَلَا يَشْفِقُ
خَبْرًا إِلَّا يَرَاهُ مَا يُضَادُّهُ حَتَّى
صَارَ ذَلِكَ سَبَبًا لِرُجُوعِ بَعْضِ النَّاقِلِينَ
عَلَى اعْتِقَادِ الْحَقِّ كَمَا حَتَرَ حَيْثُ شَيْخُ
الطَّائِفَةِ فِي أَوَائِلِ الشَّهْدِيِّ وَ
الْمُسْتَبْصِرِ وَمَنَاشِئِهِ هَذِهِ

الْإِخْتِلَافَاتِ كَثِيرَةٌ جِدًّا مِنَ التَّقْوَةِ
وَالنَّوَاصِيعِ وَاشْتِبَاهِ السَّامِعِ وَ
النَّاسِخِ وَالتَّخْصِصِ وَالتَّقْيِيدِ وَ
غَيْرِ تِلْكَ الْمَذْكُورَاتِ مِنَ الْأُمُورِ
الْكَثِيرَةِ كَمَا وَقَعَ التَّضَرُّيْحُ عَلَى
أَكْثَرِهَا فِي الْأَخْبَارِ الْمَأْثُورَةِ عَنْهُمْ
وَإِمْتِنَانِ الْمَنَاشِئِ بَعْضُهَا عَنْ بَعْضٍ فِي
بَابِ كُلِّ حَادِثَيْنِ مُتَمَتِّلَيْنِ بِحَيْثُ
يَحْصُلُ الْمِلْكُ وَالْيَحْيَانِ يَتَعَيَّنُ الْمَنْشَأُ عَيْنُهُ
جِدًّا أَهْوَى التَّلَاقَةِ كَمَا لَا يَتَعَيَّنُ.

(اسلامی اصول منصف و بیاد علی بہشتیہ)
کلی نوع سے مبادت نقل کی گئی ہے۔
منصف نہیں لکھا۔

نوٹ:

اسلامی اصول نقلی نسخہ کے بارے میں مذمت درج نہیں ہیں۔

ترجمہ:

حضرت امام اہل بیت سے منقول احادیث کا باہم اس قدر اختلاف
ہے کہ کسی ایک حدیث کو ایسا نہ مانا جاسکے کہ جس کے مقابل میں کوئی
دوسری حدیث موجود ہو۔ اور کوئی ایسی خبر موجود نہیں کہ جس کی ضد
نہ پائی جاسکے۔ یہ اختلاف اتنا بڑا ہے کہ بعض ناقص لوگوں کے
حق (مذہب شیعہ) چھوڑنے کا سبب بن گیا۔ جیسا کہ تہذیب اور

الاستعداد میں شیخ الاسلام نے صراحت کے ساتھ بیان کیا کہ روایات حدیث میں اس اختلاف کے مختلف اسباب ہیں مثلاً تفسیر، متن، کثرت روایات، سننے والے کا اشتباہ میں پڑ جانا، نسخ، تخصیص، تفسیر وغیرہ۔ یہ اور بہت سے دوسرے اسباب ہیں۔ جن کی روایات اثر اہل بیت میں تصریح موجود ہے۔ اور کوئی سکا دوسرے شریک کے مابین موجود اختلاف و تضاد کو دور کر کے اس کیفیت تک پہنچا کہ ان سے علم و بین کی دولت لی جائے انتہائی شکل ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ امتیاز طاقت انسانی سے باہر ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

تہذیب الاسلام۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لِلّٰی الْحَمْدِ وَ مُسْتَحَقِّهِ وَ
 صَلَوَاتُهُ عَلٰی خَلْقِهِ مِنْ خَلْقِهِ
 مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهِ وَسَلَّمَ قَسِيْمًا ذَا كَرَمٍ
 بَعْضُ الْأَصْدِقَاءِ أَيْدَهُ اللَّهُ بِمَنْ
 أَوْجَبَ عَلَيْنَا حَقَّهُ يَا حَادِيْنِیْ أَصْحَابِنَا
 أَيْدَهُمُ اللَّهُ وَ رَجِمَ الثَّلَاثَ مِنْهُمْ وَ
 مَا وَفَّعَ فِيْهَا مِنَ الْإِخْتِلَافِ وَ الْقَبَائِنِ
 وَ الْمُنَافَاةِ وَ التَّضَادِّ حَتَّى لَا يَكَادَ
 يَتَّفِقُ خَبْرٌ إِلَّا بِأَرَادِهِمْ مَا يُطَاوِدُ
 وَلَا يُسَلِّمُ حَدِيثٌ إِلَّا وَفِيْ مُقَابَلَتِهِ
 مَا يُنَافِيْهِ حَتَّى جَعَلَ الْمُتَعَالِمُونَ ذٰلِكَ
 مِنْ أَكْثَرِ الظُّمُؤُنِ عَلَى مَذْهَبِنَا

وَتَطَرَّقُوا بِذَلِكَ إِلَى ابْطَالِ مَعْتَقِدِنَا
وَذَكِّرُوا أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ شَيْبُوكُمْ الْقَلْفُ
وَالْخَلْفُ يُطْعِمُونَ عَلَى مَخَالِفِهِمْ بِالْإِخْتِلَافِ
الَّذِي يَدَّيْنُكَ اللَّهُ تَعَالَى بِهِ وَيَشْعُونَ عَلَيْهِمْ بِإِفْرَاقِ كَلِمَتِهِمْ
فِي الْفُرُوعِ وَيَذَكِّرُونَ أَنَّ هَذَا مِمَّا
لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَعَبَّدَ بِهِ الْحَكِيمُ وَلَا آتٍ
يُبَيِّحُ الْعَمَلَ بِهِ الْعَبَائِمُ وَقَدْ وَجَدْنَا
أَشَدَّ اخْتِلَافًا مِنْ مَخَالِفَتِكُمْ وَكَثْرَتَابَيْنَا
مِنْ مَبَايِنِكُمْ وَوُجُودُ هَذَا الْإِخْتِلَافِ
مِنْكُمْ مَعَ إِعْتِقَادِكُمْ بظُلَانِ ذَلِكَ دَلِيلٌ
عَلَى قَسَادِ الْأَصْلِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى جَمَاعَةٍ
مِمَّنْ لَيْسَ لَهُمْ قُوَّةٌ فِي الْعِلْمِ وَلَا بَصِيرَةٌ
بِوُجُودِ الشَّظَرِ وَمَعَانِي الْأَلْفَاطِ
شَبَهَةٌ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ رَجَعَ
عَنْ إِعْتِقَادِ الْحَقِّ كَمَا اشْتَبَهَتْ
عَلَيْهِ التَّوَجُّهُ فِي ذَلِكَ وَعَجَزَ عَنْ
حَلِّ الشُّبُهَةِ فِيهِ سَمِعْتُ شَيْخَنَا أَبَا
عَبْدِ اللَّهِ أَيْدَهُ اللَّهُ يَذَكِّرُ أَنَّ
أَبَا الْحُسَيْنِ الثَّاهِرُ فِي الْعَدُوِّ كَانَهُ
يَعْتَقِدُ الْحَقَّ وَبَيِّنِينَ بِالْإِمَامَةِ
فَرَجَعَ عَنْهَا لَمَّا اتَّبَسَ عَلَيْهِ

الْأَمْرُ فِي اخْتِلَافِ الْأَحَادِيثِ
وَتَرْكِ الْمَذْهَبِ وَدَانَ يَغْيِرُهُ لِقَالِهِ يَتَّبِعُونَ
لَهُ وَجْهَهُ الْمَعَانِي فِيهَا وَهَذَا يَدُلُّ أَنَّ
بِخَلْفِهِ عَلَى غَيْرِ بَصِيرَةٍ وَاعْتَقَدَ
الْمَذْهَبَ مِنْ جِهَةِ الثَّقَلَيْنِ لِأَنَّ الْاِخْتِلَافَ
فِي الْقُرْءَانِ لَا يُوجِبُ تَرْكَ مَا ثَبَتَ بِالْأَدِلَّةِ
مِنَ الْأَصُولِ۔

(تہذیب الاحکام مفسد شیخ الاسلام علی جعفر
طوسی جلد اول ص ۲-۳ / مطبوعہ تہران)

ملین ہیرد

ترجمہ ۱۔

تمام تفرغیں اس کے لیے جو قرینیت کا مالک اور مستحق ہے۔ اور اس کی حقیر
اس کی مخلوق میں سے بہترین لوگوں یعنی محمد اور آل محمد پر اور اللہ کی طرف
سے ان پر سلامتی ہو۔ میرے ایک دوست (اللہ اس کی مدد کرے)
نے ہمارے اصحاب کی احادیث مجھے یاد دلوائیں۔ یہ وہ شخص تھا
جس کا حق ہم پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اصحاب احادیث پر
رحم فرمائے۔ اس شخص نے مذکورہ احادیث میں واقعی اختلاف بیان
مناقشات اور تضاد کی بھی یاد دلوائی۔ یہ اختلاف روایات اس حد تک
ہے کہ شاید ہی کوئی ایسی حدیث ملے کہ جس کے مقابلہ میں اس کی
ضد نہ ہو۔ اور شاید ہی کوئی روایت قابل تسلیم ہو کہ جس کی منافی حدیث موجود
نہ ہو۔ یہ حال یہ کہ ہمارے مخالفین نے اسی اختلاف کو ہمارے
مذہب پر اعتراض کرنے کے لیے ایک عظیم حربہ بنایا۔ اور اس کی

بننا پر ہمارے اعتقادات کے بنگلان کا راستہ پایا۔ ان مخالفین اہل تشیع سے یہ کہنا کہ اسے شیعوں ہمارے اگلے پچھلے اپنے مخالفین پر مبنی کرتے ہیں۔ اس کے ہمارے مخالفو! تم نے جن باتوں پر اپنے دین کی بنیاد رکھی ہے۔ اور ان باتوں کو ائمہ کا دین کہتے ہو۔ وہ تو باہم مختلف ہیں۔ اور یہ اتہائی قابل مذمت طریقہ ہے۔ کہ تمہارے علماء کے باہمی فردی اختلافات ایک حقیقت ہیں۔ اور اس پر مزید یہ کہ کیا ایسی باتوں کو کوئی صاحب حکمت اپنا دین قرار دے سکتا ہے۔ اور کوئی صاحب علم اس کو درست کہہ سکتا ہے؟

اسے شیعوں! کیا چھار روایات و احادیث کا اختلاف تمہارے اسی اختلاف سے بڑا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ تمہاری احادیث کے مابین تباہی و بھنی شل آپ ہے۔ ان شدید و عظیم اختلافات کے ہوتے ہوئے اور وہ بھی ایسے کہ تم ان کے کفر کو ہو۔ کیا تمہارے مذہب کے اصل کے فساد کی وہ دلیل نہیں؟

یہی اختلاف روایات کچھ ایسے لوگوں کے لیے مذہب شیعوں چھوڑنے کا سبب بنا۔ جنہیں علم کی مضبوطی حاصل نہ تھی۔ اور نہ ہی انہیں فکر و فکر کے طریقوں کی بصیرت میسر تھی۔ اسی اختلاف نے انہیں بہت بڑے شبہ میں ڈال دیا۔ جب وہ اس کا حل تلاش کرنے میں ناکام ہوئے۔ تو راجحی سے پھر گئے۔

میں نے اپنے شیخ ابو عبد اللہ (امام اس کی تائید کرے) سے سنا کہ ابو انیس ہارونی عوی پہلے اعتقاد و عقائد مذہب شیعوں پر تھے۔ اور مسئلہ امامت ائمہ کا دین تھا۔ پھر جب انہی اہل بیت کی احادیث کے اختلاف سے اسے حق میں اشتباہ و انقیاس دکھائی دیا۔ تو یہ مذہب چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا۔ کیونکہ اسی روایات و احادیث کے ساقی کی مختلف درجات امت اس پر حیاں نہ ہو سکیں۔ اس

مذہب شیعہ کو مذکور بنا پر چھوڑ دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس نے یہ مذہب بغیر بعیرت کے محض تقلید ہی طور پر اپنایا تھا۔ کیونکہ فروع کی اختلافات کا پایا جائیہ لازم نہیں کر دیتا۔ کہ ان اصول کو بھی خیر آباد کہہ دیا جائے۔ جو دلائل اور براہین سے ثابت ہوں۔

دونوں حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ ائمہ اہل بیت سے مروی احادیث و روایات اس قدر باہم مختلف ہیں۔ کہ شائد ہی کوئی ایسی روایت مل سکے۔ کہ جس کے مختلف روایت موجود نہ ہو۔
- ۲۔ یہی اختلاف احادیث بعض شیعوں کے لیے مذہب شیعہ کو چھوڑ دینے کا سبب بنا۔ جن میں ابو اسیحہ دارونی بھی شامل ہے۔ یہ پہلے پہل شیعی امامی تھے لیکن اختلاف احادیث کی بنا پر مذہب شیعہ سے تائب ہو گیا۔
- ۳۔ کوئی سی دوا حدیث میں اختلاف کو اس طرح ختم کر دینا کہ ان سے یقین و حکم کی دولت حاصل ہو سکے۔ نہایت مشکل امر ہے۔ اور طاقت انسانی سے باہر ہے۔
- ۴۔ اس اختلاف کی بہت سی وجوہات ہیں۔ جن میں قیصر و نسخ احادیث بہت اہم ہیں۔

اب بیچارے کدھر جائیں،

موجودہ قرآن پر دوسرے سے نیز محرف ہونے کا ایمان و اعتقاد ہی نہ تھا۔

بامجمہوری امام کے کہنے پر امام مہدی کے غلو تک قابل عمل سمجھا۔ اور وہ بھی اتنا حصہ جو
اعادیت ان کے خلاف نہ ہو۔ یا جس کا تائید ان کے اہل بیت کی اعادیت سے ہوتی ہو۔
اب جس پر وار و مدار تھا (یعنی اعادیت ان کے) اس میں جو کچھ گڑبڑ ہے۔ ہم نے اس کی
نشاندہی کر دی۔ خود ان کا تقید ان کے ان کے روایات کو سے ڈوبا۔ ان کی اغراض و خواہشات
نے من گھڑت اعادیت بنائیں۔ تو وہ سہارا بھی ٹوٹ گیا۔ جس مکان کی ممبری پر موقوفہ کو
قربان کیا۔ وہ ریت کا گھر فنا ہو گیا۔ ڈوبتی کشتی کے لیے جس کو تار و رخت سمجھا۔ وہ اکٹھا
ہوا گھاس کا شکار تھا۔ اب نیا سائے ماندن نہ پاسے رفتن۔

ان کے روایات میں اختلاف کی قطع کو پانٹنا طاقت بشری سے خارج امر ہے
اب اہل تشیع سے ہی پوچھنا چاہیے۔ کہ کدھر جائیں۔ اور کیا کریں؟ تو وہ اس بمنور سے
نکلنے کی ہوراء بتلاتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ

”وہاں سے ان کے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ ہماری جو حدیث قرآن کے مطابق
ہو۔ اس پر عمل کرو۔ اس سے احتیاج واسستدلال کرو۔ لیکن جو اس سے مکا جائے
اور مخالفت ملے۔ اس سے چھوڑ دو۔“ حوالہ ملاحظہ ہو۔
امالی شیخ صدوق ۱۔

عن الصادق جعفر بن محمد (ع) عن ابیہ عن جدہ
قال قال علی (ع) اِنَّ عَلٰی حَقْلٍ حَقِیْقَةً وَعَلٰی نَحْوِهَا
نُورًا مَّا وَاقَتْ حِجَابًا لِلَّهِ فَعُدُّوْهُمَا حَالَاتٍ كِتَابِ اللّٰهِ
قَدْ عَمِنَا۔

(امالی والہائے شیخ الصدوق ص ۴۱)

المجلس التاسع والخمسون۔

مطبوعہ قم۔ ایران

ترجمہ :-

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی اور وہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
بے شک ہر سچی بات کی ایک حقیقت ہے۔ اور ہر سوا بے درست
بات پر اللہ کا نور ہے۔ تو وہ جو کتاب اللہ کے موافق ہو۔ اس کو قابل
عمل سمجھو۔ اور جو اس کے مخالف ہو۔ اس کو چھوڑ دو۔

اجتہاد طبری ۱

قَدْ أَتَاكُمْ الْحَدِيثُ عَنِّي فَأَخِذُوا بِهِ عَلَى كِتَابِ
اللَّهِ وَسُنَّتِي مِمَّا وَافَقَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي فَخُذُوا
بِهِ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّتِي فَلَا تَأْخُذُوا بِهِ
(اجتہاد طبری ابو جعفر محمد علی میری بن اکثم)

مطبوعہ اشرف مبعہ قدیم

ترجمہ :-

پس جب تمہارے پاس میری طرف سے کوئی حدیث پہنچے۔ تو
اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنت پر پیش کر دو۔ پھر جو حدیث
اللہ کی کتاب اور میری سنت کے موافق ہو۔ اس کو پکڑ دو۔ دینی
قابل عمل سمجھو، اور جو کتاب اللہ اور میری سنت کے مخالف ہو۔
اسے ہرگز نہ پکڑو۔

رجال کشی۔

حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ أَنَّ سَمْعَ بْنَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (م)
يَقُولُ لَا تَقْبَلُوا عَلَيْنَا حَدِيثًا إِلَّا مَا وَافَقَ الْقُرْآنَ

وَالشَّيْءَ أَوْ تَجِدُوْنَ مَعَهُ شَهِيدًا مِنْ أَعَادِيْنَا الْمُتَقَدِّمَةِ
فَإِنَّ الْمُؤَيَّدَ بْنَ سَعِيدٍ لَعَنَهُ اللَّهُ رَسًا فِي كُتُبِ أَصْحَابِ
إِنِّي أَحَادِيثَ لَمْ يُحَدِّثْ بِهَا إِنِّي۔

رجال کشی مصنف ابی عمرو محمد بن عمر بن عبد البر
الکشی ص ۱۹۵ تذکرۃ المفید بن سید۔
مطبوعہ کربلا۔

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہماری کسی حدیث کو
اس وقت تک قبول نہ کرو۔ جب تک وہ قرآن و حدیث کے مطابق نہ
ہو۔ یا ہم سے مروی ہی کسی پہلی حدیث سے اس کی تائید و گواہی نہ
ہو۔ کیونکہ مفید بن سید نعمۃ اللہ علیہ نے میرے والد گرامی کے
اصحاب کی احادیث میں ایسی احادیث داخل کر دیں جن کا انہوں نے
کبھی تذکرہ تک نہیں کیا۔

رجال کشی:

عَنْ مَشَّامِ بْنِ الْحَكِيمِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) يَقُولُ
كَانَ الْمُؤَيَّدُ بْنُ سَعِيدٍ يَتَعَمَّدُ الْحَدِيثَ بِهَلِي
إِنِّي۔

(رجال کشی ص ۱۹۷)

ترجمہ:

ہشام بن الحکم نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے
سنا کہ مفید بن سید نے جان بوجھ کر میرے والد گرامی پر بہتان باغی

رضی ان کے نام سے جھوٹی روایات بیان کیں اور نقل کیں۔
رجال کشی ۱۔

مَنْ آتَى عَبْدَ اللَّهِ (۶) قَالَ كَانَ لِلْحَسَنِ كَذَابٌ يَكْذِبُ
عَلَيْهِ وَلَمْ يُبَيِّنْهُ وَكَانَ لِلْحُسَيْنِ (۶) كَذَابٌ يَكْذِبُ
عَلَيْهِ وَلَمْ يُبَيِّنْهُ وَكَانَ الْمُخْتَارُ يَكْذِبُ عَلَى عَلِيٍّ
بِالنَّحْسِ وَكَانَ الْمُغَيَّرَةُ بْنُ سَعِيدٍ يَكْذِبُ عَلَى آلِي

(رجال کشی ص ۱۹۷)

ترجمہ ۱۔

امام حضرت صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ
سے جھوٹی روایات بیان کرنے والا ایک کذاب تھا۔ اس کا نام نہیں
یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا بھی ایک کذاب تھا۔ اس کا نام بھی نہ لیا۔
منتہار نامی شخص حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ پر بہتان باندھتا
تھا۔ ان سے منسوب جھوٹی روایات ذکر کرتا تھا۔ اور مغیرہ بن سعید
میرے والد گرامی کے بارے میں کذب بیانی کیا کرتا تھا۔

نوٹ ۱۔

روایات ائمہ مذکورہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کی روایات میں اختلاف
وہ اصل ایک سا کشش کے تحت وجود میں آیا۔ وہ یہ کہ ہر امام کی باتوں میں گفتات
بائیں شامل کرنے والا اور ان کی طرف سے جھوٹی باتوں کو پیش کرنے والا ہر دور میں
کوئی نہ کوئی موجود رہا۔ ان کذاب لوگوں کے کذب و دروغ کی وجہ سے حضرات ائمہ
کی احادیث میں اس قدر غلط ہو گیا کہ صحیح اور غلط کے مابین امتیاز بہت

مشکل ہو گیا۔ بکرا نہی کے ایک متفق علامہ طوسی کے بقول یہ امتیاز طاقت بشری سے باہر ہے۔

الحاصل:

اہل تشیع کے نزدیک قرآن کریم کی صحت اور تکمیل اس طور ممکن تھی۔ کہ اسے حضرات ائمہ اہل بیت کی احادیث پر پیش کر کے دیکھا جائے۔ قرآن کریم کی جو آیت یا سورۃ ان حضرات کے فرامین و ارشادات سے متصادم ہو۔ وہ قرآن نہیں بلکہ کسی نے ایسی آیت و سورۃ قرآن میں داخل کر دی ہے۔ گویا تحریرت و عدم تکمیل کہیہ لوگ قائل ہیں۔ اور اصل قرآن کی پہچان کا طریقہ وہا حدیث ائمہ اہل بیت، کو قرار دیتے ہیں۔

لیکن ستم بالائے ستم یہ ہے۔ کہ ان احادیث کو قرآن کی شناخت کا معیار مقرر کیا۔ انہی کے بارے میں ائمہ اہل بیت کے بقول کذاب لوگوں نے جھوٹی روایات کی اس قدر بھرا کر دی۔ کہ غلط و صحیح کے مابین خط امتیاز کھینچنا اگرچہ ناممکن نہ ہی لیکن طاقت بشری سے باہر ہے۔ اب ایک عام آدمی یہ سوچتا ہے کہ حضرات ائمہ اہل بیت کی احادیث میں کچھ دھوٹ کو الگ کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو اس کا جواب انہی احادیث میں یہ دیا گیا کہ جو حدیث امام قرآن کے خلاف ہو وہ ان کی حدیث نہیں۔ اور اس بنا پر وہ ناقابل عقین و عمل ہے۔ تو یہ ایک ایسا بنووری لگا۔ کہ نہ قرآن کو سمجھنا ممکن رہا۔ اور نہ احادیث کی صحت کا کوئی طریقہ سامنے آیا جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اہل تشیع کو نہ تو قرآن کے غیر محروم اور کامل ہونے پر ایمان دہتین ہے۔ اور نہ ہی ائمہ اہل بیت سے مروی احادیث کی صحت کا یقین۔

قرآن کریم سے اس سسوک کی راہ تو اس وجہ سے نکلی کہ یاروگوں کو یہ گوارا نہ تھا کہ اسے جمع کرنے کا کام حضرات صحابہ کرام کرتے۔ صحابہ کرام عداوت و بغض کی بنا پر قرآن کریم کے کمال اور غیر محرت ہونے پر یقین نہ آیا۔ لیکن جن حضرات (یعنی ائمہ اہل بیت) پر ان کے دین و ایمان کا دار و مدار تھا۔ ان کی احادیث کے بارے میں ان کا یہ رویہ کچھ عجیب سا لگتا ہے۔ کس دل گردے کے ساتھ ان کے محقق شیخ موسیٰ نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ حضرات ائمہ اہل بیت سے مروی احادیث کے اختلاف کے اسباب کا امتیاز نہ بنا کر کام ہے۔ کہ انسانی طاقت اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ قرآن تو پہلے ہی چھوڑ چکے تھے۔ اب جس پر ان کے دین و ایمان کا تکیہ تھا۔ وہ بھی منہدم ہو گیا۔ اگر ان حالات میں کوئی انعام پسند یہ نتیجہ نکالے۔ کہ اہل تشیع کے پاس نہ قرآن رہا۔ نہ ائمہ اہل بیت کی کوئی بادشوق روایت۔ ان دونوں کے معدوم ہونے سے ایمان کا خاتمہ کیونکر ممکن نہ ہوگا۔؟

تحکمہ بحث تحریف قرآن کے بارے

میں چند ضروری گزارشات

- ۱۔ اہل تشیع کی معتبر کتب کے حوالہ باب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تحریف قرآن کی روایات ان کے نزدیک (دو ہزار سے بھی زیادہ) ہیں۔
- ۲۔ اس کی بنا پر تحریف قرآن کا ثبوت و ادھار مستفیض بلکہ انہما و متواتر ہے۔

فصل الخطاب،

وہی کثیرۃً جدّاً حتی قال السید نعمت اللہ الجزائري
فی بعض مسائلہم کما حکى عنه أن الأختبار
الدّالّ علی ذالک تزیید علی النّقل حدیثی وادّعی
استیفاء جماعہ کالمفید والمحقق الدّاماد
والعسلاّمۃ المجلّسی وغیرہم بل الشّیخ ایضاً
مترجّ فی التّبیان یکثرتہا بل ادّعی قوا ترہا
جماعہ۔

(فصل الخطاب ص ۲۵۱ مطبوعہ ایران)

ترجمہ ۱۔

قرآن کریم کے محرف ہونے پر دلائل کرنے والی احادیث بہت زیادہ
ہیں۔ یہاں تک کہ سید نعمت اللہ الجزائري نے اپنی بعض کتابوں میں
کہا ہے۔ جو ان سے حکایت بھی کیا گیا ہے۔ کہ وہ احادیث و اخبار
جو کہ اس امر پر دلائل کرتی ہیں۔ دو ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔ ان
روایات کے متعلق ایک بہت بڑی جماعت نے دو متعین ہوئے
کا دعویٰ کیا ہے۔ جن میں شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہ
شامل ہیں۔ بلکہ شیخ طوسی نے تو ان روایات کی کثرت کی تصریح
کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعویٰ کیا۔ کہ ایک جماعت نے ان روایات
کو رد متواتر، قرار دیا ہے۔

۲۔ شیعو مشائخ اور مجتہدین کا ان روایات کی وجہ سے بیابگ و دلزدہ

ہے کہ موجود قرآن واقعی حق ہے۔
تفسیر صافی،

وَأَمَّا الْعِتْقَادُ مَشَابِہِ خِثَافٍ ذَلِكَ فَالظَّاهِرُ
مِنْ ثِقَتِ الْإِسْلَامِ مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوبَ الْکَلِیْنِ
طَابَ ثَرَاهُ أَنَّهُ كَانَ یَشَقُّدُ التَّحْرِیْفَ وَ
التَّقْصَانَ فِي الْقُرْآنِ لِأَنَّهُ كَانَ رَوَى
رَوَايَاتٍ فِي هَذَا الْمَعْنَى فِي كِتَابِهِ
الْكَافِي وَلَمْ یَتَعَرَّضْ لِتَدْجٍ فِيهَا
مَعَ أَنَّهُ ذَكَرَ فِي أَوَّلِ الْكِتَابِ
أَنَّهُ كَانَ یَشُقُّ بِمَا رَوَاهُ فِيهِ وَ
كَذَلِكَ أُمِّسَادُهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الْقُمِّيَّ فَإِنَّ تَفْسِيرَهُ مَمْلُوءٌ مِنْهُ
وَلَهُ عُلُوقٌ فِيهِ وَكَذَلِكَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ بْنُ
أَبِي طَالِبٍ الْقَطَرَمِیُّ فَإِنَّهُ أَيْضًا نَسَجَ عَلَى
مِثْلِهَا فِي كِتَابِ الْإِحْتِجَاجِ -

تفسیر صافی مصنفہ طایفہ کاشانی شیعہ

جلد اول ص ۴۴۴ مقدمہ السادستہ

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ ۱-

رہی تحریف و تبدیلی قرآن کریم کے بارے میں ہمارے مشائخ کے
استاذ کی بات کو ثقہ الاسلام محمد بن یعقوب الکلینی سے یہ بات

بالکل ظاہر ہے۔ کہ وہ اس میں تحریف و نقصان کے مقتصد تھے کیونکہ انہوں نے اسی موضوع پر اپنی کتاب الکافی میں بہت سی روایات ذکر کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کسی روایت پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ حالانکہ انہوں نے اپنی اسی کتاب کے دیباچہ میں ذکر کیا ہے کہ اس کتاب میں وہ ایسی روایات ذکر کر دیں گے جو باوثوق ہیں۔ اسی طرح ان کے اسناد میں ابن ابراہیم القمی بھی اسی عقیدہ کے مقتصد تھے۔ ان کی تفسیر ایسی روایات سے بھری پڑی ہے۔ اس موضوع میں انہوں نے حد سے بڑھ کر کارا حاک کیا۔ ان دونوں کی طرح شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی اپنی کتاب الاحتجاج میں ان دونوں کے نقش قدم پر پڑے۔

۲۔ قرآن کریم کی باعتبار مادہ، کلام اور اعراب کے تحریف پر شیعہ علماء کی دو ہزار روایات بالتصریح موجود ہیں۔

انوار نعمانیہ

الْأَخْبَارُ الْمُسْتَفِيضَةُ بِلِ التَّوَايَرَةِ الدَّالَّةِ
بِمَرْئِيهَا عَلَى مَقْشُوعِ التَّخْرِيعِ فِي الْقُرْآنِ
كَلَامًا وَمَادَّةً وَاعْرَابًا۔

(انوار نعمانیہ جلد ۷، ۳۵ نور فی الصلوٰۃ)

مطبوعہ تبریز طبع جدید

ترجمہ

مشہور اخبار بلکہ متواتر روایات ایسی ہیں جو کہ قرآن کریم کی مادہ کلام اور اعراب کی تحریف پر مرصحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔

۴۔ بیسا کہ متعدد بار یہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اہل تشیع کے ہاں مقام کے معاملہ میں کوئی قول اور روایت اس وقت تک قابل نہیں ہوتی۔ جب تک اس کی سند کسی معصوم امام تک نہ پہنچتی ہو۔ اب ہم اہل تشیع سے دریافت کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کہ پوری دنیا کے شیعیت ائمہ اہل بیت سے کوئی ایک روایت جو مشہور یا متواتر ہو۔ وہ پیش کریں۔ جس میں دو ٹوک انداز میں یہ مذکور ہو۔ کہ موجود قرآن کریم غیر محرف اور غیر متبدل ہے۔ اس کی اہمیت یقینی ہو۔

۵۔ اہل تشیع کے جن ممتاز اور معتبر علماء کا یہ عقیدہ مذکور ہوا۔ کہ وہ قرآن کریم کے محرف اور مکمل ہونے کے معتقد ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کی بناء پر آج تک کسی شیعہ کی کوئی ایسی عبارت نہیں ملتی۔ جو ان کی تکفیر کرتی ہو۔

مصنوعی دعویٰ

اہل تشیع جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مذہب میں موجود قرآن کو غیر محرف اور مکمل مانا جاتا ہے۔ یہی خواہ مخواہ ہمیں مودعا لازم گردانتے ہیں۔ ہمارا غیر مشروط ایمان ہے۔ کہ موجود قرآن مکمل اور کامل ہے۔ تو ہم اس مصنوعی دعویٰ کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ سب یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اہل تشیع کے ممتاز اور بڑے بڑے بانی علماء نے موجود قرآن کے محرف ہونے کا بڑے شدت کے ساتھ دعویٰ کیا۔ تو ان درمیان تحریف کو خارج از اسلام سمجھیں۔ اور ان کے ساتھ مذہبی عقیدت سے بیزاری کا اعلان کریں۔ لیکن ہم ان سے اس کی امید ہرگز نہیں رکھتے۔ کہ وہ ایسا کویں گے۔ کیونکہ آج تک ایسا نہیں کیا گیا۔ لہذا اس دعوے سے صاف ظاہر کہ تمام شیعوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ موجود قرآن محرف اور نامکمل ہے۔

۶۔ اہل تشیع تحریف قرآن کے موضوع پر جب کسی سنی سے الجھڑیں۔ تو ہم اس سے نجات اور چٹکارا پانے کا ایک آسان طریقہ بتلائے دیتے ہیں۔ ان سے کہیں کہ ہم نے آپ کے عقائد اور اقراوی عبارات سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ تمہارے نزدیک مشہور بلکہ متواتر روایات بکثرت ایسی ہیں۔ جو ماحضہ تحریف قرآن پر دلالت کرتی ہیں۔ ان کتب کے نام اور ان علماء کی شناخت کرا دی ہے۔ یہی میں گھٹے اتفاق سے اس کی تائید کی گئی ہے۔ اب آپ بھی کوشش کریں کہ اہل سنت کے ائمہ اور مشائخ میں سے کسی ایک کی کہیں سے ایسی عبارت دکھا دو۔ جس میں موجود قرآن کو محرف اور نامکمل ہونے کی تصریح موجود ہو۔ ہم دعویٰ سے کہہ دیتے ہیں۔ کہ دینائے شیعیت کے تمام سپوت ایک بھی صحیح اور متواتر مشہور روایت پیش نہ کر سکیں گے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ تمام اہل سنت موجود قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کے معتقد ہیں۔ اور اہل تشیع اس میں ہر طرح کی تحریف کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

فاعتبروا یا اعداۃ البصائر

الحمد للہ! تحریف قرآن کریم کے موضوع کو ہم نے نہایت تفصیل اور شرح و بسط کے ساتھ تحریر کیا۔ اور توفیق باری تعالیٰ سے فراغت پائی۔

✽

فصل پنجم

قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ کی بحث

اس بات کو نہایک سلمان اور افسانہ نویس تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم ہر صدمہ سال میں پانچ تکمیل کو پہنچا۔ اور اس طویل عرصہ میں تکمیل کی وجہ یہ تھا کہ جب کسی معاملہ میں لوگوں کو ہدایت کو مہتمم ہوتی اس معاملہ کے متعلق آیات اتاری جاتیں اس لیے قرآن کریم تھوڑا تھوڑا کر کے اترتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ قرآن کریم کو لوگوں کے ہدایت اور ہمتائی کے لیے نازل فرمایا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے علم ازل کے مطابق جس حکم کو جب تک مناسب سمجھا۔ اسے جاری و ساری رکھا۔ اور جب اس کا وقت ختم ہو گیا۔ تو اس کی جگہ اس جیسا یا اس سے بہتر کوئی اور حکم نازل فرما دیا جس حکم کو اپنے علم کے مطابق طے شدہ وقت کے اختتام پر واپس لے لیا۔ اسے ”منسوخ“ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور اس کی جگہ جو نیا حکم دیا گیا اسے ”ناسخ“ کہا جاتا ہے۔

چونکہ نازل قرآن کا معاملہ ضروری اللہ علیہ السلام کے ساتھ ہی مخصوص تھا۔ آپ کے توسل سے کوئی حکم اٹھایا جاتا۔ اور آپ کے ذریعہ ہی دوسرا حکم دیا جاتا۔

اس لیے قرآن کو ہم اللہ عارِشِ نبویہ ایک دوسرے کا نسخہ و نسخہ بن سکتی ہیں۔ اور یہ معاد ضروری اللہ عظیم کے دنیا پر اپنے جسم اقدس کے ساتھ موجود ہونے تک پہنچا۔ آپ کے وصال شریف کے بعد کسی پر قرآن اتر سکتا ہے۔ اور نہ ہی کسی اور ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم کو نسخہ کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔

اہل تشیع اگرچہ اہل سنت پر یہ الزام دھرتے ہیں کہ تمہاری کتب میں موجود قرآن کی تحریر کے متعلق بہت سے روایات موجود ہیں۔ جن سے دھوکہ کھانا ممکن ہے۔ تو اس الزام کے متعلق گزارش ہے کہ کسی روایات جو وہ تحریر کے ضمن میں پیش کرتے ہیں۔ وہ دراصل نسخہ بن جوتی ہیں۔ اور نسخہ آیات یا سورتوں کی روایات دونوں کی کتب میں موجود ہیں۔ اس لیے ہم اس موضوع پر کچھ اظہار خیال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ حق بیاں کرے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

”نسخہ“ کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ حکم اور تلاوت دونوں نسخہ ہوں۔

۲۔ حکم نسخہ ہو لیکن الفاظ کی تلاوت برقرار رہے۔

۳۔ تلاوت الفاظ نسخہ ہو لیکن حکم باقی رہے۔

ان تین اقسام کی تائید میں کتب شیعہ سے حوالہ بات ملاحظہ ہوں۔

قسم اول یعنی وہ آیات کہ جن کے الفاظ و تلاوت اور حکم دونوں

نسخہ ہیں

۱۔ نسخہ ۱

إِنَّ عَشْرَ مِثَاقَاتٍ يُعْزَمُونَ۔

ناسخ،

تَحْمَسَ عَشْرَ رَمْعَةٍ يَهْرَمَنَّ

۲۔ فسوخ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ لَا تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ فَتُكْتَبَ شَهَادَةٌ
فِي أَعْمَالِكُمْ فَتُسْأَلُونَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

قسم دوم یعنی وہ آیات جن کا حکم

تو فسوخ ہے لیکن الفاظ و تلاوت

برقرار ہیں

تفسیر جامع التفسیر:

۱۔ فسوخ،

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً
لَا أَرْزُقُوهَا مِنْكُمْ مَتَا مَا إِلَى الْكَوَلِ۔

ناسخ، اَرْبَعَةَ أَشْهُدٍ وَعَظْمًا

۲۔ فسوخ،

فَقَدْ مَاتُوا مَهْلًا يَكْفِي نَجْوًا لَكُمْ مَسَدَّةً۔

ناسخ،

ءَاَشَقَقْتُمْ اَنْ تُعَلِّمُوا بَيْنَ يَدَي نِعْمًا لَكُمْ صَدَقَةٌ.

۲۔ فسوخ،

فَاِنْ يَحْكُمْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ مَارُونَ يَقْبَلُوا مَا تَشَاءُ

ناسخ،

اَلَا كَخَفَّتْ اِلَهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنْ قَبِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ تَاِيَحْكُمُ
مِنْكُمْ بِمَا تَحْكُمُ سَابِرَةً يَغْلِبُوا مَا تَشَاءُ

۳۔ فسوخ،

مَيَقُولُ الشُّهَاءُ مِنَ الثَّانِي مَا وَلَّهُمْ عَنْ قَبِيْلِهِمُ الَّذِي
كَانُوا عَلَيْهِا۔

ناسخ،

فَوَلِي وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

۵۔ فسوخ،

وَإِذَا بَدَأْنَا آيَةً مَّحْكًا آيَةً وَاللَّهُ أَمْلَكُمْ بِهَا يُكْذَلُ
قَالُوا إِنَّمَا آتَتْ مُفْتَرٍ۔

ناسخ،

قسم سوم یعنی وہ آیات جن کا حکم باقی ہے لیکن

الفاظ و تلاوت فسوخ ہیں

۱۔ اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُوهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا

مِنْ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

۲۔ سو کان لابن ادم وادیتین من مال لا یبغی الیہا ثا لثا ولا
یملا جوف ابن ادم الا القراب ویتقوب اللہ علی من تاب
۳۔ ان النعمین من الانصار الذین قتلوا بسیر معرنة
قرا ناحثی لسخ بعد ان بلغوا قومنا انا قد قینا ربنا
فرضی عنا وارضانا۔

۴۔ لیتقربوا عن ابائکم فانه کفر بکم
۵۔ ان انتفائکم من ابائکم کفر بکم

ائمہ اہل بیت اور شیعہ مجتہدین و مفسرین کا آیت نسخ کے بارے میں فیصلہ

آیت ۱

ما ننسخ من اية او ننسخا نأت بخیر منها او مثلاً
الہ تعلم ان اللہ علی کل شیء قدير۔
(پک ۱۳۶)

ترجمہ :-

ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ بدلاتے ہیں جب تک کہ
اس سے بہتر یا ویسی ہی نازل نہ کریں۔
(ترجمہ مقبول شیعہ)

†

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شیعہ مفسر کی تحریر

تفسیر مجمع البیان:

وَأُولَى مَا يَحْدُثُ بِهِ النَّسْخُ أَنْ يُقَالَ هُوَ كُلُّ
دَلِيلٍ شَرْعِيٍّ دَلَّ عَلَى أَنَّ مِثْلَ الْحُكْمِ
الْمُتَّابَةِ بِالنَّصِّ الْأَوَّلِ عَيْرٌ ثَابِتٌ فِي الْمُسْتَقْبَلِ
عَلَى وَجْهِ تَوَلَّاهُ لَكَانَ ثَابِتًا بِالنَّصِّ
الْأَوَّلِ مَعَ تَرَاجُحِهِ عَنْهُ وَالنَّسْخُ فِي الْقُرْآنِ
عَلَى ضَرْوَيْهِ مِنْهَا أَنْ يُرْفَعَ حُكْمُ الْآيَةِ
وَيَتَلَاوُهَا كَمَا رَوَى عَنْ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ
قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ لَا تَرْغَبُوا عَنْ آيَاتِكُمْ
حَيَاتُكُمْ كُنْفَرُكُمْ وَمِنْهَا أَنْ تَثْبُتَ الْآيَةُ
فِي الْخَطِّ وَ يُرْفَعَ حُكْمُهَا كَقَوْلِهِ وَإِنْ
فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ آيَاتِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ
فَعَاقَبْتُمْ الْآيَةَ فَهَذَا ثَابِتُهُ اللَّفْظُ فِي
الْخَطِّ مُرْتَفَعُهُ الْحُكْمُ وَمِنْهَا مَا يُرْتَفَعُ
الْلَفْظُ وَيُثْبِتُ الْحُكْمُ كَايَةِ الرَّجْمِ
فَقَدْ قِيلَ إِنَّهَا كَانَتْ مُنْزَلَةً فَرُفِعَ
لَفْظُهَا وَقَدْ جَاءَتْ أَحْبَابُ كَثِيرَةٌ

بَانَ أَشْيَاءَ كَانَتْ فِي الْأَرْضِ أَنْ
 فَتَسْخَ بِلَا وَتُهَا قَمِيْنَهَا مَا رُوِيَ
 عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُمْ كَانُوا يَقْرَأُونَ
 لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِ يَتَيْنِ مِنْ مَالٍ
 لَا يَبْتَغِي إِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جُوفَ
 ابْنِ آدَمَ إِلَّا الثُّرَابُ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى
 مَنْ تَابَ ثُمَّ رُفِعَ وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ السَّعْبَيْنِ
 مِنَ الْأَنْصَارِ الَّذِينَ قُتِلُوا بِبَيْتِ مَعُونَةَ
 قُرَآنًا فِيهِمْ كِتَابًا يَلْفُؤُا عَنَّا
 قَوْمَنَا إِنَّا لَعَيْنَا رَبَّنَا فَدَرَضِي
 عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ إِنَّ ذَٰلِكَ
 رُفِعَ -

(تفسیر مجمع البیان جلد اول جزو اول)
 ص ۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

نسخ کی بہترین تعریف کے لیے یہ نقطہ کہے جاسکتے ہیں کہ ”نسخ“
 ایک ایسی شرعی دلیل ہے۔ جو اس پر دلالت کرتی ہے۔ کہ
 وہ حکم جو پہلی نص سے ثابت تھا۔ آئندہ کے لیے غیر ثابت ہو
 گیا ہے۔ وہ بھی اس طریقہ سے کہ اگر دوسری نص نہ ہوتی تو پہلی
 نص کے ذریعہ ہی وہ حکم باقی و ثابت رہتا۔ اور دلیل شرعی اس
 سے متاخر ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں نسخ کی کئی اقسام ہیں، ایک

قسم یہ کہ آیت کا حکم اور تلاوت دونوں اٹھالیے جائیں۔ اس کی مثال وہ جو کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک آیت یوں پڑھا کرتے تھے۔ لا تَغْضَبُوا عَنِ ابْنِ مَرْكَبٍ فَانْهَ كَفَرٌ بِحُكْمِهِ۔ یعنی اپنے اباؤا جداد سے منہ مت موڑو۔ ایسا کن تھا ہارا کفر کرنا ہو گا۔ دوسری قسم نسخ کی یہ ہے کہ آیت کی تلاوت تو باقی ہو لیکن اس کا حکم اٹھایا گیا ہو۔ جیسا کہ آیت وَاَنْ فَاتَكُمُ شَيْءٌ مِنْ اِلٰهِ فَاجْهَرُوا بِالْاَخْفَرِ۔ یہ آیات ان میں سے ہے۔ جن کی تلاوت تو موجود ہے۔ لیکن حکم ختم ہو گیا ہے۔ تیسری قسم یہ کہ لفظ تو اٹھالیے گئے ہوں۔ لیکن ان کا حکم باقی ہو۔ اس کی مثال رجم کی آیت ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت اتاری گئی تھی۔ پھر اس کے الفاظ تو اٹھالیے گئے۔ لیکن حکم باقی ہے۔ اس قسم کی بہت سی روایات موجود ہیں۔ جن میں اس امر کی نشاندہی ملتی ہے کہ قرآن کریم میں سے بہت سی آیات جو اتاری گئی تھیں۔ لیکن اب ان کی تلاوت باقی نہیں رہی۔ ان میں سے ایک وہ کہ جس کی ابو ہریرہ نے روایت کی۔ فرماتے ہیں کہ ہم ایک آیت یوں پڑھا کرتے تھے۔ وَرَوَّاهُ لَاحِبُ اَدَمَ الْحَ،، پھر اس آیت کو اٹھایا گیا۔ حضرت انس سے بھی ایک روایت ہے۔ کہ میری سونہ میں شہادت پانے والے ستر صحابہ کرام کے بارے میں جو انصاری تھے۔ ہم یوں پڑھا کرتے تھے۔

بَلِّغُوا عَنَّا قَوْمَنَا اِنَّا لَقِيْنَا الْاٰلَہَ۔

÷

خلاصہ:

اہل تشیع کے محقق اور مفسر علامہ طبرسی نے اپنی تصنیف میں وضاحت سے یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن کریم میں نسخ ہے۔ اور اس کی تین اقسام بیان کر کے ہر ایک کی مثال بھی بیان کی۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن کریم میں بعض آیات کا نسخ اور بعض کا نسخہ ہونا ایک حقیقت ہے۔ اور تحقیقی بات ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری:

قَالَ الْإِمَامُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ
ابْنِ مُوسَى مَا تَنَسَخَ مِنْ آيَةٍ
يَا نَزَّهَ عَنْ حُكْمِهَا أَوْ تَنَسَخَ بِأَنْ
تَزُولَ دَسَمَهَا وَقَدْ نُبِلَ عَنْ
الْقُلُوبِ حِفْظَهَا وَعَنْ قَلْبِكَ يَا
مُحَمَّدُ كَمَا قَالَ سَتَقْرَأُكَ فَلَا
تَنْسَى إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ آمَنُ
يُنَبِّئُكَ فَزَعَّ عَنْ قَلِيلٍ نَأَتْ
يَخْبِي مِنْهَا يَعْنِي بِتَغْيِيرِ عَمَلِكُمْ
بِهَذِهِ الْمَنَاسِكَةِ وَأَعْظَمَ لِشَوَابِهَا
وَأَجَلَ لِصَلَا حِكْمٍ مِنَ الْآيَةِ
الْأُولَى مِنَ الْمَنَسُوخَةِ أَوْ مِثْلِهَا
مِنَ الْمُتَلَاكِ لَكُمُ آيَاتُنَا لَا تَنَسَخُ وَلَا

تُبَدِّلُ إِلَّا وَغَرَضُنَا فِي ذَلِكَ مَصَالِحُكُمْ ثُمَّ قَالَ
يَا مُحَمَّدُ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

(تفسیر امام حسن عسکری ص ۳۴۴ مطبوعہ
مطبع جعفری کھنوش ۱۲۸۱ھ)

ترجمہ ۱۔

امام حسن عسکری نے فرمایا۔ کہ محمد بن علی بن موسیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ
نے جو فرمایا۔ ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے۔ یا کسی آیت کو
بھیلا نہیں دیتے۔ مگر ہم اس کی جگہ اس جیسی یا اس سے بہتر لے
آتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہم کسی آیت کا حکم نہیں اٹھاتے
یا ہم کسی آیت کا رسم الخط اٹھا نہیں لیتے۔ وہ یوں کہ دلوں سے اس کا
خط نکال دیا جائے۔ اور آپ کے قلب انور سے بھی یا محمد۔ جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ تو آپ نہیں جویں
گے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ جو چاہے اسے بھلا دے۔ تو اسے اٹھا
لے۔ پھر فرمایا۔ کہ ہم اس منسوخ یا بھلائی گئی آیت سے بہتر لے آئیں
گے۔ یعنی انسانوں کے عمل کے اعتبار سے پہلی سے بہتر ہوگی۔
ثواب کے اعتبار سے عظیم اور صلاح کے اعتبار سے بہت بزرگ
ہوگی۔ یا اس کی شل ہوگی۔ یعنی انسانی صلاح کے لحاظ سے مطلب
یہ ہے۔ کہ ہم کسی آیت کو منسوخ یا تبدیل کریں گے۔ لیکن اس سے
ہماری غرض یہ ہوگی۔ کہ انسانوں کی بہتری کی صورت انہیں ملے
جائے۔ پھر فرمایا۔ اسے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم نہیں جانتے کہ
اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔

تفسیر صافی

مَا تَنْسَخُ مِنْ آيَةٍ يَأْنُ تَرْفَعَ حُكْمَهَا وَ
 تَرَى بَعْضَهُمْ يَضْمِرُ التَّوْبَ وَكُنْزَ التَّيْنِ
 أَوْ تَنْسِيهَا يَأْنُ تَرْفَعُ بِرُسْمِهَا وَنَبِيْلِي عَنِ
 الْقُلُوبِ حِفْظُهَا وَعَنْ قَلْبِكَ يَا مُحَقِّدُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ كَمَا قَالَ سَنُقَرِّمُكَ
 هَذَا تَنْسِي إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يُنْسِيكَ
 تَرْفَعُ عَنْ قَلْبِكَ ذِكْرَهُ وَقِرْرَى تَنْسَاهَا
 يَفْتَحُ التَّوْبَ وَإِثْبَاتِ الْآلِفِ نَأَتْ بِخَبِيرٍ
 مِنْهَا يَمَامُو أَعْظَمُ لِشَوَابِكُمْ وَأَجَبُ
 لِمَصْلَاحِكُمْ أَوْ مَثَلِهَا مِنَ الْمَصْلَاحِ يَعْنِي إِنَّا
 لَا نَنْسَخُ وَلَا نُبَدِّلُ إِلَّا وَتَرَضْنَا فِي ذَلِكَ
 مَصَالِحَكُمْ أَقُولُ وَذَلِكَ لِأَنَّ الْمَصَالِحَ
 تَقْتَضِي بِإِحْتِلَافِ الْأَعْصَارِ وَالْأَشْخَاصِ
 فَيَأْتِي الْمَنَافِعُ فِي عَصْرِ وَبِالْقِسْبَةِ إِلَى شَخْصٍ
 قَدْ يَعْصُرُ فِي غَيْرِ ذَلِكَ الْعَصْرِ وَ
 فِي غَيْرِ ذَلِكَ الشَّخْصِ وَيَأْتِي بَيَانُ ذَلِكَ
 مُفَصَّلًا مِنْ كَلَامِ الْمُعْصُومِ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ فِي تَفْسِيرِ آيَاتِ الْقِبْلَةِ
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ قِيلَ إِنَّهَا تَرَلَّتْ
 حِينَ قَالُوا إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَاللَّهُ يَأْمُرُ بِمَا شَاءُ يُنْهَى عَنْهُ
وَيَأْمُرُ بِغَيْرِهِ -

جیسی ہی ہو۔ گویا ہمارا مسووع کرنا اور آیات کا تبادلہ کرنا صحت اسی لیے
ہوتا ہے۔ کہ ایسا کرنے میں انسانیت کی فلاح و صلاح مقصود ہوتی

ہے۔

میں دمعنف تفسیر صافی (کتا ہوں۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ انسانی عقلیت
اور بہتری کے اسباب زمانے کے تغیر و تبدل سے مختلف ہوتے
رہتے ہیں۔ اور اسی طرح انسانوں کے اختلافات سے بھی عقلیتوں
کا اختلاف رونما ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض سو مند باتیں جو ایک زمانہ
میں اور کچھ انسانوں کے لیے باعث بہتری ہوتی ہیں۔ وہ اس
زمانے کے علاوہ دوسرے اوقات اور ان اشخاص کے علاوہ
دوسرے اشخاص کے لیے ہرگز باعث نفع نہیں ہوتیں۔ تحصیل
تبدیل کے متعلق نازل ہونے والی آیات کی تفسیر میں امام معصوم،
جب امام تقی رضی اللہ عنہ کا کلام اسی ضمن میں انشاء اللہ تفصیل سے
مذکور ہو گا۔ دوسرا نسخہ میں آیت الخلاء کے متعلق یہ بھی شایان
نہرول بیان کیا گیا ہے۔ کہ کچھ لوگوں نے جب یہ کہنا شروع کر دیا۔
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج ایک امرا کا حکم دیتے ہیں۔ اور پھر دوسرے
دن ہی اس کے خلاف حکم دے کر پہلا حکم توڑ دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ
نے ان کے اس اعتراض کا اس آیت کے ذریعہ جواب دیا۔

حضرت امام تقی رضی اللہ عنہ کی زبانی صاحب تفسیر صافی نے نسخہ کے بارے
میں ان کے خیالات کی یوں ترجمانی کی۔ کہ امام مذکور کے نزدیک قرآن کریم میں
ناسخ اور مسووع صرت انسانیت کی بہتری کے لیے اختیار کیا گیا جس سے معلوم
ہوا۔ کہ کرائی نص اور ارشاد ائمہ معصومین کے مطابق قرآن کریم میں ناسخ اور مسووع

کا ہونا برحق ہے۔

تفسیر خلاصۃ المنہج:

ما نسخ من آية۔ ہر چہ منسوخ میگرددانیم ثابت از قرآن
برو فی مصلحت عقائد و مقتضائے زمان و انفسہا یا فراموش میگرددانیم
آنرا از دلہائے می بردیم ثابت بخیر منہجی آریم بہتر از ان آیت منسوخہ
در نفع بندگان چنانچہ جمادیکہ غازی را بارہ تن منسوخ کردیم با مرقون
یا در سیاروی ثواب کہ در ناسخ باشد و در منسوخ نہ اویش لہلہ یای
آریم مانند آنچه نسخ کردہ ایم در منقبت و شوبت با وجود رعایت مصلحت
چون گردانیدن قبلہ از بیت المقدس بکعبہ۔ مردی است کہ مردے در
مجلس اشرف رسالت برپائے غاست و گفت یا رسول اللہ! چند
آیت از قرآن می دانستم در نماز تجمیدی خواندم۔ و شب بر غاستم فراموش
کردہ بودم ہر چند غاستم کہ بیا دارم میترنشد و در گشتے نیز بر غاست
و گفت مرا نیز ہمیں صورت دست داد۔ دیگرے نیز چنین گفت
حضرت فرمود کہ حق تعالی آفرانسخ فرمود۔ و ہر آیتے را کہ نسخ نماید آنرا
الہاد مردم بہرہ۔

و تفسیر غلامۃ الہی زیر آیت ما نسخنا

میں آیت الخ

ترجمہ ۱۔

و ما نسخ من آية، قرآن کو ہم کی آیات میں سے کبھی آیت
کو ہم لوگوں کی مصلحت اور زمانہ کے تقاضوں کے مطابق منسوخ

کرتے ہیں۔ وہ اوٹنہا، یا ہم اس میں سے کسی آیت کو لوگوں کے دلوں میں سے نکال لیتے ہیں۔ وہ ناکت بخیر منہا، تو اس منسوخ آیت کے بدلہ میں ہم نئی آیت ایسی نازل کر دیتے ہیں۔ جس میں لوگوں کو زیادہ نفع ہو۔ جیسا کہ ایک سلمان غازی کو دس کفار سے مقابلہ کرنے کا معاملہ ہم نے واپس لے لیا۔ اور اس کی جگہ صرف دو کافروں کے ساتھ مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے یہاں پر بتایا: باعتبار ثواب کی زیادتی کے ہوگی۔ یعنی منسوخ آیت کی نسبت ناسخ کا ثواب زیادہ ہوگا۔ وہ اوٹنہا، یا ہم منسوخ آیت میں ہی منفعت اور ثواب والی آیت نازل کریں گے۔ لیکن معلمت، بہر حال پیش نظر ہوگی۔ جیسا کہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر کر دینا۔

روایت ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض گزار کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ میں قرآن کریم میں سے چند آیات کا مافق تھا۔ جو نماز تہجد میں میں پڑھا کرتا تھا۔ لیکن آج رات جب میں اٹھا۔ تو میری یادداشت سے وہ آیات نکل گئی تھیں۔ میں نے انتہائی کوشش کی۔ کہ وہ مجھے یاد آجائیں۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ایک اور شخص نے بھی بعینہ یہی ماجرا عرض کیا۔ تیسرا بھی ایسی ہی حالت سے دوچار ہونے کا تذکرہ کر رہا تھا۔ اس پر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان آیات کو اللہ تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ جس آیت کو منسوخ فرمادیتا ہے۔ اس کو لوگوں کی یادداشت نکال دیتا ہے۔ منہج الصادقین:

وانساو آیت الاحباب انست از قلوب چنانکہ در روایت آید

کہہ دے اور مجلس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پائی خواست و گنت یا رسول اللہ
چند آیات قرآن میخوانستم و در نماز تہجد میخواندم شب بربخاستم فرمود
کہ وہ بروم و ہر چند خواستم کہ یاد من آید میسر نشد و دیگر سے بربخاست و
گنت مرا نیز ہم چنین تفسیر دست داد و دیگر سے ہم چنین گنت پیغمبر
فرمود پس میدانید کہ سبب این پیست گفتند اللہ و رسولہ اعلمہ
فرمود این بیکت آنکہ حق تعالی آنرا نسخ فرمود و ہر گاہ آیتہ را نسخ نماید
آن را از یاد ہر دہان بیرون داید از جملہ معجزات حضرت رسالت
است۔

(تفسیر منبع السادات جلد اول سورۃ البقرہ
ص ۲۵۴ ملبہ مرتبہ ان منبع جدید)

ترجمہ :

وہ آیت کا بطلان دینا، وہ اس طرح کہ لوگوں کے دلوں سے اس کی
یادداشت کو ختم کر دینا۔ جیسا کہ روایت میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص
نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں کھڑے ہو کر عرض کی۔
یا رسول اللہ! جیسے تم کہیں کہ چند آیات منکھلتیں۔ جن کی نماز تہجد میں
تلاوت کیا کرتا تھا۔ آج رات سوئوں ہو اس کی نماز تہجد کیسے اٹھا
لیکن وہ آیات میں بھول چکا تھا۔ یہاں تک کہ شش کے باوجود وہ نہیں
پڑ بنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ اور بولا کہ میرے
ساتھ بھی وہی تفسیر پیش کیا ہے۔ ایک اور نے بھی ایسی ماجرایاں
کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ جانتے ہو۔ اس کا
سبب کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے

آپ نے فرمایا۔ یہ اس لیے ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے ان آیات کو مسوخ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کبھی کسی آیت کو مسوخ فرماتا ہے۔ تو لوگوں کی یادداشت سے اُسے نکال دیتا ہے۔ اور یہ نتائج اور مسوخ کا معاملہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ہے

تبصرہ:

اہل تشیع کے مفسرین اور محققین ائمہ سے یہ بات ہم نے ثابت کر دی ہے۔ کہ قرآن کریم میں ناسخ اور مسوخ موجود ہیں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کی بھلائی کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ تحریریت قرآن کے موضوع پر جب ہم اہل تشیع پر خود ان کی کتب کے حوالہ جات سے ضرب کاری لگا کر یہ ثابت کرتے ہیں۔ سکا اہل تشیع موجود قرآن کے محرف اور نامکمل ہونے کے مستعد ہیں۔ تو اس جرم کی معافی کے طور پر ان سے اور کچھ نہیں سکا۔ یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر ہم پر یا احترامی ہے۔ تو اہل سنت نے بھی یہ جرم کیا ہے۔ لہذا وہ اور ہم برابر کے مجرم ہیں۔

اس جرم کے ثبوت میں جو کتب اہل سنت سے عبارات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ وہ ہیں۔ کہ جن میں ناسخ و مسوخ کی ایک قسم یعنی مسوخ انقلابات آیات کا ذکر ہے۔ لیکن وہ ان آیات کو دو مسوخ انقلابات کا کام دینے کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ نسخ کی قسم منسوخ کی خود ساختہ ہے۔ اس خود ساختہ قسم کے ذریعہ وہ اپنے آپ کو اس جرم سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ سنی تحریر قرآن کے قائل ہیں۔

اہل تشیع کے اس فریب اور منہاطہ کار خود ان کی مذکورہ تفاسیر سے بخوبی

اشکارا ہو گیا۔ وہ یہ کہ شیعہ مفسرین کا نسخ کی اس قسم کو ماننے اور ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ شیعہ مفسرین کا کاشانی نے اپنی تفسیر کی امتیازی خوبی بھی بیان کی کہ میری تصنیف مسلک ائمہ اہل بیت کی فصاحت و تحقیق و تحقیق پر مشتمل ہے۔ اور اس کے ساتھ معانی لغتین کی تردید کا بھی غامض اہتمام کیا گیا ہے۔ دو مقدمہ منہج الصادقین کے یہ الفاظ بغور ملاحظہ فرمائیں۔

منہج الصادقین

مطلب اعلیٰ ازیں منتخب ایضاً طریقہ ائمہ صادقین است کج واضح و الزام معانی لغتین، برابر، بین یا ہرہ ازیں جہت۔ مسخ شد۔

منہج الصادقین جلد اول ص ۴۴

توجہ ۱۔

اس منتخب تفسیر کا اصل مطلب یہ ہے کہ حضرات ائمہ صادقین کے مذہب و طریقہ کی واضح محبتوں کے ذریعہ وضاحت کی جائے۔ اور معانی لغتین پر روشن دلائل سے الزام و صراحت کی جائے۔ کہ وہاں سے مذہب میں یہ کمزوری اور نقص ہے۔ ایسی وجہ ہے۔ کہ اس تفسیر کا منہج الصادقین نام رکھا گیا۔

شیعہ مفسر کی اس عظیم تفسیر میں یہ مذکور ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک دفعہ چند صحابہ کرام نے بعض آیات کے ذریعے سے گل جانے کی بات کی۔ تو ان صحابہ کرام کی جواب میں سرکارِ دو عالم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آیات (بموجب اعلان باری تعالیٰ منسوخ ہو چکی ہیں۔ اگر اس طرح سے نسخ نہ ہوتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ سے صاف صاف فرما دیتے کہ کسی آیت کی تلاوت بقول جانا اور یادداشت سے اس کا نکل جانا۔ اس امر کی نشاندہی

نہیں کرتا۔ کردہ اشد کی کتاب میں اسی مذکور ہے۔ اور فرماتے کہ آؤ میں تمہیں وہ آیات دوبارہ از پرکرا سکے دیتا ہوں۔

اس لیے یہ بات محقق اور ثابت ہو چکی کہ حضرات ائمہ اہل بیت کے مطابق نسخ اور منسوخ کا قرآن کریم میں وجود ہے۔ علامۃ المہجۃ اور منہج الصادقین کی عبارات مذکورہ اس پر شاہد ہیں۔ اور یر بھی صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا۔ کہ نسخ کی ایک مخصوص قسم دو منسوخ التلاوة،، بھی حضرات ائمہ کے معتقدات میں سے ہے۔ یہ قسم اہل سنت کی خود ساختہ نہیں۔

یہیچے: چودھویں۔ مدی کے ایک شیعہ مجتہد کی تفسیر پر بھی ایک نظر دوڑائیں۔ یہ ہیں صاحب تفسیر جامع التنزیل جناب امام تری علیہ السلام۔ اس تفسیر میں تفصیل سے نسخ کی اقسام بیان کی گئیں۔ کہ جن کے پڑھ لینے کے بعد مزید وضاحت میں جو کچھ تحریر کیا گیا۔ وہ سنی شیعہ دونوں کا متفق علیہ ہے۔ جو کسی حد تک درست ہو گا۔ صاحب انصاف اہل تشیع کو اس کے پڑھنے کے بعد دعوت انصاف بھی ہے۔ اور قبولیت حق کی درخواست بھی ہے۔

حوامع التنزیل :-

نسخ یا در حکم باشد نقطہ بینر نقطہ یا در نقطہ باشد نقطہ بعیر حکم یا در ہر دو معنی در نقطہ و حکم یک با باشد۔

۱۱۱ اول کہ نسخ حکمی باشد نہ لغوی۔ و ان آیات بسیار اند کہ انہا نسخ واقع و بہائے منسوخ قائم نہ اند۔ آیت اول کہ در اول اسلام مدت زود میر شوہر مردہ یک سال بود۔ بقولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ يَتَّبِعُونَ
وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا ذَرِيَّةً لَا زَوْا حِيْطُهُمْ مَّتَا مَّا إِلَى
الْحَوْلِي۔ و ان منسوخ آیت از بقعہ اشہر و عکسراً شد۔

آیت ثانیہ تقدیم صدقہ میں ازراہ گوئی برپہ نہیں چوں فقد ہوا بین
 یدہای نجولکم صدقہ باشد بعد اں نسخ شدہ آیۃ ما شفقتہ
 ان تقدّموا بین یدہای نجولکم صدقات۔ و آیۃ ثلاثہ
 امر ثبات واحد در جہاد مقابلہ عشر و باشد چوں فان یحکم منکم
 عشرون مایرون یغلبوا مائتین و بعد اں نسخ شد
 بآیت۔ الا ان خفت الله عنکم و علم ان فیکم ضعفا فان یحکم

خفتمائتہ مایرۃ یغلبوا مائتین۔ و آیت را بعد
 تحویل قبلہ الی العیہ باشد چوں۔ سیمقول الشفعا من الناس
 ما ولہم من قبلتہم التي صعانوا علیہا بآیۃ
 قول وجہک شطر المسجد الحرام فوسخ گردیدہ۔
 و آیت خامسہ یہودی گفتہ کہ احکام منقذہ میگوید بعد اں استناد الی الاثر
 بعورت اعتراف میکند حق تعالی در ردّ وایشان و اثبات نسخ فرمود آیت
 و اذا بدلت الیہم فیکونوا لله اعلیٰ بہما یخزل قالوا انما
 انت مفتر۔ پس تبدیل بر رقع و اثبات شالی باشد۔ پس
 مرقوع التلاوت باشد مرقوع الحکم یا ہر دو معاً۔ پس لامحالہ نسخ نہایت
 است۔ بنوی در معالم اذا بنی عیاس ردایت کردہ و ہمیں مراد از ما نسخ
 است کہ ما ثابت و باقی میگزاریم در خطہ تبدیل میکنیم حکم۔

اذا یا تیسرہ فوسخ اللفظ باشد دون الحکم چوں آیت رحم باتفاق کاندہ
 مفسرین و محدثین است چنانچہ فخر رازی و نیشاپوری و ثعلبی و واحدی و
 بنوی بل ہمہ گفتہ کہ متروک اللفظ غیر الحکم الی آیت است۔ الشیخ
 و الشیخۃ اذا زینا فان حوہا الیہنہ نکالاً من الله

وَاللّٰهُ حَزِيْزٌ مُّحْكِيْمٌ۔ در رؤف البنان فرمود که این آیت از سوره
نور برآورده شده و مکش باقی است۔ و بخاری نیز آن را روایت کرده و ترمذی
و میثاقی و طبرسی و در و مشهور از مسلم و بخاری و ابن مردودیه و ابونعیم و طبریه
و بیہقی و در دلائل و غیر ایشان بسیارے از ہر مثنوی روایت کرده اند کہ ایشان
در زمان رسول می خواندند سُوْحَكَاتِ لَا بُنْ اَدَمَ وَاِذْ يَتَيْنِ مِنْ
مَّآلٍ لَا يَبْغِيْ اِلَيْهَا ثَالِثًا وَلَا يَحْمَلُوْا جَوْفَ ابْنِ اَدَمَ
اِلَّا التَّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔ و سیوطی ہشت
روایت یہی مضمون از ہم غفر و جمیع کثیر نقل کرده من شاء
فلیرجع الیہ۔

اما یا تیکہ متروک الفاظ و نسخ انقلابت اند از جمہ انہا طبرسی و سیوطی
و ابن سعد و احمد و خلیل و بخاری و مسلم و ابو داؤد و در ناسخ و ابن نصر و ابن
جریر و ابن منذر و ابن حبان و بیہقی و در دلائل از انس روایت کردند
كَانَ التَّبَعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا بِيْرَ مَعُوْنَةَ
قُرَآئِحَ حَتّٰى نَسَخَ بَعْدَ اِيْ بَلَّغُوْا قَوْمَنَا اِنَّا قَدْ لَقَيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيْ
عَنَّا وَاَرْسَلْنَا اِلَيْكَ وَاَلَا تَعْلَمُ اَنَّا بَرَاءٌ مِّنْكُمْ وَاِنْ مَّاسٍ
وَلِيَّاسِيْ وَاَبُو صَيْدٍ وَّطَبْرَانِيْ وَاَزْهَرُ خَطَابٍ رَّعَايَتِ كَرْدَنْدِ كَمَا مِيْ خَوَانْدَمِ
اَزْ قُرْآنِ لَا تَرْخَبُوْا عَنْ اَبَا كَعْبٍ فَاتَهَ كَفَرُوْا بِكَعْبٍ مِّنْ مَّرْثِيْ
بْنِ ثَابِتٍ كُفْتُ اَكْذَابُكَ يَا زَيْدُ ؟ قَالَ نَعُوْ سَيِّئِيْ حَسْبِيْ بُرْدُ
زَيْدٍ كُفْتُ اَرِيْ۔ سیوطی و در و مشهور و عبد البر و تہمید و ایضا صاحب تہذیب
از عمر رعایت کردند کہ مای خواندیم از قرآن لَا تَرْخَبُوْا عَنْ اَبَا كَعْبٍ
وَاَدْرَكَابِ اَشْرَیْ خَوَانْدَمِ اَنْ اَنْتُمْ اَكْثَرُ مِنْ اَبَا كَعْبٍ كَفَرُوْا

پکڑے والی اویس گفت اری، نیز می خواندیم از قرآن آتو کد یغیرا شی
 ولایعایس الحجد۔ دو روز مشور و ابو عبیدہ روایت کرده کہ عمر بن عبد الرحمن
 بن عوف گفت آیا نبی در منزل عینا ان جباه و احکما جباه کثرو
 اقل منک۔ و حال ہی یابیم عبد الرحمن گفت اری ایں از جلاست کہ قرآن
 ساقط شدہ ۱۔

در کبیر و پیشاپوری است آنچه منسوخ الحکم و التلاوة معاً است پس از حد
 اکن پیزی است کہ عائشہ روایت کرد فان القرآن قد نزل فی
 الموضع بعشر معلقومات فتقرئ بحسن یحیی معلومات
 پس عشر مرفوع التلاوة والحکم خمس مرفوع التلاوة و باقی الحکم است و
 در ردق البنان فرمود آنچه در عبد رشاع وارد شدہ ایں است
 ان عشر رضاء یحیی من منسوخ بان خمس عشر وقعة
 یحیی من۔ گردید و ہر دو مرفوع اللفظہ التلاوت اند۔

سیوطی و ابو داؤد و نسائی و ابن منذر و ابن ابی شیبہ و در معاصت و
 ابو ذر ہر دو در فضائل روایت کرد کہ مردے یک سورت را حفظ کردہ
 پس شب برخواست کہ بخواند بالکل نتوانست و دیگرے برخواست
 کہ بخواند نتوانست پس صبح نزدیک پیغمبر مقدم عرض حال کرد فرمود کہ
 شب گذشتہ تسبیح گزیدہ ہذا تلاوت اکن از اسفد حفظ اکن از قلوب
 برداشتہ شدہ۔ یعنی در عالم و سیوطی و در دوز مشور و ابو داؤد و نسائی
 و دیگرے در دلائل از ابوامامہ روایت کرد کہ قومی از صحابہ انصار شب
 برخواستند کہ سورہ قرآن را بخوانند نتوانستند و اسکا یا وایشان نیامد
 الا بسم الله الرحمن الرحيم۔ و فرمایہ پیغمبر عرض حال کردند

پیشتر فرمود کہ شب نسخ شدہ ہذا از منہات قلوب برآوردہ شدہ و از ہر
شی در آل ذکر بود سیوطی و ابن مردویہ و ابن نعیم و سیوطی دلائل روایت
کردند کہ ابو موسیٰ اشعری گفت کہ ماسما بہ سورہ رومی خواندیم کہ در طول مشابہ
سورہ برآہ بود فراموش کردم سوائے آنکہ تَوَحَّكَ لَا یُنِیْ اَدَمَ
و اَدِیَا لِحِی خَفِیْ دَارَم۔ دیگر گفت سورہ دیگر سے بود مشابہ سبحات
اَوَّلَ اَنْ یَبْتَغَ لِلّٰہِ مَآ فِی السَّطَوَاتِ بود فراموش کردم نہ ایک آیت،
اَزْ اَنْ یَاوَدَّ اَرْمَیَا اِیْتِہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا مَا لَا تَعْمَلُوْنَ
فَتَكْتُبَ شَہَادَۃً فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتَقْتُلُوْنَ عَنْہَا یَوْمَ
الْقِیَامَۃ۔ و در در مشور و فضاہل ابو بیدہ از اشعری مروی است کہ
سورہ شدیدہ مثل سورہ برآہ در طول و شدت نازل شدہ مرتفع شد
اَلَا اَزْ اَنْ یَاوَدَّ اَرْمَیَا اِنَّ اللّٰہَ سِیوۃُ ہٰذَا الَّذِیْنَ بَاقُوْا
لَا خِلَاقَ لَہُمْ۔

(تفسیر جامع التنزیل جلد اول ص ۵۲۱)
۵۲-۵۳ زیر آیت مانع من آید ملبور
الطیم پرئیس لاہور

ترجمہ: (۱۱)

وہ آیات جن کی تلاوت باقی اور حکم
منسوخ ہے۔

بہر حال وہ آیات کہ جن کے الفاظ (تلاوت) منسوخ کر دیئے گئے

لیکن حکم باقی رہا۔ اس کی مثال آیت رحم ہے۔ جو تمام منسوخ اور مشقین کے مطابق منسوخ اتلاوت و دن الحکم ہے۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی، نیشاپوری، ثعلبی، وادعی، بغوی بک تمام حضرات یہی کہتے ہیں کہ یہ آیت باقی رہا کے متروک و منسوخ ہے۔ لیکن حکم اس کا باقی ہے یہ آیت اس طرح تھی۔ الشیخ والشیخۃ اذا نضیا فارجمو ہما البتۃ لکالامن اللہ واللہ عزیز حکیم رد خ البحتان میں کہا ہے۔ کہ اس آیت کو سورہ قورس سے نکال دیا گیا ہے۔ لیکن اس کا حکم باقی ہے۔ اور امام بخاری نے بھی اس کی روایت کی ہے۔ امام فخر الدین رازی، نیشاپوری، طبرسی اور دمشقی امام مسلم و بخاری وابن مردودہ اور ابونعیم نے عید میں یہی تھی نے دلائل میں اور ان کے علاوہ بہت سے دوسرے حضرات نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔ کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے۔ نوکان لابن ادم وادیسی من مال الخ۔ امام سیوطی نے اس قسم کی آٹھ حدیث روایات بہت بڑی تعداد سے روایت کیں جو زیادہ تحقیق و ثبوت کا خواہش مند ہے۔ وہ اس تفسیر کی طرف رجوع کرے۔

موجہ - (۲)

وہ آیات جن کا حکم باقی اور تلاوت منسوخ ہے:

اس قسم کی آیات میں سے ایک آیت وہ ہے۔ جسے فہری، سیوطی،

ابن سعد، احمد بن حنبل، بخاری مسلم نے اور ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن
 نصر، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان نے اور امام بیہقی نے دلائل
 میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ الفاظ یہ تھے۔
 ان السبعین من الانصار الذین قتلوا الغیر الفاکر اس
 کے بعد فسوخ ہو گئے۔ ان کی تفسیح کی وجہ یہ تھی۔ انا بلغوا قومنا
 انا قد لقیتمار بن الحنفیہ الفاظ بھی تھے۔ ان کی تلاوت اور لغت
 فسوخ ہو گئے۔ درختور نے ابن عباس اور علی السی، ابو عبیدہ اور طبرانی
 نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ کہ ہم قرآن کی یہ آیت
 پڑھا کرتے تھے۔ لا ترغبوا من ابائکم فانہ کفر بکم
 یہ آیت سن کر عمر بن یزید بن ثابت نے پوچھا، اسے زیر کیا یہ
 آیت اس طرح تھی۔؟ جواب دیا۔ ہاں۔ سیوطی نے درختور
 میں۔ عبد البر نے حمید بن ابی اسحاق صاحب تقریب نے حضرت عمرؓ
 سے روایت کی۔ کہ حضرت عمرؓ نے ابی اسحاق سے کہا۔ ہم قرآن
 کہہ کر یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ ان افتخا بکم من ابائکم
 کفر بکم۔ ابی اسحاق نے کہا۔ ہاں! ہم بھی قرآن کہہ کر یہ آیت
 پڑھا کرتے تھے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ درختور
 میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت مذکور ہے۔ کہ
 حضرت عمرؓ نے جناب عبدالرحمن بن عوفؓ سے کہا۔ کیا قرآن کہہ کر
 ہمارے لیے یہ آیت نازل نہ کی گئی تھی۔ ان جاهدوا حکما
 جاهدوا لاسوة۔ لیکن اب یہ نظر نہیں آتی۔ عبدالرحمن
 بن عوفؓ نے کہا۔ ہاں ضرور تھی۔ لیکن یہ من جملہ ان آیات میں

سے ہے۔ جو ساقط ہو گئیں۔

ترجمہ: (۲)

وہ آیات جن کی تلاوت اور حکم دونوں مفسوخ ہیں

تفسیر کبیر اور نیشاپوری میں ان آیات کی نشاندہی کی گئی ہے جو تلاوت اور حکم دونوں کے اعتبار سے مفسوخ ہیں۔ ان میں سے ایک آیت وہ ہے۔ جسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ دودھ پینے کے بارے میں اجتہاد دس مرتبہ دودھ پینے سے حرمت کا تذکرہ تھا۔ پھر ان کو مفسوخ کر کے پانچ مرتبہ باقی رکھا گیا۔ لہذا اس سے معلوم ہوا کہ دس مرتبہ پینے پر تلاوت کرنے والے الفاظ اور ان کا حکم دونوں مفسوخ ہو گئے۔ اور پانچ مرتبہ کا حکم باقی ہے۔ لیکن تلاوت اس کی بھی مفسوخ ہو گئی۔ روئے الجہان میں ہے کہ دودھ پینے کے بارے میں یوں آیا تھا۔ ان عشر وضعات یحرم من الخ اس کو مفسوخ کر کے خمس عشر وضعۃ کے الفاظ اترے۔ لیکن یہ دونوں ناسخ اور مفسوخ دو مفسوخ التلاوت ہیں۔ یعنی ان دونوں کے الفاظ باقی نہیں رہے۔ لیکن بقول روایت ناسخ کا حکم یعنی پانچ مرتبہ پینا یہ باقی ہے۔ مفسوخ کا حکم بھی باقی نہیں رہا۔ (۱)

سیوطی نے ابو داؤد نے ناسخ میں ان سنہ راہن انہذا نے

معاہد میں اور ابوذر ہر وی نے فضائل میں روایت کی۔ کہ ایک شخص
 (صحابی) کو ایک سورۃ یاد تھی۔ وہ رات کو اٹھے اور وہی حفظ شدہ
 سورت پڑھنا چاہی۔ لیکن بالکل نہ پڑھ سکے۔ ایک اور صحابی (تہجد پڑھا)
 اٹھے۔ انہوں نے بھی پڑھنا چاہا۔ لیکن نہ پڑھ سکے۔ برقت صبح حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت افتخار میں حاضر ہو کر عرض گزار کی۔ آپ نے
 ارشاد فرمایا۔ کہ یہ سورتیں گزشتہ رات مسوخ ہو گئیں۔ اس لیے
 ان کی زبانوں پر سے تلاوت اور دلوں میں سے یاد اٹھالی گئی۔ امام
 بخاری نے معاملہ میں سیوطی نے درمنثور میں، ابو داؤد نے تاریخ
 میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوالمہر رضی اللہ عنہ سے روایت
 کی ہے۔ کہ انصاری صحابہ کی ایک جماعت رات نماز تہجد کو اٹھی اور
 چاہا کہ قرآن کریم کی نماز میں تلاوت کریں لیکن انہیں یوں لگا کہ مملو برکات
 ان کی یادداشت سے بالکل نکل چکی ہیں۔ صرت بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ہی زبان پر آتا تھا۔ صبح اللہ کران حضرات نے یہ ماجرا حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہ آیات
 رات سے مسوخ ہو چکی ہیں۔ اس لیے دلوں کے ادراک و صفات
 سے صاف کر دی گئیں۔ بلکہ ہر اس شے سے ان کو مٹا دیا گیا۔ جہاں ان
 کا ذکر تھا۔

امام سیوطی، ابن مردودی، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت
 ابوسوی اشعری سے ایک روایت ذکر کی۔ کہ صحابہ کرام سورہ براءۃ
 جیسی ایک سورت بھول چکے تھے۔ صرت اسی کی ایک آیت یاد رہ
 گئی۔ جو یہ ہے۔ صوحان لابن آدم وادیا الخ ایک اور صحابی

نے کہا کہ ایک اور سورت بھی تھی جو سمیحات کے شاربہ تھی اس کے
ابتدائی الفاظ یہ تھے۔ بسم اللہ ما فی الطوائف۔ لیکن ایک آیت کے
سوا وہ مجھے بھول چکی ہے۔ وہ آیت یہ ہے۔ یا ایہا الذین
امتنوا لا تقولوا ما لا تفعلون الخ ورتھوریں اور فضائل
البرعیدہ میں البرعویٰ اشعری سے روایت ہے کہ ایک سنت
احکام والی سورۃ جو سورت برآۃ کی طرح طویل اور سنت احکام پر مبنی
تھی۔ اٹھالی گئی ہے۔ بہت اس کی ایک آیت مجھے یاد رہ گئی۔ وہ
یہ ہے۔ ان الله سيؤد هذا الذين باقوا من الاخلاق
لهم۔

عدد الاصول۔

فَصَلِّ فِي ذِكْرِ جَوَانِ قَسَخِ الْحُكْمِ
دُونَ التَّلَاوَةِ وَ قَسَخِ التَّلَاوَةِ دُونَ
الْحُكْمِ جَمِيعُ مَا ذَكَرْنَا جَائِزٌ
دُمُولُ النَّسَخِ فِيهِ لَا تَلَاوَةٌ
إِذَا كَانَتْ عِبَادَةً وَالْحُكْمُ عِبَادَةٌ
أُخْرَى جَاذٌ وَ حُجُوعُ النَّسَخِ فِي إِخْلَافِهَا
مَعَ بَقَائِ الْأَخْرِ كَمَا يَصِحُّ ذَلِكَ فِي
كُلِّ عِبَادَتَيْنِ وَإِذَا كُتِبَ ذَلِكَ
جَاذٌ نَسَخَ التَّلَاوَةَ دُونَ الْحُكْمِ وَالْحُكْمُ
دُونَ التَّلَاوَةِ فَإِنْ قِيلَ كَيْفَ يَجُوزُ
نَسَخُ الْحُكْمِ مَعَ بَقَائِ التَّلَاوَةِ هَلْ

ذَلِكَ إِلَّا نَقُصُّ لِكُونِ التَّلَاوَةِ دَلَالَةً عَلَى
 الْحُكْمِ لِأَنَّهَا إِذَا كَانَتْ دَلَالَةً عَلَى
 الْحُكْمِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ دَلَالَةً مَا دَامَتْ
 ثَابِتَةً وَإِلَّا كَانَ نَقْصًا عَلَى مَا يَتَّبَعُ قِيلَ
 قِيلَ لَهُ لَيْسَ ذَلِكَ نَقْصًا يَكُونُهَا دَلَالَةً
 لِأَنَّهَا إِثْمَاتٌ دَلُّ عَلَى الْحُكْمِ مَا دَامَ
 الْحُكْمُ مَصْلِيحَةً وَأَمَّا إِذَا كُنْ تَحَالُ
 الْحُكْمِ وَخَرَجَ مِنْ كَوْنِهِ مَصْلِيحَةً
 إِلَى غَيْرِهِ لَمْ تَكُنِ التَّلَاوَةُ دَلَالَةً عَلَيْهِ
 وَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا لَا فَائِدَةٌ فِي
 بَقَاءِ التَّلَاوَةِ إِذَا أَوْفَعِ الْحُكْمُ وَذَلِكَ
 أَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَتَعَلَّقَ الْمَصْلِيحَةُ
 بِنَفْسِ التَّلَاوَةِ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهِضِ الْحُكْمُ
 وَإِذَا لَمْ يَمْتَنِعْ ذَلِكَ جَازَ بَقَاءُ مَا مَعَ
 إِرْقَاعِ الْحُكْمِ وَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا
 إِنَّ هَذَا الْمَذْهَبَ يُؤَدِّي إِلَى أَنَّهُ
 يَجُوزُ أَنْ يُفْعَلَ جُلُوسُ الْكَلَامِ بِمَجَرَّدِ
 الْمَصْلِيحَةِ دُونَ الْإِهَادَةِ وَذَلِكَ مِمَّا
 كَانُوا لَا يَأْتِيَانِ نَعْنَعُ فِي الْمَوْضِعِ
 الَّذِي أَشَارُوا إِلَيْهِ إِذَا خَلَا الْكَلَامُ مِنْ
 فَائِدَةٍ أَصْلًا وَلَيْسَ كَذَلِكَ بَقَاءُ التَّلَاوَةِ مَعَ

اَرْتَدَّاجِ الْحُكْمِ لِامْتِنَا اِهَادًا فِي الْاِبْتِدَاءِ
تَعَدُّ كُنُ الْحُكْمِ بِهَا وَقَصِدَ بِهَا ذَلِكَ وَرَأَتْهَا
تَغْيِرَتْ الْمَصْلِحَةُ فِي الْمُسْتَقْبَلِ فِي الْحُكْمِ
فَتُسَخَّرُ وَبَيْنَ التَّلَاوَةِ لِمَا فِيهَا مِنَ الْمَصْلِحَةِ
وَذَلِكَ يُعَالِفُ مَا سَأَلَ السَّائِلُ عَنْهُ وَمَا
لَسَخِ التَّلَاوَةُ مَعَ بَقَاءِ الْحُكْمِ فَلَا شُبْهَةَ
فِيهِ لِمَا قُلْنَا مِنْ جَوَازِ تَعَلُّقِ الْمَصْلِحَةِ
بِالْحُكْمِ دُونَ التَّلَاوَةِ وَكَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَقُولُوا
إِنَّ الْحُكْمَ قَدْ ثَبَتَ بِهَا فَلَا يَجُوزُ
مَعَ زَوَالِ التَّلَاوَةِ بَقَاؤُهُ وَذَلِكَ أَنَّ التَّلَاوَةَ
دَلَالَةٌ عَلَى الْحُكْمِ فَكَيْسَ فِي عَدَمِ الدَّلَالَةِ
عَدَمُ الْمَدْلُولِ عَلَيْهِ أَلَا تَرَى أَنَّ انْفِشَاقَ الْقَسْرِ
وَمَجْرَى الشَّجَرَةِ دَالٌّ عَلَى بُيُوتِهِ نَبَاتًا وَلَا
يُوجِبُ عَدَمُهُمَا خُرُوجَهُ مِنْ كَوْنِهِ كَيْبًا
كَذَلِكَ الْقَوْلُ فِي التَّلَاوَةِ وَالْحُكْمِ وَيَعَارِقُ ذَلِكَ
الْحُكْمُ الْعِلْمَ الَّذِي يُوجِبُ عَدَمَهُ خُرُوجُ الْعَالِمِ
مِنْ كَوْنِهِ عَالِمًا لِأَنَّ الْعِلْمَ مُوجِبٌ لَا أَنَّهُ دَالٌّ
وَأَمَّا جَوَازُ النِّسْخِ فِيهِمَا فَلَا شُبْهَةَ أَيْضًا
فِيهِ لِجَوَازِ تَغْيِيرِ الْمَصْلِحَةِ فِيهِمَا وَقَدْ
وَرَدَ النِّسْخُ بِجَمِيعِ مَا قُلْنَا لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
نَسَخَ اِعْتِدَادَ الْقَوْلِ بِكَرْبُصٍ أَوْ بَعْتَرٍ أَهْمًا

وَعَشْرًا وَنَسَخَ التَّصَدُّقَ قَبْلَ الْمُنَاجَاةِ وَنَسَخَ
نَبَاتَ الْوَلِيدِ يَلْعَشْرَةَ وَإِنْ كَانَتْ التِّلَاوَةُ بَاقِيَةً
فِي جَمِيعِ ذَلِكَ وَقَدْ نَسَخَ إِبْقَاءُ التِّلَاوَةِ وَبَقِيَ
الْحُكْمُ عَلَى مَا رَوَى مِنْ آيَةِ الرَّجْمِ مِنْ قَوْلِهِ الشَّيْخُ
وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنِيَا فَارْجُمُوهُمَا أَلْبَسَتْهُمَا نِكَالًا مِنْ
اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ. وَإِنْ كَانَ ذَلِكَ مِمَّا أَنْزَلَهُ
اللَّهُ وَالْحُكْمُ بَاقٍ بِإِلْخِلَافٍ وَكَذَلِكَ رَوَى تَتَابُعُ
مِصْلَامٍ كَفَّارَةَ الْيَعِينِ مِنْ قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
لِأَنَّهُ قَدْ نَسَخَ التِّلَاوَةَ وَالْحُكْمُ بَاقٍ عِنْدَ مَنْ يَقُولُ
بِذَلِكَ وَأَمَّا نَسْخُهُمَا مَعًا فَمِثْلُ مَا رَوَى عَنْ
عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا أَنْزَلَهُ تَعَالَى
عَشْرَ رَضَعَاتٍ يُخْرِجُ مِنْ شَمِّ كُسَيْفَتٍ يَخْصِي
فَجَرَتْ يَنْسُخُهُمْ تِلَاوَةً وَحُكْمًا وَإِنَّمَا ذَكَرْنَا
هَذِهِ الْمَوْضِعَ عَلَى جِهَةِ الْمِثَالِ وَلَوْ لَمْ
يَقَعْ قَطْعٌ مِنْهَا لَمَّا أَخَذَ بِجَوَانِبِ مَا ذَكَرْنَا وَرَدَّ عَلَيْهِ
لِأَنَّ الَّذِي أَجَازَ ذَلِكَ مَا قَدْ مَنَاهُ مِنَ الدَّلِيلِ
وَذَلِكَ كَافٍ فِي هَذَا الْبَابِ

اعداد اسول مصنف ابو جعفر طوسی جلد دوم

ص ۳۲۵ مطبوعہ بیروت

ترجمہ :-

اس نصاب میں یہ بحث ہوگی کہ قرآن کریم کی بعض آیات کا حکم منسوخ ہوا

اور تلاوت برقرار رہی۔ اور کچھ دوسری آیات کی تلاوت منسوخ ہو گئی لیکن حکم باقی رہا۔ ہم نے جو کچھ نسخ کے اقسام بیان کیے ان تمام میں نسخ کا وقوع لازماً قتل و قتل ا جائز ہے۔ کیونکہ جب یہ بات واضح ہے۔ کہ تلاوت ایک عینہ عبادت ہے۔ اور حکم دوسری عبادت ہے۔ تو ان میں سے کسی ایک کا نسخ اور دوسری کا بقا درست ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی ممکن ہے۔ کعدول اقسام کی عبادتیں جمع ہو جائیں۔ تو جب یہ بات ثابت ہو گئی۔ تو اس سے بھی جائز ہو گیا۔ کہ کسی آیت کی تلاوت منسوخ ہو جائے لیکن اس کا حکم باقی رہے۔ اور یہ بھی درست قرار پایا۔ کہ حکم منسوخ ہو جائے اور تلاوت برقرار رہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ کیوں ممکن ہے۔ کہ حکم تو منسوخ ہو جائے لیکن تلاوت برقرار رہے۔ اور یہ بھی واضح طور پر ایک نقص ہے۔ کیونکہ تلاوت ہی تو حکم پر دلالت کرتی ہے۔ اور جب حکم کے لیے تلاوت دلیل ٹھہری۔ تو ایسا ہونا چاہیے۔ کہ جب تک تلاوت باقی رہے اس کی دلالت بھی باقی رہے۔ ورنہ نقص لازم آئے گا۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اس سوال کے جواب میں یوں کہا جائے گا۔ کہ ایسا ہونا اس بات کے نقص کے قائم مقام نہیں۔ کہ دو تلاوت آیات حکم پر دلالت کو قتی ہیں۔ کیونکہ آیات کی حکم پر دلالت اس وقت تک مطلوب ہوتی ہے۔ جب تک اس حکم کی مصلحت موجود ہو۔ لیکن جب حکم کی حالت میں تبدیلی آجائے۔ اور اس کی مصلحت ختم ہو جائے۔ اور اس کی جگہ کوئی نئی مصلحت کارفرما ہو۔ تو اس وقت تلاوت کی اس تبدیلی ضرور

حکم پر دلالت نہیں ہوگی۔

اگر اس پر کوئی یہ اعتراض کرے۔ کہ اس حدیث میں جب کہ حکم آیت اٹھا لیا گیا۔ تو پھر صرف خالی آیت کو باقی رکھنے میں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔؟ تو اس اعتراض کے جواب میں یوں کہا جاسکتا ہے۔ کہ میں ممکن ہے۔ کہ کوئی حدیث صحیح ہو۔ جو نفس تلاوت کے ساتھ منسلک ہو۔ اور وہ حدیث معصومہ سے متعلق نہ ہو۔ جب یہ بات ممکن ہے۔ تو پھر ایسا ہونا یہ کیونکر جائز نہ ہوگا کہ حکم اٹھایا جائے اور تلاوت باقی رہ جائے۔ اور مشرکین یہ نہیں کہہ سکتے کہ حکم تلاوت کے ساتھ خاص ہے۔ اور جب تلاوت باقی نہ رہے۔ تو حکم کی جہاد کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ کیونکہ تلاوت حکم پر دلالت کرتی ہے۔ اس لیے دلالت کا نہ ہونا مدلول حدیث کے عدم پر دلالت نہیں کرتی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ پانچ کا دو ٹکڑے ہونا اور درختوں کا پتہ خود علی و اشدر علیہ وسلم کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں لیکن ان کے معدوم ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ خود علی و اشدر علیہ وسلم نبوت سے معدوم ہو جائیں۔ کچھ ایسا ہی معاملہ تلاوت اور حکم کا بھی ہے اور وہ حکم علم سے مختلف ہے۔ کیونکہ حکم کی صفت کہ معدوم ہو جاتا۔ کئی شخص کے عالم ہونے کا نفی کر دیتا ہے۔ وہی ہے۔ کہ علم موجب ہے۔ اور دلالت کرنے والا نہیں۔

اسیہ دایہ معاملہ کہ تلاوت اور حکم دونوں کا نسخہ ہوتا جائز ہے۔ تو اس معاملہ میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ وہ مصلحتیں جو ان دونوں عبادتوں کے متعلق تھیں۔ وہ باقی نہ رہیں۔ ہم نے جو نسخہ کی اقسام بیان کی ہیں۔ وہ تمام کی تمام واقع اور موجود

ہیں۔ دیکھئے اشرع تعالیٰ نے یزید کی قدرت ایک سال سے کم کر کے (مسخ کر کے) چار ماہ اور دس دن مقرر کی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے سے قبل مد قرہ کی ادائیگی کو بھی مسخ کر دیا گیا۔ اور یہ بھی مسخ ہو گیا کہ شروع اسلام میں ایک مسلمان دس کفار کے ساتھ مقابلہ اور مقابلہ کرنے کا پابند تھا۔ لیکن بعد صرف دو کفار کے ساتھ مقابلہ باقی رکھا گیا۔ ان مضامین والی آیات کی اگرچہ تلاوت باقی ہے۔ لیکن احکام مسخ کر دیئے گئے ہیں۔

وہ آیات کجی کی تلاوت ضرور ہوئی لیکن حکم باقی رہا ان میں سے ایک وہ آیت ہے۔ جو رحم کے بارے میں مروی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔
 الشیخ والشیعة اذا ذینا فارجوہما الخ۔ اس کا حکم لفظی موجود ہے۔ لیکن تلاوت منقوہ ہے۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے۔ کجی میں قسم کے کنارے کے طور پر کہے گئے یہ دونوں کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی قراءت کے مطابق ”وہ لگا رہا“ ہونے کے الفاظ موجود تھے۔ لیکن اب ان کی تلاوت ختم ہو چکی ہے۔ اور اس قید کے قائلین کے نزدیک حکم باقی ہے۔

دہی وہ آیات کجی کی تلاوت اور حکم دونوں مسخ کر دیئے گئے۔
 قرآن کی مثال وہ روایت ہے جو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ یہ کہ دودھ پینے پلانے ہی حوت کا تعلق ابتداؤں میں مرتبہ دودھ پینے سے تھا۔ بعد میں صرف پانچ مرتبہ رہ گیا۔ تو دس مرتبہ پینے کے مفہوم کے الفاظ اور ان کا حکم دونوں مسخ ہو چکے ہیں۔

فصل ششم

قرآن کریم میں اختلافِ قراءت کی حیثیت

اہل سنت علماء اور متقیین جب دلائل باہرہ اور حج قاہرہ سے یہ بات ثابت کر دکھاتے ہیں کہ موجود قرآن کریم کے بارے میں اہل تشیع کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ مخرف اور نامکمل ہے، اس لیے وہ اپنے اس عقیدہ کی بنا پر موجود قرآن پر ایمان نہیں رکھتے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس بات کا وہ تحقیقی جواب دیتے لیکن کوئی تحقیق ہو کر ایسا کرتے۔ جب ان کی کتب مستبرہ بحوالہ ائمہ اہل بیت اس قرآن کی حریمت و تبدیل پر دال ہیں۔ تو پھر اس کے خلاف کہاں سے دلائل لائیں۔ لیکن شل مشہور ہے کہ مکسیانی بی گمباؤ ہے، اب بے بس ہو کر اختلاف قراءت کا موضوع بے بیشی ہے، اور اس کے ضمن میں اپنی گویا غلامی کراتے ہوئے ہم اہل سنت کو بھی اپنا ہم خیال گرداننے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں کی کتب حدیث و تفسیر اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم سات قراءت پر نازل ہوا۔ اور یہ کہ ان میں سے کسی قراءت کے مطابق اُسے پڑھنا جائز ہے۔ کیونکہ ان ہی قراءتوں کا

نام قرآن ہے۔ رہا یہ سبب کہ ان سات قراءتوں میں قرآن کریم کو نازل کیوں کیا گیا۔ قریبات بالکل واضح ہے کہ اس وقت اہل عرب کی لغات مختلف تھیں۔ اس اختلاف لغت کی وجہ سے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کی لغت پڑھنے میں دشواری محسوس کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کے پیش نظر ہر لغت مطافرائی۔ اور قرآن کریم کو سات قراءتوں پر نازل فرمایا۔

اس حقیقت کے پیش نظر اگر سات قراءت کو اہل تشیع یرد لگ دینے کی کوشش کریں۔ کہ اہل سنت قرآن کریم کو ایک طریقہ سے نہیں پڑھتے بلکہ سات طریقوں سے پڑھ کر تحریف قرآن کے مرتکب ہوتے ہیں۔ تو یہ اعتراض والزام ان کی محض حماقت ادویہ و قوفی کا خبر دیتا ہے۔ کیونکہ خود ان کی تفاسیر اور کتب معتبرہ ان سات قراءت کو درست قرار دیتی ہیں۔ اور ان کے قرآن ہونے کی معترف ہیں اس مسئلہ کی وضاحت میں ہم دونوں طبقوں کے کتب سے شواہد پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ان امارت و عبارات کو دیکھ کر مسئلہ کی صحیح صورت سامنے آجائے۔

سات قراءت پر نزول قرآن از کتب

اہل سنت

بخاری و مسلم شریف

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

اَقْرَأْنِي جِبْرِيلَ عَلَى حَرْفٍ قَرَأْتَهُ فَلَمْ
اَزَلْ اَسْتَزِيدُهُ وَ يَزِيدُنِي حَتَّى لَا اَنْتَهِيَ اِلَّا
مُسْتَبْعَةً اَحْرَفٍ .

(۱۔ بخاری شریف جلد دوم کتاب فضائل

القرآن ص ۴۶-۴۷)

(۲۔ مسلم شریف جلد اول کتاب فضائل

القرآن ص ۲۷۳)

ترجمہ :-

ابن شہاب سے مروی ہے ۔ یہ کہتے ہیں کہ مجھے جید الشہد بن عبد اللہ
نے بتایا کہ حضرت جید الشہد بن عباس نے حدیث بیان فرمائی۔ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے ایک قرأت
کے مطابق قرآن پڑھایا میں نے اللہ تعالیٰ سے رجوع کیا اور سوال
کیا کہ زیادہ قرأت میں پڑھنے کی سولت عطا فرمائی جائے ۔
اللہ تعالیٰ نے سات تک قرأت پڑھنے کی اجازت دے
دی ۔

بخاری و مسلم شریف :-

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار دو
عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں جناب ہشام بن حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو سورۃ الفرقان کئی طریقوں سے پڑھتے ہوئے سنا ۔ جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان طریقوں سے اس کی تلاوت نہیں فرمائی تھی ۔ میرے دل نے مجھے اس

بات پر ابھارا۔ کہ حکیم بن حزام کو اس وجہ کی بنا پر دورانِ نماز کچڑ لینا چاہیے۔ لیکن میں نے صبر سے کام لیا۔ ادھر انہوں نے سلام پھیرا۔ ادھر میں نے ان کو انہی کی اوڑھی ہوئی چادر میں لگے سے پکڑ کر لیٹ لیا۔ اور پوچھا۔ اس طرح پڑھنا تمہیں کس نے سکھایا ہے۔؟ انہوں نے کہا۔ یہ سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہے۔ میں نے کہا ہشام؟ تم غلط بیانی سے کام لے رہے ہو۔ یہی سورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور طریقہ سے پڑھائی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے انہیں بھیج کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ اور آپ سے عرض کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اس شخص کو سورۃ الفرقان ایسے طریقہ سے پڑھتے ہوئے سنا۔ جو آپ نے مجھے نہیں سکھایا۔ میری بات سن کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اسے چھوڑ دو۔ پھر جناب ہشام (رضی اللہ عنہ) کو آپ نے فرمایا۔ ہشام! ذرا مجھے بھی سناؤ۔ جناب ہشام نے سورۃ الفرقان لکھی طرح پڑھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سورۃ الفرقان اسی طرح اتاری گئی ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ عمر اتم پڑھو۔ میں نے اپنی قرأت کے مطابق تلاوت کی۔ سماعت فرمانے کے بعد آپ نے پھر ارشاد فرمایا۔ کہ یہ سورۃ اسی طرح نازل کی گئی ہے۔

مزید ارشاد فرمایا۔

بخاری شریف :-

لَقَدْ هَدَى الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ آخُوْنَ
فَاسْمُهُ مَا تَكْتَسِرُ مِنْهُ۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم ص ۷۴
 ابواب فضائل القرآن
 ۲۔ مسلم شریف جلد اول کتاب فضائل
 القرآن باب انزل القرآن ملی ہستہ
 (احسن)

ترجمہ :-

یعنی یہ قرآن سات حروف (قرآت) پر نازل کیا گیا ہے۔ تمہیں جو قرآت
 آسان لگے۔ اسی میں قرآن پڑھو۔

مسلم شریف :-

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں سجد نبوی میں تھا کہ ایک
 آدمی آیا۔ اور دوران نماز اس نے قرآن کریم ایک انوکھی قرأت کے ساتھ پڑھا۔
 ہم نے نہیں سنی تھی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا۔ اس نے بھی ایک نئے
 طریقہ سے قرأت کی۔ جو پہلے شخص کی قرأت سے الگ تھی۔ ہم نماز سے فارغ
 ہو کر اسٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ میں نے عرض کی۔
 یا رسول اللہ! اس شخص کو میں نے ایسی قرأت پڑھتے سنا۔ جس کو میں نہیں جانتا
 اسی طرح اس دوسرے شخص نے بھی عجیب و غریب قرأت سے قرآن پڑھا
 جو پہلے سے مختلف تھی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے اس
 کی قرأت سنی۔ اور فرمایا تمہیں مبارک ہو۔ یہ سن کر میرے (ابی بن کعب) دل
 میں قرآن کو جتنے سے زیادہ پیار ہو گیا۔ جو وہ جاہلیت میں بھی نہ تھا۔ (میں اس واقعہ پر
 حیران تھا۔) جب میری طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر رحمت فرمائی۔ مجھے

حیران پا کر میرے سینے پر ہاتھ مارا۔ میں پیچھے کی طرف گر گئی۔ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف
 کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پھر مجھے آپ نے فرمایا۔ اے ابی! مجھے قرآن کریم
 کو ایک ہی طریقہ پر پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع
 کیا۔ اور عرض کی! بارالہ! میری امت پر آسانی فرما دے۔ تو اللہ کی طرف سے جواب
 ملا۔ چلو دو طریقوں پر قرآن پڑھ لیا کرو۔ میں نے پھر درخواست کی۔ کہ میری امت
 کے لیے آسانی فرمادی جائے۔ تو دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا۔ کہ سات طریقوں پر
 قرآن پڑھنے کی اجازت ہے۔

(مسلم شریف جلد اول کتاب فضائل القرآن
 باب انزل القرآن علی سبعة احرف
 ص ۲۷۳)

کتب شیعہ سے سات قراءات کے جواز کے حوالہ جات

خصال شیخ مہدوق و تفسیر السامانی۔

أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ
 عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ لِي فِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ إِنَّ الْأَحَادِيثَ تَخْتَلِفُ عَنْكُمْ قَالَ فَقَالَ
 إِنَّ الْقُرْآنَ نَزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ وَأَذِنَا مَا
 لِلدِّمَامِ أَنْ يُمَيِّتَ عَلَى سَبْعَةٍ وَجُودًا ثُمَّ قَالَ هَذَا

عَمَّا وَنَا فَأَمْسِنُ وَأَمْسِكَ بِقُرْحِ حِسَابٍ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَانِي آتٍ مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَ
جَلَّ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ
عَلَى حَرْفٍ وَاحِدٍ فَقُلْتُ يَا رَبِّ وَشَيْعَ عَلَى أُمَّتِي
فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ الْقُرْآنَ
عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ -

(۱۔ جمال شیخ صدوق جلد دوم ص ۱۱۴)

مطبوعہ ایران

(۲۔ الصافی تفسیر القرآن المقدس صفحہ

جلد اول ص ۲۹) (فیض کاشانی شیخی)

ترجمہ ۱۔

حماد بن عثمان کہتا ہے۔ کہ میں نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ آپ حضرات ائمہ اہل بیت سے ہم تک پہنچنے والی
احادیث مختلف ہیں۔ امام جعفر نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم سات حروف
و قرأت پر نازل کیا گیا ہے۔ اس لیے امام کے لیے کم از کم یہ اختیار
ہونا چاہیے کہ وہ سات طریقوں پر توہی دے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ
کے اس ارشاد کی طرح ہے۔ ”یہ ہماری بخشش ہے۔ چاہے اسے
خون کر دے یا بلا حساب روکے رکھو۔“

جعفر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ میرے پاس ایک آنے والا
(جبرئیل علیہ السلام) آیا۔ اور اللہ کا یہ حکم دیا۔ کہ میں قرآن کریم کو ایک
ہی حرف (و قرأت) پر پڑھوں۔ تو میں نے عرض کی۔ اے میرے

پروردگار! میری امت کے لیے دست اور آسانی فرما دیجئے۔ تو فرمایا
بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ چلو تم قرآن کو سات حروف
تفاوت پر پڑھ لیا کرو۔

الصافی تفسیر القرآن:-

وَرَوَاتِي بَعْضِ الْأَقَايِلِ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ هَذَا الْقُرْآنَ
أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُوفٍ قَاسَرَ مُوَائِمَاتٍ تَشْرُمُهُ
وَفِي بَعْضِهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لِجَبْرِئِيلَ إِنِّي بَعَثْتُ إِلَى أُمَّةٍ أُمِّيَّتِينَ فِيهِمَا الشَّيْخُ
الْفَخَّافِيُّ وَالْعَجُوزُ الْكَبِيرَةُ وَالْغَلَامُ قَالَ قَرَأَهُمُ
فَلْيَقْرَأُوا الْقُرْآنَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُوفٍ-

(الصافی تفسیر القرآن النسخہ الثامنہ)

(جلد اول ص ۳۹)

ترجمہ:-

سات قرأت کے اختلافت والی حدیث کے الفاظ میں روایت
میں یوں مذکور ہیں کہ یہ قرآن سات حروف (قرأت) پر نازل کیا
گیا۔ قرآن میں سے جو آسان لگے وہ پڑھ لیا کرو۔ بعض روایت
میں یوں آیا ہے۔ ”و حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل
علیہ السلام سے فرمایا۔ ”دیکھو میں امی امت کی طرف مبعوث
کیا گیا ہوں۔ اسی امت میں عمر رسیدہ بوڑھے بوڑھیاں اور غلام
بھی ہیں۔ کہا۔ تو پھر امت کو حکم دے دو۔ کہ قرآن کریم کو سات

حرف و پیر پر دیا کرد۔

العافی تفسیر القرآن

وَبِأَسْمَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُرَيْظَةَ وَالمُعَلَّى بْنِ
خَيْفٍ قَالَا كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَمَعَنَا رَيْبَعَةُ الزَّيْزَانِي فَذَكَرُوا النُّعْرَانَ فَقَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ كُنَّا ابْنُ مَسْعُودٍ
لَا يَتَعَرَّأُ عَلَى قِرَاءَتِنَا فَيَقُولُ مَا لَاقَالَ رَيْبَعَةُ مَا لَ
فَقَالَ نَعَمْ مَا لَ تَعَرَّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا نَحْنُ فَنَقْرَأُ عَلَى قِسْمَانِ الْإِنِ
(العافی جلد اول ص ۱۴۰)

المقدمة الثامنة

ترجمہ ۱۔

جد امیر بن فرقہ احمد علی بن خیس بدوں کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ کے اہل تھے۔ ہمارے ساتھ ربیعۃ الزی ای بھی تھے
قرآن کریم کا ذکر ہوا۔ تو جناب امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ابی
مسعود ہماری قرأت کے مطابق قرآن نہیں پڑھتے لہذا وہ گمراہ ہیں
جناب ربیعۃ نے کہا۔ وہ گمراہ ہیں؟ فرمایا۔ ہیں گمراہ ہیں۔ پھر فرمایا
ہم تو حضرت ابی بن کعب کی قرأت کے مطابق پڑھتے ہیں۔
حدیث بالا کو امام کا شانی شعی نے مامول کافی سے نقل کرنے کے بعد
کہا کہ اس حدیث کے آخری الفاظ یعنی ہم حضرت ابی کی قرأت کے مطابق
پڑھتے ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جناب ربیعۃ الزی کی

و بخوبی کے لیے ارشاد فرمائیے۔ تاکہ اس طرح صحابہ کرام کی توقیر و حرمت قائم رہے۔ اور
 سیدنا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو کچھ فرمایا گئے تھے۔ اس کا تذکرہ بھی
 ہو جائے۔ ورنہ آپ کا یہ مقصد نہیں۔ کہ ہم اہل بیت جناب ابی کی اتہان کرتے ہیں۔
 بلکہ مقصد یہ ہے۔ کہ حضرت ابی کی قرأت ہم اہل بیت کی قرأت کے موافق ہے۔
 یا یہ کہ اہل قرآن کی نسبت یہ ہماری قرأت کے زیادہ قریب ہے۔
 اہل تشیع نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کو ذکر کر کے یہ ثابت
 کر دیا ہے۔ کہ حضرت امیر اہل بیت کے نزدیک بھی قرأت متعدد ہیں۔
 یہ روایات ان روایات میں سے چند ہیں۔ جو اہل تشیع علماء و محدثین نے
 اپنی اپنی اسناد کے ساتھ حضرات امیر اہل بیت سے نقل کیں۔ ان میں واضح
 اور مراحت کے ساتھ یہ مذکور ہے۔ کہ قرآن کریم امت کی آسانی کی خاطر سات
 قرأت میں نازل کیا گیا ہے۔ اب جس کو جو آسان لگے اس میں اس کی قرأت
 کرے۔

اس وضاحت اور مراحت کے بعد اس شخص کی حماقت اور لاعلمی میں کیا
 شک رہ جاتا ہے۔ جو یہ کہتا پھرے۔ اور الزام دھرتا پھرے۔ کہ قرآن کریم کو
 سات طرح پڑھ کر بگاڑنے اور بدسننے والے اہل سنت ہی ہیں۔ جب تم خود
 اور تمہارے اکابر بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم سات قرأتوں میں اتارا گیا
 تو پھر ہم اہل سنت پر مذکور الزام کیوں؟ ہم اہل تشیع کے مفسرین اور شارحین کی
 مزید عبارات پیش کر کے ان کے مسلک کی وضاحت کیے دیتے ہیں۔ تاکہ معلوم
 ہو سکے۔ کہ ان کا مسلک اپنے امیر کے موافق ہے۔ یا مخالف؟

+++

+

سات قراءات میں قرآن کا نزول کیوں ہوا؟ اور اختلاف قراءات کا پس منظر

شرح خصال صدوق

دوسری روایت کا مفاد یہ ہے کہ قرآن سات انداز ہائے ادائیگی کے ساتھ اتر ہے۔ جو سات لغتوں سے عبارت ہے۔ اس لیے کہ نزول قرآن کے وقت علاقہ حجاز اور اس کے آس پاس میں جو فصیح اللسان عرب لوگ موجود تھے۔ باوجودیکہ سب کی زبان اپنی جگہ فصیح و بلیغ عربی تھی۔ تاہم ہر ایک قلیلہ کالجہ اور طرز ادائیگی ایک دوسرے سے جدا گانہ تھا۔ ابتداء میں تو یہ دستور تھا۔ کہ سب عرب قرآن پاک کو ایک ہی لہجہ اور لفظ میں یاد کریں۔ اور پڑھیں۔ تاکہ قرآن میں کسی وجہ سے حتیٰ کی جہت قراءات سے بھی اختلافات پیدا نہ ہو۔ مگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ عرب لوگ ان پڑھ اور دوس و تدیس سے نا آشنا ہیں۔ اور تمام کو ایک لہجہ اور ایک طرز تلفظ پر قرآن کھلانا آسانی سے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے بارگاہ ایزدی میں درخواست کی کہ انہیں علاقہ عرب کی سات مشہور زبانوں پر قرآن پڑھ لینے کی اجازت دی جائے۔

اس وجہ سے قرآن متعدد قراءات پر مشتمل ہو گیا۔

جو سات طریقہ قراءات سے مشہور اہل اسلام ہیں۔ اور ہر طریقہ کا

ایک نامور قاری اور معروف راوی ہیں۔

وہاں مضمون کے بعد دسے الفاظ چونکہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس لیے ان کو اصل فارسی میں ہم نقل کرتے ہیں۔

شرح خصال صدوق

و مطابق اہل حدیث ہمہ اہل قراءات ہائے مختلفہ قرآن حقیقی و نازل پیغمبر
است و اہل ہر دو وجہ ممکن است اول آنکہ آیا تیکہ بوسطہ فرشتہ برائے
آنحضرت میر سیدہ یا بقلب مبارکش نازل می شدہ شامل ہمہ قراءات
بودہ و پیغمبر ہم در محضر صاحب خود کہ از قبائل مختلفہ بودہ اند و ہمہ آہنا
را بتکادوت می کردہ و ہر کرام مطابق لہجہ و لغت خود قراءت مخصوصے
را یاد کردہ اند۔ دوم آنکہ قرآن بیک لغت بخود پیغمبر نازل میشدہ
و سہ پیغمبروں از خدا رخصت گرفتہ بودہ و ہجہ ہا و قراءات ہائے مختلفہ
یا مست یا میداد۔

ترجمہ:

اس حدیث کے مطابق یہ تمام سات قراءات جو مختلف ہیں یہ حقیقی
قرآن ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہیں۔ یہ بات دو طرح ممکن
ہے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ وہ آیات جو حضرت جبریل کے واسطہ
سے یا ان کے واسطہ کے پیغمبر براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
قلب مبارک پر نازل ہوئیں۔ وہ آیات تمام مختلف قراءات پر
مشتمل ہوں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی موجودگی میں
ہوئیں۔ جو مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے۔ ان آیات کو

سات قراءتوں پر تلاوت فرمایا ہو۔ پھر ہر ایک صحابی نے اپنے مخصوص
 بچہ اور مرزا دیگی کے مطابق آن آیات کو حفظ کر لیا ہو۔
 دوسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ قرآن کریم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 قراءت کے مطابق ہی اترتا ہو۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ
 سے اس امر کی اجازت مرحمت ہو چکی تھی۔ کہ آپ امت کی آسانی
 کی خاطر سات قراءتوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ تو آپ اس اجازت
 کے پیش زعم سات قراءتوں کے مطابق ہر قبیلہ کو یاد کروا دیا کرتے
 تھے۔

(شرح خصال صدوق (فارسی) جلد
 دوم ص ۱۱۲ مطبوعہ ایران)

مشکل حل ہو گئی

میرا خیال تھا۔ کہ سات قراءت کے اختلاف کے اسباب اور اس
 کی حرمت کو کتب اہل سنت سے بیان کرتا۔ لیکن اب میری مشکل آسان ہو گئی۔
 اور سفر مختصر ہو گیا۔ کیونکہ اہل تشیع کے ایک عالم و محقق شارح خصال صدوق
 نے اس امر کی وضاحت کر دی۔ ان اسباب کا تذکرہ بھی کر دیا۔ اور ساتھ ہی
 یہ بھی واضح کر دیا۔ کہ مشہور سات قراءت نفس قرآن اور عین قرآن ہیں۔ گویا
 کسی انسان کو خیرات نہیں۔ بلکہ اللہ نے سات طرق سے آیات نازل فرمائی
 یا اللہ کے پیغمبر نے اللہ کی اجازت سے سات قراءت کو مروج فرمایا۔ لہذا
 اہل سنت پر ان قراءت کے موجد ہونے کا الزام کہاں تک درست قرار

پاتا ہے۔

سات قراءات پر تمام امت کا اجماع اور اتفاق ہے

منہج الصادقین

بنار علی ہذا بخاطر قرائی فقیر ضعیف جانی المنفقتر الی غفرانہ تعظیف
سومانی ابن شکر اشرف فتح اشرف الشریف الکاشانی کساہما جلابیب
رضوانہ و سقاہما شابیب غفرانہ رسید کہ تقریباً الی اللہ و طالباً لمخاتم
العلی مطالعہ تفاسیر عربیہ و فارسیہ و کتب تاریخ و احادیث و غیر اہل
از کتب کلامیہ و اصول و فروع فقیہہ کردہ تفسیر سے ازال انتخاب
نماید کہ مبتنی باشد بر عمل معانی قرآن بر طبق روایات سیدہ مسلم القنوت
و مجمع طبرجہ موافق و مخالف است و معترض قراۃ دیگر نمی شود
(تفسیر منہج الصادقین تصنیف الکاشانی
جلد اول ص ۴ مقدمہ)

ترجمہ:

اس بنا پر جس کا تذکرہ گزشتہ سطور میں کیا گیا ہے۔ اس فقیر
ول بیمار ضعیف جان جو اشرف بخش ہار مہربان کی بخشش کا طالب
ہے۔ یعنی ابن شکر اشرف فتح الشریف الکاشانی را اشرفان و دونوں کو
اپنی رضا مندی میں ڈھانپے اور ان پر اپنی معفرت کی بارش نازل

کرے، اسکے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے تقرب اور اس کی رضا مندی کے حصول کی خاطر فارسی و عربی تفاسیر و کتب تاریخی اور علم کلام کی کتابوں اور فقہی اصول و فروع کا مطالعہ کروں۔ اور پھر ان تمام کا انتخاب پیش کروں۔ جو قرآن کریم کے مفہوم و معانی پر مشتمل ہو۔ اور وہ بھی قرآن کریم کی سات قراءتوں کے مطابق ہو۔ یہ وہ قراءات ہیں کہ جن کو سبھی اپنے بیلگے تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان پر تمام کا اتفاق و اجماع ہے۔ ان مسلم و متفق علیہ قراءات کے علاوہ کسی دوسری قراءت کے پیچھے نہ پڑوں گا۔

مذہب امامیہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ

قرآن کریم کی تلاوت ساتوں قراءتوں پر

ہونی چاہیے صوف ایک پڑھیں

مجمع البیان:

فَاعْلَمُوا أَنَّ ظَاهِرَ مَذْهَبِ الْإِمَامِ مِثْقَةَ أَنْهَرُ
أَجْمَعُوا عَلَى جَوَازِ الْقِرَاءَةِ بِمَا تَمْتَدُّ أَوَّلُهُ
الْقُرْءُ بَيْنَهُمْ مِنَ الْقِرَاءَاتِ إِلَّا أَنْهَرُ اخْتَارُوا
الْقِرَاءَةَ بِمَا جَازَ بَيْنَ الْقُرَّاءِ وَكَبُرُوا
تَجْرِيدَ قِرَاءَةٍ وَاجِدَةً مُعَرَّدَةً.

و تفسیر مجمع البیان جلد اولیٰ مستحق کتاب

ص ۱۲ مطبوعہ تبریز

قوله جملہ :

معلوم ہوتا چاہیے کہ مذہب امامیہ ظاہراً ہی ہے۔ کہ حضرت امام علی بیت
سے ان متداول مذہب و قراءتوں کے مطابق قرآن کریم کو پڑھنا جائز قرار
دیا ہے۔ جو تحفہ تقدیروں کے درمیان پڑھی جاتی ہیں۔ مگر انہوں
نے تقدیروں کے بل پر پڑھی جانے والی قراءت کو پسند کیا۔ لہذا ان
ہی سے کسی ایک کو عام طور پر پڑھنا سکروہ جاتا۔

آخری گزارش

ذکر کردہ دونوں عبارات اہل تشیع کے ہاں مستند کتب تفسیر
سے لی گئی ہیں۔ ان عبارات میں انہوں نے اپنے اکابر کو اپنا عقیدہ مکمل کر
بیاں کیا ہے۔ کہ قرآن کریم کی سات قراءتیں ہیں۔ سادہ ہر ایک قراءت پر
پڑھنا چاہیے۔ صرف ایک قراءت پر ہی اکتفا کرنا پسند نہ فصل نہیں۔ لہذا
اس وضاحت کے بعد اگر کوئی کہتا ہے کہ سات قراءتوں کا مندرجہ
سے شروع کیا۔ اس سب سے وہ شیعوں پر یہ الزام دے کر یہ لوگ
قرآن کریم کی حریت کے مرتکب ہیں۔ تو ایسے شخص کی بددیانتی اور بھالت کے
لیے یہی گواہ ثابت ہے۔ جو دوسرے حوالہ جات کی صورت میں ہم نے پیش
کیا ہے۔

بات دہرائی ہے کہ اہل تشیع جو جو قراءتوں کے مکمل ہونے پر

اعتقاد نہیں رکھتے۔ بے چارے مجبوراً اس موجود قرآن کی تلاوت کرنے پر مجبور ہیں۔ تحریر قرآن کا عہدہ، ہم نے خود ان کی کتب سے بالتفصیل ذکر کر دیا لیکن توہم کرنے کی بجائے اٹا اہل سنت کو بھی اپنے دوزخ میں آنے سے بکالانے میں کوتاہی ہیں۔ اور اختلاف قراءت کو سند کے طور پر پیش کرنے کی حماقت اور دیدہ دلیری کرتے ہیں۔

بہشت محل رحمت کدایں چرہا بھجاست

ۛ

□ فصل ہفتم □

اہل سنت پر اعتراضات اور ان کے جوابات

□ پہلا اعتراض □

اہل سنت کا قرآن بعض زیادتیوں پر مشتمل ہے

سینوں کی قابل اقبال تفسیر ”در منثور“ میں یہ موجود ہے۔ کہ حضرت مہدیؑ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحوفین کو قرآن میں شامل نہیں مانتے تھے۔ حالانکہ یہ دونوں سورتیں سنیوں کے قرآن میں پائی جاتی ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر در منثور

مَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ أَكَّهُ كَانَ يَحْكُ
الْحَقَّ ذَاتَيْنِ مِنَ الْمُصْحَفِ وَيَقُولُ لَا تَنْطَلِقُوا الْقُرْآنَ
بِمَا كَيْسَ مِنْهُ إِنَّمَا لَيْسَتْكَ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِنَّمَا

أَمْرًا لِّكَ مَلَىٰ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ يَتَعَوَّدَ بِهِمَا
وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا يَقْرَأُ بِهِمَا۔

(تفسیر درنور جلد ۲ ص ۴۱۶ مطبوعہ بیروت)

(طبع جدید)

ترجمہ ۱

حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ
حضرات معوذتین کو قرآن کریم میں نکال دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے
کہ قرآن کریم میں ایسی چیزیں مت لاؤ۔ جو اس میں سے نہیں ہیں
اور معوذتین دونوں سورتوں کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں۔ ان کے
دونوں کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ ان
کلمات سے استعاذہ کریں۔ (یعنی اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگیں) حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کی قرات نہیں کیا کرتے تھے

تفسیر اتقان و کبیر

ثَقِيلٌ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ الْقَدِيمَةِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ
كَانَ يُتَكَبَّرُ حَتَّىٰ مَسُورَةَ الْفَاتِحَةِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ
مِنَ الْقُرْآنِ۔

۱۔ تفسیر اتقان جلد اول ص ۱۱۶ مطبوعہ

بیروت جدید

۲۔ تفسیر کبیر جلد اول ص ۲۱۹

الہاب الرابع مطبوعہ مصر طبع جدید

ترجمہ:

بعض قدیم کتابوں میں منقول ہے۔ کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

سورۃ الفاتحہ اور مودتین کو قرآن کریم میں سے نہیں مانتے تھے۔

اہل سنت کی مستبر تفاسیر سے مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا۔ کہ سورۃ

الفاتحہ اور سورۃ فلق اور الناس تینوں سورتیں نہیں ہے۔ ان کے قرآن نہ ہونے

کا اعلان دو جلیل القدر صحابی کر رہے ہیں۔ حالانکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

جمع کردہ قرآن میں یہ تینوں سورتیں اس وقت سے لے کر آج تک موجود چلی

آ رہی ہیں۔ تو صاف ظاہر کہ سینوں کا قرآن دو زیادتیوں پر مشتمل ہے۔ اور ان

سورتوں کو قرآن ماننا اہل سنت کا مسلک اور عقیدہ ہے۔ لہذا اہل تشیع پر تحریک

و تنبیہ کا الزام دینے والے خود بھی زیادتی کے مرتکب ہیں۔

جواب کے قبل ایک ضروری گزارش

تفسیر اتقان اور درغشور کے معنی علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ان

تفاسیر میں آیات قرآنیہ کے تحت بہت سی احادیث درج فرمائیں۔ جن کی صحت

اور سقم سے کوئی بحث نہ کی۔ بلکہ اس لیے کیا۔ تاکہ محدثان احادیث کو اپنے علم

کے قیاس میں رکھ کر جس احادیث کو جہاں مناسب سمجھے رکھ لے۔ خطیب اور

اس طبقہ کے دوسرے علماء نے اس عیب و اعتراض کو شروع سے رفع کر دیا۔

کیونکہ انہوں نے اپنی کتب کے مقدمہ جات اور دیباچوں میں اس امر کی تصریح

کر دی۔ صاحب جامع الاصول نے نقل کیا کہ خطیب نے رضی اللہ عنہ کے بھائی

شریف مرتضیٰ سے اہل تشیع کی احادیث روایت کی ہیں۔ اس لیے علامہ السیوطی

نے جو روایات خطیب سے نقل کیں۔ وہ بھی اسی زمرہ میں شامل ہیں۔ یہی وجہ

ہے۔ کہ خود علامہ السیوطی نے جیسے الجوامع کے ابتداء میں اس بات کو ذکر کیا کہ یہ کتاب میں ضعیف احادیث کے لیے مخصوص ہیں۔ اور اس میں امام السیوطی نے اس امر کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ کہ فلاں فلاں کتاب سے جب ہمیں کوئی حدیث ملے۔ تو سمجھ لینا کہ وہ ضعیف ہے۔

لہذا قارئین کرام کی خدمت میں عرض گزار ہوں۔ کہ کوئی بھی شیعہ جب تفسیر آقان یا درخورد سے کوئی حدیث یا روایت پیش کر کے اپنے مسلک کی تائید حاصل کرنا چاہے۔ تو اس روایت و احادیث کی صحت سند کے بغیر کوئی اہمیت نہ دیں۔ کیونکہ جو روایات ان کتب میں سند کے بغیر مذکور ہیں۔ وہ اہل سنت پر کسی طرح بھی حجت نہیں قرار پاتیں۔ کیونکہ امام السیوطی نے ان تفاسیر میں اس امر کا التزام نہیں فرمایا۔ کہ وہ صرف احادیث صحیحہ ہی ذکر کریں گے۔

ذکر شدہ اعتراض کے جوابات ۴

جواب اول:

اگر اہل سنت کے اسلاف اور بزرگ حضرات بقول معتبرین ان تین سو قوں کو واقعی قرآن نہ سمجھتے۔ تو اس وقت سے آج تک ان سورتوں کا وجود قرآن میں نہ ہوتا۔ اور نہ پہنچے دیا جاتا۔ جبکہ یہ قرآن ہمارے ہی اسلاف کا جمع کردہ ہے۔ ان سورتوں کا قرآن میں ثابت رہنا اور قائم رہنا اس امر کی مراحت کرتا ہے۔ کہ اسی کے ماننے والوں کے نزدیک یہ بھی قرآن ہی ہیں۔

جواب دوم

اہل سنت کی معتد اور معتبر حدیث کی کتاب شکوۃ المعانیج میں موقوفین کے بارے میں یوں مذکور ہے۔

مشکوۃ شریف

يَا عَقِبَةُ أَلَا أَعْلَمُكَ خَيْرَ سُورَتَيْنِ قُرَأَا
فَعَلِمْتَنِي قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ
بِرَبِّ النَّاسِ۔

(مشکوۃ شریف جلد اول صفحہ نمبر ۸۰)

(باب القراءة في الصلوة مطبوعہ کراچی)

ترجمہ

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اسے عقبہ! کیا میں تجھے دو بہترین پڑھی گئی سورتیں نہ سکھاؤں؟ پھر اپنے مجھے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس سکھائیں۔

اسی روایت کے آخر میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ حضور غنی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح میں صرف انہی دو سورتوں کو پڑھا۔ لہذا ثابت ہے۔ کہ امام المعصومین جناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ دو سورتیں قرآن ہیں۔ کیونکہ نماز میں قرآن کی قزات فرض ہوئی ہے۔ اس سے بڑھ کر ان کی قرآنیت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

جواب سوم

مسترض نے مرت اپنے اعتراض کو بنانے کے لیے تفسیر درمنثور کے مطلوبہ الفاظ ذکر کر دیئے۔ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ پوری عبارت نقل کر کے پھر ثبات کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اسیئے دیکھیں۔ کہ درمنثور میں کیا لکھا ہے۔

درمنثور

أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبُزَارُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ
مَرْدَوَيْهِ مِنْ طُرُقٍ مَحِيضَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
وَابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْلُقُ الْمُعَوِّذَ بَيْنَ
مِنَ الْمُصْحَفِ وَيَقُولُ لَا تَخْلُطُوا الْقُرْآنَ بِمَا
لَيْسَ مِنْهُ إِنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ جِوَابِ اللَّهِ إِنَّمَا
أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَعَوَّذَ
بِهِمَا وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ لَا يَقْرَأُ بِمَا قَالَ
الْبُزَارُ لَمْ يُبَايِعْ ابْنُ مَسْعُودٍ أَحَدًا مِنَ الْقُمَابَةِ
وَقَدْ مَنَعَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ قَرَأَ بِمَا فِي الصَّلَاةِ وَاتَّبَعْنَا فِي الْمُصْحَفِ

(تفسیر درمنثور جلد ۳ ص ۲۱۸ مطبوعہ بیروت)

(مجمع جدید)

ترجمہ:

احمد، بزار، طبرانی اور ابن مردودہ نے صحیح طریقوں سے حضرت ابن

عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ کہ انہی میں سے ہر ایک سو فتمین کو قرآن میں سے نکال دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے کہ قرآن میں وہ چیزیں مست داخل کر دے جو قرآن نہیں یہ دونوں سو درمیں یقیناً قرآن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ کہ ان کلمات سے بچاؤ طلب کیا کریں۔ ابن مسعود ان کی قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔ بزار کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابی سہل کی اس بات کی کسی ایک صحابی نے بھی اتباع نہ کی۔ کہ وہ بھی ان کو قرآن نہ مانتا، حالانکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر یہ صحیح یہ ثابت ہے۔ کہ آپ نے ان دونوں سورتوں کی نماز میں تلاوت فرمائی۔ اور معصن میں ان کو باقی رہنے دیا گیا۔

اس عبارت سے معلوم ہوا۔ کہ معترض نے بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے تفسیر و ترمذ کی پوری عبارت ٹھکی نہ کی۔ اگر وہ ایسا کرتا۔ تو بے چارے کا بھانڈا سرعام پھوٹ جاتا۔ لہذا پوری عبارت پر نظر کرنے والا ہر شخص یہی کہے گا کہ صرف حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ رائے تھی۔ ان کی کسی ایک صحابی نے بھی تائید و توثیق نہ کی۔ بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ان کی قرأت فرما کر ان کے قرآن ہونے پر مہر تصدیق ثبت فرمادی۔

تفسیر کبیر کی روایت کی تحقیق

معترض نے تفسیر کبیر سے رجوع کیا، ام فخر الدین لازمی کی تصنیف ہے۔ ایک روایت پیش کی۔ جس سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود

سورۃ الفاتحہ اور مودت میں کے قرآن ہونے کے قائل نہ تھے۔ اس سلسلہ میں پہلی یہ گزارش ہے۔ کہ روایت جاسند ذکر کی گئی۔

اس لیے بغیر سند کے کسی روایت کو بطور حجت ہم پر پیش نہیں کیا جاسکتا اور اگر معترض کا کوئی ساتھی شیعہ ہند کی بات کو چھوڑ کر یہ کہے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا کسی روایت کو ذکر کرنا خود ہند کے قائم مقام ہے۔ یعنی وہ امام رازی کے نام کو ہی بطور حجت و سند پیش کرے۔ تو پھر اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے۔ کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے جو کچھ تاثر دینے کی کوشش کی گئی وہ بھی خیانت پر مبنی ہے۔ ورنہ امام موصوف نے اسی جگہ متعل اس روایت کا فیصلہ جو ذکر فرمایا ہے۔ ہم اس کو ہدیہ تا فہرین یکہ دیتے ہیں۔ پھر ناظرین وقار کین خود معترض کی بددیانتی کو جان میں لیں گے۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔

أَلَا تَعْلَبُ عَلَى الظَّالِمِينَ إِنَّ هَذَا أَثَقَلَ عَنِ ابْنِ مَسْرُودٍ
كَذِبٌ بَاطِلٌ۔

ترجمہ :

غالب ترین ظن یہ ہے۔ کہ مذکورہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے۔ وہ جھوٹ اور باطل ہے۔

اس فیصلہ سے معلوم ہوا کہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی اگر ذات اور ان کے نام کو ہی حجت بنایا جائے۔ تو پھر امام موصوف نے اس روایت کا فیصلہ خود ہی کر دیا۔ یعنی یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود کی طرف نسبت کرنے میں جھوٹ اور تطلان سے کام لیا گیا ہے۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا روایت مذکورہ کو کذب و باطل سے تعبیر کرنا بعض ان کی اپنی لاسکے نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود ہی جہاں مودت میں کے انکار کی روایت

ان سے منسوب تحریر ہے۔ وہاں یہ بھی تحریر ہے۔ جو بحوالہ طبرانی اوسط سند حسن کے ساتھ ہے۔

تفسیر در مختور

وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِسَنَدٍ حَسَنِ عَنِ
ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَقَدْ أُتِيَكَ عَلَى آيَاتٍ لَمْ يُتَزَلْ عَلَيْكَ
مِثْلُهَا مَعَاذَ تَعَالَى.

تفسیر در مختور جلد ۷ ص ۲۱۴ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

ترجمہ ۱

طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی۔ کہ حضور علی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ مجھ پر چند آیات ایسی آئیں گئیں۔ جو اپنی مثال آپ
ہیں۔ وہ معوذتین (کی آیات) ہیں۔
اس روایت سے ثابت ہوا۔ کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معوذتین کے
قرآن ہونے کے قائل تھے۔

ایک اہم سوال:

جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ سیدنا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کو مکر معوذتین ثابت کرنے کی اہل تشیع کی کوشش بالکل رائے گاہ گئی۔ اس

ناکامی کے بعد انہوں نے لگاتار کی سی ایک چال چلی۔ اور اہل سنت کو مرعوب کرنے کی انوکھی ترکیب نکالی ماہیوں نے یہ سوال گھڑا کہ اگر مؤذنین کے بارے میں تو اتار سے ثابت ہے۔ کہ یہ قرآن ہی کی دو سورتیں ہیں۔ تو پھر ان کے قرآن ہونے کے منکر کو مسلمان کہنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ لہذا فیصلہ طلب امر یہ ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب مؤذنین کے منکر ہیں۔ تو پھر ان کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟

جواب ہے:

ہم گزشتہ سطور میں یہ واضح کر چکے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مؤذنین کے قرآن ہونے کے منکر نہیں۔ اس لیے انہیں منکر قرآن کہنا نہیں کے فتویٰ کی زد میں نہیں دیا جاسکتا۔ رہی یہ بات کہ ان سورتوں کا منکر کافر ہے یا نہیں۔ تو تفسیر آقان کا اس بارے میں فیصلہ ملاحظہ فرمائیں۔

تفسیر آقان

وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْمُعَوَّذَتَيْنِ وَالْفَاتِحَةَ مِنَ الْقُرْآنِ وَأَنَّ مَنْ حَجَّهَ مِنْهَا شَيْئًا كَفَرَ وَمَا ثَقُلَ مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ بِأُطْلٍ لَيْسَ بِصَحِيحٍ وَقَالَ ابْنُ حَزَمٍ فِي كِتَابِ الْقَدْحِ الْمُعَلَّى تَتِمِّعُ الْمُجَلِّي هَذَا كَذِبًا مَلِكُ ابْنِ مَسْعُودٍ وَمَوْضُوعٌ وَ إِنَّمَا صَحَّ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ عَنْ رَبِّهِ عَنْهُ وَفِيهَا الْمُعَوَّذَتَانِ وَالْفَاتِحَةُ.

تفسیر القرآن جلد اول ص ۸۱ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

ترجمہ:

شرح المذہب میں امام نووی نے فرمایا۔ کہ تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں۔ کہ موزمین اور فاتحہ قرآن ہی کی سورتیں ہیں۔ اور یہ بھی تمام مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ جس شخص نے ان میں سے کسی شئی کا انکار کیا۔ یعنی اسے قرآن نہ مانا۔ وہ کافر ہو گیا۔ اور اس بارے میں جو روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ وہ بالکل باطل ہے۔ قطعاً صحیح نہیں۔ ابن حزم نے کتاب القدح الملعون تمییم الجلی میں کہا کہ یہ سب کچھ جھوٹ کا پلندہ ہے۔ جو حضرت ابن مسعود پر تھوپا گیا۔ اور یہ روایت سن کر ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے جو روایت روایت ہے۔ وہ وہی ہے۔ جو قراءۃ عامم عن زرہ ہے۔ اور اس قراءۃ میں موزمین و فاتحہ موجود ہیں۔

محلی ابن حزم

وَ اِنَّ الْقُرْآنَ الَّذِي فِي الْمَصَاحِفِ بِاَيْدِي
الْمُسْلِمِينَ شَرْقًا وَ غَرْبًا فَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ مِنْ
اَوَّلِ الْقُرْآنِ اِلَى الْخِرَافَةِ وَ ذُنُوبِ كَلَامِ اللّٰهِ
عَزَّ وَ جَلَّ وَ وَحْيِهِ اَنْزَلَهُ عَلٰى قَلْبِ نَبِيِّهِ
مُحَمَّدٍ سَلَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ كَفَرَ بِحَرْفٍ

مِنْهُ فَمَوْكَافِرٌ وَكُلُّ مَا رُوِيَ عَنِ أَبِي مَسْعُودٍ
مِنْ أَنَّ الْمَعْوِذَتَيْنِ وَأَمَّا الْقُرْآنُ لَمْ تَكُنْ فِي
مُصْحَفِهِ فَكَذِبٌ مَوْسُووعٌ لَا يَصِحُّ وَاقْتِصَا
صَحَّتْ عَنْهُ قِرَاءَةُ عَاصِمٍ عَنْ زُرَّارِ بْنِ جُبَيْنٍ -
دمشقی ابن خزیمہ جلد اول ص ۱۱۳

ترجمہ ۱

اور یہ بات یقینی ہے۔ کہ وہ قرآن جو مصاحف کی صورت میں مشرق
و مغرب کے مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ اور قرآن کے ابتدائی
الفاظ سے لے کر مؤذنین کے آخری الفاظ تک تمام کا تمام قرآن
اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کی وحی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور پر نازل فرمایا۔ لہذا جس شخص نے
اس قرآن میں سے ایک حرف کا بھی انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔

اور تمام وہ روایات جو حضرت عبداللہ بن مسعود کی طرف منسوب کئے
ہوئے یہ کہا گیا ہے۔ کہ مؤذنین اور ام القرآن (الفاتحہ) آپ کے مصحف میں
نہیں تھیں۔ یہ سب کچھ جھوٹ ہے۔ من گھڑت ہے۔ اس کی صحت نہیں ہے
ہاں جو کچھ ان سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ وہ قراءۃ مہم میں زرار بن جہش ہے
راوند اس میں یہ تینوں سورتیں مذکور ہیں۔ جس سے صاف ظاہر کہ حضرت عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی روایات غلط ہیں۔

خلاصۃ جواب :

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو اس قسم
کی روایات پائی جاتی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مؤذنین، الفاتحہ

کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے تھے۔ کہ یہ قرآن نہیں ہیں۔ ایسی روایات محض جھوٹ اور باطل کی آئینہ دار ہیں۔ بلکہ ان کو کسی نے گھڑ کر ان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ برخلاف اس کے حقیقت حال یہ ہے۔ کہ آپ ان تینوں سورتوں کے بارے میں ان کے قرآن ہونے کے مقتدر تھے۔

اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ کی قرآن کی روایت کرنے والے امام مہم ہیں جنہوں نے جناب زر بن حبیش سے روایت کی۔ اس قرآن کی روایت میں یہ تین سورتیں موجود ہیں۔ لہذا آپ ان کی قرآنیت کے منکر نہیں تھے۔ اس کے ساتھ اہل سنت کا منکر قرآن کے بارے میں ابن حزم کی تحریر سے اپنے ملاحظہ کیا۔ یہ کہ سجدۃ القضا کے ابتدائی حروف سے لے کر واناس کے سین تک تمام قرآن ہے۔ اور مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے ہاں یہ موجود ہے۔ لہذا جو شخص اس میں سے کسی ایک حرف و کلمہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو۔ کہ وہ قرآن نہیں۔ کلام اللہ نہیں۔ جھوٹ پر اصرار نہیں کیا۔ وہ کافر ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

اعتراف دوم

اہل سنت کا قرآن مکمل الفاظ پر مشتمل نہیں

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ
تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ
التَّامِسِ الْآيَةُ (میدع ۱۴)

یہ آیت کریمہ اب بھی قرآن کریم میں انہی الفاظ سے موجود ہے۔ لیکن اہل مدس
اس کے حروف و الفاظ زیادہ تھے۔ جو اب نہیں ہیں۔ گویا یہ تحریف کا شکار ہو گئی ہے۔
اس کا ثبوت یہ ہے کہ اہل سنت کی معتبر تفسیر "درمختار" میں ذکر ہے کہ ابن مردیر نے
سنتِ مجدد بن مسود سے اسے نقل اخراج کیا ہے۔
درمختار

قَالَ كُنَّا نَرَاهُ عَلَى عَهْدِهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا
أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ

يَعْبُذُكَ مِنَ النَّاسِ .

(تفسیر در مشور جلد دوم ص ۲۹۸ بطور حدیث)

بلغ جبریا

ترجمہ ۱

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بول چل چاکرتے تھے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولیٰ المؤمنین الخ یعنی اسے رسول معظم اجوابات آپ کی دیت ہماری گئی۔ اسے لوگوں تک پہنچادیں۔ وہ بات یہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام ایہا مشوروں کے مولیٰ ہیں۔ اور اگر آپ نے نہ کیا۔ یعنی اس بات کی تبلیغ نہ کی تو تم نے اللہ کا پیغام ہی نہیں پہنچایا۔ اور اللہ لوگوں کے شر سے آپ کو بچا کر رکھے گا۔ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں۔ کہ سنہوں کے موجود قرآن میں اس آیت میں ”وان علیا مولیٰ المؤمنین“ کے الفاظ موجود نہیں۔

سنتیو! ذرا گہجہ تمام کے جواب دینا۔ کہ جس جگہ کو حضرت صحابہ کرام دور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اس آیت کے اندر پڑھتے رہے۔ اس کی گواہی خود تمہاری کتب سے رہی ہیں۔ تو پھر تم نے یہ جرات کی کہ اس جگہ اس آیت سے نکال باہر کیا۔ اس تحریر کا حق آخر کس نے تمہیں دیا۔ اور دیکھئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو اس روایت کے راوی ہیں۔ نہایت ثقہ اور عادل راوی ہیں اور صاحب تفسیر علامہ سیوطی بھی ایک مسلم شخصیت ہیں۔ ان کی معتبر اور مشہور تفسیر ”در مشور“ کے حوالہ سے ثابت ہو گیا۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت

سے تم اس قدر تالاں ہو کہ قرآن میں سے اسے باہر نکال کر رکھ دیا۔ من بیتے جاسکتے توت کے بعد آپ یہ کہنا کہ ہم اہل سنت قرآن کی تحریف کے قائل اور مقتد نہیں۔ کو ان مانے گا؟

آیت مذکورہ میں نسخ واقع نہیں ہے

اگر کوئی سنی ہمارے اس اعتراض کے جواب میں یہ کہتا چاہیے کہ آیت زیر بحث میں نسخ واقع ہے۔ یعنی ابتدا میں انہی الفاظ کے ساتھ اس کی تلاوت ہوتی تھی۔ لیکن بعد میں یہ الفاظ مسوخ و التلاوة و الحکم ہو گئے۔ تو یہ جواب قطعاً لائق توجہ نہیں ہے۔ کیونکہ اہل سنت کی ایک معتبر کتاب ”اقتادۃ المشیوخ فی التاسیخ و التفسیخ“ کے صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ محمدی لاہور کی سطر ۱۱ پر تحریر ہے کہ۔
”مسود فائدہ“ میں کل آیات مسوخ ہیں، لیکن ان آیات میں اس آیت کا ذکر تک نہیں ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ اس جملہ کا حذف از قبیل نسخ بھی نہیں ہے۔ لہذا یہ کہنا صحیح ہے کہ جب اس لکھنے کی تلاوت و عدیدہ سال میں ہوتی رہی اور اس کو مسوخ بھی نہیں کیا گیا۔ تو اسے موجود قرآن میں اس کا ذکر ہونا تحریف نہیں تو امر کیا ہے؟

جواب اولے

جہاں تک معتزلی کا یہ کہنا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل سنت کے معتقد اور معتبر راوی ہیں۔ تو اس بارے میں اہل سنت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں باپ واقعی ثقہ اور عادل ہیں۔ ان کی ثقاہت و عدالت کے برحق ہونے سے

بدگفتگو اس بات پر ہے کہ ”ابن مردویہ“ نے ان سے جو روایت ذکر کی اس کی سند نہ ہونے کی وجہ سے وہ قابلِ حجت نہیں ہے۔ ابن مردویہ اور ابن مسعود کا باہم ایک دور میں ہونا اور ایک دوسرے سے سماع کا ثبوت قطعاً نہیں۔ کیونکہ ابن مردویہ جن کا پورا نام یہ ہے: صالح بن ابی بکر احمد بن موسیٰ اصفہانی، کا پانچویں صدی میں انتقال ہوتا ہے۔ تذکرہ الحفاظ جلد دوم جزو سوم ص ۵۱۔ اور ان کا تذکرہ موجود ہے۔ ازہر حضرت عید الشہد بن مسعود رضی اللہ عنہ بہت پہلے اس دارِ فانی سے کوچ فرما چکے تھے۔ لہذا ان دونوں کا بغیر واسطہ سماع ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے یہ لازمی ہے۔ کہ ان دونوں کے درمیان کچھ واسطے ہوں گے۔ جن کے ذریعہ ابن مسعود کی بات ابن مردویہ تک پہنچی۔ ہم نے بہت کوشش کی۔ کہ ان واسطوں اور راویوں کا کہیں تذکرہ اور نام و کنیت مل جائے۔ لیکن ان کے نام معلوم ہو سکے۔ اور نہ ہی ان کی تعداد اس بنا پر ان راویوں کے ثقہ یا عدم ثقہ، عادل یا غیر عادل وغیرہ اوصاف کا علم بھی نہیں ہو سکا۔ جس روایت کے راویوں کے نام ان کی تعداد۔ ان کی ثقاہت و عدالت کا جب کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے۔ تو ایسی روایت کا مقام و درجہ سب کو معلوم ہے۔ بنا برائے اس روایت کا مرسل ہونا، موضوع ہونا یا ضعیف ہونا ان امور کا بھی قطعاً فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں تمام شیعہ لوگوں کو جس میں ہزار روپے بطور انعام دینے کا اعلان کرتا ہوں۔ جو اس روایت کی صحیح سند بیان کر دیں۔ اور اگر اس روایت کی سند بیان نہ کر سکیں۔ تو پھر توبہ بھی کر لیں۔

جواب دہ

”دو مشور“ میں کسی روایت کا پایا جانا اس کے لیے یہ لازم نہیں کہ وہ روایت صحیح و مستند ہی ہوگی۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ اس تفسیر میں ہر قسم کی روایت

درج ہیں۔ جس کا ہم تذکرہ پہلے کرچکے ہیں۔ لہذا صرف یہ کہ دینا ہی کافی نہیں۔ اور محبت و دلیل نہیں بن جاسکتا کہ یہ روایت درنثور میں ہے۔ درنثور میں ذکر کردہ روایات کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلی «قرۃ العین» میں رقمطراز ہیں۔

درنثور

دسیوٹی درنثور جمع احادیث مناسبہ بقرآن نمودہ قطع نظر از صحت و عدم تمامہ شدہ اس را بمیزان علم خود بسنجید ہر حدیث را در محل خودش بگذارو۔

ترجمہ:

علامہ جمال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درنثور میں وہ تمام احادیث جمع کر دیں جن کی قرآن کریم کے ساتھ مناسبت تھی۔ ان روایات کے ذکر کرنے میں اس امر کا لحاظ نہیں رکھا گیا کہ آیا یہ حدیث صحیح ہے یا کمزور۔ ایسا انہوں نے اس لیے کیا کہ ہر حدیث کا ماہر اپنے علم کے ترازو پر ان کو پرکھے۔ اور جس حدیث کا جو مقام ہے اسے وہاں رکھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ثقہ اور باطل ہونے میں ہمیں اختلاف نہیں۔ اسی طرح حضرت امام اسید علی کے معتزلہ اہل سنت ہونے پر ہمیں اعتماد و یقین ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہوئے ہیں اگر تعلق اور اضطراب ہے تو اس بات پر کہ ان سے مروی روایت کی سند نہیں ملتی۔ لہذا اس روایت کے روات سے جمالت اڑے آتی ہے۔ اس لیے ہم اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

دوسری قابل اعتراض یہ بات ہے کہ جس کتاب سے یہ روایت پیش

پیش کی گئی۔ اس میں صاحب کتاب نے روایت کی صحت کا اہتمام نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر طرف کی روایت ذکر کر دی۔ اور ان روایات و احادیث کی درجہ بندی کرنا متحدہ بین کرام پر چھوڑ دیا گیا۔ وہ اپنے علم سے جس حدیث کو جو چاہیں مرتبہ دیں۔ اور جہاں چاہیں رکھیں

جواب سوم

مترقی نے درمنثور سے جو ابن مردویہ سے روایت پیش کی اس روایت کو ابن مردویہ نے اپنی کسی کتاب میں درج کیا۔ یا کسی اور شخص نے ان سے سماع کر کے اپنی کتاب میں درج کیا۔ اس کا کوئی علم نہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اہل سنت کے اس راوی کی روایت نہ خود اس کی کسی کتاب میں ملی۔ اور نہ ہی کسی شاگرد کی کتاب میں دستیاب ہو سکی بیکر اگر ملی تو اہل تشیع کی کتب میں ملی۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر منہج الصادقین

و ابن مردویہ در کتاب مناقب آوردہ است از عبد اللہ بن مسعود کہ ماور زمان حیات حضرت رسالت امی آیہ را چنیں می خوانند کہ کیا ایضا
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علینا مولی
المؤمنین فان لم یغفل فما بلغت رسالتہ۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد دوم ص ۲۸۵)

مطبوعہ مہران بیج جبریدہ

ترجمہ:

ابن مردویہ نے مناقب نامی کتاب میں ذکر کیا کہ حضرت عبد اللہ بن

مسعود بنی اشد فرماتے ہیں۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں
اس آیت کو یوں پڑھا کرتے تھے۔ یا ایہا الرسول الغر۔ یعنی
اے رسول مکرم! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب نے یہ بات
نازل کی۔ کوئی تمام مومنین کے ولی ہیں، اسے لوگوں تک پہنچا دو۔ اور
اگر ایسا نہ کیا۔ تو تم نے اس اشد کی رسالت کی تسبیح ہی نہیں کی۔

ابن مردویہ کی کتاب مناقب کہاں ہے؟

تفسیر منہج العادقین کے حوالہ سے ابن مردویہ کی ایک تصنیف ”مناقب“ کا نام سننے
میں آیا ہے۔ ہم نے شعث الغنون وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا۔ لیکن اس نام کی کتاب ابن مردویہ
کی تصنیف کے طور پر کہیں بھی نہ مل سکی۔ اس قسم کی کتابیں جن کا وجود منقاد ہجو۔ کے فرضی
نام پیش کرنا اہل تبلیغ کا محبوب مشغولہ ہے۔

اعتراض کے آخر میں جو یہ مفروضہ قائم کیا گیا۔ کہ اگر یہ ناسخ منسوخ کے ضمن میں آتی
تو کہیں اس کا تذکرہ ہو تا اس مفروضہ پر گپ سے معترض نے یہ بات ثابت کرنے کی
کوشش کی کہ جب مذکورہ جو منسوخ بھی نہیں۔ اور روایات میں اس کا ثبوت ہے۔
تو پھر منیوں کے قرآن میں اس کا نہ ہونا نہ تحریر قرآن، اس کے زمرے میں آتا ہے
اس گپ کا جواب بھی پہلے جوابات میں آچکا ہے۔ مختصر یہ کہ جب وہ روایت کہ جس
سے اس جو کہ قرآن ہر ثابت کیا گیا۔ وہ روایت ہی قابل اعتبار نہیں۔ اس کا کہیں
مسند طبرانی نام و نشان نہیں۔

اس قسم کی بے اصل و بے سند روایت ہی قابل اعتبار نہیں۔
جب یہ جملہ قرآن ثابت ہی نہ ہو سکا۔ تو اس کے نہ ہونے کو ”نسخ“

سے تعبیر کرنا کہاں کی دشمندی ہے۔ قرآن کا ثبوت تو آرزو سے ہوتا ہے۔ اور اس کی کسی آیت اسوۃ یا کفر کی تفسیر بھی اسی درجہ یا اس سے قریب تر درجہ سے ہو سکتی ہے لہذا اگر تاسخ و فسخ میں اس جو کا ذکر نہیں۔ تو کوئی اعتراض کی بات نہیں (فاعتبروا یا اولی الابصار)

اعتراض سوم

اہل سنت کے قرآن میں ایک اور

تحریر کا ثبوت

روایت نمبر ۱۱۱
تفسیر درمنثور:

قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ مَصْحَفًا لِحَفْصَةَ زَوْجِ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ
 إِذَا بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِيقِي حَافِظُوا
 عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى فَلَمَّا
 بَلَغْتُهَا أَذْنُتُهَا فَأَمَلْتُ عَلَى
 حَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةِ
 الْوُسْطَى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَوْمُوا
 لِلَّهِ تَائِبِينَ وَ قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي
 سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تفسیر درختور جلد اول ص ۲۰۲۔ مطبوعہ
بیروت)

ترجمہ:

راکب، ابو حمیدہ، عبد بن حمید، ابی اعلیٰ، ابن جریر، ابن انباری نے
المصاحف اور یحییٰ نے سنن میں عمرو بن رافع سے تخریج کیا (عمر بن
رافع نے کہا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
کے لیے قرآن لکھتا تھا انہوں نے مجھے فرمایا۔ جب تو حافظو اعلیٰ الصلوٰۃ
آیت پر پہنچے۔ تو مجھے بتلانا۔ پھر میں لکھتے لکھتے اس آیت پر آیا۔ تو میں نے
بوجہ عہد انہیں اس کی اطلاع کی۔ قارئین نے اس آیت کو کڑوں لکھوایا۔
حافظو اعلیٰ الصلوٰۃ والصلوة الوسطیٰ و صلوة العصر الخ
یعنی صلوٰۃ العصر کے الفاظ زیادہ لکھائے۔ لکھوانے کے بعد فرمایا۔ میں
گواہی دیتی ہوں۔ کہ یہ الفاظ (صلوة العصر) میں نے خود رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں۔

روایت سے ۲

تفسیر درختور کے ص ۲۰۲ پر ہی اس سلسلہ کی ایک اور روایت مذکور ہے۔
لیکن اس کے راوی حضرت ابویوسف ہیں بگرام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
کے مصنف کی کتابت کوستے تھے۔

فرماتے ہیں۔ کہ مجھے سیدہ عائشہ سے یہ آیت ان الفاظ سے لکھوائی۔
حافظو اعلیٰ الصلوٰۃ والصلوة العصر الخ۔ اور آخر میں سیدہ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے اسی طرح انہی الفاظ سے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی تحدید ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مالک، احمد، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد، ابن ابی شیبہ اور یحییٰ نے اپنی سنن میں کی۔

یہ دونوں روایات درمنثور سے ہم نے نقل کیں۔ جو اہل سنت کی مشہور تفسیر ہے ان دونوں روایات سے یہ ثابت ہوا کہ کرايت مذکورہ میں دو صلوٰۃ العصر کے الفاظ موجود تھے۔ جن کو حضرت حماد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنا اور یہ لفظ ان دونوں ازواج مطہرات کے مصحف میں خود انہوں نے لکھوایا تھا۔ اور موجود تھا۔ لیکن اہل سنت کے قرآن میں یہ لفظ ناپید ہے۔ جس سے صاف صاف عیاں کہ سینوں نے قرآن میں تحریف کی ہے۔

جواب اول:

ہم نے اس سے قبل اس امر کی وضاحت کر دی ہے۔ کہ تفسیر درمنثور میں کئی آیت کو پایا جاتا اس کی صحت کو مستلزم نہیں۔ بلکہ وہاں قرآن کریم کی آیت کی تفسیر میں جو حدیثی مواد مل سکے علامہ سیوطی نے مجمع فرمایا ان کی صحت و عدم صحت کا خیال نہیں فرمایا۔ اس لیے بار بار درمنثور کی روایت درمنثور کی روایت کی روایت لکھنا سود ہے۔ صرف مطلب برآری اور مخالفہ دینے کی سعی لامصل ہے۔

اس کے علاوہ نسخ اور فسوخ کی بحث میں ہم اس امر کی وضاحت کر چکے ہیں کہ پڑا کہ شفعان کے اعتراض۔۔۔ زن موم کر سکتا ہے۔ یہ اعتراض بھی اسی گھاس کا ایک تنکا ادا کی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس روایت کا سہارا یا جلد ہے وہ ان روایات میں سے ہے۔ جسے شاذ کہتے ہیں۔ اس کا تواتر ثابت کرنا بہت مشکل ہے۔ ذرا سوچیے۔ کہ اس قسم کا اعتراض ہر بھی کیسے سکتا ہے۔ اور مرقاۃ

خود اعلان فرما رہا ہے کہ

اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَعَالِفُونَ۔ اور اُدھر حضرت محمد
و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما اس کی تحریف کی قائل ہو رہی ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ تفسیر
درمنثور میں مذکور ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے "اصولہ الوسی" کے متعلق دریافت کیا کہ اس سے کون سی نماز ہے تو اپنے فرمایا۔

تفسیر درمنثور

كُنَّا نَقْرَأُهَا فِي الْحَرِّ اِلَّا قَلِيلًا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قُضِيَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالْمَلَاةِ
الْوُسْطَى وَصَلَاةُ الْعَصْرِ وَ قَوْمُوا
لِللَّهِ قَانِتِينَ۔

تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۲ مطبوعہ
بیروت

ترجمہ:-

ہم حضور علی اللہ علیہ وسلم کے ہمد پاک میں پہلی قراۃ میں یہ آیت یوں پڑھا
کرتے تھے۔ حَتَّى قُضِيَ عَلَى الصَّلَاةِ وَالْمَلَاةِ الوُسْطَى
وَصَلَاةُ الْعَصْرِ الخ۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک
یہ اختلاف قراۃ کی ایک محدث ہے۔ اسی لیے آپ نے "حرف اول" کی قید ذکر
فرمائی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ ابتداء میں اس نحو کی قراۃ ہو تی تھی۔ بعد میں اس
کی تکلیف ہو گئی۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کے بارے میں ایسی روایات جو شاذ

اور طریقہ اُعادے مروی ہوں ساری روایات سے کسی آیت یا نسخہ کا قرآن ثابت ہوا درست نہیں۔ بکواس کے لیے تو اتر چاہیے۔

لہذا جب قرآن ہی نیا۔ تو اس کی قرأت درست کیونکر ہوگی ساسی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا۔ (جو کاسم شریف میں مروی ہے) کا تشریح کرتے ہوئے شارح مسلم شریف علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

نووی شرح مسلم شریف

فَخَذَا هُوَ فِي الرَّوَایَاتِ وَصَلَوَةُ الْعَصْرِ
بِأَنوَادٍ وَاسْتَدْلَ بِهِ بَعْضُ أَصْحَابِنَا
حَتَّى أَنَّ النَّوْطِيَّ لَيْسَتْ الْعَصْرُ لِأَنَّ الْعَطْفَ
يَقْتَضِي الْمَغَايِرَةَ لِحِكْمٍ مَذْهَبَنَا أَنَّ
الْقِرَاءَةَ الشَّاذَّةَ لَا يُجَنَّبُ بِهَا وَلَا يَكُونُ
لَهَا حُكْمٌ الْخَيْرِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَنَّ نَاقِلَهَا لَمْ يَتَقْلَمَا إِلَّا
عَلَى أَلْفَا قِرَآنٍ وَالْقُرْآنُ لَا يَتَّبِعُ إِلَّا
بِالتَّوَاتُرِ بِالْإِجْمَاعِ وَإِذَا لَمْ يَتَّبِعْ قِرَآنًا
لَا يَتَّبِعُ خَبَرًا۔

(مجموعہ مسلم شریف نووی جلد ۱)
صفحہ نمبر ۲۲۷ مطبوعہ دار الفکر
کراچی

ترجمہ:

روایات میں جس طرح آیا ہے۔ ”وہ“ و ”مسلوۃ العصر“ ہے۔ جس کے شجرہ میں صرف واڑ ہے۔ اس طرز کلام سے ہمارے بعض اصحاب نے یہ استدلال کیا ہے کہ ”الوسطی“ سے مراد نماز عصر نہیں۔ کیونکہ ”الوسطی“ اور ”مسلوۃ العصر“ کے درمیان واؤ مالمفہ مذکور ہے۔ جو کہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان تثنائے چاہتی ہے۔ لیکن ہمارا مذہب یہ ہے کہ شاذ قرآنہ حجت و دلیل کے طور پر پیش نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اس قسم کی روایت کا حکم خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اس لیے کہ ان شاذ روایت کو نقل کرنے والے نے اسی لیے نقل کیا۔ تاکہ ان کا قرآن ہونا ثابت ہو جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کا ثبوت بلا جماع تو اتر کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ جب قرآن ثابت نہ ہوا۔ تو خبر کا کیا ثبوت کیونکر؟

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایت کی تحقیق۔

مصر فی نے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس ضمن میں ایک روایت ذکر کی اس کی حقیقت کی گنجائش درمختار سے بنے۔

تفسیر درمختار

قَالُوا لَمَّا اسْرَعَ الْقَتْلُ فِي قِرَاءِ الْقُرْآنِ
يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَتَلَ مَعَهُ يَوْمَ مَشْدَارِ بَيْعِ
مِائَةِ رَجُلٍ لَقِيَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَمْرَ

بن الخطاب فقال له ان هذا القرآن هو
الجامع لديتنا فان ذهب القرآن ذهب
ديننا و قد عزمتم على ان اجمع القرآن
في كتاب فقال له انتظر حتى نسأل ابا
بكر قمضينا الى ابي بكر فاخبراه بذلك
فقال لا تعجل حتى اثناء والمسلمين ثم
قام خطيباً في الناس فاخبرهم بذلك
فقالوا اصببت فجمعوا القرآن وامر
ابوبكر منادياً فنادى في الناس من
كان عنده من القرآن شئ فليجيئ به
قالت حفصة اذا انتهيتم الى هذه الآية
فاخبروني فحافظوا على الصلوات والصلوة
الوسطى فلما بلغوا اليها قالت اكتبوا
والصلوة الوسطى وهي صلوة العصر
فقال لها عمر رضي الله عنه الك بهذه
بينة قالت لا قال فوالله لا ندخل
في القرآن ما تشهد به امرأَةٌ بلا
اقرار بئنه۔

(تفسیر درمنثور جلد اول ص ۳۰۲)

معلوم بیروت

ترجمہ

انہوں نے کہا۔ کہ جب جنگ یہاں کے دن قرآن کریم کے قاریوں کا قتل عام ہوا۔ اس دن چار سو مردوں نے بھی ان شہداء کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ جناب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ملے۔ اور کہا۔ یہی وہ قرآن ہے۔ جو ہمارے دین کا جامع ہے اگر قرآن نہ رہا۔ تو دین بھی نہ رہے گا۔ میں نے یہ تبیہ کیا ہے۔ کہ قرآن کریم کو ایک کتابی جنگل میں جمع کر دوں۔ یسٹن کہ حضرت عمر نے فرمایا۔ انتظار کرو۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس مسئلہ پر گفتگو کروں۔ ہم دونوں ابوبکر صدیق کے پاس گئے۔ اور اس معاملہ کی خبر دی۔ انہوں نے فرمایا۔ جلد ہی ذکر کرو۔ مجھے بقیہ مسالوں سے اس سلسلہ میں مشورہ کر لینے دو۔ پھر ابوبکر صدیق نے خطبہ دیا۔ دوران خطبہ عوام سبیلین کو فرمایا۔

کہ قرآن کو ایک جامع کوٹنے کی تجویز آئی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگوں نے کہا۔ آپ نے درست فیصلہ کیا ہے۔ سو انہوں نے قرآن جمع کرنا شروع کر دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک ڈھنڈور پی کو فرمایا یا کا اعلان کر دو۔ جس شخص کے پاس قرآن کی کوئی آیت یا سورت ہو۔ وہ ملے آئے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ پیغام بھجوایا۔ کہ جب قرآن کی کتابت کام چلا اس آیت تک پہنچے۔ تو مجھے اطلاع دینا۔ آیت یہ ہے۔ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ جب یہ مقام آیا۔ تو سیدہ حفصہ کو اطلاع دی گئی۔ سیدہ حفصہ نے فرمایا کہ اسے یوں لکھو! والصلوة الوسطیٰ وہی صلوة العصر۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سیدہ حفصہ سے دریافت

فرمایا۔ کیا اس سلسلہ میں تمہارے پاس کوئی شہادت ہے۔ کہنے لگیں
 نہیں۔ جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم قرآن کریم میں ایک عورت
 کے کہنے پر اضافہ نہیں کر سکتے۔ جبکہ اس کے پاس کوئی گواہی نہیں ہے۔
 لہذا صوم ہوا۔ کسیدہ صفحہ رضی اللہ عنہا نے اگرچہ آیت کے درمیان
 وحی مولا العصر کے الفاظ لکھوائے چاہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے گواہی کی
 اس کے بارے میں گواہ مانگے۔ تاکہ اس کی قرآنیت ثابت ہو سکے۔ لیکن حضرت
 صفحہ نے گواہی کی موجودگی سے انکار کر کے ثابت کر دکھایا۔ کہ یہ الفاظ قرآن کے
 ساتھ ثابت نہ تھے۔ اور قرآن کے بغیر کسی آیت قرآنیکہ ثابت نہیں کیا جاسکتا۔
 چونکہ حضرت عمرؓ نے خطاب رضی اللہ عنہ نے اس اضافہ کو قرآن ماننے سے انکار
 کر دیا۔ اور جیہ صحابہ کرام نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ جس سے ثابت ہوا۔ کہ
 یہ اضافہ قرآن نہ تھا۔ اس لیے شروع سے ہی اس اضافہ کو قرآن میں درج نہ کیا
 گیا۔ اس لیے اس وضاحت کے بعد کہنا کہ شیعوں نے قرآن میں کمی کر کے تحریف
 کا ارتکاب کیا ہے۔ سراسر جھوٹ اور پرلے دھبے کی بددیانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ
 حق بیان کرنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب دوم

جس طرح کسیدہ صفحہ رضی اللہ عنہا سے اس زیادتی کی روایت معترض
 نے ذکر کی۔ اور اس بنا پر اہل سنت پر الزام دے مارا۔ کہ وہ تحریف قرآن کے
 مرتکب ہیں۔

کاشش! اس الزام سے قبل اپنے گھر کی خبر لیتے۔ کہیں وہاں بھی تو ایسا
 معاملہ نہیں۔ آئیے ہم تمہیں دکھائیں۔ کہ تمہارے اندر سے بھی ایسی روایت موجود

ہے۔ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تفسیر صافی

وَفِي بَعْضِ الْقِرَاءَاتِ حَافِظُوا عَلَى الْمَسَلَوَاتِ وَالْمَسَلُوةِ
الْوُسْطَى وَمَسَلُوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ۔

(تفسیر صافی جلد اول ص ۲۷ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

ترجمہ:

بعض قراءتوں میں یوں ہے۔ حافظوا علی المسلوٰات الخ
یعنی اس آیت میں و مسلوٰة العصر کے الفاظ بعض قراءات
میں آئے ہیں۔

تفسیر عیاشی

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أَصْبَغٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ
الْمَسَلُوةُ الْوُسْطَى فَقَالَ حَافِظُوا عَلَى الْمَسَلَوَاتِ وَالْمَسَلُوةِ
الْوُسْطَى وَمَسَلُوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ كَذَلِكَ
كَانَ يَقْرَأُ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(تفسیر عیاشی جلد اول ص ۱۲۷ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

ترجمہ:

محمد بن اسلم نے امام ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

کہا کہ میں نے ان سے پوچھا۔ صلوٰۃ الوسطیٰ کیا ہے؟ جواب میں انہوں نے
یہ آیت پڑھ سنائی۔ حافظوا علی الصلوات الخ اس میں
وصلوٰۃ العصر کے الفاظ پڑھ کر فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کو یہی
پڑھا کرتے تھے۔

شیخ مفسر کے نزدیک یہ زیادتی منسوخ ہے

شیخ مفسر علامہ جاڑی مجتہد اس روایت کو شدید سنی تفاسیر سے نقل کرنے کے
بعد لکھتا ہے۔

وامع التنزیل:

در معالم است کہ مائتہ در مصحف خود نویسنده و المصلوۃ الوسطی .
صلوۃ العصر و شکل آن از حنفیہ و در تفسیر قمی و العیاشی مثل ہمیں قراۃ
قدابی عیداً نقل کردہ و در البنان نقل فرمود کہ ایں قراۃ منسوخ گردیدہ
(تفسیر و امع التنزیل جلد دوم ص ۵۹۷)
مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور

ترجمہ ۱۔

عالم میں ہے۔ کہ حضرت مائتہ صلوٰۃ رضی اللہ عنہا اپنے مصحف میں یہ
الفاظ لکھوا کرتی تھیں۔ و المصلوۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر
اسی طرح کہ روایت حضرت حنفہ رضی اللہ عنہا سے بھی موجود ہے۔
تفسیر قمی و العیاشی میں حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
سے ایسی ہی قراۃ منقول ہے لیکن در البنان ”میں اس بارے میں غیصہ

یہ ہے۔ کہ یہ قرأتِ فسوخ جو چلی ہے۔

خلاصہ

کامیاب کرام، اعتراض اور اس کے جوابات سے آپ اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہوں گے کہ اس میں کوئی جان نہیں۔ اور وہی اس میں کوئی ایسی اہم بات ہے کہ جس کی بنا پر اس میں قرآن مجید پر تردید نہ لگائی جائے۔

پوری دنیا نے شیعیت زور لگا دکھائے اور ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ موجود قرآن محرف ہے۔ قرآن میں انہیں۔ ہنر کی کھاپڑے گی۔ کیونکہ اس کتاب کا محقق خود خدا ہے۔ اس کی حفاظت کے ہوتے ہوئے کسی کو تحریف و تبدیلی کی سکت ہے۔

در اصل ایسا اعتراض یا تو اختلافِ قرأت سے نقل رکھتے ہیں۔ یا مانع اور فسوخ کے ضمن میں آتے ہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ اس اعتراض کا نقل بھی اختلافِ قرأت کے ساتھ ہے۔ شیعہ اور سنی مفسرین کی تفاسیر سے اس آیت کو ذکر کرنے کے بعد خود شیعہ مفسر نے یہ ثابت کر دیا کہ یہ خلافِ فسوخ اقلادق کے قیود میں سے ہے۔ بلکہ اس کی تنبیہ کو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے۔

(فاعتدوا یا اولی الابصار)

ۛ

تحریف قرآن پر چوتھا اعتراض

آیت ملوۃ یعنی ان الله ومنكحتہ یصلون علی النبی الخ میں بھی اہل سنت نے بعض الفاظ کو دیکھے۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قرآن جمع کرنے سے قبل اس آیت میں چند الفاظ زیادہ پڑے جاتے تھے۔ جو بعد میں سیدہ عثمانی میں نہیں رہے۔ حوالہ علامہ جبر۔

تفسیر القان

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا وَعَلَى الَّذِينَ يَمْسُونَ الْقَبُورَ الْأَوَّلَ قَالَتْ قَبْلَ أَنْ يَمْلِكَهُ عُثْمَانُ الْمَصَاحِفَ۔

تفسیر القان جلد دوم ص ۲۵ ملبوم ہدایت

مجمع ہدیر۔ عربی اثاث مانیخ

تلاوتہ الخ

ترجمہ:

آیت ملوۃ و سلام یعنی ان الله ومنكحتہ یصلون۔ الخ میں حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے تغیر و تبدل سے قبل یہ الفاظ موجود تھے

وَمَنْ عَلَى الَّذِينَ يُمْلَكُونَ الْمَقْفُوتِ الْاَوَّلِ۔ (اسیہ کہاں گئے؟)

تفسیر درمنثور:-

ابو داؤد نے المعاصت میں حمید و ستہ روایت کی کہ امام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے میفر میں اسی آیت۔ صلوٰۃ میں کچھ الفاظ زیادہ یوں تھے
 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
 يُصَلُّوْنَ الْمَقْفُوتِ الْاَوَّلِ۔

(تفسیر درمنثور جلد پنجم ص ۲۰۰ مطبوعہ بیروت)
 منبع جدید)

ترجمہ:-

اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولین معین بنانے والوں پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

آیت صلوٰۃ و سلام موجود قرآن میں بائیسویں پارہ کے رکوع ثانی میں موجود ہے
 گویا آیت کریمہ میں وَالَّذِينَ يُصَلُّوْنَ الْمَقْفُوتِ الْاَوَّلِ کے الفاظ کا نام
 و نشان تک نہیں۔ تفسیر اتقان نے تو اس کی نشاندہی بھی کر دی۔ کہ ان الفاظ کو نکالنے
 والے حضرت عثمان ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی اس
 آیت میں تحریف کر دی۔ اور آج تک وہی تحریف چلی آرہی ہے۔ لہذا اہل سنت
 سے تحریف کا ثبوت مل گیا ہے؟

جواب

اس اعتراض کی نوعیت بھی اس سے پہلے ذکر شدہ اعتراض کے ساتھ ملتی
 جلتی ہے۔ جیسا کہ وہاں روایت کی حیثیت متعین کرنے کے لیے سنید

روایت کی بڑی اہمیت ہے۔ لہذا سند نقل و ہجرت کی بنا پر اس پر اعتراض کی دیواریں کھڑی کرنا روایت کی دیواریں بنانے کے مشابہ ہے۔

دوسری چالاکی یہ کی گئی کہ قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اہانت کے ایک عظیم مفسر نے تحریف قرآن کی تصدیق کر دی۔ لیکن یہ اظہار نہ کیا گیا کہ صاحب تفسیر آقان علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو کس بحث میں ذکر کیا یہ روایت علامہ نے ان آیات کے ضمن میں نقل کی۔ جو نسخۃ الاولۃ دون الحکم میں خود مفسر کے اعتراض میں بھی یہ بات نظر آ رہی ہے اس کے باوجود پھر بھی ردش لگائی جا رہی ہے کہ و علی الذین یمنون العنوف کا جملہ سفید سنے قرآن سے نکال کر اس میں تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ بھی ہٹ و دھجی کی ایک مثال ہے۔ اس آیت کی تفسیر و فصاحتلاحظہ ہو۔

تفسیر روح المعانی:

نعم استقطب من القلیق ما لیسوا تم وما نستحب
تلاوتہ وحکما یقرءہ من لم یبلذہ التسخ وما لیس
یحکم فی العرصة الاخیرة ولویال جہدہ رضی اللہ
تعالی عنہ فی تحقیق ذالک الا انہ لیس یتشر نورہ فی
الاقاق الا من ذی التورین فلہذا نسب الیہ کما روی
حمیدۃ بنت یونس ان فی مصعصع عائشہ رضی اللہ عنہا
ان اللہ وملتکک یمسکون علی التبی یا ایہا الذین
امنوا صلوا علیہ وسلموا تلیموا علی الذین
یصلون العنوف الاول وان ذالک قبل ان یغیر
ہتمان المصاحف۔

(تفسیر روح المعانی ج ۱ اول صفحہ نمبر ۲۵)
 كلام العوفيہ فی القرآن
 مطبوعہ بیروت

ترجمہ :

ہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کچھ ایسی
 آیات ماقط کر دی گئیں۔ جو حد تو اتر تک نہ پہنچیں۔ اور وہ بھی کہ جن
 کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی۔ ان آیات و کلمات کو وہ حضرت پر تور
 پڑھتے رہے۔ جن کے ہاں ان کے نسخ کی خبر نہ پہنچی۔ اور انہی
 وقت وہ موجود تھے۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ
 میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مگر چونکہ اس کا فوراً ثبات میں نہ پھیلا۔ یہ بات،
 فوراً پھیلنا اچھوٹا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں
 ہوئی۔ اسی لیے ان باتوں اور متواتر کا استقامت اور منسوخ الکتاب کا اخراج
 کو بجائے صدیق اکبر کے حضرت عثمان کی طرف منسوب کر دیا گیا اس
 کی مثال وہ روایت ہے۔ جو حمیدہ بنت دوس نے سیدہ عائشہ
 رضی اللہ عنہا کے مصحف کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہی۔ کان کے
 مصحف میں۔ ان الله وملتكم هذه الخیرت کے آخر میں یہ الفاظ
 بھی تھے۔ وعلى الذين يعملون الصلوات الاولیہ قیاماً
 حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے معاصرت کو تبدیل کرنے سے
 پیشتر کا واقعہ ہے۔

معاصرت کو تبدیل کرنا یا تفسیر معاصرت سے مراد یہ نہیں۔ کہ حضرت عثمان
 غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم میں تحریرت کی۔ بلکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ نے

ان روایات سے ثابت ہوئے والی ایسی آیات و کلمات آیات کو قرآن میں داخل نہ فرمایا جو روایات یا کوشاؤ تھیں۔ یا وہ آیات منسوخ انقلاب و دو حکم تھیں۔

نقصان عام پاؤ

اہل تشیع ہر جائز ناجائز دلیل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہیں کہ کسی زکسی طریقہ سے اہل سنت کو تحریف قرآن کا مجرم ثابت کر سکیں۔ اس ثبوت کے لیے اگر انہیں کوئی موضوع روایت ہاتھ آئی۔ تو اسے بھی نہ چھوڑا۔ شاخ روایت پر نظر پڑی۔ تو اسے ”من دلائی“ سمجھا۔ منسوخ انقلاب کے زمرہ میں آنے والی آیت یا کلمہ کو اعتراض کے لیے ”محرز جاں“ بنائیٹھے۔ ذکر شبہ اعتراضات میں آپ اس کا اندازہ لگا بیٹھے۔

آئیے! ہم خود آپس وہ طریقہ بتا دیں۔ کہ جس پر عقل اگر منزل ہاتھ آجائے۔ تو تمہاری کامیابی اور ماہ واہ ہو جائے گی۔ اور ہم مجرم ٹھہریں گے۔ طریقہ یہ ہے۔ کہ کسی قراءت کو مقررۃ متواتر ثابت کریں۔ تاکہ اس سے اس کی قرآنیت ثابت ہو سکے۔

پھر ثابت کریں۔ کہ اس متواتر قراءۃ کو مندرجہ اشد علیہ واجبہ وسلم کے انتقال کے بعد صحابہ کرام تمام یا ان کی اکثریت بدستور قرآن سمجھتے اور پڑھتے رہے۔ ایسی کسی ایک آیت یا کلمہ کی نشاندہی کر دیں۔ جو سنیوں کے قرآن میں نہیں جس کی نشاندہی اور ہو چکی ہے۔

ایک ایسی آیت پیش کرنے پر۔ جس ہزار نقد ہو۔ اور تمام دنیا کے سامنے سرخرو ہو جاؤ۔ طریقہ ہم نے بتا دیا۔ چنانچہ کام ہے۔ چلو اور بیس ہزار

نقد سینا۔

بالے! اگر ہم سے پرچتے ہو۔ کیا ہم اپنی تشبیح تحریف قرآن کے قائل ہیں؟
 تو ہم اس کی تفصیل خود تمہاری کتب سے پیش کر چکے۔ اس مصرع فعل ثانی اٹھائیے
 اور تمہارے نزدیک حقارت و آیات سے یہ ثابت ہے۔ کہ موجود قرآن محرف
 ہے۔ اور اس کا بڑے بڑے جگہ درج شیعوں نے اعتراف بھی کیا۔

اعترض بنجم

اہل سنت کے قرآن میں بعض آیات اب بھی غلطیوں
سے پاک نہیں

اہل سنت نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ہمارے قرآن میں کئی ایک جگہ ایسے
لفظ موجود ہیں جو قواعد عربیہ و لغت کے اعتبار سے غلط ہیں۔ ان میں سے بعض الفاظ
کا تذکرہ علامہ السیوطی نے یوں کیا۔

تفسیر غشور:

عَنْ هُرْدَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لَحْنِ
الْقُرْآنِ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا
وَالصَّالِحِينَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَإِنَّ هَذَانِ لَسَاحِرَاتٌ فَقَالَتْ يَا أَبْنُ
أَخِي هَذَا عَمَلُ الْكُتَّابِ أَخْطَأُوا
فِي الْكِتَابِ۔

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ
فِي الْقُرْآنِ أَرْبَعُ أَحْرفٍ الصَّالِحِينَ وَالْمُقِيمِينَ
فَأَصْدَقَ وَأَكْنَ مِنَ الصَّالِحِينَ وَإِنَّ هَذَانِ
لَسَاحِرَاتٍ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى
ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَامِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ قَالًا لَمَّا كَرَعَ مِنْ

الْمُصْحَفِ أَقْبَىٰ بِهِ عُثْمَانُ فَظَنَرَفِيهِ فَقَالَ قَدْ
أَحْسَنْتُمْ وَأَجْمَلْتُمْ أَرَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ لَحْنٍ سَقَمَهُ
الْعَرَبُ بِأَلْسِنَتِهَا.

(تفسیر و تشریح جلد دوم صفحہ ۲۳۳ مطبوعہ)

بیروت طبع جدید

ترجمہ :-

عروہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنها سے ان آیات کے تعلق پوچھا کہ ان میں کیا غلطی ہے۔ اور کیوں؟ ان
الذین آمنوا والذین هادوا والصائبون والمقيمین الصلوة
والمؤتون الزکوة وان هذان لساحران۔
مافی صاحبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اسے جانچے! یہ کہانیوں کی غلطی ہے جو
انہوں نے قرآن میں ایسی غلطی درج کر دی۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے۔ کہ قرآن کریم میں چار حروف ایسے ہیں۔ جو غلط
ہیں۔ الصائبون، المقيمین، افاصدق و اکن من الصالحین۔
عبد اللہ بن عامر قرشی کہتے ہیں۔ جب میں مصحف سے فارغ ہوا تو اسے
لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا حضرت عثمان غنی نے
اس میں نظر دوڑائی تو فرمایا تم نے بہت بہتر کیا۔ میں کچھ غلطیاں دیکھتا ہوں۔
لو رب عنقریب انہیں پڑھنے میں درست کر لیں گے۔

تمہارے ان دونوں جلیل القدر صحابہ یعنی حضرت عائشہ اور حضرت عثمان نے تسلیم کیا
کہ قرآن میں قواعد عربیہ اور لحن کے اعتبار سے غلطیاں موجود ہیں۔ حضرت عائشہ نے اس

کا سبب بھی بیان کر دیا۔ کہ کاتبوں نے ایسا کیا۔ حضرت عثمان نے کہا۔ عرب خود درست کر لیں گے۔ (انہیں درست کرنے کی فوری کوئی ضرورت نہیں لہذا غلطیاں موجود رہنے میں کوئی حرج نہیں) تو معلوم ہوا کہ اہل سنت کا قرآن ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جو غلط ہیں اس لیے سینوں کا قرآن غلطیوں والا ہے۔

جواب۔

مستخرج نے انتہائی چالاکی اور دہاوی سے کام لیتے ہوئے قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی۔ کہ اہل سنت خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے قرآن میں اغلاط موجود ہیں۔ اور امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا پرندہ حوالہ پیش کر دیا کہ اشعثان غنی اور اشعثانہ صدیق اس بات کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

لیکن جلی و فطرقی نگاری کب تک چھی رہ سکتی ہے۔ امام السیوطی نے واقع ہی یہ آثار نقل کیے۔ اس میں کوئی الزام نہیں۔ کاش کہ مستخرج ان آئمہ کے بعد امام السیوطی کا فیصلہ اور تحقیق بھی ذکر کر دیتا۔ لیکن ایسا کیوں کرتا۔ اس سے تو اس کا بھانڈہ چورا ہے میں پھوٹ جانے کا خطرہ تھا۔ کون چاہتا ہے کہ اس کی ساری محنت کا رت جلے امام السیوطی کی اس سے اگلی جلدت ملاحظہ فرمائیے۔

وَهَذِهِ الْأَقَارُ مُشَكَّلَةٌ جَدًّا وَكَيْفَ يُظَنَّ بِالْمُتَعَابَةِ
أَوَّلًا أَنَّهُمْ يُدَيِّنُونَ فِي الْحَكَاةِمِ قَضَلًا عَنِ
الْقُرْآنِ وَمِمَّا انْفَصَحَاءُ شَرَّ كَيْفَ يُظَنَّ
بِهِمْ ثَانِيًا فِي الْقُرْآنِ الَّذِي تَلَقَوْهُ مِنْ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أُنْزِلَ وَحَفِظُوهُ وَ
حَسَبُوهُ وَأَكْفَقُوهُ مَشَرَّ كَيْفَ يُظَنَّ بِهِمْ ثَالِثًا

اجْتَمَاعُهُمْ كُلُّهُمْ عَلَى الْخَطَا وَكِتَابِيهِ شَرٌّ
 كَيْفَ يُظَنُّ بِهِمْ ذَا بَعْدَ اَعْدَمِ تَنْبِيْهِ بِهِمْ وَرُجُوْعِهِمْ
 عَنْهُ شَرٌّ كَيْفَ يُظَنُّ بِعَشَمَانِ اِنَّهُ تَشْهَى عَنْ
 تَغْيِيْرِهِ شَرٌّ كَيْفَ يُظَنُّ اَنَّ الْقِرَاءَةَ اسْتَمَرَّتْ
 عَلَى مَقْتَضَى ذَلِكَ الْخَطَا وَهُوَ مَرْوِيٌّ بِالْاَوْتَارِ
 خَلْفًا عَنْ سَلَفٍ هَذَا مِقَامٌ يَسْتَحِيلُ عَقْلًا وَ
 شَرْعًا وَعَادَةً.

تفسیر نقیض جلد اول ص ۱۸۲ مطبوعہ

بیروت طبع جدید

ترجمہ:-

ان آثار کو تسلیم کرنا انتہائی مشکل ہے سب سے پہلی بات یہ کہ حضرت حماد
 کرم کے بارے میں یہ کیسے ظن کیا جاسکتا ہے کہ وہ کلام میں غلطی اور غلطی کا
 از کتاب کہتے ہیں۔ چہ جائیکہ قرآن میں اس امر کی ان سے توقع کی جائے۔
 حالانکہ وہ فصیح و بلیغ تھے۔ دوسری بات یہ کہ قرآن کریم کے بارے میں ان
 کے متعلق یہ ظن کرنا کہ ان کا کلام درست ہو سکتا ہے۔ وہ قرآن کہ جیسے
 انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بعینہ اسی طرح یاد کیا جیسا
 کہ یہ نازل ہوا یا وہی ایسا کہ اس پر یقین و اعتماد تھا۔ پھر تیسری بات یہ کہ
 یہ کیسے ممکن درست ہو سکتا ہے۔ کہ تمام کے تمام صحابہ کرم غلطی پر جتھے ہو
 گئے۔ اور اس کی پھر کتابت پر بھی کسی نے اتفاق کر لیا چوتھی یہ کہ یہ گمان کیونکر
 درست ہو سکتا ہے۔ کہ ان حضرات کو اس غلطی کا کوئی احساس نہ ہوا۔ اس
 کی تہیہ ہو سکی۔ کہ اس سے رجوع کر لیتے۔ ان کا رجوع نہ کرنا کیونکر ہو جاسکتا

ہے۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ گمان کون صحیح مانے گا کہ انہوں نے ان غلطیوں کے جانتے کے باوجود ان کو درست نہ کیا پھر بھی گمان کتنا ناقابل التفات ہے کہ ان غلطیوں کے برقرار رہتے ہوئے یہ قرأت نگاتا رہا جاری رہی۔ حالانکہ قرآن نواتم کے ذریعہ روایت کیا گیا ہے۔ یہ تو ابتداء اور انتہا دونوں اوقات کے لوگوں میں موجود رہا۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اندوئے عقل و شرع اور عادت محال ہیں۔

نوٹ:-

علامہ جلال الدین السيوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے واضح انداز میں ان دونوں آثار کے بارے میں کہا۔ کہ اندوئے عقل و نقل اور شرع و عادت محال ہے۔ اس واضح وضاحت کے بعد اور وہ بھی خود علامہ السيوطی رحمۃ اللہ علیہ کی ہی زبانی اگر کوئی عقل کا انصاف امام موصوف کے بارے میں یہ کہے کہ انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما کے آثار تحریف قرآن پر دلالت کرتے ہیں۔ تو اس عقل کے اندھے سے بڑھ کر بدعتی کا منہا ہوا اور کون کر سکے گا؟ امام السيوطی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر دوں آثار کو اجمالاً اندوئے عقل و شرع اور عادت نامکمل کہلے ہیں لیکن اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دونوں آثار کے علیحدہ علیحدہ جواب بھی تحریر کئے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اثر کا جواب از امام السيوطی

تفسیر اتقان:

إِنَّ ذَٰلِكَ لَا يَصِحُّ عَنْ عُثْمَانَ فَإِنَّ أَسْنَدَ إِسْمَاعِيلَ

مُضْطَرِّبٍ مُنْقَطِعٍ وَلَا تَنْعُشَانِ جُعِيلٌ لِلنَّاسِ إِمَامًا
يَقْتَدُونَ بِهِ فَكَيْفَ يَرَى فِيهِ لَحْنًا وَيَتَرَكُهُ لِقِيمَةً
الْعَرَبُ بِأَلْسِنَتِهَا فَإِذَا كَانَ الَّذِينَ تَوَلَّوْا جَمْعَهُ وَكَتَابَتَهُ
لَمْ يُقِيمُوا ذَلِكَ وَهُمْ الْخِيَارُ فَكَيْفَ يُقِيمُهُ
غَيْرُهُمْ۔

(تفسیر انفال جلد اول ص ۱۸ مطبوعہ)

بیروت طبع جدید)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ کہنا کہ آپ قرآن کریم کے
بعض الفاظ میں لحن کے قائل تھے۔ ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ اس
اثر کی اسناد ضعیف، مضطرب اور منقطع ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت
عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امت مسلمہ کا غلیظ و امام مقرر کیا گیا تھا لوگ ان کی
افتداری کرتے تھے۔ تو اس اہمیت کا حامل شخص قرآن کریم میں لحن کو کیسے جائز
کہہ سکتا ہے۔ اور پھر لحن کو دیکھ کر اسے چھوڑ دینا تاکہ عرب اپنی لغت اور
زبان دانی کی بنا پر اسے درست کر لیں۔ ذیہ کب قابل تسلیم ہے، پھر
جب یہ مان لیا جائے۔ کہ وہ لوگ کہ جنہیں قرآن کریم کے جمع کرنے کی
ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ وہ قرآن میں لحن کو درست دکر سکے۔ حالانکہ وہ
بہترین لوگ تھے۔ تو ان کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں سے اس کی توقع کیوں کر
کی جاسکتی ہے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اثر کا جواب

تفسیر القرآن:

فَقَدْ أَجَابَ عَنْهُ ابْنُ أَشْتَمَ وَشَيْعَةُ ابْنِ جَبَّارٍ
فِي تَرْجُمِهِ الرَّائِيَةَ بِأَن مَعْنَى قَوْلِهَا أَخْطَأُوا أَيْ
فِي الْإِخْتِيَارِ الْأَوَّلِيِّ مِنَ الْأَحْرَفِ السَّبْعَةِ لِجَمْعِ
النَّاسِ عَلَيْهِ لَا أَنَّ الَّذِي كَتَبُوا مِنْ ذَلِكَ خَطَأً لَا
يَجُوزُ قَالَ وَالذَّلِيلُ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ مَا لَا يَجُوزُ
مَرْدُودٌ بِهَا جَمَاعٍ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَإِنْ طَالَتْ مُدَّةُ
وَقُوعِهِ قَالَ وَأَمَّا قَوْلُ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ لِيَقِي
الْكَاثِبَ فَيَعْنِي بِاللَّحْنِ الْفِرَآءَةَ وَاللَّغْزَ يَعْنِي
أَنَّهُمَا لَغْزٌ الَّذِي كَتَبَهُمَا وَقَرَأَتْهُ وَفِيهِمَا
قِرَاءَةٌ أُخْرَى.

(تفسیر القرآن جلد اول صفحہ ۱۸۵)

(بیوت طبع جدید)

ترجمہ:-

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے موی اثر کا ابن اشتم نے یہ جواب
دیا ہے۔ ابن جبارہ نے اپنی رائے میں اس کی اتباع کی۔ وہ یہ کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے اثر قول کا معنی یہ ہے۔ جو انہوں نے اخطا
سے تعبیر کیا۔ کہ کاتب حضرت نے سات حرف (قرآءۃ) میں سے غیر اولیٰ

کو اختیار کئے غلطی کی کہ چونکہ لوگوں کو وہ حقیق علیہ نہ تھا۔ یہ معنی نہیں کہ ان
کاتب حضرت نے حیرانت میں لکھا۔ وہ غلط اور ناجائز تھی۔ اس کی
دلیل یہ ہے کہ قرآن یا الفت ناجائز ہے وہ محدود ہوتی ہے مگر اس
کے وقوع کو کافی مدت گزر چکی ہو۔ اس طرح حضرت سید بن جبیر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے اس قول میں لفظ حق سے مراد قرآن اور
فتنہ ہے گویا ان کا قصہ یہ تھا کہ کاتب حضرت نے حیرانت میں
لکھا وہ بھی ہے اور ان الفاظ میں دوسری لغات بھی ہیں۔
لمحہ فکریہ :-

حضرت علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں آئینہ کا جو تفصیل سے جواب دیا
کی۔ اس سے ان کی حقیقت کا یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ کہ علامہ معروف سرے سے ان
آئینہ کی صحت کے ہی کاغذی نہیں۔ اور صحت کیلئے عقل و شرع اور صحت کیلئے ایک ترازو پر یہ
اثر پورے میں پڑتے۔ اس حیرانت کے بعد بھی لوگوں کی طرف سے حیرانت ہوئی ہے
کہ علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ میں حق و غلطی غلطی کے کاغذی ہیں۔ کتاب بڑا عظیم ہے۔ اور کتنی
جہالت ہے کہ وہ دانت سے ٹکا کر قاتل کے ترکت ہے۔ بخلہ امام السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
پر ہرگز ہرگز حق و باطل میں حق و غلطی کے کاغذی نہیں۔

(فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ)

اعترافِ ششم

نبیوں نے توبہ سورہ کے تین چوتھائی حصہ کو تحلیف
کی نظر کر دیا

سورہ توبہ جو اس وقت اہل سنت کے ہاں قرآن میں موجود ہے۔ وہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھی جانے والی اسی سورت کا چوتھا حصہ ہے۔ یہ تین حصے
نبیوں نے نکال دیئے۔ کیونکہ ان میں صحابہ کرام کی توبہ خبر لکھی تھی۔ حوالہ علامہ
تفسیر ثور؛

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَلَسَ
كُتُبُونَ سُورَةَ التَّوْبَةِ هِيَ سُورَةُ الْعَذَابِ
وَأَقْبَرُ مَا تَرَكْتَ أَحَدًا إِلَّا نَأَلَتْ مِنْهُ وَلَا
تَعْرِءُ وَفَ مِنْهَا مِثْقَا حَبٍّ نَقَرْنَا نَقْرًا إِلَّا رُبَعَهَا
----- وَأَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ عَنْ عِكْرِمَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ حُذَيْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
مَا خَرِجَ مِنْ تَنْزِيلِ بَرَاءَةٍ حَتَّى طَلَسْنَا أَنَّهُ لَمْ
يَبْقَ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا سَمِعْنَا فِيهِ وَكَانَتْ
تُسَمَّى الْفَاحِشَةَ.

تفسیر ثور جلد سوم صفحہ ۲۷۲ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

ترجمہ:-

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ سورۃ جسے تم سورۃ التوبہ کہتے ہو وہ سورۃ العذاب بھی ہے۔ خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کے متعلق کوئی نہ کوئی عذاب کی آیت نہ آئی ہو۔ اور اب تم اس سورت کو جتنا پڑھتے ہو۔ جتنی اب موجود ہے (وہ اس کا چوتھا حصہ ہے۔ جو ہم پڑھا کرتے تھے۔

ابو ایوب نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ابھی سورۃ التوبہ مکمل نازل نہیں ہوئی تھی کہ ہم سب کو یہ لگان تھا کہ اس سورت میں ہم میں سے ایک ایک کے بارے میں عنقریب عذاب کی کوئی ایک ایسی آیت ضرور نازل ہوگی۔ اس سورۃ کا نام "قاضیہ" (رسوا و ذلیل کرنے والی) بھی تھا۔

حضرت حذیفہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما خطاب دو عظیم صحابی ہیں۔ کہ جن سے امام اسحاق نے یہ نقل کیا کہ ان دونوں کے قول کے موجب سورۃ توبہ موجودہ سورۃ سے تین گنا بڑی تھی۔ لیکن اب صرف ایک جو بچ گئی۔ باقی رہ گئی۔ کیونکہ اس میں صحابہ کریم کی خدمت کی آیات تھیں۔ اس لیے انہوں نے ان آیات کو نکال کر قرآن کریم کی تحریف کر دی۔ لہذا ثابت ہوا کہ سنیوں کا قرآن تحریف سے خالی نہیں جس کی مثال سورۃ توبہ ہے۔

جواب:-

"تحریف قرآن" کا الزام تو دے دیا گیا۔ لیکن ستر مخ اس کے مفہوم سے ناواقف جاہل معلوم ہوتا ہے۔ تحریف قرآن کیا ہے؟ مختصر مفہوم یہ ہے کہ "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت جو قرآن پاک موجود تھا۔ اس کی کسی آیت سورت یا کلمہ کو نکال دیا جائے۔ اس تعریف و مفہوم تحریف کو خدا و اعتراض کے ساتھ مل کر لکھیں

تو آپ کو بالکل واضح طور پر یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ تفسیر ورنشور کی جلدت کا ایک جملہ بھی اس پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ اس سورۃ کا تہن چوتھائی حصہ ایسا جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت تھا۔ بعد میں نکال باہر کر دیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ جو حصہ نقل کے مطابق موجود نہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہی منسوخ ہو چکا تھا لہذا یہ تحریف کے ضمن میں کیسے آئے!

امراض مذکور میں جو یہ کہا گیا ہے۔ کہ سورۃ کے اس ٹکڑے گئے جسے میں حضرات صحابہ کرام کی توہین اور رسوائی کا ذکر تھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اس حصہ کو نکال دیا۔ اور اس وجہ سے اس کو سورۃ فاضحہ بھی کہا گیا ہے۔ تو اس بارے میں ہم گوش گزار ہیں۔ کہ اس کا نام واقعی ”سورۃ فاضحہ“ بھی ہے۔ لیکن اس میں نصیحت بقول مترخص حضرات صحابہ کرام کی نہیں بلکہ کفار و منافقین کی رسوائی اور ذلت کے بیان کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑا۔ اس کا ثبوت خود شیعہ مفسرین کے ہاں بھی ملتا ہے۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

تفسیر صالحی:

فِي الْمَجْمَعِ عَنْ أَحْمَدَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يُنْزَلْ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ عَلَى رَأْسِ
سُورَةٍ بَرَاءَةٍ لِأَنَّ بِسْمِ اللَّهِ لِلْأَمَانِ وَالْأَمَانِ
الرَّحْمَةِ وَنُزِلَتْ الْبَرَاءَةُ لِدَفْعِ الْأَمَانِ وَالْأَمَانِ
فِيهِ وَالْعِيَاثُ عَنِ الْعَادِ فِي حَلْيِهِ السَّلَامُ
الْأَنْفَالُ وَالْبَرَاءَةُ وَاحِدَةٌ بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ
وَدَسُؤِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
أَوْ هُدُوهُ بَرَاءَةٌ وَالْمَعْنَى أَنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

بَرِيضَانِ مِنْ الْعَهْدِ الَّذِي عَاهَدْتُ لَهُ
الْمُشْرِكِينَ۔

(تفسیر صافی جلد اول صفحہ ۶۸۱ سورۃ
التوبہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ :-

تفسیر مجمع البیان میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بسم
اللہ الرحمن الرحیم ”سورۃ برآۃ کے شروع میں اس لیے نازل نہیں کی گئی کہ
بسم اللہ امن و رحمت کے لیے ہے۔ اور سورۃ برآۃ اس لیے نازل کی
گئی تاکہ اس سے ایمان کو ختم کیا جائے اور ان (منافقین و مشرکین) کے
خلاف عموماً رسالت لی جائے۔ عیاشی نے حضرت امام جعفر صادق رضی
اللہ عنہ سے روایت کی فرمایا کہ انفال اور برآۃ ایک ہی سورت تھیں برآۃ
من اللہ و رسولہ الخ یعنی یہ برآۃ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے
ہے۔ ان لوگوں کے خلاف جو مشرکین میں ایسے مشرکین کہ اے مسلمانو!
تم نے ان سے معاہدہ کر رکھا ہے یعنی اللہ اور اس کا رسول اس معاہدہ
سے بری ہے۔ جو مسلمانوں نے مشرکین سے کیا تھا۔

تفسیر منہج الصادقین :

این سورہ را اسمائے متعدده از جمله یک توبہ است کہ متضمن تکرار توبہ
مومنان است گفتو بہ یَتُوبُ اللہُ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ وَ اِنْ یَتُوبُوا
یَکُ خَیْرًا لِّکُمْ مَّا تَلَبَّ عَلَیْہُمْ لَیَسْتَوْبُوا۔
دوئم برآۃ کہ بمعنی بیزاریست از کفر و نفاق مریم قاضیہ بمعنی قضیت کشہ اہل
نفاق چہ اہم فقرہ یعنی رسوا کنندہ ایشان بنجم موقوفہ یعنی پاک کنندہ از نفاق

ششم سورۃ العذاب زید کہ در آن بحث میفرماید از کفر و نفاق۔

(تفسیر منبع الصادقین جلد چهارم ص ۲۳۳)

(سورۃ التوبہ مطبوعہ تہران)

جمله:-

اس سورت کے کئی ایک نام ہیں۔ ان میں سے ایک نام توبہ ہے کیونکہ
اس سورت میں کئی مرتبہ توبہ کا ذکر آیا ہے۔ جیسا کہ ویتوب اللہ فان
یتوبوا شر تاب علیہم دوسرا نام براۃ ہے۔ اس کا معنی بیزاری ہے
یہ نام اس لیے ہوا کہ اس میں کفر و نفاق سے بیزاری کا تذکرہ ہے۔
تیسرا نام فہنمہ یعنی رسوا کرنے والی۔ اس میں منافقین کی رسوائی کا ذکر ہے
چوتھا نام ان کو رسوا کرنے والی ہے۔ پانچواں نام مقلعہ یعنی پاک
کرنے والی سورت۔ کیونکہ نفاق سے یہ پاک کرتی ہے۔ چھٹا نام سورۃ
غلاب ہے۔ کیونکہ اس میں کفر و نفاق سے بحث کی گئی ہے۔

تفسیر مجمع البیان:

الْفَاضِلَةُ - عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ
عَبَّاسٍ سُورَةُ التَّوْبَةِ فَقَالَ يَلَاكُ الْفَاسِيَةُ
مَا زَالَ يَنْزِلُ حَتَّى خَشَيْتَا أَنْ لَا يَبْقَى مِنْهُ
أَحَدٌ إِلَّا ذُكِرَ وَصِفَتْ بِذَلِكَ لِأَنَّهَا
فَضَحَتْ الْمُتَافِقِينَ بِأَظْهَارِ نِفَاقِهِمْ
..... سُورَةُ الْعَذَابِ عَنْ
حَدَّثَنَا بَنِي يَمَانٍ لَا تَنَالُكَ يَعْذَابُ
الْكَفَّارِ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد سوم جز پنجم)
ص ۱ سورۃ التوبہ مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :-

سورۃ التوبہ کے اسماء میں سے ایک اسم فاعل بھی ہے۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے سورۃ التوبہ کا نام لیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ سورت فاعل ہے۔ یہ سورۃ گناہ راہنہ رہی۔ اور ہمیں خطرہ لاحق ہوا کہ منافقین میں سے کسی کی ذلت اور رسوائی میں رعایت نہ کی جائے گی۔ اس کا نام فاعل اس وجہ سے پڑا۔ کیونکہ اس میں منافقین کے نفاق کو ظاہر کر کے انہیں رسوا و ذلیل کر دیا گیا۔ اس کا ایک اور نام سورۃ العذاب بھی ہے۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ اس کی وجہ یہ ہے۔ کیونکہ کفار کے عذاب کا ذکر ہے۔

مذکورہ عبارات سے یہ امور ثابت ہوئے۔

- ۱۔ سورۃ التوبہ میں واقعی کچھ لوگوں کی فضیلت اور رسوائی کا ذکر تھا۔ لیکن اب ان میں سے کسی کا ذکر نہیں ملتا۔ تو ایسا ہونا ”تحریف“ نہیں قرار پاتا۔ اگر یہ تحریف کے زمرے میں آتا۔ تو ان تفاسیر میں اس کا ذکر ہوتا تو معلوم ہوا کہ ذلت اور رسوائی کی حامل آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں ہی منسوخ ہو گئی تھیں۔
- ۲۔ اس سورت کے مختلف اسماء میں سے ”فاعل“ بھی ایک اسم ہے۔ سورۃ العذاب بھی ایک نام ہے۔ لیکن یہ کہن کی رسوائی و ذلت میں اتاری اور کہن پر عذاب کا نزول ذکر ہوا۔ تو شیعہ تفاسیر سے صاف صاف معلوم ہے۔ کہ یہ سب کچھ منافقین، مشرکین اور کفار کے بارے میں تھا۔ منافقین کی منافقت کو ظاہر کیا

تو فاضل ہو گئی۔ اور کفار و مشرکین پر عذاب کے نزول کی بوعید سنائی۔ تو سورۃ العذاب کہلائی۔ لہذا صحابہ کرم کی فیضیت و عذاب کا کوئی ذکر تک نہ ہوا اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرم کی فیضیت میں یہ نہ اتری۔ جیسا ان کی فیضیت تھی ہی نہیں تو انہیں کیا ضرورت تھی۔ کہ اس کی آیات کا تین چوتھائی حصہ نکال دیتے۔

۳۔ صاحب تفسیر صافی نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے اس سورت کے ابتدا میں بسم اللہ نہ کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کھا چونکہ بسم اللہ رحمت و امان کا پتہ دیتی ہے۔ اور ان دو سورتوں کی آیات میں جہاد اور کفار کے خلاف قتل و غزوہ کے حکم دیا گیا۔ لہذا یہ دونوں باتیں اکٹھی نہیں ہو سکتیں اور اس میں اللہ اور اس کے رسول کی اس عہد سے بیزاری کا حل ضرور ذکر ہے۔ جو مشرکین کے ساتھ تھا۔ لہذا اس بیزاری کی وجہ سے اسے سورۃ البراءہ بھی کہتے ہیں۔ لیکن یہ بیزاری اور قتال کا حکم کسی سے متعلق ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کے ارشاد کے مطابق اس کا تعلق کفار و مشرکین سے ہے۔ لہذا اس سورت کا نام چاہے برآۃ ہو چاہے فاضل یا عذاب تو ان میں سے ہر ایک کی وجہ تسمیہ کفار و منافقین ہی بنتے ہیں۔ حضرت صحابہ کرم سے ان کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

لہذا ان حالات و بات کی روشنی میں سورۃ البراءۃ کے بارے میں اہل سنت پر یہ لازم دھرنا کہ انہوں نے اس میں تحریر نہ کی۔ یا یہ تحریف کے حامی ہیں۔ بالکل بہتان اور ہٹ دھرمی ہے۔ جبکہ خود ان کی مشہور تفاسیر بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔ مدحت حق بیان کرنے اچھے قبول کرنے اور اسی کی تبلیغ کی بہت عطا فرمائے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اعترافِ مفتہم

سورۃ الاحزاب میں سے آیات کا نکال دینا۔

مفسرین اہل سنت نے اس امر کی نشاندہی کی ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اقدس میں دو سو کے قریب تھیں۔ اب اس کی آیات کی تعداد ہنتر ہنتر ہو گئی ہے۔ تو صحت ظاہر کہ فیہ آیات تھیں لیکن ان کو بحال دیا گیا۔ یہ تحریف نہیں؟ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر الثقال :

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُورَةُ الْأَحْزَابِ تُقْرَأُ
زَمَنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَتَيْ
آيَةٍ فَلَمَّا كَتَبَ عُثْمَانُ الْمُصَاحِفَ
لَمْ يُقَدِّرْ مِنْهَا إِلَّا مَا هُوَ الْآنَ وَقَالَ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ
الْعُبَارِكِ بْنِ قُضَالَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ
أَبِي الْجُؤْدِ عَنْ ذَرِّ بْنِ حَبِيشٍ قَالَ لِي
أَبُو بَكْرٍ كَعْبٌ كَأَيُّنَ تَعُدُّ سُورَةَ
الْأَحْزَابِ قُلْتُ اِثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ
آيَةً أَوْ ثَلَاثَةً وَسَبْعِينَ قَالَ إِنْ

كَانَتْ لَتَعْدِلُ سُوْدَةُ الْبَقَرَةِ وَإِنَّ كُنَّا
لَنَتَرَاهُ فِيهَا آيَةً الرَّجْمِ قُلْتُ وَمَا
آيَةُ الرَّجْمِ قَالَ إِذَا زَنَى الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ
فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا قَرِيبَ اللَّهِ وَاللَّهُ
عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۔

(۱۔ تفسیر اتقان جلد دوم ص ۲۵)

مطبوعہ بیروت طبع جدید

(۲۔ تفسیر درغفور جلد پنجم ص ۱۶۹-۱۸۰)

مطبوعہ بیروت طبع جدید

ترجمہ :-

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سورۃ الاحزاب جو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں پڑھی جاتی تھی اس کی دو سو آیات
تھیں۔ لیکن جب حضرت عثمان نے مصاحف کی کتابت کروائی۔ تو اس
میں دو ہی آیات درج کی گئیں۔ جواب موجود ہیں۔ (یعنی ۷۲، ۷۳ آیات)
ایک اہل مدینہ جو مذہب پیش سے بے وفاتے ہیں۔ کہ مجھے حضرت
ابی بن کعب نے فرمایا۔ تم سورۃ الاحزاب کی کتنی آیات ختم کرتے ہو۔
(یعنی اس کی کتنی آیات ہیں) تو میں نے عرض کیا۔ ان کی تعدد تو بہتر یا بہتر
ہے۔ فرماتے گئے۔ بے شک یہ سورۃ (آیات کی تعداد کے اعتبار سے)
سورۃ البقرہ کے برابر ہے۔ ہم اس سورت میں "آیت رجم" بھی پڑھا کرتے
تھے۔ (جواب موجود نہیں) میں نے عرض کیا۔ آیت رجم کونسی ہے؟ فرمایا یہ

ہے۔

عبارت حوالہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ اور ابی بن کعبؓ کی روایت کے مطابق سورۃ الاحزاب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اقدس میں دو سو آیات تھیں۔ لیکن حضرت عثمانؓ نے بہتر تہتر رہنے دیں۔ تو ایسا گناہی تحریف ہے۔ لہذا اہل سنت قرآن کی تحریف کے مرتکب ہیں۔

جواب اول:-

مترجم نے پھر اپنی پرانی عادت کو دہراتے ہوئے حماقت اور بے دینی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور اپنی کمال جہالت سے پردہ اٹھایا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں ائمہ کو تفسیر الثقان میں ذکر ضرور فرمایا۔ لیکن یہ بھی بتا دیا جاتا کہ کسی موضوع اور بحث کے تحت ان ائمہ کو نقل فرمایا۔ تو بات واضح ہو جاتی۔ آئیے ذرا دیکھیں کہ ان ائمہ کا موضوع علامہ نے کیا مقرر فرمایا۔ موضوع یہ ہے۔ الضرب الثالث ما نسخ التدوۃ دون حکمہ (تیسری قسم نسخ کی) وہ کہ جن آیات کی حکومت منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن ان کے احکام موجود ہیں) اس موضوع سے بالکل ظاہر ہوا ہے کہ ان ائمہ سے ان آیات کی تشابہ ہی کتاب ہے۔ جو موضوع التدوۃ دون الحکم ہیں۔ گویا نسخ کی بحث حتیٰ لیکن ظالم، زندقہ اور نامراد نے اسے تحریف کی بحث سمجھ کر متفرق کر دیا۔ اس سے بھرپور حدیث البصیرت کو تحریف و تنجیح کا فرق بھی نہ نظر آ سکا۔ تحریف غسانوں کی طرف سے اس نسخ شارح کی طرف ہو کر ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علامہ سیوطی کے نزدیک ان آیات کا باقی نہ ہونا ائمہ کی حرکت ہرنے کی وجہ نسخ ہے۔ اسی میں دیکھ گئی کا دخل ہے۔ اور کسی کی جرأت۔

جواب دوم:-

اعتراف کا دوا و مدار مذکور روایت کے اس جملہ پر ہے۔

جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔ حضرت عثمانؓ غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جو قرآن جمع ہوا۔ اس میں اتنی ہی آیات تھیں جتنی کتب ہیں۔ اس عبارت سے یہ کہاں

ثابت ہوتا ہے کہ دو سو آیات میں سے جو بہتر بہتر رہ گئیں۔ اس کی کاؤ مدار کوئی انسان ہے۔ چاہے وہ حضرت عثمان غنی ہی کیوں نہ ہوں؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب و مقصود یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں سورہ ازاب کی دو سو کے لگ بھگ آیات تھیں۔ لیکن بہتر بہتر کے علاوہ دیگر آیات حضرت صحابہ کرام کے قلوب و اذنان سے نکال دی گئیں۔ ایسی نکلیں کہ ان کو پڑھنا بھی ناممکن ہو گیا تو اس طرح ان آیات کو منسوخ کر باگیا۔ اس طرح کے مطابق تفسیر آیات کا مسند خود کتب مشید میں وہ سنت کے ساتھ موجود ہے۔ صرف تائیدی طور پر ایک تفسیر کا ذکر کر رہے ہیں۔

تفسیر منہج الصادقین :

وردہ ایت آمہ کہ مروی در مجلس رسول صلی اللہ علیہ وسلم برپا خواست و گفت یا رسول اللہ چند آیت قرآن میدانم در نماز تہجد می خوانم شب بخاتم فراوانی کردہ بودم و ہر چند خواستم کہ یاد منی آید میسر نہ شد و دیگر سے درخواست : دیگر سے درخواست و گفت مرا نیز بچنین تفسیر دست داد و دیگر سے ہم چہ گفت بفرمایید صلی اللہ علیہ وسلم فرمود : بچہ میدانید کہ سبب این پستی گفت اللہ در رسول صلی اللہ علیہ وسلم اعلم فرمود این بچہ است کہ حق تعالیٰ از انسخ فرمود و ہر گاہ آیتہ را نسخ نماید آں را از یاد مردمان بردارد این از بجز معجزات حضرت نہ است صلی اللہ علیہ وسلم است۔

تفسیر منہج الصادقین جلد اول ص ۵۵۵

سورۃ البقرہ مطبوعہ مہر حق طبع جدید

ترجمہ

ابو یوسف : ثابت کر گئی کہ اس نے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس

شریف میں کھڑے ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قرآن کریم کی چند آیات زبانی یاد تھیں۔ میں ان کو نماز تہجد میں پڑھا کرتا تھا۔ لیکن آج رات جب نماز نے یہ کھڑا ہوا۔ تو بہت کوشش کے باوجود مجھے وہ یاد نہ آئیں۔ دوسرا آدمی کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا میرے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آیا ہے اسی طرح تیسرے نے بھی بیٹھ ہی سرگوشٹ منائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس (بیوقوف) نے کاسبیب کیا ہے۔ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جاعیں۔ آپ نے پھر بتلایا۔ کہ ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو منسوخ فرما دیا ہے۔ اللہ بے عنزت۔ بے کجائیت (کی تلاوت کو) منسوخ فرماتا ہے۔ تو لوگوں کے حافظہ سے وہ نکال لیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

بند شہادت ہوا۔ کہ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اہم المومنین حضرت علیؑ مدظلہ رحمۃ اللہ علیہ کا اثر ذکر کیا۔ اس کا معنی اور مقصد یہ ہے۔ کہ سورہ احزاب کی آیات میں جو رسالت کے دوران نسخ واقع ہو چکا ہے۔

جواب سوہر :-

مترجم نے تفسیر درنثور کے اس الفاظ نقل کر دیے ہیں سے وہ اپنا قرآنی مقصد نکال سکتا تھا۔ لیکن ان الفاظ کو سرے سے ہی غائب کر دیا۔ کہ جن سے اس تمام کچے پر پانی پھر جاتا ہے۔ کیونکہ ان الفاظ میں اس امر اصرار کا جواب بھی موجود ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو۔

تفسیر درمنثور :

أَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي الْمَصْنُفِ وَالطَّبَا السَّيِّ
وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ

فی زوائد المسند وابن منبج والنسائی وابن المنذر وابن الانباری فی المصاحف والمدار قطنی فی الافراد والحاکم وصححه ابن مردویه والضياء فی المختارة عن ذرقال قال لی ابن کعب کیف تقرأ سورة الاحزاب اؤکم تعدّها قلت ثلاثاً و سبعین آیه فقال اُبی قد رایتها و انتھا لتعادل سورة البقرة و أكثر من سورة البقرة ولقد قرأنا فیها الشیخ والشیخه إذا زنیاً فازجسوها البتة نکالا من الله والله عزیز حکیم فرفع منها ماریع۔

ترتیب و ترتیب جلد پنجم ص ۱۶۹ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

ترجمہ:-

(بعض اسناد) حضرت ائمہ کہتے ہیں مجھے حضرت "ابو کعب" نے فرمایا کہ سورہ احزاب کیسے پڑھتے ہو۔ اس کی آیت کی تعداد تمہارے بار کتنی ہے اگر کہہ سکتے ہو تو کہنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ یہ سورت (آیت کی تعداد کے اعتبار سے) سورہ البقرہ کے برابر یا کچھ بڑی تھی۔ اور ہم نے اسی سورت میں یہ الفاظ ہی پڑھے ہیں۔ (جو اب موجود نہیں) الشیخ والشیخہ اذا زنیاً (اس سورت کی آیات اٹھائی گئیں)۔

(یعنی اربعہ کی تلاوت منسوخ ہوگئی)

قارئین کرام! درنہود کی روایت کے آخری الفاظ "فرفع منها ما رفع" پر ذرا غور فرمائیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سورت کی کچھ آیات نازل ہونے کے بعد اٹھائی گئیں۔ یعنی تلاوت کے اعتبار سے وہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ جن میں سے ایک آیت کا تذکرہ خود حضرت ابی بن کعب نے فرمایا۔ جس کا حکم باقی ہے۔ لیکن تلاوت باقی نہیں رہی۔ اسی طرح اور بہت سی آیات تھیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے نسخ کے طور پر اٹھالیا تھا۔ تو ان الفاظ سے نسخ ثابت ہوتی ہے۔ ذکر تحریف۔ لیکن خواہ مخواہ اسے تحریف قرار دیا جائے۔ تو ایسے حمل کے اندر سے کلام علاج؟

جواب چہارم:-

سورۃ الاحزاب کا تعداد آیات کے اعتبار سے سورۃ البقرہ کے برابر ہونا اور اسی میں سے آیت رجم وغیرہ کی تلاوت منسوخ ہو جانا ایک عجیب سا مدعا ہے۔ جس کو کتبہ شیعہ میں بالاتفاق ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا جب اس سورہ کی آیات کی تنسیخ کے بارے میں دونوں فرقے متفق ہیں۔ تو پھر تحریف کا الزام اہلسنت پر ہی کیوں؟
لوامع التنزیل؛

اما آیاتیکہ منسوخ اللفظ باشد دون الحکم چوں آیت رجم باتفاق کافر مضرب و محدثین

است۔

(تفسیر لوامع التنزیل مصنفہ مامری)

جلد اول صفحہ ۵۷ مطبوعہ اشیر پریس

(لاہور)

ترجمہ:-

سر حال وہ آیات کہ جو کے الفاظ منسوخ ہو چکے لیکن حکم نامال باقی ہے۔ اس کا

مثال رحیم کی ایت ہے۔ اس آیت کا اس قسم سے ہوا تمام مضمرین و مشرکین کا تعلق علیہ ہے۔

اسعاف المامول

أَمَّا نَسْخُ التِّلَاوَةِ دُونَ الْحُكْمِ فَمِثَالُهُ مَا رُوِيَ
بِطَرِيقِ الْأَحَادِ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْقُرَّانِ الشَّيْخُ
وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَيَّيَا فَارْجَمُوهُمَا نَكَالًا مِنْ
اللَّهِ فَنُسِخَ تِلَاوَتُهُ مَعَ بَقَاءِ حُكْمِهِ وَأَمَّا
نَسْخُ الْحُكْمِ دُونَ التِّلَاوَةِ فَمِثَالُهُ آيَةُ الْعِدَّةِ
الذَّالَةِ عَلَى الْإِعْتِدَادِ بِالْحَوْلِ ثُمَّ كُسِخَتْ
بِآيَةِ التَّرْتِيسِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَعَشْرٍ فَنُسِخَ
الْحُكْمُ الْمُسْتَفَادُ مِنَ الْآيَةِ الْأُولَى مَعَ تِلَاوَتِهَا وَأَمَّا
نَسْخُ التِّلَاوَةِ وَالْحُكْمِ مَعًا فَكَمَا رُوِيَ أَنَّ سُورَةَ الْأَنْزَابِ
كَانَتْ تَعْدِلُ سُورَةَ الْبَقَرَةِ فَنُسِخَ تِلَاوَتُهَا وَحُكْمُهَا
مَعًا۔

اسلاف الماسطہ شرح زبدہ ملامول
مضمون ہادہ الدین شمس شاہ صاحب
اشنا خیرہ کھنوم

ترجمہ :-

یہ مثال عدوت منسوخ ہوا اور حکم باقی رہے اس کی مثال وہ ردایت ہے۔
جو بطریق اولیٰ ہوئی کہ قرآن کریم میں یہ ایت تھی۔ الشیخ والشیخہ اذا زیایا
انحر اس ایت کی عدوت منسوخ ہو چکی ہے۔ لیکن حکم باقی ہے اور وہ کہ
جس کا کوئی منسوخ ہو لیکن عدوت باقی رہے۔ اس کی مثال ایت عدت

جو ایک سال عدت پر ولادت کرتی تھی۔ پھر اس آیت کے نزول کے ساتھ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ جس میں عدت چار ماہ دس دن بیان کی گئی ہے۔ تو اس طرح وہ حکم جو پہلی آیت سے عطا کیا گیا تھا۔ دوسری آیت کے نزول کے سبب ختم کر دیا گیا۔ تیسری صورت نسخ کی یہ کہ تلاوت اور حکم دونوں نہ رہیں۔ اس کی مثال وہ روایت ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ سورہ اعراب وضاحت و تعداد آیات کے اعتبار سے (سورۃ البقرہ جتنی تھی۔ اب بہتر تہتر آیات کے علاوہ دیگر آیات کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں۔

تنبیہ :

ایک بات جس کا تذکرہ ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ وہ یہ کہ خود شیعوں کو قرآن کے مکمل اور غیر محرف نہ ہونے کے ہرگز قائل نہیں ہیں۔ جس کا ثبوت ہم تفصیل ساتھ انہی کی کتب سے پیش کر چکے ہیں۔ اب اس بات سے اگلا نکلا کرتے ہیں تو کون مانتا ہے۔ اسی لئے "خود تو دُوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے دو میں گئے" کے ہم اہلسنت کو بھی موجود قرآن کے بارے میں ایسی عقیدہ پر ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کا اپنا عقیدہ ہے اس کے لیے بہت ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور منسوخ التلاوة کو ہماری کتب سے پیش کر کے عوام اہلسنت کو یہ بلور کرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ سنی بھی تعریف قرآن "کے قائل ہیں۔ کبھی آیت رجم کا حوالہ دیتے ہیں۔ کبھی سورۃ احزاب کے بارے میں کوئی شہ پیش کرتے ہیں۔ اور پھر ان آثار سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو۔ چونکہ یہ آیت یا فلال جملہ جو فلال فلال سورۃ کے اندر تھا۔ اب نہیں تو ہوا کہ سینوں نے اسے قرآن سے باہر نکال دیا ہے۔ اور یہی تحریف ہے۔ لیکن تحریف کی تعریف کی۔ اور نہ نسخ کی طرف دھیان کیا۔

یہ معاملہ اس عظیم کتاب کے متعلق ہے۔ جس میں ایک لفظ کی بیشی ایمان سے

خارج کر دیتی ہے۔ کوئی دیتی مصلحت نہیں۔ کہ کوئی ادھر گئیے اور دوسرا دوسری
جگہ گئیے۔ کتاب اللہ کے معاملہ میں الزام تراشی اور کذب بیانی سے تو دریغ برتنا
ہی ہے۔ لیکن جب ایمان و عقیدے کی بنیاد ہی "نقیۃ" قرار پائے اور حضرت علی المرتضیٰ
اللہ عنہ جیسے مردان خدا اور اسد اللہ کو بھی "نقیۃ" کی جھینٹ چڑھا دیا جائے۔ تو پھر
عقیدے کے معتقدین سے الزام تراشی اور کذب بیانی کوئی انہونی یا انوکھی بات
نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق و صمد رقت کا ایسا بنائے۔

واجب پنجہ:

معتبر میں نے بار بار یہ کہا۔ کہ کمیونسٹوں کی خبر کتاب اور تفسیر و روشنوار اور آفاقان
یہ روایت موجود ہے۔ ہم پھر اپنی اسی موقف کا اعادہ کرتے ہیں۔ کہ صاحب
آفاقان علامہ السیوطی نے اپنی تفسیر میں ہر آیت کی تمام وہ احادیث و آثار جمع کر دیئے
جن کا مذکورہ آیت سے تعلق تھا۔ رہا یہ کہ وہ تمام روایات صحیح ہیں یا نہیں۔ علامہ
اس بات کو محدثین کرام کی موابہد پر چھوڑ دیا ہے۔

اسی سلسلہ میں ہم اس اعتراض میں شک و آثار و روایات کے متعلق یہ پوچھنے میں
بجانب ہیں۔ کہ معتبر صاحب! ذرا بتلائیے تو کہ ان روایات کی حیثیت کیا ہے۔
یہ خبر واحد کے قبیلہ سے ہیں۔ تو ان کی صحت کدہ میں پیش کیجئے۔ مگر ان کی صحت
قدحی ہو جائے۔ تو پھر بھی ان کے ذریعہ کسی جملہ کا قرآن ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر
یہ ثابت ہو سکتی ہے۔ تو پھر ہم یہ کہیں گے۔ کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
اسی روایت میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ سورہ احزاب کا مذکورہ کلیات بے شک حضور صلی
علیہ وسلم کے وہ مسودہ میں پڑھی جاتی رہی۔ مگر آپ کی حیات طیبہ میں ہی ان کی
جمع میں آئی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ ان آیات کو میں اللہ تعالیٰ رحمہ رکھا گیا۔ اور مگر حضرت
ابن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت درجہ تواتر کو پہنچی ہو۔ تو پھر نہ ان الفاظ پر غور کیا

جائے۔ ”رفع“ یعنی سورۃ الاحزاب میں سے کچھ حصہ جتنا اٹھانے چاہا اٹھایا گیا۔ یہ بات بھی اسی روایت کا حصہ ہے جسے تو حزن تصور کیا گیا ہے۔ تو اس سے معلوم کہ اگر سورۃ الاحزاب کی آیات کی تعداد دو سو ہونا تو اسے ثابت ہوا۔ تو پھر موجودہ کے علاوہ دیگر آیات کی رفع و تیغ بھی تو اسے ثابت ہے۔ (قاعدہ ہر دو اہل اہل)

اعتراض، مشتم

اہل سنت کے غلیف کے بیٹے ابن عمرو جو قرآن کو نامکمل سمجھتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قرآن کا آخر حصہ تحریر کی نظر ہو گیا ہے اس لیے اگر کوئی شخص موجودہ کو حفظ کر کے یہ کہتا ہے کہ میں نے مکمل قرآن یاد کر لیا تو اس کا یہ کہنا درست نہیں ہے۔

تفسیر القرآن:

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَا يَمُوتُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ
أَخَذَ مِنَ الْقُرْآنِ كُتْلَةً وَمَا يَدْرِيهِ مَا كُتْلَةٌ قَدْ
ذَهَبَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَلَكِنْ لِّيَقُولَ قَدْ أَخَذْتُ
مِنْهُ مَا كُنْتُ

تفسیر القرآن جلد دوم ص ۲۵ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

حضرت نافع (رضی اللہ عنہ) ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے کوئی شخص یہ بات ہرگز نہ کہے کہ اس نے تمام کا تمام قرآن یاد کر لیا ہے۔ ایسا کہنے والے کو کیا علم کہ کل قرآن کیا ہے؟ یقیناً اس قرآن میں سے بہت سا حصہ چلا گیا (یعنی باقی دہا ہاں!) یوں کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے ظاہری قرآن کو یاد کر لیا ہے۔

تفسیر اتقان کے حوالہ سے جو ابن عمر (رضی اللہ عنہما) کا قول نقل کیا گیا۔ اس سے اس اچھکی وضاحت ہوتی ہے۔ کہ اہل سنت جو ہم اہل تشیع پر یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم اسے عقیدہ کے مطابق موجودہ قرآن محرف اور نامکمل سمجھتے ہیں۔ یہ ہم پر سراسر الزام ہے۔ بلکہ مذکورہ حوالہ سے تو خود اہل سنت نے اپنے بلوے میں اس بات کا اعتراف کر لیا کہ موجودہ قرآن میں تحریف ہوئی۔ اور یہ کہ یہ نامکمل ہے۔

جواب اول

اہل تشیع کا یہ کہنا کہ اہل سنت ہم اسے قرآن کہنا قص سمجھتے ہیں۔ بالکل غلط ہے ہم سے جو چھٹے۔ کہ تم (اہل تشیع) کیا عقیدہ رکھتے ہو۔ جیسا کہ مستند و مستند حوالہ جات سے ثابت کیے گئے ہیں کہ اہل تشیع کے عقیدے کے مطابق ان کے پاس قرآن سرے سے ہے ہی نہیں۔ کیونکہ ان کا قرآن امام قائم نامام صبی اس کے پاس ہے۔ اور وہ قیامت کے قریب لے کر آئیں گے۔

ملاحظہ کیا کہ اہل سنت کے رہبر و مقتدوا امام برحق جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کو ناقص اور نامکمل سمجھتے تھے۔ جس کا مطلب معترض نے از خود یہ نکالا ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس کے بعد قرآن میں تحریف کی گئی۔ تو اس بارے میں ہم دریافت کر سکتے ہیں کہ ان الفاظ کی نشاندہی تو کریں۔ جو اس کے مطلب و مفہوم پر دلالت کرتے ہوں۔ کیونکہ تحریف اسی وقت قرار پائے گی۔ جب یہ

ثابت کی جائے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرات صحابہ کرام میں سے کسی نے اس میں سے کوئی آیت نکال دی ہو یا اس کے الفاظ کو کرمیہ ہوں۔ ذرا بتلائیے تو اس روایت میں کون سے وہ الفاظ ہیں؟

تو معلوم ہوا۔ کہ یہ سب کچھ صرف ایک مقصد کی خاطر کیا جا رہا ہے اور وہ بغض صحابہ اور عداوت خلفاء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ہے۔ ہاں اس روایت سے یہ ثابت ضرور جوڑتا ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو راقدس میں ہی قرآن کا کچھ حصہ منسوخ ہو چکا تھا۔ ذہب منہ قرآن کشتیروا میں ذہب منہ معنی ہے۔ اور لازم ہے جس کا معنی یہ ہوا۔ کہ کسی کے فعل سے نہیں بلکہ خود بخود قرآن کا کچھ حصہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ گیا۔ بقول معتزلی اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اس عبارت سے مطلب یہ ہوتا کہ قرآن میں تحریف ہوئی۔ تو الفاظ روایت اس طرح ہوتے قد اسقطا المصحفون قرآننا کشتیروا یعنی تحریف کرنے والوں نے قرآن کریم میں سے بہت کچھ نکال دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مقصد و مدعا بیان کرتے ہیں الفاظ کا چناؤ بڑی احتیاط اور غور و فکر سے کیا کرتے تھے۔ آپ ہی سے منقول ہے۔ کہ کسی شخص کو رمضان شریف کے روزوں کے بارے میں یوں کہنا مناسب نہیں۔

یعنی میں نے تمام رمضان کے روزے رکھے۔ کیونکہ رمضان ایک مکمل مہینہ کا نام ہے۔ جس میں ایک ایک ساعت داخل ہے۔ اور یہ بات بالکل حیاں ہے۔ کہ روزہ صبح صادق سے غروب آفتاب کے وقت تک محدود ہوتا ہے۔ اور غروب آفتاب سے طلوع صبح صادق تک کا حصہ روزے سے خارج ہے۔ لیکن رمضان سے خارج نہیں۔ اس لیے مکمل رمضان کی طرف روزہ رکھنے کی بات غیر محتاط ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے بھی یہ معلوم ہوا۔ کہ کسی شخص کا یا خود ان کا اپنا یہ کہنا از روئے احتیاط درست نہیں بلکہ قرآن مکمل باد

ایسا ہے۔ کیونکہ مکمل قرآن میں وہ آیات اور سورتیں بھی داخل ہیں جو نازل ہونے کے بعد ان دلوں پر صحابہ سے نکل لی گئیں۔ حالانکہ یاد کرنے والے نے ان کو یاد نہیں کیا۔

جواب دوم:

صاحب تفسیر نقان علامہ جلال الدین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت مذکورہ کے القسم الثالث میں ذکر فرمایا۔ تیسری قسم میں ان آیات کی نساخہ ہی کی گئی ہے۔ کہ جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی تین حکم باقی ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی روایات اس امر کی دلالت ہیں کہ فلاں فلاں آیت منسوخ ہے۔ لیکن اس کا حکم۔۔۔ بھی موجود ہے۔ یہ مفسر علامہ حارث مجتہد نے بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی اس روایت کو منسوخ التلاوت والحکم کے معنی میں تحریر کیا۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

روایع التنزیل:

ابن الانباری در مصاحف از عبد اللہ بن عمر روایت کردہ لا یقولون
أحدکم قد أخذ القرآن کلہ ما یدریدہ ما کتد
ذهب منه کثیر و لیکن یتقل قد اخذت ما ظہر منها ...
یعنی احدی گوید کہ اندک قرآن کہ دم یافتہ نمی شود کہ کل آن چه قدر بود بقیہ رفته است
اد قرآن چہاری روایت گویہ آنچہ ظاہر بآئی مانده است آنرا حذف کرد۔

و تفسیر روافع التنزیل جلد اول ص ۵۵

مطبوعہ اٹیم پریس

مصاحف میں ابن الانباری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن عمر فرماتے ہیں تم سے یہ بات ہرگز کوئی شخص نہیں سنا کہ میں نے تمام کا تمام قرآن یاد کر لیا ہے۔ ایسا بے دالا

کیا جلتے نغمہ اسم قرآن کے کہتے ہیں۔ ہاں یوں کہنا چاہیے۔ کہ میں تجو اب
بظاہر موجود قرآن ہے۔ وہ تمام یاد کر لیا ہے۔

لمحہ فکریہ ۱

حضرات قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا بدسترس نے اس اعتراض میں بھی وہی
چال چلی۔ جس کی طرف ہم پہلے ہی نشانہ بن کر چکے ہیں۔ یعنی یہ کہ کچھ آیات تو ایسی ہیں۔ جو
منسوخ التلاوت ہوں گے۔ اور کچھ وہ جو منسوخ التلاوت والیکم کے قبیلہ سے ہوں گی
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی قسم کی تھی جسے ”تحریف“ کے زمرہ
میں شامل کر کے اعتراض کر لیا گیا۔

اعترض نہم

سینوں کے نزدیک قرآن کا کچھ حصہ جلا دیا گیا۔

اہل سنت کی کتب امارت میں سے صحیح اور مستند ترین کتب ”بخاری“ میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے قرآن منگوا۔ اور اس سے چند نسخہ جات نقل کر لیے گئے۔ تو اس کے بعد مختلف لوگوں کے پاس جماعت قرآن تھے۔ انہیں منگوا کر نذر آتش کر دیا۔ حضرت عثمان نے یہ سب کچھ اس لیے کیا۔ کہ قرآن کریم کے ان اوراق کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ جن میں حضرت مصابہ کرام کی خدمت اور ان کے نقائص مذکور تھے۔

تفسیر آقان

إِذَا نَسَخُوا الْمُصْحَفَ فِي الْمَصَاحِفِ رَدَّ عُثْمَانُ الْمُصْحَفَ
إِلَى حَفْصَةَ وَأَرْسَلَ إِلَى حَكْمِ بْنِ عُمَرَ بِمُصْحَفٍ بِمِثْلِهِ
وَأَمَرَ بِمَا سِوَاهُ مِنَ الْقُرْآنِ فِي حَقِّهِ سَبِيحَةً أَوْ مِصْحَفٍ
أَنْ يُحْرَقَ

تفسیر آقان جلد اول میں ۱۱۱ صفحہ پر ہے

طبع جدید

ترجمہ:

جب انہوں نے حضرت زید بن ثابتؓ، عمارؓ، عثمانؓ اور سعید بن العاصؓ نے مختلف صحیفوں کو مصحف میں لکھا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ نسخہ قرآن بر حضرت حفصہ سے منگوا لیا تھا۔ انہیں واپس دیا دیا۔ اور چاروں طرف مصحف بھیج دیئے۔ تو یہ حکم نامہ جاری کیا۔ اس قرآن کے علاوہ اگر کسی کے پاس کوئی صحیفہ یا مصحف ہو۔ تو اسے جلا دیا جائے۔

جواب اول

بقول مترضی اگر ”قرآن“ اہل سنت نے جلا دیا تھا۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ تم اہل تشیع کو صحیح قرآن کہاں سے اور کس سے ملا کہ جس کے بارے میں تمہارا عقیدہ یہ نہیں۔ جو تم نے صحیح ہونے کا دعویٰ کر کے اہل سنت پر اعتراض کیا ہے اگرچہ چلتے ہیں۔ کہ موجود قرآن کے بارے میں تمہارا عقیدہ یہ نہیں۔ جو تم اعتراضی کے وقت ظاہر کر رہے ہو۔ بلکہ تمہارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اہل قرآن وہ ہے۔ جسے امام غائب قیامت کے قریب ملے کر آئیں گے۔ اور موجود قرآن کو تم بطور حق ”صحیح قرآن“ کہتے ہو۔

اب ہم پوچھتے ہیں۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صحیح کردہ قرآن اگر صحیح ہے۔ وادوا اقصیٰ صحیح ہے تم کہتے ہو قرآن تو اہل سنت کے پاس ہے پھر تم کس بنا پر اسے صحیح کہتے ہو۔ اور اگر کسی اور کے مقابلہ میں یہ اعتراض ہے۔ تو ہر بات کیجئے اسی صحیح کی نشاندہی کیجئے۔ تاکہ دونوں کا تقابل کیا جاسکے۔ اور پھر اعتراض کی حقیقت معلوم ہو جائے۔

دیا یہ معاملہ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کو بھلایا۔ تو یہ تمہاری غلطی
 اور دلی عداوت کا نتیجہ ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو بھلایا وہ قرآن نہیں غلط کر آئی
 آیات پر تفسیری نوٹ لکھے۔ یا منسوخ التلاوت آیات تھیں۔ جو کچھ حضرت کے
 پاس تحریری شکل میں موجود تھیں۔ آپ نے یہ سب کچھ ایک خطرے کے پیش نظر
 کیا۔ خطرہ یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف قرأت ایک فقہ کی شکل اختیار
 کر رہا تھا اس اختلاف کی وجہ سے جگہوں تک نزت پہنچ چکی تھی۔ اس کے
 پیش نظر آپ نے منسوخ التلاوت آیات اور حیر مشہور قرأت والے صفحہ جات
 کو بھلایا تھا۔ تاکہ اصلی قرآن محفوظ رہے۔ اور اسے ہی مسلمان پڑھیں۔

جواب دوم

”و قرآن جلاسنے میں حضرت عثمان کے
 ساتھ حضرت علی بھی شامل تھے“

اہل تشیع نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر یہ الزام دیا کہ انہوں نے
 قرآن جو دیا۔ اور تفسیر اہل حق سے حوالہ نہیں کیا۔ اسی تفسیر میں یہ بھی نوٹ کر رہا کہ
 اس کام میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک
 تھے۔ عداوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر القرآن

وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي دَاوُدَ بِسْمِ اللَّهِ صَحِيحًا عَنْ سُوَيْدِ
 ابْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لَا تَغْنَبُوا فِي عُثْمَانَ

إِلَّا خَيْرًا فَوَاللَّهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فَعَلَ فِي الْمَصَاحِفِ
إِلَّا عَنْ مَلَكٍ وَمَقَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هَذِهِ
الْقِرَاءَةِ فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ بَعْضَهُمْ يَقُولُ إِنَّ
قِرَاءَةً تِي خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَةِ يَكُ وَهَذَا يَكَادُ يَكُونُ
كَمُرٍّ أَقْلُنَا كَمَا تَرَى قَالَ أَرَى أَنَّ نَجْمَعَ الْمَنَاسَ
عَلَى مَصْحَفٍ وَاحِدٍ فَلَا تَكُونُ قُرْآنَهُ وَلَا اخْتِلَافُ
قُلْنَا فَنِعْمَ مَا رَأَيْتَ .

والتفسير (تفان جلد اول ص ۱۸۱ بطور مبروت

بلع جدید)

ترجمہ:

سویں غلطی سے ابن ابی داؤد نے صحیح مسند کے ساتھ روایت کیا
کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لوگو! حضرت عثمان کے متعلق
صرف اچھی بات ہی کہو۔ خدا کی قسم! انہوں نے قرآن کے متعلق جو کچھ
کیا۔ وہ تنہا ہی نہیں بلکہ ہم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کر کیا۔ حضرت علی
نے لوگوں سے پوچھا۔ تم اس قراءت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ مجھے یہ
اطمینان ملی ہے۔ کہ تم میں سے بعض لوگ اپنی قراءت کو دوسروں کی
قراءت سے بہتر کہتے ہیں۔ اور یہ کفر کے بالکل قریب ہے۔ انہم نے
حضرت علی سے پوچھا۔ تو پھر آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا میں چاہتا
ہوں۔ کہ ہم لوگوں کو صرف ایک قراءت پر اکٹھا کر دیں۔ اور پھر کوئی
تفریق باقی نہ رہے نہ اختلافات۔ ہم نے کہا۔ آپ کی رائے بہت
بہتر ہے۔

روایت مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمع قرآن کے معاملہ میں دیگر صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ اور جو کچھ ہوا۔ ان تمام کے باہمی مشورہ سے ہوا۔ اگر بقول معتزل قرآن کا کچھ حصہ بلایا گیا۔ تو یہ الزام صرف حضرت عثمان پر ہی کیوں؟ ان تمام شریک کار لوگوں پر یہاں پابندی۔ جو اس میں معاون تھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ بلایا۔ وہ قرآن نہ تھا۔ کیونکہ ایسی جرات کوئی صحابی ہرگز نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کسی کو کرسکتے دیکھ کر خاموش رہ سکتا ہے۔ لہذا جو کچھ بلایا گیا۔ وہ منسوخ التلاوت آیات تھیں۔ یا آیات پر تفسیری نوٹ تھے۔ اس سلسلہ میں فتح الباری کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

فتح الباری

وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُخْرِجُوا كُلَّ مَصْحَفٍ يُخَالِفُ
الْمُصْحَفَ الَّذِي أَرْسَلَ بِهِ قَالَ قَدْ لَيْكَ زَعَانٍ عَمِيْقٍ
الْمَصَاحِفُ بِالْعَرَاقِ بِالتَّعَابِيرِ وَفِي رَأْيَةِ سَوِيْدٍ
ابْنِ غَفْلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمْ تَنْزِلُوا الْوَحْيَ مَا دَنِي
إِخْرَاقِ الْمَصَاحِفِ إِلَّا خَيْرًا۔

(فتح الباری جلد نمبر ۱، مطبوعہ مصر)

ترجمہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا۔ کہ ہر وہ مصحف ہو
میرے بیچے گئے مصحف کے خلاف جو۔ جسے جلا دیا جائے نواں
دست عراق میں کچھ مصاحف اندر آتش کیے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے سوید بن غفلہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مصاحف کے
جوسنے کے بارے میں تم لوگ حضرت عثمان کو صرف اچھے الفاظ سے ہی
یاد کیا کرو۔ (کیونکہ اس طرح ایک فقہ ہمیشہ کے لیے مدفون ہو گیا۔)

اس حال سے بھی معلوم ہوا کہ وہ عبارات اور مصاحف جلائے گئے جو پہلی
قرآن کے غلات تھے۔ ایسا نہیں ہوا۔ کہ اہلی قرآن میں سے کچھ آیات کو جلا دیا گیا ہو۔
کچھ لوگوں نے تعظیماً یہ سمجھا کہ نذر آتش کرنے کی بجائے ان کو پانی سے دھو ڈالا
جائے۔ پھر ان کا مذاق کو جلا دیا جائے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت بھی بعض
لوگوں کے ذہن میں یہ بات تھی کہ حضرت عثمان نے ایسا کرنے کا جو حکم دیا ہے۔
وہ اچھا نہیں۔ اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے برا قرار دیا کہ جو کچھ ہوا۔
ہمارے علم میں ہے۔ اور تمہیں یہ ذریعہ نہیں دیتا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کو اس بارے میں بُرا کہو۔ بلکہ ایک فقہ تھا۔ ایک کفر تھا۔ جسے حضرت عثمان نے
دبا دیا۔ اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خود اس کام کو سر انجام دینے
کی تمنا کا اظہار فرماتے ہوئے کہا۔

تفسیر النّاقان

وَقَدْ قَالَ عَلِيٌّ لَوْ وَلَيْتُ لَعَيَّلْتُ بِالْمَصْلُوحِ النَّاسَ
عَمَلَكُمْ بِعَمَلِ عُثْمَانَ

تفسیر النّاقان جلد اول ص ۱۲ مطبوعہ بیروت

ترجمہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے جیسے قرآن کا کام سپرد کیا جاتا ہے۔
تو میں بھی مصاحف کے بارے میں وہی کچھ کرتا۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے کیا۔

لمحہ فکریہ

آپ نے نور فرمایا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان تفسیری عبارت اور مسوغ اتکادات آیات کے جلاسنے کا حکم دیا۔ جو قرآنی نہ تھیں۔ یہ سب کچھ ایک فتنہ کی زنجیر تھی کے طور پر کیا گیا۔ لہذا اس قسم کی عبارات کو ضائع کر دینے سے اس قرآن میں کمی کس طرح آسکتی ہے۔ چونکہ یہ ضروری تھا۔ اسی لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کام پر حضرت عثمان کو اچھے الفاظ میں یاد کرنے کو کہا۔ اور خود اپنے بارے میں فرما دیا کہ اگر یہ کام میرے سپرد ہوتا۔ تو میں بھی وہی کچھ کرتا۔ جو حضرت عثمان نے کیا۔ اگر ایسا کرنا قرآن میں تنقیص ہوتا۔ تو صحابہ کرام کی ایک جماعت کو جس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بنفس نفیس شریک تھے۔ اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی جب ان موجود صحابہ کرام کی باہمی رائے کے مطابق کچھ ہوا۔ تو معترض کے پیٹ میں سول کیا پڑ گیا۔ اس کی بغضیں کیوں بیٹھی جا رہی ہیں۔ دراصل قسمت کا راجحہور ہے۔ کہ ادر دے حسد و بغض ایسی باتیں کرے۔ درحقیقت او بھل نہیں ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض دہم

اہل سنت کا قرآن ناقص ہے۔ کیونکہ اس

کا کچھ حصہ بکری کھا گئی تھی۔

اہل سنت کی کتب حدیث میں سے ابن ماجہ میں بسند صحیح حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ ہم حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت مصروف و مشغول تھے۔ میرے پاس ایک صحیفہ تھا۔ جس میں رضا عت کبیر اور آیت رجم تھیں۔ ہماری مصروفیات کی وجہ سے اس صحیفہ کو ایک بکری نے کھایا۔ موجود قرآن میں یہ دونوں آیات موجود نہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ مذکورہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ لیکن بکری کے کھانے کے بعد ان کا اندراج نہ ہوا۔ لہذا اہل سنت کا موجود قرآن ان آیات سے خالی ہونے کی وجہ سے ناقص اور ناکمل ہے۔ ابن ماجہ کی عبارت ملاحظہ ہو۔

ابن ماجہ شریف

حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفَةَ مَوْلَى عَبْدِ الْأَعْلَى عَنْ مَحْمُودِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ عَنْ عَمْرِوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ

الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ نَزَلَتْ
 آيَةُ الرَّحْمِ وَنَصَاعَةُ الْكَيْفِ عَشْرًا وَلَقَدْ
 كَانَ فِي صَحِيحَتِي قَعَتٌ سَوِيحِي فَلَمَّا مَاتَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَشَاغَلْنَا بِمَوْتِهِ
 دَخَلَ دَاجِرٌ فَنَآ كَلَمَهَا.

(ابن ماجہ شریف ص ۱۴۱ باب دفع الکبیر)
 مطبوعہ ادارہ احیاء السنۃ سرگودھا

رحمہ

(بعض اسناد) حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ اُیت وحم اور ضاعت کبیر نازل
 ہوئی تھیں۔ اور یہ دونوں آیتیں میرے بستر کے نیچے ایک جگہ میں تھیں
 جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ہم اور مشغول ہو گئے۔
 اور ایک بکری آئی۔ اور اس جگہ کو کھا گئی۔

جواب اول

حدیث مذکور کو مسترفی نے "سند صحیح" سے مردی کہا۔ حالانکہ اس کی
 صحت ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی محمد بن حاتم ہے جس کے
 بارے میں کتب ابن الرجال میں وصال تک کے فقہ استعمال کیے گئے ہیں۔ لہذا اس
 وجہ سے سند صحیح قرار نہیں پاتی۔

ثبوت واحد ہونے کی ضرورت

تہذیب التہذیب

وَقَالَ مَا إِلَهُكَ دَجَالٌ وَهُوَ الْمَذْبَحُ جَلَّةٌ
 وَكَانَ يُدْعَى بِغَيْرِ تَوَجُّعٍ مِنَ الْبَاقِ قَدَالَ مُوسَى
 ابْنُ هَارُونَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ
 يَقُولُ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ يُرَى نَحْيَ بِالْقَدْرِ
 وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ كَانَ ابْنُ إِسْحَاقَ
 يَدَّيْسُ وَقَالَ حَنْبَلُ بْنُ إِسْحَاقَ
 سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَ إِسْحَاقَ لَيْسَ
 بِمُحَمَّدٍ وَقَالَ التَّمِيمِيُّ عَنْ ابْنِ
 مُوَيْهَبٍ ضَعِيفٌ وَقَالَ التَّنَائِي لَيْسَ
 بِالْقَوِيِّ .

تہذیب التہذیب مصنفہ ابن جریر متکالی
 جلد ہفتم ص ۴۱ - ۴۲ حروف المیم - معجمہ
 بیروت طبع جدید

ترجمہ:

محمد بن اسحاق راوی کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ متذکر فرماتے ہیں وہ ایک
 دجال تھا۔ اور وہ کئی اقسام کی بدعات کے ارتکاب کی وجہ سے ملعون تھا
 موسیٰ بن ہارون نے کہا کہ میں نے محمد بن عبد اللہ بن نمیر سے سنا کہ
 محمد بن اسحاق پر قہر یہ ہوئے کہ لازم تھا۔ امام احمد بن حنبل نے ابن اسحاق
 کو مرثیہ بتلایا ہے۔ حنبل بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ کو یہ کہتے

سنا کہ تین اسحاق کوئی حجت نہیں ہے۔ اور ان میں سے بیرونی نے نقل کیا کہ ابن اسحاق ضعیف ہے۔ اور نسائی نے اُسے بیس بتوی کہا ہے۔

ذکرہ حدیث کے ایک راوی کے متعلق آپ نے پڑھا۔ دجال، قدریر، بختی ندرس اور ضعیف نمک کے الفاظ اس کے لیے استعمال ہوئے۔ کیا ایسا شخص قابلِ حجت ہو سکتا ہے اور کیا ایسے راوی کی روایت ”و میصح روایت“ قرار دی جاسکتی ہے۔

پھر کہاں کی متعلق ہے۔ کہ خبر واحد سے کسی جملہ کا قرآن ہونا ثابت کیا جائے۔ دراصل یہ جو سبے جملے اہل سنت کو چیلانے کی ایک شیخی کو کشش ہے۔ انہوں نے سوچا ہو گا۔ کہ وار کرتے ہیں۔ ملک گیا۔ تو تیر اور نہ لگا تو لگا۔ لیکن اندرونِ خانہ وہ بھی جانتے ہیں کہ اس قسم کی روایات سے کسی واقعہ کا رشتہ کو چیلانا بہت مشکل ہے۔ اور نہ ہی ایسی روایات احترام کی بنیاد بن سکتی ہیں۔

جواب دوم:

روایت مذکورہ میں دو باتوں کا تذکرہ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ اگر کوئی بڑی عمر کا آدمی کسی عورت کا دودھ پی لے۔ تو اس سے بھی رخصت ثابت ہو جاتی ہے۔ حدود و ضوابط بات یہ کہ اگر کوئی شادی شدہ مرد یا عورت کسی کے ساتھ زنا کا ارتکاب کر لیتا ہے۔ تو اس کو ردِ جمہ مستلزم کیا جائے۔

پہلی بات یعنی یہ کہ بچے آدمی کے دودھ پینے سے رخصت کا ثبوت تو اس کا ایک جواب دی ہو گزر چکا ہے۔ وہ یہ کہ کسی خبر واحد سے کسی جملہ یا عبارت کا قرآن ثابت ہونا کوئی بھی نہیں مانتا۔ اور اگر بقولِ معترض واقعی یہ قرآن تھا۔ اور اس کی تفسیر بھی نہ ہو تو ہم دریافت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی تیس پچیس سال کا نوجوان کسی شیعہ عورت کا دودھ پی لے۔ تو کیا آپ ان دونوں کے درمیان رخصت ثابت کرتے ہیں۔

تمام شیعہ یہ کہیں گے۔ کہ اس سے رضا مت ثابت نہ ہوگی۔ تو اس سے صاف ظاہر کہ سفارت
کبیر، دالی روایت اولیٰ تو آیت قرآنی نہ تھی۔ اور اگر تھی۔ تو مسوٰخ التلاوت والہم کے قبیلہ
سے تھی۔

روایت مذکورہ میں دوسری بات درجہ کے متعلق تھی۔ شادی شدہ کے ارتکاب
زنا پر سزا کی سزا تمام کے نزدیک متفق ہے۔ اور اس آیت کو ان آیات پر
شمار کیا گیا ہے۔ جو تلاوت کے اعتبار سے مسوٰخ ہیں۔ لیکن حکم ان کا باقی ہے۔ اس سلسلہ
میں کتب شیعہ کے علماء بات لائے ہوں۔

تفسیر دواہج التنزیل

اما ایانیک مسوٰخ العفلہ باشد و ان الحکم چوں آیت درجہ اتفاق کا نہ مفسرین
و محدثین است چنانچہ فخر رازی و میثا پوری و قطبی و واقفی و مغربی بل ہر مفسر
کو متروک العفلہ غیر الحکم ای آیت است۔ اَلْقِیْمَ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیْنَا فَارَ
مُجْعِفُ مَا الْبَکَّةُ نَحْکَ الْاَمْنِ اللّٰهُ وَاللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَزَّ وَجَلَّ۔

تفسیر دواہج التنزیل جلد اول صفحہ

۵۲۹ مطبوعہ انیسٹیم پریس لاہور

ترجمہ ۱

وہ آیات کہ جن کی تلاوت مسوٰخ ہے۔ لیکن حکم باقی ہے۔ اسی کی مثال درجہ
ہے۔ جس پر تمام مفسرین و محدثین کا اتفاق ہے۔ جن میں امام رازی۔
قیثا پوری، قطبی، واقفی اور واقفی بلکہ تمام مفسرین و محدثین نے
اسے متروک العفلہ غیر الحکم میں شمار کیا ہے۔ آیت یہ ہے۔ الشیخ و الشیخہ

+

تفسیر مجمع البیان

وَمِنْهَا مَا يَنْفَعُ الْفَقْرَ وَيُثَبِّتُ الْحُكْمَ كَأَيِّهِ السَّجْدُ

(تفسیر مجمع البیان جلد اول جز اول ص ۱۸۱)

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

ان آیات میں سے کچھ کی تلاوت اٹھالی گئی اور حکم باقی رہا ایک آیت مجہم بھی ہے۔

اہل تشیع کی دو اہم تفسیروں کے حوالے سے یہ ثابت ہوا۔ کہ آیت رحمہم باتفاق ان آیات میں سے ایک ہے۔ جن کی تلاوت تو ختم ہو چکی ہے۔ لیکن حکم باقی ہے۔ لہذا اس قسم کی آیات شمار کرنا انتہائی درجہ کی پالا کی اور فریب دہی ہے۔ دراصل ایسا اس لیے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ خود شیعوہ تحریرات قرآن کے قائل اور معتقد ہیں۔ تو جب انہیں اپنے دفاع میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ تو بامجہوری ہم اہل سنت کو بھی اپنے ساتھ لاسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اہل سنت پر تحریرات کا الزام دھرتے ہیں۔ حالانکہ تحریرات اور تنبیخ کا کبھی بندے کو جب حق نہیں تو کون ایسی جرات کر سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کو راضی رہے۔ کہ کسی آیت کے الفاظ منسوخ کر دے۔ اور اس کا حکم باقی رکھے۔ اور اگر چاہے۔ تو اس کا حکم اور تلاوت دونوں واپس لے لے۔ اس کی مرضی ہے۔ کہ آیت کی تلاوت باقی رہے۔ لیکن حکم منسوخ کر دے۔

♦ ♦

♦

جواب سوم ۱

صاحبانِ عقل و غور کے لیے اس روایت میں دعوتِ خود غور ہے۔ پہلی غور طلب بات یہ ہے۔ کہ بکری کے کھانے والی روایت درجِ صحت تک پہنچی ہے، اگر اس کو ردِ آیاتِ صحیفہ میں سے شمار کر بھی لیا جائے۔ تو بکری نے جو کچھ کھا یا وہ قرآن تھا۔ یا اوراق بہ اگر اوراق کھائے اور واقعی ایسے ہوا ہوگا۔ تو کیا اوراق کے ضائع ہو جانے سے قرآن ضائع ہو جاتا ہے۔ ہم سبکے مشاہدہ میں ہے۔ کہ بہت سے قرآنی بوسیدہ اوراق بلکہ پر سے قرآن کو بوجہ بوسیدہ ہونے کے ویرا برد کیا جاتا ہے۔ کسی محتاط جگہ میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ جس پر سے گزر نہ جاتا ہو۔ تو کیا ایسا کرنے سے قرآن ختم ہو گیا۔ یا قرآن کی آیات کہہ گئیں۔ اور اگر یہ کہا جائے۔ کہ اوراق کی صورت میں بکری اصل قرآن کھا گئی۔ تو جو طلبِ یہ امر ہے۔ کہ اصل قرآن تو لوح محفوظ میں موجود ہے۔ اور جو کچھ ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ اس نفسی و قدیم کلام کو الفاظ و نقوش کی صورت میں اوراق پر لکھا گیا ہے۔ تو یہ کیونکر ممکن کہ بکری اصل قرآن کو کھا گئی۔ کیونکہ بکری کا لوح محفوظ پہ پہنچتا اور پھر اس کلام کو جو الفاظ و نقوش اور کائنات و حیرہ حادثہ اس شہاد سے پاک ہے۔ کھا یا تو قطعاً محال ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے۔ کہ یہ حادثہ اس قدیم پر کیسے غالب آگئی۔

قلامین کرام!

اپنے دیکھا۔ کہ اہل تشیع کس مکروہ طریقہ سے اہل سنت پر الزام دھرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔ مثلاً کہ کلامِ اور اس کو بکری کھا کر جہنم کر جائے۔ اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو باقی رکھنے کا خود فرما ٹھا یا ہے۔

اَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَأَنَّا لَهُ لَحَافِلُونَ۔ اگر اس عظیم و قادر کی

حفاظت کے ہوتے ہوئے۔ بحری اس کے کلام کو کھا جائے۔ تو اس سے ثابت ہوا۔
 کہ اللہ تعالیٰ حفاظت کرنے سے عاجز آگیا، اور بحری اس پر غالب آگئی۔ لا معاذ الا للہ ثم معاذ اللہ،
 الحمد للہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے۔

انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور ان اللہ علی

کل شیئی قدیور۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

□ اقراض یا زدہم □

سینوں نے سورہ الحمد کے حروف میں

تبدیلی اور تحریف کی ہے۔

اہل سنت کی معتبر تفسیر و درنثور، ایسی منقول ہے۔ کہ سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورہ الحمد میں واقع الفاظ اھدنا العرطا المستقیمر کو اھدنا السراط المستقیمر پر حا کر سہ سقہ۔ (یعنی لفظ سراط کو سراط پر پڑھتے تھے) لیکن اب تمام موجود نسخوں میں ”وسراط“ ہی موجود ہے۔ چونکہ علامہ صدیقی حسن خان حسنی کے بقول سورہ الفا تم میں ناسخ و منسوخ بالکل نہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ سینوں نے لفظ ”وسراط“ میں تحریف کی ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کے سین کو صاد میں تبدیل کر دیا۔ درنثور کے الفاظ یہ ہیں۔

تفسیر درنثور

اخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید والبخاری
فی تاریخہ وابن الانباری عن ابن عباس اقلہ قراء

اھدانا السراط بالستین۔

(تفسیر و فتور جلد اول ص ۱۴ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ:

(بکثرت اسناد) ابن انبازی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ آپ (ابن عباس) اہدانا السراط پڑھا کرتے
تھے۔ (یعنی فقہ سراط میں) میں پڑھتے تھے۔

لہذا معلوم ہوا کہ شیوں نے ”سراط“ میں حرفت میں کہ عادی تبدیل کر کے
تحریف کا ارتکاب کیا ہے۔

جواب

ہم اس سے پہلے یہ وضاحت کر چکے ہیں۔ کہ اہل تشیع کے تمام اقوال، دلائل
ناصح و منسوخ اور اختلاف قراءت پر مبنی ہیں۔ جہاں تک اختلاف قراءت کا معاملہ ہے۔ تو
محکم تادیق میں آپ تفصیل سے ملاحظہ فرمائیے کہ قراءت سب کو اہل تشیع قراءت
متواترہ مانتے ہیں۔ ایک دو حوالہ جات پھر پیش خدمت ہیں۔ تاکہ اقوام کا بآسانی جواب
ذہن نشین ہو سکے۔

تفسیر مجمع البیان

فَاعْلَمْ أَنَّ الظَّاهِرَ مِنْ مَذْهَبِ الْإِسْمَاعِيلِيَّةِ أَنَّهُمْ
أَجْمَعُوا عَلَى جَوَازِ الْقِرَاءَةِ بِمَا تَتَدَادَلُ
الْقِرَاءَةُ إِلَّا أَنَّهُمْ اخْتَارُوا الْقِرَاءَةَ بِمَا

جَا زَبَيْنَ الْقَوَّاءِ وَحَكِيمُوا تَجْرِيدَ قِسْمَةِ
مُفْرَدَةٍ

(تفسیر مجمع البیان جلد اول جز اول ص ۱۱۱ مطبوعہ
تہران طبع جدید)

ترجمہ:

معلوم ہونا چاہیئے کہ مذہب امامیہ میں یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ حضرات اہل بیت نے اس بات پر اجماع فرمایا کہ قراءت سجدہ کے بعد اذان جو قراءات پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں قرآن کو پڑھنا جائز ہے۔ ہاں انہی بات ضرور ہے کہ حضرات ائمہ اہل بیت نے اس قراءت کو پسند فرمایا۔ جو تمام قراءات کے میں متفق علیہ ہو۔ اور کسی ایک قاری کی تنہا قراءت کو پسند نہ فرمایا۔

تفسیر متہج الصادقین

بنو علی بن ابی طالب فاطمہ علیہ السلام فقیر ضیعت جانی المفقیر الی غفران اللہ علیہ السلام
السی فی ابن شکر اشد نفع اشد اشرف الکاشانی کہاجا جلائیہ رضوان
وسقا ہاشدیب غفرانہ اسید کہقرن الی اشد تعالیٰ وعلیہا رضوانہ علیہ السلام
تفاسیر عربیہ و فارسیہ و کتب تواریخ و احادیث و غیر ان از کتب کلامیہ و احادیث
و فروع لقیمہ کردہ تفسیر ان کا انتخاب نمایا کہ معنی باشد بہر مل معانی قرآن ہر
طبق قراءت سجدہ کہ مسلم الثبوت است و مجمع علیہ معنی موافق و مخالفت و
مترق قراءت و دیگر غیش نہ بہمت تطرق اختلاف و رآں۔

(تفسیر متہج الصادقین جلد اول ص ۲۲ مطبوعہ تہران
کتاب فروشی چانچہ محمد حسن علی)

ترجمہ:

بنادیں اس جیت پر تفسیر کے دل میں آیا۔ کہ محض اللہ تعالیٰ کے تعرب اور
دعا مندی کی خاطر عربی فارسی تفسیر کا مطالعہ کر کے، کتب تاریخ و احادیث
اور علم کلام کی کتابوں کے علاوہ اصول و فروع فقہیہ پر نظر دوڑا کر ایک
منتخب تفسیر لکھی جائے۔ جس میں قرآن کریم کی قراءات سب کے مطابق
معانی کا حل پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ قراءات مسلم الثبوت اور تمام موافق
و مخالفت حضرات کی متفق ہیں۔ ان سات قراءتوں کے علاوہ دوسری
قراءت کی طرف تو اس لیے زدی جائے گی۔ کہ ایسا کرنے سے انھیں
کے واقع ہونے کا خطرہ ہے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ قراءات سب کے قوار کو اہل تشیع بھی تسلیم کرتے
ہیں۔ تو اب ہم اس اعتراض کے جواب کی طرف آتے ہیں۔ لفظ سراط کو سراط پڑھنا
دراصل انہی سات قراءتوں میں سے ایک متداول قراءہ ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ
سراط، بحرف حاد پڑھنا قریش کی لغت ہے۔ چونکہ قرآن کریم لغت قریش پر نازل ہوا
لہذا فقہ حرم سراط کو حاد کے ساتھ لکھا گیا سراط، سین سے پڑھنا ایک اور
تفہیم کی قراءت ہے۔ اس کی تصریح کتب شیعہ میں بھی موجود ہے۔

تفسیر لوامع التنزیل

و سراط دراصل سراط بسین ہوا نزد جماعتی باشندین را برائے مطابقت
و ادما طباق بدل ہوا و گردند و سراط بعد ہوا لغت قریش و بسین لغت
دیگران است خواندن آن بعد از فصل است چہ اکثر قرآن لغت بسین
نازل شدہ اگرچہ متحد المعنی اند۔

تفسیر جامع القرآن جلد اول ص ۵۵ ملہور
ایٹیم پریس لاہور

ترجمہ:

اور لفظ دصراط، حسین مہلک کے ساتھ ایک جماعت کے نزدیک پڑھا
جاتا ہے۔ حرف سین کو صفت اطباق کی وجہ سے طاء کو دیکھتے ہوئے
عاد میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اور صراط کو عا سے پڑھنا افضل ہے۔
کیونکہ اکثر قرآن لغت قریش کے مطابق آتا ہے۔ اگرچہ عا
اور سین سے پڑھنے میں باعتبار معنی کوئی خرابی نہیں کیونکہ دونوں
لا معنی ایک ہی ہے۔

تفسیر مجمع البیان

الْأَصْلُ فِي الصِّرَاطِ السَّيِّئِ لَا شَيْءٌ مُشْتَقٌّ
مِنَ الصِّرَاطِ فَمَنْ خَرَأَ بِالسَّيِّئِ
رَاحَى الْأَصْلَ وَمَنْ خَرَأَ بِالْقَصَادِ فَلِمَا بَيْنَ
الْقَصَادِ وَالْقَاءِ مِنَ الْمُوَاخَاةِ لَا يَسْتَعْلَاءُ
وَالْأَطْبَاقُ.

تفسیر مجمع البیان جلد اول ص ۲۷ جز اول
ملہور تہران مع جدید سوق الشیرازی

ترجمہ:

لفظ مراہی اصل سین ہے۔ کیونکہ یہ سرو سے مشتق ہے۔ تو جس
نے اسے سین سے پڑھا اس نے اصل کو ملحوظ رکھا۔ اور جس نے

ساد سے پڑھا۔ اس نے ایسا اس لیے پڑھا۔ کیونکہ صا دا اور طا کے مابین
دو صنعت مشترک ہیں۔ ایک استعلاء اور دوسری الحاق۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ لفظ صراط کو دونوں طرح صا دا اور سین
کے ساتھ پڑھنا دو مستقل قراءتیں ہیں۔ ایک لغت قریش اور دوسری ان کے بغیر ان
دونوں طریقوں کی قراءت پر جہاں سینوں کا اتفاق ہے۔ وہاں ہی تیسع بھی متفق
ہیں۔ اس لیے دونوں طرح پڑھی جانے والی قراءت کو دو تحریف حوت قرآن کا
نام دینا نری جہالت ہے۔ اور جہالت کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ یا پھر بغض و عناد
کی منہ بولتی تصویر ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اعتراض دوازدہم

ایک اور کثیت کی تحریف

اہل سنت کی مقبرہ حدیث کی کتاب شکوۃ میں موجود ہے۔ یہ وہاں شدہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ۔ قرآنی الفاظ تھے اس کے بعد ”خمس معلومات“ کے الفاظ اترے۔ اور انہوں نے سابقہ حکم منسوخ کر دیا۔ اور خمس معلومات کے الفاظ ضرور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف تک پڑھے جاتے رہے۔ لیکن اب یہ الفاظ موجود نہیں۔ عبارت شکوۃ یہ ہے۔

مشکوۃ شریف

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ فِيهَا أَنْزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ
عَشْرَ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّ مَنْ قَرَأَ لَيْسَ خَنْ
يَخْمِسِ مَعْلُومَاتٍ فَتَوَفَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ فِيهَا يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ (رواه مسلم)

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۲ باب الحرات)

(مطبوعہ کراچی)

ترجمہ :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں : ”عشش رضعات یحرمن“
نازل ہوا تھا۔ پھر اس کو ”خمس معلومات“ کے نزول کے ساتھ
مسخ کر دیا گیا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوتا
ہے۔ تو یہ قرآن پاک میں اسی طرح پڑھی جاتی ہیں۔

اس روایت سے ثابت ہوا۔ کہ ”خمس معلومات“ کے الفاظ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال تک مسخ نہ ہوئے تھے۔ لیکن اب موجود قرآن میں
ان الفاظ کا کوئی نشان نہیں۔ جس سے صاف ظاہر کہ شیعوں نے قرآن کی اس آیت
میں تحریف کر دی ہے۔

جوابہ اول

یہ اعتراض بھی سابقہ اعتراضات کی طرح اُن آیات کے ذریعہ کیا گیا ہے جو
آیات تلاوت کے اعتبار سے مسخ ہو چکی ہیں۔ لہذا مسخ التلاوت آیت کو
دو تحریف، اس کے روپ میں ظاہر کرنا ایک بڑا فریب ہے۔ اور اہل سنت پر تحریف
کے الزام کی ناپاک سخی ہے۔ اسی حدیث کے حاشیہ پر یوں مرقوم ہے۔

”فَبِمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ“ يَعْنِي أَنَّ بَعْضَ مَنْ لَمْ يَبْلُغْهُ
النَّخْصَ كَانَ يَقْرَأُهُ عَلَى التَّسْمِ الْأَوَّلِ۔

ترجمہ :

”خمس معلومات“ کے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

انتقال تک پڑے جاتے رہے۔ (لیکن انہیں تلاوت وہ حضرات کہتے رہے۔ جنہیں ان کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہو سکا۔ تو وہ سابقہ رسم کے مطابق ان کی تلاوت کرتے رہے۔

لیکن جنہیں ان کے نسخ کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے ان کی تلاوت چھوڑ دی۔ (ان الفاظ کا نسخ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہی ہو گیا تھا۔ لیکن بعض حضرات کو آپ کے وصال تک اور کچھ دوسروں کو آپ کے وصال کے بعد تک اس کا علم نہ ہو سکا۔ اس لیے وہ ان کی تلاوت کرتے رہے۔ علم ہونے پر چھوڑ دی۔ اس موضوع پر صاحب تفسیر اتقان رقمطراز ہیں۔

تفسیر اتقان

ثُمَّ لَا يَخْلُو ذَٰلِكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا تَوَفَّى لَا
يَكُونُ مَتَلُوًّا مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ يَمُوتُ وَهُوَ مَتَلُوًّا
مَوْجُودًا بِالتَّسْمِيَةِ النَّبِيِّيَّةِ اللَّهُ النَّاسَ وَيَقَعُ
مِنْ أَذْهَانِهِمْ وَغَيْرُ جَائِزٍ تُسْحَ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ
بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(تفسیر اتقان جلد دوم ص ۲۸ مطبوعہ

بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

منور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری موجودگی میں ہی کسی آیت کا نسخ ہو سکتا ہے۔ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد نسخ

قرآن قطعاً درست نہیں۔ لیکن نسخ کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہے۔ کہ آیت تو آپ کی زندگی میں ہی منسوخ ہو گئی۔ اور آپ کے انتقال کے ساتھ ہی اس کی تلاوت بھی ختم ہو گئی۔ دوسری صورت یہ ہے۔ کہ منسوخ تو آپ کی موجودگی میں ہوئی۔ لیکن دوسرے ہم علم آپ کے انتقال کے بعد بھی کچھ حضرات اس کی تلاوت پرانی رسم کے مطابق کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوگوں کے ذہن قلوب سے مٹا دیا۔ اور اسے اٹھایا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد نسخ جائز نہیں۔

ہذا ثابت ہوا۔ کہ مذکورہ آیت بھی انہی آیات میں سے ایک ہے۔ کہ جن کی تیشیح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو چکی تھی۔ لیکن کیا کریں منسوخ تلاوت آیات کو اہل تشیع اپنے لیے غنیمت سمجھ کر اہل سنت پر تحریف کا الزام قیوب دیتے ہیں۔ انہیں چاہیئے تھا۔ کہ یا اعتراض بلا واسطہ اللہ تعالیٰ پر کرتے۔ کیونکہ نسخ کا تحقق اسی کی ذات سے ہے۔

جواب دوم

اسی آیت مذکورہ کو اہل تشیع نے ایک نامور مجتہد اور مفسر نے ان آیات میں شمار کیا۔ جو منسوخ تلاوت و الحکم ہیں۔

تفسیر دواجم التنازل

پہنچہ منسوخ التلاوة والحکم معا است پس از حمل آں چیز نیست کہ عائشہ روایت کردہ ان القرآن قد نزل فی الرضلاع بعشر معلومات

فقہ نسخہ بخمس معلومات یعنی وہ شک معلوم اگر غفلت شیر
خورد، بین رضاع ثابت و ناکح حرام شد و بعد ازاں نسخ اہل بخمس
وضعات شد پس عشر مرفوع التلاوت والحکم و خمس مرفوع التلاوة
و باقی الحکم است و در روض الجنان فرمود آنچه در اخبار رضاع وارد شدہ
ایہی است۔ ان عشر وضعات یحرم من و منوخ بال خمس عشر وضعة
یحرم من گردید۔ و ہر دو مرفوع التلاوت و التلاوت اند۔

و تفسیر جامع التفسیر جلد اول ص ۵۶۹

۵۲۰ تا ۵۲۱ مطبوعہ مائیں پریس لاہور۔

فقہ جملہ :

وہ آیات جو تلاوت اور حکم دہن کے اعتبار سے منوخ ہیں۔ ان
میں سے ایک وہ آیت ہے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ قرآن نے شروع شروع میں
دس وضعات معلومات کو حرمت کا سبب قرار دیا تھا۔ پھر ان کو پانچ
وضعات معلومات کے ذریعہ منوخ کر دیا گیا۔ یعنی دس مرتبہ معلوم ہوتے
سے اگر پچھ پیٹ بھر کر کسی عورت کا مدت رضاءت میں دو دہ چٹا
ہے۔ تو پھر حرمت اور باہمی نکاح وغیرہ ناجائز ہوتے ہیں۔ اس
کے بعد اس حکم کو پانچ مرتبہ پینے کے ساتھ منوخ کر دیا گیا۔ لہذا
دس مرتبہ پینا مرفوع التلاوت والحکم کے قید سے ہے۔ اور
پانچ مرتبہ پینا مرفوع التلاوت ہے۔ حکم اس کا موجود ہے
ارض الجنان میں کیا۔ کہ دو دہ چٹا نے کے متعلق اخبار میں یوں
مذکور ہے۔

ان عَشْر رَضَعَاتِ یَحْرَمْنَ پھر اس کو خمسہ رَضَعِ یَحْرَمْنَ کے ساتھ
مَسُوخ کر دیا گیا۔ اور دونوں آیات تلاوت و حکم دونوں کے اعتبار سے
مَسُوخ ہیں۔ (یعنی جس طرح دس مرتبہ پینے کا حکم اور الفاظ باقی نہیں
رہے۔ اسی طرح پانچ مرتبہ پینے کے الفاظ و حکم دونوں اٹھائیے گئے

عدة الاصول

و اما نسخهما معا فمثل ما روى عن عائشة
انها قالت كان فيما انزل الله تعالى عشرة رَضَعَاتِ
يَحْرَمْنَ ثَمَّ نَسَخَتْ بِخَمْسِ فَجَرَتْ بِنَسْخِهِ تِلَاوَةً
وَحُكْمًا وَاتِّمَادًا كَرْنَا هَذِهِ الْمَوَاضِعَ عَلَى
جِهَةِ الْمَثَالِ وَلَوْلَا لَرِيقَعُ شَيْءٌ مِنْهَا لَمَا اخْلُ
بِجَوَازِ مَا ذَكَرْنَاهُ وَصَحَّتْ لِأَنَّ التَّذْيِ اجَازَ
ذَلِكَ مَا قَدْ مَنَاهُ مِنَ الدَّلِيلِ وَذَلِكَ كَانَ فِي
هَذَا الْبَابِ

(عدة الاصول مصنفہ شیخ الطائفہ ابو جعفر)

طوسی جلد دوم ص ۶۶ (مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:

بہر حال تلاوت اور حکم دونوں کے ایک وقت مَسُوخ ہونے کی نفل
وہ روایت ہے۔ جو حضرت عائشہ مدینہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے
فراقتی ہیں کہ شروع میں اللہ تعالیٰ نے دس مرتبہ دودھ پینے پر رَضَعَاتِ
کا ثبوت، نزل فرمایا تھا۔ پھر اس کو پانچ مرتبہ کے ساتھ مَسُوخ فرمایا۔

تو اس کی تلاوت اور حکم دونوں مسوخ ہو چکے۔ ہم نے یہ چند مقامات بطور مثال ذکر کر دیئے۔ اور اگر ان میں سے کوئی بھی مثال نہ ملتی۔ تو بھی نسخ کی مذکورہ اقسام کے جائز میں ہونے میں کوئی خرابی اور فعل واقع نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس کے جواز کے لیے ہم نے جو دلیل ذکر کی وہ اس موضوع کے جواز کے لیے کافی تھی۔

ان دونوں حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ وہ خمس معلومات، ان آیات پر سے ہے۔ جو تلاوت اور حکم دونوں اعتبار سے مسوخ ہے۔ لیکن معترضی لفظ ہے کہ یہ تحریریں ہیں۔ نہ معلوم اس کے نزدیک نسخ و تحریریت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یا پھر اپنی جہالت پر مبنی بیٹا رہا ہے۔

ۛ

اعتراض سینر دہم اہل سنت نے قرآن کی ایک مکمل سورت ہضم کر لی

تفسیر درمنثور میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک سورت ایسی پڑھتے تھے۔ جو طویل و شدید ہوئے کے اعتبار سے سورۃ التوہ کے برابر تھی۔ اس میں سے ایک آدھ آیت مجھے اب بھی یاد ہے۔ اہل عبارت
لاحظہ ہو۔

تفسیر درمنثور:

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ سُورَةً
نُسَبُّهَا فِي الطُّوْلِ وَالشَّدَةِ بِرَأْيِ قَائِمِيهَا
غَيْرَ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْهَا نَوْحًا لَا بَيْنَ دَرَجَاتٍ
مِنْ مَالٍ لَا يُبْتَغَىٰ وَادِيًا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفًا إِلَّا التُّرَابُ

تفسیر درمنثور جلد اول ص ۱۰۵ ج ۱

مبع ہدیہ

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں۔ کہ ہم ایک ایسی سورت کی قدرت کرتے تھے۔ جو طول اور شدت میں سورہ برأت کی مشابہت رکھتی تھی۔ میں وہ تمام بھول گیا۔ مگر یہ چند الفاظ یاد رہے۔ کوکبان لا بن آدم الخ اگر آدمی کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں۔ تو راز روئے عرض (وہ تیسری وادی کی بھی چاہت رکھے گا۔) ہاں یہ حقیقت ہے کہ انسان کا بیٹ مٹی ہی بھرے گی۔

روایت بالا سے معلوم ہوا۔ کہ کوکبان لا بن آدم الخ الفاظ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اقدس میں پڑھے جاتے تھے۔ لیکن جو قرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جمع کردہ ہے۔ اس میں ان الفاظ کا نام و نشان تک نہیں۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ ان الفاظ کو سنیں نے قرآن کریم سے نکال کر ”تحریر“ کا ارتکاب کیا ہے۔

جواب اقل:

مذکورہ روایت کو جس کو معترف نے اہل سنت پر الزام تحریر کے لیے پیش کیا اگر بنظر انصاف دیکھا جائے۔ تو یہی روایت اہل سنت کی تائید کر رہی ہے۔ اور اسی میں اعتراض کا جواب بھی دیکھا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ”میں وہ بھول گیا صرف چند الفاظ یاد ہیں“، ان الفاظ سے صاف ظاہر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہنوں سے وہ سورت نکالی تھی حضرت صحابہ کرام کے ذہنوں سے کسی اُرت یا سورت کا نکل جانا اور نکالا جانا غیث کی ایک صورت کہلاتا ہے۔ جس کی طرف گزشتہ اوراق میں ہم توجہ مبذول کرا چکے ہیں۔

اگر اس پر بھی معترض بہر گز اسٹے اور کہے چلو مان لیا کہ تمام سورت منسوخ ہو گئی۔ لیکن وہ الفاظ جو آپ نے اپنی یادداشت میں محفوظ ہونے پر بیان کیے۔ ان کی تفسیر تو نہیں ہوئی۔ کیونکہ بقیہ سورت کی طرح اگر وہ بھی منسوخ ہوتے تو وہ بھی ذہن سے نقل جاتے۔ چونکہ وہ ذہن سے نہیں نکلے۔ لہذا وہ نسخ سے بچ گئے۔ لیکن اب انہیں قرآن میں کیوں نہ رہنے دیا گیا؟

تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ کہ آیت مذکورہ تلاوت کے اعتبار سے منسوخ ہے۔ کیونکہ علامہ السیوطی نے تفسیر درخشور میں اس سے ان آیات کی بحث میں ذکر فرمایا۔ جو ان کے نزدیک منسوخ التلاوة ہیں۔

جواب دوم

آیت مذکورہ کو صرف امام السیوطی ہی نے منسوخ التلاوة آیات کے زمرے میں شامل نہیں کیا۔ بلکہ شیعہ مفسرین نے بھی اس کی وضاحت و مرامت کی کہ یہ واقعی انہی آیات میں سے ایک ہے۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

تفسیر دوامع التنزیل

اما آیات منسوخ اللفظ باشند دون الحكم..... اذ ابو موسیٰ اشعری روایت کردند کہ ایشاں در زمان رسول می خواندند۔
 كَوْكَبَانَ لَا بُنِ اَدَمَ وَ اِدِيَانِ مِیْ مَالٍ لَا مَبْنِیْ اِلَیْهِمَا
 ثَمَانِیًّا وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اَدَمَ اِلَّا التَّوَابُ وَ یَتُوبُ
 اللّٰهُ عَلٰی مَنْ تَابَ۔ سیوطی ہشت روایت بہیں مضمون ازیم
 غفیر مع کثیر نقل کردہ۔ من شاء فلیرجع الیہ۔

تفسیر جامع التفسیر جلد اول ص ۵۲۹
مطبوعہ اسٹیم پریس لاہور

ترجمہ:

بہر حال وہ آیات کہ جن کی تلاوت اور لفظ منسوخ ہو گئے۔ اور حکم باقی رہا۔ (اس قسم کی آیت کی مثال وہ ہے جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یوں پڑھا کرتے تھے۔ نوکان لابن ادرالخ اور امام السیوطی نے اسی مضمون کی اٹھ روایات ذکر کیں۔ جن کی روایت ایک عظیم جماعت اور بکثرت آدمیوں نے کی۔ اگر کوئی تفصیل کا طالب ہے۔ تو اسے تفسیر درغشور کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

تفسیر مجمع المبیان

وقد جاءت اخبار كثيرة بان اشيء كانت
في القرآن فسخ تلاوتها فمنها ما روى عن ابی
موسیٰ اثمركانوا يقرؤن نوکان لابن ادر
واديين من مال لا يبقی اليهما ثلثا ولا يملاء
جوف ابن ادرالا التراب ویتوب الله علی من تاب
شور فح -

تفسیر مجمع المبیان جلد اول ص ۵۸۰ جز اول
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

اس موضوع کے متعلق بہت سی روایات آئی ہیں۔ کہ کچھ ایسی آیات
 تھیں۔ جو قرآن کریم میں موجود تھیں۔ لیکن بعد میں ان کی سمادیت منسوخ
 ہو گئی۔ ان میں سے ایک وہ کرت ہے۔ جو حضرت ابو موسیٰ اشعری
 سے مروی ہوئی۔ فرماتے ہیں۔ کہ صحابہ کرام قرآن کی ایک کیت ان
 الفاظ سے پڑھا کرتے تھے۔ دو کان لابن آدم الخ۔ پھر
 اس کو اٹھایا گیا۔

تاثرین کرام: حضرت ابو موسیٰ اشعری سے مروی روایت کی حقیقت آپ
 نے ملاحظہ فرمائی۔ خود شیخ مفسرین بھی اسے منسوخ التلاوة مانتے ہیں۔ تو جیسے
 ہم بار بار تحریر کر چکے۔ کہ معترضین کو تنبیہ کی صورت میں تحریر نہ کرتی ہے۔ اور
 اندھے کی لاشی کی طرح کوئی امتیاز نہیں کر پاتا۔ اس سے صاف ظاہر کہ معترض پرے
 درجے کا جاہل اور ہٹ دھرم ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اعتراض چہارم

ایک روایت کی تحریف

بڑھوٹہ کا واقعہ مشہور ہے۔ اس موقع پر کچھ صحابہ کرام نے جام شہادت نوش فرمایا تھا۔ ان شہداء نے بڑھوٹہ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ایت ہماری جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تلاوت ہوتی رہی۔ لیکن پھر غائب کر دی گئی۔

تفسیر درمنثور:

بَلِّغُوا قَوْمَنَا إِنَّا قَدْ كَتَبْنَا رَبَّنَا قَوْمِي عَنَّا
وَأَرْصَانَا۔

(تفسیر درمنثور جلد اول ص ۱۰۵)

(مطبوعہ بیروت طبع جدید)

ترجمہ:

ہماری قوم کو ہمارے طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔ کہ ہم اپنے پروردگار سے آگے ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہے۔ اور اس کے ہمیں

راضی کر دیا ہے۔

چونکہ مذکورہ آیت اب قرآن میں موجود نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ”تحریرین“ کے ذریعہ اس کو خارج کر دیا گیا ہے۔

جواب اول

نقل حوالہ میں تبدیلیاں :

مترجم نے علامہ السیوطی کی تفسیر و درخشود کا حوالہ پیش کیا۔ لیکن بدیہاتی سے اس کا وہ حصہ نہ لکھا۔ جس میں اس اعتراض کا جواب موجود تھا۔ پوری عبارت یہ ہے۔ ؟

تفسیر درمنثور:

واخرج ابن سعد و احمد و البخاری و مسلم
و ابوداؤد فی ناسخه و ابن الصریس و ابن
المنذر و ابن حیان و البیهقی فی الدلائل عن انس
قال انزل الله فی الذین قتلوا ببئر معونہ قرآنا
قرا ناه حتی نسخ بعد ان یلتخوا قومنا اننا قد
لقینا ربنا فرضی عنا و رضانا۔

(تفسیر نور جلد ۱ ص ۱۰۵ المطبوعہ بیروت)

لیجہ جدید

ترجمہ: ابن سعد، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے اپنی تاریخ میں ا

المن الغریر، المن جبر، المن حذر، المن حیاء اور جنتی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری مسنونہ کے خمداد کے بارے میں قرآن کی آیت نازل فرمائی۔ ہم اس کی تلاوت کرتے رہے۔ تا آنکہ وہ منسوخ ہو گئی۔ آیت یہ تھی۔ ان بلغوا قومنا الخ۔

ما حسب تفسیر و فتور نے کس مراحت کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی اس آیت کے بارے میں یہ الفاظ نقل کئے۔۔۔ حتیٰ شیخ، یعنی ہم اس آیت کی تلاوت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ تو اندر سے معترض کو یہ الفاظ نظر نہ آئے۔ اس سے اگلے پچھلے الفاظ نقل کر کے آؤ سیدھا کرنے کی کوشش کی۔ حضرات صحابہ کرام سے بھی اس قدر نا انصافی اور دھوکہ دہ فریبہ آخر اللہ کو کون سا منہ دکھاؤ گے۔ علاوہ ازیں اگر علامہ السیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس موضوع کو دیکھ لیتا جس کے تحت انہوں نے یہ آیت و روایت ذکر کی۔ تو پھر بھی حیا آجاتی۔ موضوع ہے۔ ان آیات کے بارے میں جو منسوخ متعلق ہیں

جوابیہ دوہ

شیخہ مفسرین نے بھی اس کی تفسیح لکھی

معترض نے اس آیت کو مد تحریریت کے ثبوت میں وہ بھی غلط بیانی اور بددیانتی کے ساتھ پیش کیا۔ حالانکہ ایسا نہ تھا۔ اسی طرح خود شیخہ مفسرین نے بھی مذکورہ آیت کو منسوخ التلاوة و ان الحکم کے تحت بطور ثبوت تحریر کیا۔ جس سے صاف ظاہر کہ آیت مذکورہ میں تحریریت انہیں ہوئی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دو یا قدس میں ہی اس کی تلاوت منسوخ ہو چکی تھی۔

تفسیر لوا مع التنزیل

اما آیتیک متروک اللفظ و منسوخ التلاوة انما زجلہا ہما طبری و سیوطی
و ابن سعد و احمد حنبل و بخاری و مسلم و ابو داؤد و ترمذی و ابی
الفریس و ابن جریر و ابن منذر و ابن حبان و بیہقی و درو لائل و ابن
روایت کردند کہ۔ اَنَّ السَّبْعِيْنَ مِنْ اَلَا تُصَارِ الَّذِيْنَ
قَتَلُوْا بِسَبْرِ مَعُوْذَةٍ قُرْاْنَا حَتّٰى نَسِيْحَ بَعْدَ اَنَّا
بَلَّغُوْا قَوْمَنَا اِنَّا لَقَدْ كَفَيْتُمْ اَرْبَابَنَا فَرَضِيَ عَنَّا و اَرْضَانَا
لفظ و تلاوت اُل بر آوردند۔

ترجمہ:

بہر حال وہ آیات کہ جن کی تلاوت اور لفظ و نون متروک ہیں۔
ان میں سے ایک آیت وہ ہے۔ جس کو طبری و سیوطی و ابن سعد
احمد حنبل، بخاری، مسلم، ابو داؤد و ترمذی و ابن حبان و ابی
الفریس و ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان و بیہقی نے دلائل میں حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ ستر النماری جو کہ بزم معونہ
کے وقت شہید ہو گئے تھے۔ ان کے بارے میں قرآن نازل
ہوا۔ جو بعد میں منسوخ ہو گیا۔ آیت یہ تھی۔ بَلَّغُوا قَوْمَنَا اِنَّا لَم
اس کے لفظ اور تلاوت اٹھا لیے گئے۔

ۛ

تفسیر منہج الصادقین

از انس روایت است کہ ہفتاد کس از انصار در بر موعودہ یکشتہ شدند و در حق ایشان نازل شد: اِنَّا لَقَيْنَا رَبَّنَا فَسَرَّضِي عَنَّا وَارْضَاْنَا و بعد از ان مرفوع گشت۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد اول صفحہ ۲۵۳)

مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ستر آدمی جہنوں نے بر موعودہ میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّا لَقَيْنَا رَبَّنَا ثُمَّ رَاضُوا بِمَا كُنَّا عَلَيْهِمْ غَافِلِينَ (یعنی اس کے انکسار کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔)

تفسیر مجمع البیان

هَنْ اَنْسَ اَنَّ السَّيِّئِينَ مِنَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اِيَّائِمْ مُّعْوَدُوْنَ قُرْاْنَا فِيْهِمْ كِتَابًا يَّخْبُرُوْنَ عَنْهُ قَوْمًا اِنَّا لَقَيْنَا رَبَّنَا فَسَرَّضِي عَنَّا وَارْضَاْنَا ثُمَّ اِنَّا لَآلِكَ رَٰغِبٍ۔

تفسیر مجمع البیان جلد اول جز اول صفحہ ۱۷۱

مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان ستر صحابہ کرام کے بارے میں مڑی ہے۔ جو انصاری تھے۔ اور برمعونہ کے واقعہ میں شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں قرآن (کی آیت) نازل فرمائی جو یہ ہے۔ بلخواعتا قومنا الخ پھر بے شک اس آیت، (کے الفاظ و تلاوت) کو اٹھایا گیا۔

شیعہ مفسرین نے اس روایت کے بارے میں صاف صاف لکھ دیا۔ کہ یہ شہدائے برمعونہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اس کی تلاوت بھی ہوتی رہی۔ لیکن پھر اس کی تلاوت منسوخ کر دی گئی۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ آیت مذکورہ ان آیات میں سے ایک ہے۔ جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور اس پر اہل سنت اور اہل سنت اور اہل تشیع مفسرین کا اتفاق ہے۔ خدا باناتا ہے۔ کہ معترض کس ڈھیٹ ہڈی کا بنا ہوا ہے۔ بے چارے کہ نسخ و تحریف کا فرق ہی معلوم نہیں۔ بہر حال حد و نفع کو نکال کر تلاش حقیقت کا فہم و حق کی پہچان مشکل نہیں رہتی۔

و ما علینا الا البلاغ

اعترض پانزدہم

ایک اور مکمل آیت کی تحریف

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر درمنثور نے ایک روایت نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور اقدس میں ہم باپ دادول کے متعلق نازل شدہ ایک آیت کی یوں تلاوت کیا کرتے تھے۔

تفسیر درمنثور

اخرج عبد الرزاق و احمد و ابن حبان عن
عمر بن الخطاب قال ان الله بعث محمدا بالحق
وانزل معه الكتاب وكان فيما انزل عليه
آية الترجع فرجع ورجعنا بعده ثم قال كفا
نقروا ولا ترغبوا عن اباكم فانه كفر
بحكم ان ترغبوا عن اباكم

تفسیر درمنثور جلد اول ص ۱۰۶ مطبوعہ بیروت طبع جدید

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ابن حبان، احمد اور عبد الرزاق نے روایت کی۔ فرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کو ایک کتاب عطا فرمائی۔ اس کتاب کی آیات میں سے ایک آیت ”رحم“ کی تھی۔ جس کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ نے اس کو بار بار فرمایا۔ اور آپ کے دواں کے بعد ہم نے بھی اس کو بار بار رکھا۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا۔ ہم یہ آیت بھی پڑھا کرتے تھے۔ لا ترغبوا عن ابائکم والارباب یعنی تم اپنی نسبت اپنے آباؤ اجداد سے پھر کر کسی اور طرف نہ کرو۔ کیونکہ تم یہ کہو گے۔ اور تمہارا کفر یہی کافی ہے۔ کہ تم اپنے آباؤ اجداد سے منہ پھرو۔

روایت میں تفسیر کے الفاظ صحت پر مبنی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدس میں مذکورہ آیت پڑھی جاتی تھی۔ لیکن اب شیعوں کے ہاں مجدد قرآن میں ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اس آیت کو تحریف کے ذریعہ نکال دیا گیا ہے۔

واب اول

مسترح نے جس روایت کو اپنے دعویٰ کی دلیل بنایا ہے۔ اس میں آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ ایک آیت رحم اور دوسری آیت امراض یاد جہاں تک آیت رحم کا معاملہ ہے۔ تو اس کی تشریح و تفصیل گزشتہ اقسام میں ہو چکی ہے۔

اس کا غلط یہ ہے۔ کہ یہ آیت باعتبار تلاوت و تلفظ کے منسوخ ہو چکی

لیکن اندرونی حکم باقی ہے۔ اس پر دونوں فریق دہلی سنت و اہل تشیع کا اتفاق ہے۔ لہذا اس میں تفسیح ہے نہ کہ تحریف۔ اسی کے ساتھ دوسری آیت کو حضرت قادوق اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمانا اور دونوں کی قرأت کا اقرار کرنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ دونوں آیات ایک ہی قید کی ہیں۔ توجیب آیت رجم منسوخ ہے تو پھر اس کے ساتھ ذکر ہونے والی آیت لاتر جنوا عنہما بالکم الخ کو بھی منسوخ انقلاباً متاخر سے لگا۔

اور اگر اس روایت کے باب یا موضوع کو بھی دیکھا جائے۔ تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ علامہ السیوطی نے اس کو دو منسوخ تلاوت دون الحکم کے باب میں ذکر فرمایا۔ یعنی آیت لا ذخیوا عنہما آباءکم الخ ان کیلک میں سے ایک ہے۔ جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور حکم باقی ہے۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ آیت مذکورہ بھی آیت رجم کی طرح منسوخ انقلاباً ہے۔ جس طرح اہل تشیع کے مترسّل کو آیت رجم میں تفسیح کی بجائے تحریف نظر آئی تھی۔ اسی جیسے اس آیت میں بھی تحریف نکال کر اہل سنت پر الزام دے مارا۔ لہذا اس سے قطعی تحریف کا استدلال درست نہیں۔

جواب دوم

آیت مذکورہ کو ہم اہل سنت کی طرح شیخ مفسرین نے بھی ان آیات میں شمار کیا۔ جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے۔ اور حکم باقی ہے۔

حوالہ مکمل صفحہ برائے ملاحظہ فرمادیں

تفسیر منہج الصادقین

از ابی بکر روایت است کہ ادر اول اسلام قرأت میکردیم۔
 لَا تَرْعَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُمْ كَفَرُوا لَكُمْ۔
 حق تعالیٰ از آن نوح گردانید۔

(تفسیر منہج الصادقین جلد اول ص ۲۵۲)
 (مطبوعہ تہران)

ترجمہ:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم شروع
 اسلام میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ لَا تَرْعَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُمْ كَفَرُوا لَكُمْ۔
 اے اس (کی تلاوت) کو غور نہ کرو۔

تفسیر و احوال التنزیل

از عمر خطاب روایت کہ ہم کہ امی خواندیم از قرآن لَا تَرْعَبُوا
 عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُمْ كَفَرُوا لَكُمْ۔

(تفسیر و احوال التنزیل جلد اول)
 ص ۵۲۹ مطبوعہ ماہنامہ
 پریس لاہور)

ترجمہ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ہم
 لَا تَرْعَبُوا عَنْ آبَائِكُمْ فَإِنَّهُمْ كَفَرُوا لَكُمْ کو قرآن کی آیت کے طور پر پڑھتے تھے

نوٹ

صاحب تفسیر جامع التفسیر نے یہ آیت دو نسخوں اِتلاوتِ دونوں کے تحت تحریر کی ہے۔

تفسیر مجمع البیان

وَالنَّسَخُ فِي الْقُرْآنِ عَلَى ضَرْوَيْهِ مِنْهَا أَنْ يُرْفَعَ
حُكْمُ الْآيَةِ وَيُلَاوِثَهَا كَمَا رَوَى عَنْ أَبِي
يَحْيَى أَنَّهُ قَالَ كُنَّا فَقَرَأُوا لَا تَرْغَبُوا مِنْ آبَائِكُمْ
فَإِنَّهُ كُفِّرَ بِكُمْ

د تفسیر مجمع البیان جزء اول جلد اول ص ۱۲۸
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

قرآن کریم میں نسخ کی کئی اقسام ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ آیت کا حکم
اور اس کی تلاوت دونوں نسخ ہو جائیں۔ اس کی مثال وہ
روایت ہے۔ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔
فرماتے ہیں۔ ہم لا ترجمہ احوال آبائکم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔
ان حالات و بات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو گئی۔ کہ آیت
مذکورہ میں کسی نے تحریر نہیں کی۔ بلکہ یہ ان آیات میں سے ہے۔ جن کی
تلاوت نسخ ہو چکی۔ یا تلاوت اور حکم دونوں نسخ ہو چکے۔ لہذا اس
آیت نسخہ کے ذریعہ اہل سنت پر وہ تحریریت، کا اِترام لگانا ایک عظیم ہتھیار

ہے۔ جو خدا اہل تشیع کے ہاں بھی مستم ہے۔ تعصب و عناد کی جینک اتار کر
 اگر کوئی حق۔ میں نظر سے کام لے۔ تو اسے یہ آیت بھی ”فسوخ آیات“،
 کے زمرے میں ہی نظر آئے گی۔ لیکن جاہل، ضدی اور دشمن صحابہ کا کوئی کیا
 علاج تجویز کرے۔ بس اللہ سے ہی دعا ہے۔ کہ وہ ایسے کو حق سمجھنے اور قبول
 کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اہلین



اعترض شانزدہم

اہل سنت کے قرآن میں ایک مکمل آیت

”و تحریف“ کی نذر ہو گئی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے صاحب تفسیر درمنثور نے ایک روایت
دکر فرمائی۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

تفسیر درمنثور

إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُخْتَابِ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُنَّا نَقْرُؤُ فِيهِمَا
نَقْرُؤُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ إِنْتِفَاعَ عَصَمٍ مِنْ آبَائِكُمْ
فَقَالَ سَلْحَا ثُمَّ قَالَ أَوَلَيْسَ كُنَّا نَقْرُؤُ الْوَكْدَ
لِلْقُرَآنِ وَلَكِنَّا هِيَ الْحَجَرُ فِيمَا فَقَدْ نَأْمِنُ كِتَابِ اللَّهِ
فَقَالَ آيِي بَلَى۔

تفسیر درمنثور جلد اول ص ۱۰۶ مطبوعہ

بیروت مطبع جبریل

توحید ۱

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو اوس سے کہا: ہم قرآن پاک کی ایک آیت کی یوں تلاوت کیا کرتے تھے۔ ان انتفاء کو الہ یہ سن کر جناب ابو اوس نے کہا۔ ہاں پڑھا کرتے تھے۔ پھر حضرت عمر نے کہا۔ کیا ہم یہ آیت نہیں پڑھتے تھے۔ المولد للفراش وللعاہر الحجر۔ جناب ابو اوس نے کہا ہاں اور یہ آیت کتاب اللہ میں سے ہم نے گم پائی۔

روایت مذکورہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے استفہامیہ انداز میں ابو اوس سے دو آیات (المولد للفراش، ان انتفاء کو الہ) کے بارے میں دریافت فرمایا۔ غلطی کر دوسری آیت کے متعلق فرمایا۔ کہ اب ہم قرآن میں اس کو گم پاتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے۔ تو ابو اوس نے اس امر کی تصدیق کر دی۔ جس سے معلوم۔ کہ حضرت عمر بھی اس آیت کی تحریر سے پشیمان تھے۔ تبھی تو تصدیق چاہی۔

جواب اول

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دو آیات کے جواب میں ابو اوس نے جواب دیا۔ ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم ان کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لیکن اب گم پاتے ہیں۔ کیا کسی آیت کا اترنے کے بعد گم ہو جانا وہ تحریر ہے، کہلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ان آیات کو قرآن سے نکالا گیا۔ یہ مضمون کس جگہ لکھا ہے۔ ہذا کہ تحریر کی تصدیق صادق آئے پر احرام کی صداقت مانی جاسکے۔ ہذا کہ دوسری سے کوئی الزام

کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔ اور اس کے علاوہ اگر علامہ البیوطی نے اس آیت کو جس باب کے تحت ذکر فرمایا۔ اُسے ہی سامنے رکھا جائے۔ تو قطعاً یہ الزام نہیں ملتا۔ علامہ نے اس آیت کو نسخ و تلاوت دونوں احکم کے تحت رقم کیا ہے۔

جواب دوم

اسی روایت کو از قبیل نسخ شیعہ مفسرین نے بھی لکھا ہے۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر لوامع التنزیل

از عمر روایت کر دند کہ عمر با بنی اویس گفت ما در کتاب اللہ فی نوافلیم
انتفاء کفو من ابا تکم کفو بکروالی اویس گفت اری
مانیری خواندم و قرآن الولد للقراشی وللعاهر الحجۃ۔

و تفسیر لوامع التنزیل جلد اول ص ۵۷۹

مطبوعہ المیثم پریس لاہور

ترجمہ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے
ابو اویس سے کہا۔ ہم قرآن کریم میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔
ان انتفاء کفو الخ اور ابو اویس نے کہا ہاں! ہم بھی قرآن میں
یہ آیت پڑھتے تھے۔ الولد للقراشی الخ

ناظرین کرام!

اُپ نے دیکھا۔ کہ شیعہ مفسر نے بھی قرآن آیت کو ان آیات میں
شمار کیا ہے۔ جن کی تلاوت نسخ ہو چکی ہے۔ یعنی یہ نسخ ہے۔

ہذا تنسیخ کو تحریر کا نام دینا دراصل اللہ تعالیٰ کی ذات پر الزام دھرنے ہے۔
کیونکہ تنسیخ اسی کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ درمحررین قرآن، کو انحراف عن الحق
سے ہٹا کر قبولیت حق کی طرف راستہ دکھائے

فاعتروا یا اولی الابصار

اعتراف ہند ہم

موجود قرآن میں اہل سنت نے ایک سورۃ

کا اکثر حصہ تذر تحریف کر دیا

اہل سنت کے مفسر و امام علامہ السیوطی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ایک اثر نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایسی سورت تھی۔ جو مسلمات کا طعن طویل تھی۔ لیکن اس کی انہیں صرف ایک آیت یاد رہ گئی۔ اصل عبارت یہ ہے۔

تفسیر القان

وَ أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ
كُنَّا نَقْرُؤُ سُورَةَ نَفِثَتُهَا بِأُخْدَى الْمُسْتَحَابَاتِ مَا
نَسِينَا مَا خَلَدَ فِي حِفْلِكَ وَنُهَايَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
لَا تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ فَكُتِبَ شَهَادَةٌ فِي أَعْنَا
قِكُمْ فَنَسَاءَ لَوْ أَنَّ عَمَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

تفسیر القان جلد دوم ص ۲۵۵ مطبوعہ

بیروت المطبعہ جدیدہ

www.marfat.com

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ابو عامر روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک سورت کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ جو صحابہ کی فہم نہ تھی۔ ہم اس کو مجھول گئے مرنے ایک آیت یاد رہی۔ یا ایہا الذین امنوا الخ علامہ سیوطی کی اس نقل سے ثابت ہوا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور دیگر صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک مستحیات کی طرح کی سورت تلاوت کیا کرتے تھے۔ جس کے بعد میں قرآنیک آیت رہ گئی۔ باقی کد مر گئی۔ یہی تو تحریر ہے لہذا ثابت ہوا۔ کہ کسبیوں نے قرآن کی اس سورت میں تحریر کر دی۔

جواب اول

ہم ایک بار اس امر کی یاد دہانی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ حد تحریر کے کہتے ہیں۔ حد تحریر، قرآن کریم کی کسی آیت، سورت یا لفظ کی ایسا تبدیلی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوئی۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقدمہ پر قرآن کریم چھوڑ گئے تھے۔ اس سے کم کر دیا جائے۔ حدیث مذکورہ میں آپ خود فرمائیں۔ کہ اس میں کون سا ایسا لفظ یا جملہ ہے۔ کہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے اس سورت کی تحریر کر دی تھی۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا یہ اثر ان آیات کے ضمن میں درج فرمایا۔ جو فسوخ التلاوت دون الحکم ہیں۔ اس موضوع کے تحت اس کا اندراج اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ علامہ سیوطی کے نزدیک یہ سورت فسوخ التلاوت ہے۔ نہ یہ کہ اس میں تحریر واقع ہے۔ لیکن مقروض کی بددیانتی کا کیا علاج کہ اس نے یہاں بھی تیغ

کو تحریر کے طور پر پیش کر کے اہل سنت پر ہر تحریر سورت، کا الزام لگانے کی ناپاک جسارت کی۔

جواب دوم

اُپ حضرات کو یاد ہو گا۔ کہ ہم نے گزشتہ ایک فصل میں ناسخ و منسوخ اور اختلاف قراءت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس میں متعدد پیش نظر تھا۔ کہ قارئین کرام کو یہ معلوم ہو سکے۔ کہ مفسرین کے اعتراض کی حقیقت کیا ہے۔ یہ سورت بھی ناسخ و منسوخ کے ضمن میں آتی ہے۔ اور شدید مفسر علامہ عاثری کا اس بارے میں فیصلہ ملاحظہ کریں۔

تفسیر دواعی التنزیل

ابو موسیٰ اشعری گفت سورہ دیگر سے بود مشابہتہا اول آں
سَبِّحْ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ بُرُوْدُ فَرَامُوشِ کَرْدَمِ اَلَّا یَکْ اَیْتِ اَنْ
اَنْ یَّادِ اَرَامِ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا مَا لَا
تَفْعَلُوْنَ فَاَتَّکَتِبَ شَہَادَۃٌ فِیْ اَعْنَاقِکُمْ فَتَسْأَلُوْنَ
عَنْهَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

تفسیر دواعی التنزیل جلد اول ص ۵۳
مطبوعہ ایٹم پریس لاہور

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا۔ ایک اور سورت جو مستحبات
کی مانند تھی۔ جس کی ابتدا میں یہ الفاظ تھے۔ سَبِّحْ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

مجھے بھول گئی۔ ہاں اس کی صرت ایک آیت مجھے یاد رہی۔ وہ یہ

ہے۔ یا ایہا الذین امنوا لا تقولوا الخ

قاریمین و ناظرین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ خود شیخ مفسر نے اس سورۃ کو فسوخ سورتوں میں شمار کیا۔ جس کا واضح مطلب ہے۔ کہ اس مفسر کے نزدیک اس سورت میں دو تحریف، انہیں کی گئی۔ تحریف ہو بھی کیسے حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ خود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے بھول گئی۔ حضرات صحابہ کرام کے قلوب و دلوں سے کسی سورت، آیت یا لفظ کا نکل جانا از خود نہ تھا۔ بلکہ من جانب اللہ تھا۔ اور نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ جیسا کہ اس کی وضاحت ناسخ و فسخ میں ہو چکی ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مفسر نے ایک عظیم افسردہ اور بہتان تراشا۔ اسے اپنا گھر بھی نظر نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بغض صحابہ سے ان کے دلوں کو پاک فرما کر حق دیکھنے والوں سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعراض ہر دم

ایک اور آیت کی تحریف

تفسیر آقان میں علامہ اسیر طی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی ایک بات نقل کی۔ کہ انہوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ ان جاہد و اللہ آیت نازل ہوئی تھی۔ لیکن اب ندارد۔ عبارت حوالہ درج ذیل ہے۔

تفسیر آقان

عَنِ الْمُسَوِّبِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
ابْنُ عَمْرٍو كَلِمَةٌ تَجِدُ فِيهَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا
إِنْ جَاهِدُوا كَمَا جَاهَدْتُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
فَإِنَّا لَا تَجِدُهَا قَالَ أَسْوَأْتُ فِيهَا أَسْقَطَ
مِنَ الْقُرْآنِ .

التفسیر آقان جلد دوم ص ۲۵ مطبوعہ
بیروت طبع جدید

توجہ:

مسور بن مخزوم کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ (رضی اللہ عنہما) سے فرمایا: کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم پر ایک آیت نازل کی گئی تھی۔ لیکن اب اسے ہم نہیں پاتے آیت یہ ہے۔
ان جاحد و الخازنی تم اسی طرح جہاد کرو جس طرح تم نے پہلی مرتبہ جہاد کیا تھا۔ عبدالرحمن بن عوفؓ نے جواب دیا کہ آیت مذکورہ دوسری آیات منسوخہ کی طرح قرآن کریم سے ساقط کر دی گئی ہے۔

اس حوالے سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر بن الخطابؓ رضی اللہ عنہ کا ابن عوفؓ سے اس آیت کے نزول کے بارے میں دریافت فرمانا اور ان کی تصدیق فرمانا۔ اس امر کا متقاضی ہے کہ آیت مذکورہ نازل ہوئی تھی۔ لیکن اب قرآن میں اس نام کی کوئی آیت نظر نہیں آتی۔ جس سے اس کی ”تحریف“ ثابت ہوتی ہے۔

جواب اول:

روایت مذکورہ میں کوئی ایک جہاد یا غزوا نہیں۔ جو اس کا ثبوت دیتا کرتا ہو۔ کہ آیت مذکورہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تحریف کی گئی۔ بلکہ علامہ سیوطی کا اس آیت کا زیر بحث وہ منسوخ القلاوت علیہم کا ذکر کرنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے۔ کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں منسوخ ہو چکی تھی۔

جواب دوم:

علامہ سیوطی کی طرح شیعہ مفسر علامہ عاثری نے بھی اس آیت کو دلیل کے طور پر اس باب میں ذکر کیا۔ جس میں منسوخ القلاوت دون الحکم کا ذکر ہے۔

تفسیر دوا مع التنزیل

ابو عبیدہ روایت کردہ کہ عمر بن عبد الرحمن بن عوف گفت آیا نمود در منزل علینا ان جاهدوا حکما جاهدتم اقل مرة و مالانہی یا یم عبد الرحمن گفت آری ایں از جملہ است کہ از قرآن ساقط شدہ۔

تفسیر دوا مع التنزیل جلد اول ص ۵۲۹
مطبوعہ عایشیم پریس لاہور

ترجمہ:

حضرت ابو عبیدہ نے روایت کی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو کہا۔ ان جاهدوا اللہ لیت ہم پر نازل نہ کی گئی تھی۔ لیکن اس وقت ہم اسے نہیں دیکھ پاتے۔ عبد الرحمن بن عوف نے کہا۔ ہاں یہ آیت بھی من جملہ ان آیات میں سے ہے۔ جو قرآن سے ساقط (منسوخ) ہو گئیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ شیعہ مفسر علامہ عاثری نے بھی اس آیت کو منسوخ قرار دیا۔ ورنہ وہ بھی اس کی تحریف کی توحین کرتا اللہ تعالیٰ ہمش دھرمی سے بچائے۔

ۛ

اعترافِ نوزدہم

ایک سورت کے اکثر حصہ کی تحریف

تفسیر القان

عَنْ آيَةِ مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ نَزَلَتْ سُورَةُ
نَحْوِ بَرَاءَةٍ مُشْتَرَفِيَةٍ وَحُفِظَ مِنْهَا بِمَا
اللَّهُ سَيِّدُ يَدِ هَذَا الدِّينِ يَا هُوَ لَا خَلْقَ
لَهُمْ وَلَوْ أَنَّ لِأَيُّهَا أَدَمَ وَإِذْ يَنْبِئُ مِنْ مَالٍ
لَمَسَعَتِي وَإِذَا خَالِئًا وَلَا يَمْلَأُ حَبُوبَ
الْأُمَامِ إِلَّا الْكُرَامُ وَ يَشْفَعُ اللَّهُ عَلَى
مَنْ تَابَ -

تفسیر القان جلد دوم ص ۲۵ مطبوعہ بیروت
بجانبہ

ترجمہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سورۃ مثل

سورۃ براءۃ نازل کی گئی۔ پھر اسے اٹھایا گیا اس میں سے صرف ایک
آیت یاد رہ سکی۔ ان اللہ صبیحہ اللہ تعالیٰ عنقریب اس
دین کی ایسی قوم کے ذریعہ مدد فرمائے گا۔ جو اخلاق سے ماری ہوگی۔
اگر آدمی کے پاس دو دودیاں مال کی ہوں۔ تو پھر بھی وہ میری دلدی
کی تمنا کرے گا۔ آدمی کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہ بھرے
گی۔ اور اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک سورت کے نزول کی واضح
نشاندہی فرمائی۔ اور اس کی طائفت مغربوں کی مثل سورت کی نشاندہی بھی
دی۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ اگر سورت کی صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے تو اس
سے معلوم ہوا۔ کہ اس سورت میں بھی تحریف ہو چکی ہے۔

جواب اول

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ایک سورت کے نزول کی واضح
یعنی پھر وہ سورت اٹھائی گئی۔ کتنے واضح ہیں۔ جو اس امر پر دلالت کر رہے ہیں۔
کہ مذکورہ سورت نسخ ہو گئی۔ معترضی اگر نقصان سے دیکھتا اور عقل پر نشان
سے کام لیتا۔ تو اسے اسی اثر میں وہ تحریف،، کا جواب بھی مل جاتا کیونکہ نسخہ
عدالت کے بارے کو یکے نظر آتا۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت کو نسخ القدرت میں الحکم
کی بحث میں ذکر فرمایا۔ اس کی طرف بھی معترضی کا دھیان دیا۔

نواب دوم

جس طرح خود اثر میں اس کی تفسیر کی راحت ہے۔ اور جس طرح علامہ جوئی نے اسے نسخہ انقلابات آیات کے زمرے میں شمار کیا۔ اسی طرح تفسیر علامہ مائری بھی اس کی تفسیر کا قائل ہے۔ یہی حوالہ دلائے ہو۔

سید لواحق التذیل

اذا شرعی مروی است کہ سورۃ شہیدہ مثل سورۃ برأت در طول و شدت نازل شدہ مرتفع شد الا زائل یا دارم کہ ان شاء اللہ سیؤید هذا الذین باقوا امر لا خلاق لہم۔

تفسیر راجع التذیل جلد اول ص ۵۳
مطبوعہ ماہیہ پریس لاہور

محمد

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شہید سورت جو سورۃ برأت کی طرح طویل و شہید تھی۔ نازل ہوئی پھر اٹھائی گئی۔ مگر اس سورت میں سے مجھے مرثیہ یا وہ ہے۔ ان شاء اللہ سیؤید هذا الخ۔

صاحب تفسیر راجع التذیل نے اس آیت کو نسخہ انقلابات میں حکم تحت بطور استدلال ذکر کیا ہے۔ جس کا صراحت یہ مطلب ہے کہ اس میں جتنا نام کی سورے سے کوئی چیز نہیں۔ واصل اہل شیعہ کے پاس تحریف

قرآن کے ثبوت میں کوئی ایک دلیل بھی نہیں۔ جس اہل سنت پر یہ الزام درست پاتا ہو۔ انہیں جو اعتراض بھی لا۔ وہ یا تو زبیدی نسخ تھا۔ یا اختلافِ قدرت کے نہیں آتا تھا۔ ایسا اس لیے کیا جاتا ہے۔ تاکہ حوام اہل سنت کو فریب دے کر ان بدقن کرنے کی کوشش کی جائے۔ حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہوتی
اللہ تعالیٰ ان کو سمجھنے کی توفیق عطا کرے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اعتراف بستم

اہل سنت کے قرآن کے حروف بوجہ
تحریف کے کم ہیں

تفسیر آفاق

أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَرْفُوعًا
أَلَّا تُرَأَى أَلْفٌ أَلْفًا حَرْفٍ وَسَبْعَةٌ وَهَشْرُونَ أَلِفٌ
فَمَنْ قَرَأَهُ مِائَةً مِائَةً مِائَةً مِائَةً لَمْ يَكُنْ حَرْفٍ
رَفِجَةً مِنَ الْحَذَرِ الْعَيْنِ (رجالہ ثناء)

(تفسیر آفاق جلد اول ص ۷۷ مطبوعہ)

بیروت طبع جدید

ترجمہ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جبرانی نے مروی روایت
کی کہ قرآن کریم کے حروف دس لاکھ ستائیس ہزار ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

تو جو شخص صبر و ثواب کی نیت سے ان کی تلاوت کا شرف حاصل کرے
اُسے ہر ایک ایک حرف کے بدلہ میں حورالعین کا جوڑا ملے گا۔ (روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں)

فقہ حدیث کے اعتبار سے علامہ السیوطی نے اسے مرفوع حدیث قرار دیا
دوسرے اس کے تمام راوی ثقہ قرار دیئے گئے جس سے ثابت ہوا کہ ضعیف
و موضوع و غیر مطعون نہیں۔ اس مرفوع حدیث سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
کی زبانی یہ واضح ہوا کہ قرآن کریم تقریباً ساڑھے دس لاکھ حروف پر مشتمل تھا۔
لیکن اب جو قرآن پایا جاتا ہے اس میں تقریباً تین لاکھ حروف ہیں۔ باقی ساڑھے
سات لاکھ کے قریب موجود نہیں۔ جس سے عات ظاہر کہ حروف کی اتنی بڑی
تعداد کی تحریف ہی ہوئی۔ اس لیے سنی یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم تحریف کے
قائل نہیں۔ اور یہ قرآن مکمل ہے۔

جواب اول

مترشح نے اپنی دیرینہ بددیانتی سے کام لیتے ہوئے علامہ السیوطی کی
تفسیر لقان کا مکمل حوالہ نقل نہ کیا۔ اگر ایسا کرتا تو اس اعتراض کا جواب دیں سے
پالیتا۔ قارئین کرام: مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ اور پھر اعتراض کی حقیقت
پر نظر ڈالیں۔

تفسیر لقان

أَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ عُسْرِ بْنِ الْحَطَّابِ
مَنْعُوْعًا الْقُرْآنَ أَلْفَ أَلْفٍ خَرْجًا وَ سَبْعَةً

وَعِشْرُونَ أَلْفَ حَرْفٍ مِمَّنْ فَتَرَاهُ صَاحِبًا
مُحْتَسِبًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ رُوحَةٌ مِنَ الْحَرَفِ
الْعَيْنِ بِجَالِهِ يَفْتَاتُ (لَا شَيْخُ السُّلْطَانِ) نَحْوِ
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ أَبِي أَيَّاسٍ تَكَلَّمَ فِيهِ
الذَّهَبِيُّ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَقَدْ حَمَلَ
ذَلِكَ عَلَى مَا نُسِخَ مَسْمُومُهُ مِنَ الْقُرْآنِ
أَيْضًا إِذِ الْمَوْجُودُ الْآتِ لَا يَبْلُغُ
هَذَا الْعَدَدَ -

(تفسیر نقحان جلد اول ص ۲۷ مطبوعہ بیروت
طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جبرانی نے مرفوعاً روایت کی کہ قرآن کریم کے حروف دس لاکھ ستائیس ہزار ہیں۔ تو جو شخص صبر و اصاب کی نیت سے ان کی تلاوت کا شرف حاصل کرے۔ اسے ہر ایک ایک حرف کے بدلے میں حورالعین کا جوڑا ملے گا۔ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ مگر جبرانی کے شیخ محمد بن حیدر بن آدم بن ابی ایاس کو ان کے بارے میں امام ذہبی نے اسی حدیث کی وجہ سے جرح کیا ہے۔ اور اگر اس کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ تو پھر اس سے مراد ان تمام حروف سمیت اتنی تعداد ہے۔ جو باقیار تعدادتِ فسوخ ہو چکے ہیں۔ کیونکہ موجود قرآن میں اتنی تعداد میں حروف نہیں ہیں۔

تفسیر نقحان کی روایت کے مکمل طور پر پڑھنے سے واضح ہو گیا کہ معترض کا

لَهُ بِكُلِّ حَرْفٍ نُّزُوحٌ مِّنَ الْحُجُرِ الْعِزِّ قَالُوا
الْطَّبْرَانِي فِي مُعَيِّمِهِ الْأَوْسَطِ لَا يُزَوِّي عَنْ
عَمَلِهِ إِلَّا بِهَذَا الْأَسْتَدِ

امیزان الاعتدال جلد سوم صفحہ

۹۹-۱۰۰ حرف المیم - مطبوعہ

مصر قدیم

ترجمہ:

محمد بن عبید بن آدم بن ابی ایاس مستقلی ایک خبر باطل میں تنہا
راوی ہے۔ ہرانی نے کہا کہ میں محمد بن عبید انہیں ان کے باپ
انہیں ان کے دادے نے حفص بن میسرہ سے اور انہوں نے زید
بن اسلم انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ قرآن کریم کے دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں۔ جو
ان کو صبر و احتساب سے پڑھے اس کو ہر حرف کے بدل میں ایک
جوڑا عوراعین کاٹے گا۔ ہرانی نے اپنی سمجھ اوسط میں کہا۔ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ سے روایت صرف اسی سند کے ذریعہ
کی گئی ہے۔

جواب اول

بسیا کہ ہم حریف کر چکے ہیں۔ کہ یہ خبر ”خبر باطل“ ہے۔ ہذا محل استہشاد نہیں
ہو سکتی۔ اور اگر اسے بالعرض دست سبیم کر لیا جائے۔ تو علامہ السیوطی نے

اس کا جواب اور اس کی توجیہ خود بیان فرمادی۔ وہ یہ کہ قرآن کریم کے حروف کی تعداد جو دس لاکھ سستائیس ہزار بتائی گئی۔ وہ ان تمام حروف کو ظاہر ہے۔ جو باعتبار تلاوت کے مسوخ ہو چکے ہیں۔ لہذا اعتراض تب ہوتا۔ کہ یہ بات مذکور ہوتی۔ کہ ان حروف میں سے کوئی بھی مسوخ نہ ہوا۔ حالانکہ ایسا کوئی اشارہ نہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعراض بستی و کیم

ایک سورۃ میں کئی بیشی

تفسیر درمثور میں مذکور ہے کہ جب حضرت مقرر رضی اللہ عنہ مکہ شام میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو ابودرداء نے ان سے پوچھا کہ بعد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۃ الیل میں وما خلق الذکر والانی پڑھتے ہیں۔ یا والذکر والانی۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ الذکر والانی پڑھتے ہیں۔ اس پر ابودرداء نے فرمایا۔ بخدا اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا۔ حالِ ملاحظہ ہو۔

تفسیر درمثور

الْحَرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنصُوبٍ وَ أَحْمَدُ وَ عَبْدُ بَن
حَمِيدٍ وَ الْبُخَارِيُّ وَ الْمُسْلِمُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ جَرِيرٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَ ابْنُ مَرْثُومٍ
عَنْ عَلْقَمَةَ أَمَّا قَدَمَ الشَّاهِ فَجَلَسَ إِلَى

اٰیہ السَّوۡرَةِ اَآءِ قَتَالَ لَہٗ اَبُوۡ دَرْدَا ؕ وَ مَسَّنَ
اَنْتَ قَالَ مِنْ اَہْلِ الْکُوفَةِ قَالَ کَیۡتَ سَمِعْتَ
عَبۡدَ اللّٰہِ یَغۡرَا ؕ وَ اللّٰیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی وَ اَلْ
عَنۡقَمَۃُ وَ الذِّکۡرِ ؕ اَلَا نُنۡیَ قَالَ اَبُوۡ الدَّوۡدِ
اَشۡہَدُ اَنِّیۡ سَمِعْتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَ سَلَّمَ یَقۡرَا ہٰکِذَا وَ مَثَلًا لِّیۡ یُرِیۡدُ رُفِیۡ عَلٰی
اَنِّیۡ اَقۡرَأُہَا خَلَقَ الذِّکۡرَ ؕ اَلَا نُنۡیَ وَ
اللّٰہُ لَا اُتٰ بِعَہۡمَ ۔

(تفسیر در منثور جلد ۳ ص ۲۵۸ / مطبوعہ

بیروت طبع جدید)

ترجمہ :

(بکثرت اسناد) حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے۔ اور
حضرت ابو درود اور رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ جناب ابو
درود اس نے ان سے دریافت کیا تم کن لوگوں میں سے ہو؟ عرض کیا۔
اہل کوفہ سے ہوں۔ تو حضرت ابو درود اس نے پوچھا۔ یہ بتلاؤ کہ عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تم نے سورۃ الیل کیسے طرح پڑھتے سنا کیا
واللیل اذا یغشی..... والذکر والانثی۔ یہ سن کر
حضرت ابو درود اور رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اسی طرح پڑھتے سنا۔ لیکن
یہ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ میں ان الفاظ کو اس طرح پڑھوں۔ خلدۃ
الذکر والانثی۔ خدا کی قسم میں ان کی یہ بات ہرگز مانوں گا۔

روایت مذکورہ سے ثابت ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی اس بات کی تصریح کر رہے ہیں۔ کہ سورۃ البقرہ میں دو الذکر والانشی، الفاظ تھے۔ لیکن اب موجود قرآن میں وہما خلق الذکر والانشی، ہے۔ جس صحت ظاہر کہ سینوں نے اس سورتہ میں اپنی مرضی سے چند الفاظ بڑھا دیئے۔ حالانکہ قرآن کریم کے الفاظ میں کمی بیشی کا ان کو اختیار نہیں۔ لہذا ثابت ہوا۔ کہ موجود قرآن میں اصل قرآن کی بہت الفاظ کی زیادتی پائی جاتی ہے۔

جواب ۱

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔ کہ اہل تشیع کے پاس ہم پر اعتراض کرنے کیلئے یا تو آیات مسوومہ متی ہیں۔ یا اختلاف قراءۃ یا روایات شاذہ کا ہمارا یا جاتا ہے یہ اعتراض بھی قراءۃ شاذہ کے قبیلہ میں سے ہے۔ جس کو دونوں طرف کے مفسرین نے ذکر کیا ہے۔

تفسیر روح المعانی

وَأَن تَعْلَمُوا أَنَّ هَذِهِ قِرَاءَةٌ شَاذَةٌ مِّنْ قَوْلِهِ أَحَادًا
لَّا تَجُوزُ الْقِرَاءَةُ بِهَا۔

تفسیر ۱۰ ج ۱۰ المعانی پارہ ۳ ص ۳۰۷ واپیل
'جو حدیث'

ترجمہ:

تم اچھی طرح جانتے ہو۔ کہ یہ قراءۃ (الذکر والانشی) شاذہ ہے۔ اور
بطریق احاد منقول ہے۔ اس سے قراءۃ جائز نہیں۔ علامہ آلوسی صاحب

تفسیر روح المعانی نے مفسر غرضی والی مکمل حدیث نقل کر کے پھر فرمایا۔ کہ واللہ کرد
الانثی والی روایت جو کہ "وامن" کے بغیر ہے۔ شاذ ہے۔ اسی طرح ضمیمہ
مفسر نے بھی لکھا ہے۔

تفسیر مجمع البیان

فِي الشَّوَاذِ قِسَاءُ النَّبِيِّ وَ قِسَاءُ عَالِيَةِ
بَنِي إِسْرَافِيلَ طَالِبٍ وَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَ ابْنِ الدُّنَا
وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ الْمَشْهُورِ إِذَا كَجَلَّتْ وَ خَلَقَ
الذَّكَرَ وَ الْأُنْثَى بِغَيْرِ مَا سَمِعْتَنِي ذَلِكَ عَنْ أَبِي
عَبْدِ اللَّهِ۔

(تفسیر مجمع البیان جلد پنجم جزو دوم ص ۵۰۰)
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :

شاذ قرأتوں میں سے ایک قرأت وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
اور قرأت علی بن ابی طالب، ابن مسعود، ابی ورداء اور ابن عباس رضی اللہ
عنہم کی ہے۔ وہ یہ ہے۔ "النہار اذا تجلّی و خلق الذکر و
الانثی"۔ اس قرأت میں لفظ "وما" مذکور نہیں یہ روایت ابو عبد اللہ
سے مروی ہے۔ یعنی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے)

علامہ طبرسی نے بات واضح کر دی۔ کہ لفظ "وما" کے بغیر قرأت کی جو روایت
حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی بن مسعود، ابو ورداء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم
کی طرف منسوب ہے۔ وہ شاذ ہے۔ اس کے مقابل وہ روایت کہ جس میں سے

وہ اخلق الذکر الخ یعنی لفظ "ما" موجود ہے۔ وہ روایت و قراۃ متواترہ ہے۔ لہذا جب کسی لفظ کا قرآن ہونا روایت شاذہ سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ اصل قرآن کے الفاظ وہی تھے۔ جواب بھی یس۔

پھر جب لفظ "ما" کے بغیر والی قراۃ شاذہ ٹھہری۔ تو وہ روایت و قراۃ کہ جس میں لفظ "ما" کے ساتھ "وخلق" بھی منقول ہے۔ وہ کس طرح صحیح اور متواتر ہو سکتی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ "ما اخلق" کے بغیر سورۃ ایل کی آیت والی قراۃ شاذہ ہے۔ اسی کی تائید تفسیر قرطبی نے بھی کی ہے۔

تفسیر قرطبی

وَفِي صَاحِبِ مُسْلِمٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَدِمْنَا الشَّامَ فَأَتَانَا
أَبُو الْدَّرْدَاءِ فَقَالَ فِيكُمْ أَحَدٌ يَقْرَأُ وَعَلَى قِرَاءَةٍ
عَبْدُ اللَّهِ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدُ اللَّهِ
يَقْرَأُ هَذِهِ الْآيَةَ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى) قَالَ سَمِعْتُهُ
يَقْرَأُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى) وَالْكَوْنِ وَالْأَرْضِ قَالَ وَ
أَنَا وَاللَّهُ هَكَذَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَقْرَأُ هَذَا وَلَكِنْ هَلْ لَكُمْ بِمُرِيدٍ وَنَ أَتِ
آخِرًا وَمَا خَلَقَ فَلَا أَتَا بِهِمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ الْأَنْبَارِيُّ
وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمُرُوزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ آخِرَ آيَةٍ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّى اَنَا الذَّرَّاقُ
 وَ الْقُوَّةُ الْمَتَيْنِ فَتَالَ اَبُو بَكْرٍ كُلُّهُ مِنْ
 هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ مَرَّةً وَدَّ بِخِلَافِ الْاِجْمَاعِ
 لَهُ وَ اَنَّ حَمَّةً وَ عَاصِمًا يَرْوِيَانِ عَنْ
 عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ مَا عَلَيْهِ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِيْنَ
 وَ الثَّبَاتُ عَلَى سَنَدَيْنِ يُؤَيِّقَانِ الْاِجْمَاعَ اَوَّلَى
 مِنَ الْاِخْتِزَابِ وَ اَحَدٌ يَخَالِفُهُ الْاِجْمَاعُ وَ
 الْاُمَّةُ.

(تفسیر قرطبی جلد ۲ ص ۸۱ سورۃ البقرہ)
 مطبوعہ قاہرہ

ترجمہ:

صحیح مسلم شریف میں حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ہم جب
 ملک شام گئے۔ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بھی گئے۔
 بوقت ملاقات انہوں نے پوچھا۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے
 جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے مطابق قرآن
 پڑھتا ہو۔ میں نے کہا۔ ہاں میں ایسی قرأت پڑھتا ہوں کہنے لگے
 اچھا تو پھر وہ سورۃ البقرہ پڑھ کر سنناؤ کہ حضرت عبداللہ بن مسعود
 کیسے قرأت کیا کرتے تھے۔ میں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ واللہ
 اذا يغشى..... والذاكرو الانثى۔ یہ سن کر فرمانے لگے۔ میں
 نے بھی خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔
 وہ یہی اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں

یوں پڑھوں دوزما خلق الذکر والانثی۔ لیکن میں اس بات پر نہیں مانوں گا۔ ابو بکر انباری نے کہا۔ ہمیں محمد بن یحییٰ مروزی نے حدیث سنائی۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہمیں محمد اور انہیں احمد بن حنبل نے انہیں اسرائیل نے انہیں ابواسحاق نے انہیں عبد الرحمن بن یزید نے انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت یوں پڑھائی تھی۔ انا المرزاق ذو القوة المتین۔ ابو بکر کہتے ہیں۔ یہ دونوں حدیثیں مردود ہیں بلکہ ان کے خلاف منعقد ہے۔ حمزہ اور عامر دونوں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ یعنی وما خلق الذکر والانثی اور ایسی روایات پر اعتماد کرنا جو اجماع کے موافق ہوں۔ یہ بہتر ہے۔ اس سے کہ ایک ایسی سند پر اعتماد کیا جائے۔ جو اجماع اور امت مسلمہ کے مخالف ہو۔

حضرات قارئین! اپنے ملاحظہ فرمایا۔ کہ سورۃ وائیل میں آیت دو والذکر والانثی، جو لفظ دما خلق، کے بغیر روایت کی گئی۔ یہ قرآنہ شاذہ ہے۔ اور اس کے شذوذ کو اہل تشیع دونوں مفسرین نے مانا۔ تفسیر قرطبی نے اس کے ساتھ ساتھ سے مردود تک کہہ دیا۔ اس وضاحت کے بعد ہم اہل سنت پر اس معاملہ میں تحریرین یا حروف کی زیادتی کا الزام دینا کسی طور پر بھی درست نہیں۔

ما صاحب تفسیر قرطبی نے دونوں اقسام کی روایات کا موازنہ بھی کیا حضرت عبد اللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت حدیث منقول کی ہے۔ جو مقرر نے پیش کی۔ یہ شاذہ ہے۔ اور اس کے مقابل وہ روایت ہے۔ جسے قرآن سجدہ میں

حزبہ اور عام نے روایت کیا۔ یہ متواتر ہے۔ اور اجماع امت کے موافق ہے اس لیے خبر و حد کو خبر متواتر کے مقابل لانا بلکہ اس سے زیادہ اہمیت دینا اور پھر اس طرح اہم پڑی ذاتی حروف، اگر اجماع لگانا قطعاً درست نہیں۔ ایک مادل شخص کی روایت دو روایت متواترہ، قرار نہیں دی جاسکتی۔ در خلا اتا بعدھم، کے الفاظ پر تفسیر قرطبی کے ماشیہ میں یہ وضاحت مذکور ہے۔

تفسیر قرطبی:

وَفِي كِتَابِ الْأَحْكَامِ لِابْنِ الْعَرَبِيِّ مَا نَصَّهُ هَذَا
مِمَّا لَا يَلْتَقِئُ إِلَيْهِ بَشَرٌ فَإِنَّ الْقُرْآنَ
لَا يَنْجُبُ يَنْقُلِي الذَّوَاجِدَ وَإِنْ كَانَ عَدُّ لَا قَدَاسًا
يَثْبُتُ بِالْمَقْوَاتِ الَّذِي يَقَعُ بِهِ الْعِلْمُ .

تفسیر قرطبی جلد نمبر ۲ ص ۱۱۱ طبع
قاہرہ

ترجمہ:

ابن عربی کے تصنیف کتاب الاحکام میں بطور نص ذکر کیا کہ (یعنی روایت علمہ ایسی بات ہے جس کی طرف کوئی انسان توجہ نہیں کر پاتا۔ کیونکہ خبر واحد سے کبھی قرآن ثابت نہیں ہوتا۔ اگرچہ اس کا راوی مادل ہی کیوں نہ ہو۔ قرآنیت تو خبر متواتر سے ثابت ہوا کرتی ہے۔ جس پر علم یقینی آجاتا ہے۔

دیکھئے۔ مثنیٰ نے وہی بات کی۔ جس کا ہم مذکور کر چکے ہیں۔ اور اس بات

کی نسبت امام محمد بن عریضہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ
اگرچہ بقیہ صحابہ کرام کی طرح عادل ہیں۔ لیکن ایک عادل کی روایت سے تو اثر ثبات
نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک تو اثر نہ ہو کسی جملہ یا لفظ کا قرآنی ثبوت ہونا قطعاً ثابت
نہیں ہو سکتا۔ اس لیے مذکورہ الفاظ جو حضرت علقمہ کی روایت کے مطابق کم ہیں۔
صرف اتنے الفاظ پر آیت کا شتمل ہونا شاذ ہے۔ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔
اس کے برخلاف عام اور حمزہ کی روایت پر چونکہ اجماع امت منقطع ہے۔ اس لیے
یہ زیادتی سنیوں کی طرف سے نہیں۔ بلکہ خبر متواتر کے ذریعہ اس کی قرآنیت ثابت
ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان شیعوں کو ہدایت عطا کرے۔

نوٹ:

جب میں تحریرتہ تمیخ قرآن کے متعلق ان سوال و جواب سے فارغ ہوا۔ تو
انہیں دفن ایک صحیح العقیدہ سنی فوجوان ناصر محمود پوری بدھ ہار اہل تشیع کی دو کتابیں
سے کرایا۔ ایک فتوحات شیعہ اور دوسری تحریرتہ قرآن تھا۔ ایک شیعہ مبلغ مولوی
اسامیل کے مناظروں پر مشتمل تھیں۔ اور ان میں اہل سنت پر شیعہ مذکور نے بے بنیاد
الزامات لگائے۔ ان الزامات کا تعلق بھی ”تحریرتہ قرآن“ کے ساتھ تھا۔ اس
فوجوان کی شد یہ تمنا دماغ پر میں نے ارادہ کر لیا۔ کہ ان الزامات کا بھی کچھ تذکرہ ہو
جائے۔ کچھ اعتراضات دہ تھے۔ کہ جن کے جوابات سے فراغت ہو چکی۔ مزید
اعتراضات کہ جن کا پہلے تذکرہ نہیں ہو سکا۔ اب انہیں لکھ کر ان کے جوابات میری
قلم کیے جا رہے ہیں۔



اعترافِ بست دوم

سینوں کے قرآن میں حروف کی تحریف۔

اہل سنت کی کتب تحریفِ قرآن سے متوہیں دیکھئے سب سے مایہ ناز کتاب
اصح الکتاب بعد از کلام باری سمجھی جاتی ہے یعنی بخاری شریف اس کی جلد دوسری
ص ۶۲۸ ملاحظہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُمَاظُ وَمَجْنَه
وَذَوَالْمِجَازِ أَسْوَاقَ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَنَافَعُوا
أَنْ يَتَجَرَّدُوا فِي النُّصُومِ فَتَزَلَّتْ لَيْسَ عَيْدُكُمْ
جُنَاحُ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ فِي هَوَايِهِم
الْمَعِيَّةِ .

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں۔ کہ زمانہ جاہلیت میں عُمَاظُ مجنہ
اور ذوالمجاز کے بازار لگا کرتے تھے۔ بنا بریں صحابہ کرام نے موسم حج
میں تجارت کو گناہ سمجھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کہ میں ہیکم ہیں

ان بمنزوا فضلا من ربحکم فی مراسم الحج۔

حضرات! اب میں حفاظ کرام خصوصاً حافظ تنظیم اللہ وسایا صاحب (جو وہاں) سے
براجمان تھے اسے پوچھتا ہوں۔ کہ مراسم الحج کس قرآن میں نازل ہوا تھا۔ اور کیا اب
موجود ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کہاں گیا۔ اور اگر یہ تفسیری اضافہ ہے۔ تو نزولت کے
ما تحت کیوں کیا تفسیر بھی نازل ہوئی ہے؟ اور منزل من اللہ کو قرآن سے کیوں
نکال لیا گیا۔؟

(ماخوذ از مزمعات شیعہ ص ۱۲۲) مبلغ اعظم اکیٹی

دکن مال محمد فیصل آباد

جواب اولی

قارئین کرام! مولوی اسماعیل شیبی کے مذکور اعتراض کا جواب دینے سے قبل ایک
دو باتیں گوش گزار کر رہا ہوں۔ جو ضروری ہیں۔ مولوی مذکور نے اس کتاب میں اپنے
منافقہ و درج کیے۔ جن میں بددیانتی اور فریب سے پورا پورا فائدہ اٹھایا گیا ہے
یہ اعتراض جس منظرے میں درج کیا ہے۔ وہ منظرہ مولوی محمد صدیق صاحب ہانڈیا نواز
کے ساتھ ہوا۔

لیکن مولوی محمد صدیق صاحب کی طرف سے اس منظرے میں جو کچھ کہا گیا۔
اسے درج تک نہیں کیا گیا۔ آخر کب ممکن ہے۔ کہ ایک شخص میدانِ منافقہ میں آئے
اور اس کی تیاری کر کے اُسے پھر وہ مقابل کے سامنے چمپ سادھ جائے۔ چونکہ
اس کتاب کی ترتیب و تحریر مولوی اسماعیل کے رحم و کرم پر تھی۔ جو چاہا لکھ دیا۔ اور
جسے چاہا چھوڑ دیا۔ اپنے وہ مقابل کے جوابات کا ذکر نہ کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش
کی گئی۔ کہ مولوی اسماعیل کے سوالات و اعتراضات کا واقعی کوئی جواب نہ ہی ملکا

اور مناظر اہل سنت نے منہ کی کھائی۔ اس لیے میں نے چاہا کہ ان اسماعیلی اعتراضات کا تفصیلی جواب تحریر کروں۔ تاکہ حقیقت حال ناظرین پر واضح ہو جائے۔

یخا رسی شریف دکر جس کا حوالہ دیا گیا ہے (کو اٹھا کر اس مقام کو پڑھیں۔ جہاں سے اسماعیل شیعہ نے عبارت نقل کی۔ مذکور مقام میں ”دنی مراسم الحج“ پر کوئی کثیر نہیں لڑائی گئی۔ جیسا کہ دوسری آیت یعنی ”یس عظیم جاع ان یبتغوا الثمر یثوالی گئی۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ دنی مراسم الحج کا تعلق فتنہ زنت فعل سے ہے۔ لہذا اس کو آیت کا حصہ شمار کرنا درست نہیں۔ کیونکہ معنی یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام نے موسم حج میں تجارت کو ترک کرنا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس موسم میں تجارت کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ ”یس عظیم الخ“۔ تو دنی مراسم الحج، جب آیت قرآنی کا حصہ ہی نہیں۔ تو اس کے بارے میں وہ سوالات جو معترض نے کیے۔ کہ تحریر ہو گئی وغیرہ سرے سے ختم ہو گئے۔

پھر اس پر اجماع مزید یہ کہتے ہیں۔ کہ چوتھ اس حصہ دنی مراسم الحج کو قرآن ہنا ثابت کر دو۔ کیونکہ ضابطہ یہ ہے۔ کہ کسی جملہ عبارت کا قرآن ہونا تو اتر کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ تو کسی اہل بیت کے امام کی روایت سے یہ ثابت کر دو۔ کہ انہوں نے اس کو قرآن کہا ہو۔ تو میں ہزار روپیہ نقد یا ڈی۔ لیکن یہ دعویٰ ہے کہ سکتا ہوں۔ کہ دنیائے شیعہ کبھی اس کو ثابت نہ کر سکے گی۔ جب قرآن میں داخل ہی نہیں۔ تو پھر اس سے نکالنے کا کیا مطلب؟

جواب دوم

بات حقیقت میں یہ ہے۔ کہ حضرات صحابہ کرام بعض دفعہ قرآنی آیت کے ساتھ تفسیری نوٹ بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ اور انہیں اس فرق کا بخوبی علم۔

دستاویزیت ہے۔ اور کتنا تفسیری نوٹ لیکن بعد میں کچھ راویوں نے ان تفسیری
جموں کو قرآن سمجھ کر روایت کر دیا۔ اور انہیں داخل قرآن بیان کیا۔ لیکن ایسا کرنے سے
کوئی جویا لفظ قرآن بن نہیں جاتا۔ اس کی چند مثالیں علامہ السیوطی نے اپنی تفسیر میں
ذکر کیں ہیں۔

تفسیر اتقان

الَّذِينَ مِنَ الْمَرْصُوعِ كَقِرَاءَةِ الْخَزَائِعِ وَظَاهِرُ لِي
سَادِسٌ يُشِيرُ إِلَى أَنْوَاعِ الْقِرَاءَةِ بِإِثْنِ الْمَرْسُوحِ
وَمِنْهُ مَا أُرِيدَ فِي الْقِرَاءَةِ عَادَةً عَلَى وَجْهِ التَّفْسِيرِ
كَقِرَاءَةِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي وَثَّاحٍ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ أَوْ اخْتِ
مِنْ أَقْرَبِ أَخْرَجَهَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَفِرَاءَةُ بْنُ
عَبَّاسٍ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا
مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ وَأَخَذَ بِهِ عَنِ
الْحَسَنِ أَتَمًّا كَانَ يَقْرَأُ (وَأِنْ مِنْكُمْ إِلَّا قَارِعًا
الْوُرُودُ الدَّخُولُ) قَالَ الْأَنْبَارِيُّ قَوْلُ الْوُرُودِ
الدَّخُولُ تَفْسِيرٌ مِنَ الْحَسَنِ لِمَعْنَى الْوُرُودِ وَ
غَلَطَ فِيهِ بَعْضُ الرُّوَاةِ قَالُوا دَخَلَهُ فِي التَّرَاوِيحِ
قَالَ ابْنُ الْبَرَزِيِّ فِي أَحْمَدَ كَلَامِهِ وَمُبَاحًا كَانُوا
يَدْخُلُونَ التَّفْسِيرَ فِي الْقِرَاءَةِ أَيْضًا
حَاشَا بَيَانًا لَا تَهْمُ مَحَقِّقُونَ يَمَا تَقْتَضِيهِ
عَنِ الشَّيْخِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْآنًا

فَهُمْ أَهْمُونَ مِنَ الَّذِينَ نَبَّأَسْ وَرَبَّمَا كَانَ
بَعْضُهُمْ يَكْتُمُ لِبَعْضٍ مَعَهُ -

ترتیب آفاق جلد اول ص ۹، مطبوعہ بیروت
طبع جدید

ترجمہ:

قرآن کی پانچویں قسم پر موضوع ہے۔ اس کی مثال قرآن است خراعی ہے
مجھے چھٹی قسم کا بھی علم ہوا۔ جو حدیث مدراج سے مشابہ ہے۔ یہ وہ قسم
ہے۔ کہ تفسیر کے اعتبار سے کسی قدرت میں زیادتی کرنی باقی۔ جیسا کہ
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ قدرت ہے۔ لیکن علیکم
واخت من امر۔ اس کی روایت سعید بن منصور نے کی۔ دوسری
مثال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ہے۔ لیکن
علیکم جناح ان تبتعدوا فضلا من ربکم فی مواسم الخ
اور حسن سے یوں قرأت کی روایت آئی ہے۔ وان منکم
الا وادھا البودود الدخیل۔ انباری نے کہا۔ کہ جناب
حسن کا قول البودود الدخول خود ان کی تفسیر ہے۔ جو درج
کی گئی ہے۔ بعض راویوں نے غلطی کی۔ اور اسے قرآن میں داخل
کر دیا۔ ابن جریر نے اپنے کلام کے اقتناء پر کہا۔ وہ لوگوں نے
بعض دفعہ تفسیری جملوں کو قرآن میں داخل کر دیا۔ لیکن خود تفسیری
قوت رکھنے والے اس میں شک نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذریعہ جو انہیں پہنچا۔ اس کے بارے میں وہ اچھی

طرح بناتے تھے۔ کہ قرآن کیا ہے اور تفسیر کیا ہے۔ اس لیے وہ ان دونوں میں غلط فہم سے بالکل محفوظ و مامون تھے۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوا۔ کہ کچھ لوگوں نے قرآن کے ساتھ جلد تفسیر یہ بھی لکھ دیا۔

جواب سوہ

صحیح بخاری شریف میں روایت مذکور کے الفاظ دو فی مواسم الحج کا پر تفسیری و تشریحی حاشیہ یہ تحریر ہے۔

بخاری شریف

فی مواسم الحج كلام الراوى ذكره تفسير اللآلية
الكريمة..... رواه ابن عمر في مسنده وكان
ابن عباس يقرأها فمضى على هذا من القراء
الشاذة وحكمها عند الاثمة حكم التفسير
د بخاری شریف جلد اول ص ۲۳۸
حاشیہ نمبر ۱ مطبوعہ مجمع المطابع کراچی

ترجمہ:

دو فی مواسم الحج.. راوی نے آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ
الفاظ کہے..... ابن عمر نے اپنی سند میں کلمہ مذکور
ابن عباس رضی اللہ عنہ ان الفاظ کی تلاوت کرتے تھے۔ اس
روایت کے اعتبار سے یہ قرأت، شاذ کہلائے گی۔ اور روایت
قرآن شاذہ صرف تفسیر کا کام ہی دے سکتی ہے۔

جواب چہارم

مولوی اسماعیل کی اسی تصنیف "دفترحات شیعہ" میں ص ۱۲۵ پر ایک اعتراض اور اس کا جواب ہم ذکر کر دیتے ہیں۔

اعتراض یہ ہوا کہ لقد عهدنا الى ادم من قبل كلمات في محمد وعلى وفاطمة والحسين والائمة من ذريتهم کے الفاظ شیعوں کی مشہور اور مستند کتاب "اصول کافی" میں مذکور ہیں۔ لیکن اب قرآن میں موجود نہیں۔ لہذا یہ اہل تشیع کی طرف تحریف کی گئی۔ مولوی اسماعیل نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وان دو قول روایتوں میں لفظ ”فی“ تو بطور تفسیر واقع ہوا ہے اس میں لفظ نزول یا قرأت دکھلائیے۔ ورنہ..... کیونکر یہ ماتحت لفظ ”فی“ خدق قبل ہے۔ جیسا کہ تفسیر مافی ص ۴ پر مذکور ہے۔ کہ ان بعض المحدثات کما من قبیل التفسیر والبیان ولو یکن من اجزاء القرآن یعنی محذوف شدہ حروف جن کا کتب شیعہ میں ذکر ہے۔ وہ از قم تفسیر اور بیان ہیں۔ اور اجزائے قرآن میں سے نہیں ہیں“

لمحہ فکریہ

مولوی اسماعیل کو جن کے تمام بزرگ اس کے معتقد ہیں۔ کہ موجود قرآن مکمل اور محفوظ ہے۔ جب ان پر امام غائب کی مصدقہ کتاب سے کوئی ایسا حوالہ پیش کیا جائے۔ جو تحریف قرآن پر دلالت کرتا ہو۔ تو اس کے جواب میں فوراً یہ بہانہ

تلاشتے ہیں۔ کہ لفظ ”فی“ تفسیر اور بیان کے طور پر مذکور ہوا۔ ذکر اہل قرآن کے طور پر۔ اس قسم کے مخدوخت و ماضی تفسیری نوٹ ہوا کرتے ہیں۔ تو ہم بھی یہی عرض کر رہے ہیں۔ کہ آیت زیر بحث میں بھی لفظ ”فی“، موجود ہے۔ (فی موسم الحج،، کے الفاظ اس کو تفسیر و بیان بنانے میں کونسا سانپ سونگھتا ہے۔ جبکہ ہم نے متعدد کتب سے یہ بات کر دی ہے کہ ”فی موسم الحج“ کے الفاظ قرآن کا حصہ نہیں ہیں۔ بلکہ تفسیری الفاظ ہیں۔ تم کہو تو درست اور ہم وہی بات کہیں تو غلط۔ سبحان اللہ! کیا انصاف فرماید۔

اعتراض بست و سوم

فتوحات شیعری بخاری شریف سے ایک اور روایت ذکر کر کے اہل سنت پر الزام تحریف لگایا گیا عبارت ملاحظہ ہو۔
حضرت یحییٰ بخاری شریف، ص ۴۲ سے ایک اور روایت بھی سن لیجئے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا فُزْنَا وَأَنْذَرْتُ عَشِيرَتَكَ الْآ
قَرَبِينَ وَرَهْطَكَ وَمَنْهُمْ الْمُخْلَعِينَ۔

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
ہے کہ وَأَنْذَرْتُ عَشِيرَتَكَ الْآقَرَبِينَ وَرَهْطَكَ مِنْهُمْ
المُخْلَعِينَ

صلح عظیم نے فرمایا۔ او مافکو اور قاریو بناؤ رہطک منہم المخلعین کس قدر قرآن کی
آیت ہے۔ اگر مسوخ ہو گئی تو اس کی ناسخ کون سی آیت ہے۔ اگر تفسیری نوٹ ہے۔
تو نازل ہونے کی کیا معنی؟ اور عبداللہ بن عباس جیسے ہر الامت اور ترجمان القرآن
نے اس کی قرأت کیسے کی؟ (فتوحات شیعری ص ۱۲۲)

خلاصہ

حقیقت یہ ہے کہ خود شیعہ قرآن کریم کے محرف ہونے کے قائل اور معتقد ہیں۔ اور جب ان سے اپنے وفاداریں کوئی جیل درست نہیں ہو پاتا۔ تو پھر ان اہل سنت کو بھی اپنا ساتھی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور ان شور مچاتے ہیں۔ کہ دیکھو ہم تو قرآن کریم کو مکمل اور غیر محرف مانتے ہیں۔ لیکن سنی اس کو کامل و مکمل نہیں مانتے۔

ان سے میں دریافت کرتا ہوں۔ کہ تمہارے ہی مسلک کی معتبر تفسیر صحیحہ البیان میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ”وحدثک منہم الخلیفین“ کی روایت منقول ہے۔ تو بتاؤ کہ امام موصی اسے یہ الفاظ قرآن سمجھ کر پڑھے یا غیر قرآن؟ اگر کہو کہ قرآن سمجھ کر پڑھے۔ تو پھر تفسیر و بیان کے زمرے میں ہی آئیں گے۔ یا اختلافِ قرأت کی صورت میں پڑھے گئے ہوں گے۔ تو ہم بھی ان دونوں صورتوں کے قائل ہیں۔ لیکن اس کو ”تحریت قرآن“ کیسے کہا گیا؟ شیعہ سنی دونوں کی کتاب میں اس جملہ کو ”قرآن کا حقہ“ قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ بالاتفاق اختلافِ قرأت کی صورت ہے۔ اسے مولوی اسماعیل کی لاطمی کہہ لیں۔ یا تجاہل عارفانہ۔ بے چارے کو اپنے مسلک کی خبر نہیں۔ اور ہے مبلغ اعظم۔ ہائے اہل تشیع کا ”دوطولاً“، ضرور ہے۔ کیونکہ اپنے منہ میاں مٹھوا سی کی کہاوت ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعتراض بست و چہارم

سینوں کے قرآن میں حروف کی تحریف

علامہ حارثی شیشی کے رسالہ کو فقیر نے دیکھا، اس میں اکثر اعتراضات وہی تھے۔ جن کا جواب میں عرض کر چکا ہوں لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ علامہ دومین جن آیات کو اہل سنت پر تحریف کے الزام کے طور پر پیش کرتا ہے۔ انہی آیات کو اپنی تفسیر میں "نسخ" کے زمرے میں شمار کرتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں۔ کہ کس قدر منافقت ہے۔ جب قرآن کریم میں نسخ کی اقسام کے ثبوت کی بحث کرتا ہے۔ تو انہی آیات کو مفسرین اختلاف کے لیے بطور استشہاد پیش کرتا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی آیات اللہ تعالیٰ نے افشا لی ہیں۔ پھر کہاں درجہ کی بددیانتی یہ کہ انہی آیات کو اپنے رسالہ میں تحریف کے ثبوت میں پیش کر کے اہل سنت کو بدنام کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس علامہ (الامر) کی دو غلطی چال کو میں آخر میں تحریر کروں گا۔ جہاں بطور آئینہ ایک ہی آیت کے بارے میں آپ اہل بات کی تصدیق کریں گے۔ جو کچھ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔

سردست ایک جہارت بطور نمونہ ذکر کرتا ہوں۔

انجیل سلو...

رسالہ تخریفات قرآن

ایضاً ص ۱۳ سطر ۲۹ میں امام سیوطی نے لکھا ہے۔

اَخْرَجَ السَّيِّئَ مَذِيحًا وَابْنُ اَبِي السُّنْيَا وَابْنُ الْاَثَبِ زَيْحًا
حَكَاهُمَا فِي كِتَابِ الْمَصَاحِفِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ
بِغَيْرِ اَلَيْفٍ - انتهى بلفظه

ترجمہ

یعنی اخراج کیا ہے ترمذی اور ابن الدنیا و ابن الانبازی نے کن البصا
میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ یہ غیر سلی اللہ علیہ وسلم ملک یوم الدین
بغیر الف کے پڑھا کرتے تھے۔

اور سطر ۳۰ میں ہے کہ ابن الانبازی نے اخراج کیا ہے انس بن مالک سے۔
قَرَأَ الرَّسُولُ اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الْاَثَبِ
وَعُمَرُ وَطَلْحَةُ وَ الزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَوْيٍ
وَمَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ بِغَيْرِ اَلَيْفٍ۔

ترجمہ :-

یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام اور ابو بکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن
نوف اور معاذ بن جبل نے ملک یوم الدین بغیر الف کے قرات
کی ہے۔

ایضاً ص ۱۳ سطر ۳۱ میں تیسری روایت ابو داؤد، خلیفہ نے اخراج کی ہے۔ طریق
بن شہاب سید بن المسیب اور ملازمین عازب سے کہ انہوں نے کہا۔

قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَغَرَّ
مَلَائِكَةُ يَوْمَ الْيَوْمِ -

فرمایا کہ میں صاحبِ نزائے جب اکابرِ اہل سنت مان چکے ہیں کہ سورۃ الف تحریف کی ایک آیت ناسخ ہے۔ نہ نسخ تو پھر وہ جگہوں میں دو حرفوں کو تغیر یعنی "مراط" میں سین کا ماد سے بدل جانا اور مَلِیْنَا بے لست میں الف زیادہ کر کے مَلِکَب۔
بتا دینا حُرُوتِ قرآنی کی تحریف نہیں تو کیا ہے؟

اس میں ایک بات قابلِ غور یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہے کہ مَلَائِكُہ کو الف بڑھا دینے سے مَلَائِکَہ بنایا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ کئیوں کی روایتوں سے جہاں قرآن میں لکھی جاتا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں زیادتی کیا جانا بھی ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن میں دونوں قسم کی تحریف واقع ہوئی ہے۔ پس اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کئیوں کے مذہب کے مطابق قرآن میں دونوں قسم کی تحریف واقع ہوئی ہے۔ یعنی اگر بعض سورتوں اور آیتوں میں کمی کی گئی ہے۔ تو بعض سورتوں میں زیادتی بھی کر دی گئی ہے۔ دیکھیے بات ہوئی نہ۔
عوضِ معاوضہ گلا خوار۔

درمات تحریف قرآن مصنفہ لاہوری شیعہ

۷ ہجری ۱۴۲۷ - ۲۳ مہینہ مکتب خاز

مسینہ ص ۷۲ مکتب خاز لاہور

جواب

دعا اللہ میں لفظ مراد کو آہ پڑھنے کے بارے میں اعتراض و جواب تفصیل
گزر چکا ہے۔ اس لیے اب اسے دوبارہ ذکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

جگہ صرف خاموشی کے اس الزام کا جواب گوش گزار کر رہا ہوں کہ دو سینوں کے قرآن میں حروف کی تحریر میں تو یکساں ہے۔ کہ اصل میں یہ لفظ: و م الذین تھا تو انہوں نے ایک علت کا اضافہ کرتے ہوئے ایک بنا دیا ہے۔

لامعاری کی دو غلطی سے مجھے تعجب اور حیرت ہوئی۔ کیونکہ جب اسی کو بخوبی علم ہے کہ اس فقہ میں مَلَّی اور مَلَّی دونوں قراءتیں متواتر ہیں۔ اور سات مشہور قراءتوں کو اسی صنف سے اپنی تفسیر و جامع التفسیر میں ایک نقشہ کے ذریعہ بتلایا ہے کہ ساتوں قراءت مشہور متواتر ہیں۔ نقشہ درج ذیل ہے۔

تفسیر جامع التفسیر:

در این نقشہ بالا جملا اسماء قراء سبعہ کو در اول خانہ ضبط اندام روات چہار روگہ نہ ایشا کہ فی قاری ذو راوی اند و در دو خانہ آخر متالی ہر یک قاری دو اسم راوی ضبط شدند۔

تعداد قاری	نام قاری	نام راوی اولی	نام راوی ثانی	تعداد راوی
۱	نافع مدنی	قانون مدنی	ورش المصری	۲
۲	ابن الکثیر مکی	بزی مکی	قنبلی مکی	۲
۳	ابو عمرو بصری	دوری بغدادی	سوی بغدادی	۲
۴	ابن عامر شامی	ہشام دمشقی	ابن ذکوان شامی	۲
۵	عاصم کوفی	ابو بکر کوفی	حفص کوفی	۲
۶	حمزہ کوفی	خلفہ قمی	خلاد کوفی	۲
۷	کسائی کوفی	ابو جعفر بغدادی	دوری بغدادی	۲

اس نقشہ میں قراء سبعہ کے اسماء کو اجمالی کے ساتھ یہ ہے یا نہیں لکھا گیا ہے

یعنی چودہ راویوں کے کہہ قاری کے دوراوی ہیں۔ اور دوسرے دو خانوں میں ہر ایک قاری کے مقابل میں دوراویوں کے نام لکھے گئے ہیں۔

تنبیہ

تفسیر دوا مع التنزیل:

شہر زین المفسرین آنست کہ قرآن ہنگامہ متواتر است لہذا جماعتی از فقہا خواندن یک نماز فریضہ بیفت قرآنہ جائز و بعضی مستحب میدانند اما قرآنیکہ مطابق قرآنہ ائمہ اہل بیت باشند ہماں قرآنہ انسب و احوط است ہاں قرآنہ کو فیماں غالباً است۔

(تفسیر دوا مع التنزیل جلد اول ص ۹-۱۰)

مطہرہ کا شیخ پریم لاہور

ترجمہ:

مفسرین کرام کے ہاں شہد یہ ہے کہ ساتوں قراءتیں متواتر ہیں۔ اسی لیے فقہائے کرام کی ایک جماعت نے فرضی نماز کو ساتوں قراءتوں میں پڑھنا جائز اور بعض نے مستحب کہا۔ لیکن وہ عزیمت جو حضرات ائمہ اہل بیت کی قرآنہ کے مطابق ہو۔ وہ سب سے زیادہ اچھی اور مناسب ہے اور وہ غالباً کو فیوں کی قراءت ہے۔

علامہ حائری نے مذکورہ نقشہ اور اس کے تحت تنبیہ میں یہ بات واضح کر دی کہ سات قراءتیں بھی برحق ہیں۔ اور ان میں سے کچھ ذریعہ قرآن کریم کی حفاظت کا واسطہ ہے۔ وہ درست بلکہ مستحب ہے۔ لیکن ائمہ اہل بیت کی مناسبت اہل کوفہ یعنی امام کاظم کوئی رحمتہ اللہ علیہ کی قرآنہ زیادہ مناسب ہے۔ تو جب یہ ثابت ہو

گیا۔ کہ توں فراموشی حق ہیں۔ تو پیران میں سے کسی کی تحریریت قطعاً دست نہیں۔ اور نہ ہی ان میں سے کسی قراءۃ کے مطابق پڑھنا نہ تحریریت، کے ذمے میں آئے گا۔ اب ذرا ان سطروں کی روشنی میں سورۃ الفاتحہ کے لفظ دو ملکیت، کو دیکھئے۔ کہ بغیر علت پڑھنے کو عارضی شیعی تحریریت کہہ رہا ہے۔ اور ایسا پڑھنے پر اہل سنت کو محرت ہے۔ لیکن خود اسی مصنف نے اپنی تفسیر واضح التقریر میں اس لفظ کے بارے میں لکھا۔

تفسیر روح المعانی التنزیل:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ و در ازل دو قول است۔ قول اول مَالِکٍ بالفت، و کسر لام فاعل مَلِکٌ یمْلِکُ بمعنی خداوند تصرف قادر میں مختار عامم و کسائی و خلعت و یعقوب حضرمی است اما قول ثانی مَلِکٍ بفتح میم و کسر لام باشد بمعنی پادشاہ حمزا و ہندہ ایں مختار دیگر قرار است۔ و مجلسی فرمود ہر دو جائز اند اکثر روایات بر اول وارد اند شائد اول اولی باشد۔

و تفسیر روح المعانی التنزیل جلد اول ص ۵
مطبوعہ رشیدیہ پریس لاہور

ترجمہ :-

دوسری بحث، مَالِکٌ یمْلِکُ الدین کے متعلق ہے۔ اور اس کے پڑھنے کے بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ ”مالک“ میم کے بعد الفت اور لام کی زیر کے ساتھ جو ملک یمْلِکُ سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی خداوند، تصرف کرنے والا اور قدرت والا ہے۔ یہ لفظ عامم، کسائی، خلعت اور یعقوب حضرمی کی قراءۃ

کے مطابق ہے۔ لیکن دوسرا قول ٹکب میم کی زبرد اور لام کی زیر کے ساتھ
یعنی بادشاہ اور جزا دینے والا ہے۔ یہ دوسرے قراء حضرات کا پسندیدہ
ہے۔ اور مٹھی نے کہا، دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ اکثر روایات
پہلے قول کے مطابق ہیں۔ ممکن ہے کہ پہلا قول بہتر ہو۔

تفسیر منہج الصادقین ۱۔

جاننا چاہیے کہ مامم اور کسائی ٹکب الف کے ساتھ پڑھتے ہیں جس
کا معنی ہے اعیان مملوک میں میم کے کسر کے ساتھ، اور نافع، ابی
کثیر، ابو عمرو اور حمزہ والا اور اس کا مشتق نہ ٹکب ہے۔

مَلِكٍ مَضْرُوبٍ هَمْزٍ مَكَّةَ مَعَهُ طَرَحَ هَ۔ جس کا معنی ہے امر میں تصرف
اور مامم میں نہیں کہ تصرف جو کہ مَلِكٌ سے مشتق ہے۔ میم کے
ضم کے ساتھ۔

تفسیر مجمع البیان ۱۔

قَرَأَ مَا مِمَّ وَالْحَكَايَ وَخَلَعَ وَيَعْتَوُّبُ الْخَضِرَى
مَا إِلَيَّ بِالْأَلْفِ وَالْبَاءِ قَوْنٌ مَلِكٍ بِغَيْرِ أَلِفٍ وَلَمْ يَمْلُ
أَحَدٌ أَلَفَ مَا إِلَيَّ وَجَبَّ جِيَّهُمْ أَلْفَاتُ۔

تفسیر مجمع البیان جلد اول جزا اول ص ۲۳

مقبوضہ تہران طبع جدید

ترجمہ ۱۔

مامم، کسائی، خلعت اور یعقوب نے ٹکب الف کے ساتھ پڑھا
ہے۔ اور یقیناً قراء نے ٹکب بغیر الف کے۔ اور کسی نے بھی الف لکھی
نہیں۔ اور سب نے کاف کو زیر ہی دی اگر الف لکھ دیا جاتا تو صرف۔

اللہ الف کے ساتھ مخصوص ہو جاتا۔ اور ملک نہ پڑھا جاتا)

الحاصل

لا عاثری نے سورۃ الفاتحہ کے لفظ و مالک، کو جو تحریرت کے ثبوت کے طور پر پیش کیا۔ اور اس سے اہل سنت پر زبان الزام دراز کی۔ یہ سب کچھ الزام لگانے کے لیے یا پڑیے گئے۔ ورنہ حقیقت تو خود لا عاثری نے بیان بھی کی۔ یعنی کہ ملک اور مالک دونوں قراءتیں ان سات قراءتوں میں سے ہیں۔ جو متواتر ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ قراءۃ متواتر کو ایک انکار کے طور پر پیش کرنے سے خود لا عاثری کا اسلام و ایمان خطرے میں پڑ گیا۔ جب طرفہ ہے کہ خود اس کے قراءۃ متواتر ہونے کا تذکرہ بھی کر رہا ہے۔ اور خود ہی اسے تحریرت بھی شمار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ہم مشربوں کو حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اعتراض بست و بنجم

سینوں کے نزدیک قرآنی لفظوں کی تحریرت

سینوں کی معتبر تفسیر و مشنور میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود (رض) سورۃ فاتحہ شریف میں۔ مِسْرًا طَلَا لِقَاتِ اَنْعَمَتْ مَكْتُمٌ کی جگہ مِسْرًا مِّنْ اَنْعَمَتْ مَكْتُمٌ اور وَلَا الطَّالِقِينَ کی جگہ مَسِيرُ النَّاسِ پڑھا کرتے

تھے۔ اور اسی طرح عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) بھی پڑھا کرتے تھے۔ اصل عبارت لائحہ فرامی۔

رسالہ تحریف قرآن

ما جان سنیوں کے قرآن کے حروف کی تحریف بصورت کمی و زیادتی دونوں قسموں سے آپ، اُن پکے ہیں۔ اسباب ان کے لغوی تحریف کا نمونہ بھی پیش کرتا ہوں خود سے سماعت فرمائیں۔

تفسیر درمنثور جلد اول مطبوعہ مصر ص ۱۵ سطر ۳۵ میں علامہ سیوطی کہتے ہیں۔

تفسیر درمنثور

اخرج وكيع وابو عبيد وسعد بن منصور وعبد

بن حميد وابن المنذر وابن داود وابن الانباري

حكاها في المصاحف من طريق عن عمر بن الخطاب

انه كان يقرأ سرا كما من انتمت عليهم غير المنسوب

عليهم وغير الخالين انتهي بلفظه

ترجمہ :-

یعنی حضرت عمر بن الخطاب صراط الذین انتمت علیہم کو

صراط من انتمت علیہم پڑھا کرتے تھے۔ اور

ولا الخالین کو وغیر الخالین پڑھا کرتے تھے۔

ایضاً ص ۱۵ سطر ۴۷ میں سیوطی کہتے ہیں۔

اخرج ابو عبيد وعبد بن حميد وابن داود

وابن الانباري عن عبد الله بن الزبير قراءة

صراط من انتمت عليهم غير المنسوب عليهم

وَعَلَى الْمَسَالِينِ فِي الصَّلَاةِ - انتہی بلفظہ

ترجمہ:

یعنی بعد اشدین زیر بھی من انعت علیہم اور غیر الضالین
پر حا کر تے تھے۔

در سال تحریف قرآن ص ۴۳-۴۴ معتمد

لاہوری شیشی لاہور

جواب

”تحریف ایک ہے۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جس قدر
قرآن کریم آپ چھوڑ گئے۔ اس میں سے کسی آیت یا لکھ کو نکال دینا وہ تحریف ہے۔
لاہوری اس اعتراض میں اہل سنت پر یا لازم دے رہے ہیں کہ سورۃ الفاتحہ میں
حروف کی تبدیلی سے یہ تحریف کے مرتکب ہوئے۔ حالانکہ کسی شیعہ اور شیعی مفسر
نے اس کو تحریف کے زمرے میں شمار نہیں کیا۔ یہ ایک قراءہ شاذہ ہے۔ اور یہی شیعہ
مفسرین نے بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔“

تفسیر مجمع البیان

وَقَرَأَ مِرَاطًا مِّنَ الْكِتَابِ عَلَيْهِمُ عَذَابٌ أَلِيمٌ
وَعَمْرُو بْنُ عَبْسَةَ اللَّهِ الرَّبِّيُّ وَرَوَى ذَلِكَ
عَنِ أَقْبَلِ الْبَيْتِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَقَرَأَ آيَةً
فِي الشَّوَارِبِ مَقْصُوبًا عَلَيْهِمُ بِالنَّمْبِ وَقَرَأَ
عَلَى الْمَسَالِينِ مَرْنًا أَلْفَاظًا وَرَوَى ذَلِكَ

نَبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

تفسیر مجمع البیان جلد اول جز اول مش
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:-

عمر بن الخطاب اور عمر بن عبد اللہ نے صراط من انعمت
علیہم پڑھا ہے۔ اور اسی طرح پڑھنا اہل بیت سے بھی مروی
ہے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب نے روایت شاذہ کے طور پر غیث
المغضوب زبر کے ساتھ پڑھا۔ اور غیث الصالحین بھی پڑھائی
قرآن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

تفسیر عیاشی:

عَنْ رَجُلٍ عَنْ ابْنِ أَبِي مُسَيْدٍ رَفَعَهُ فِي كَوَلِيمٍ خَيْرِ
الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَغَيْرِ الصَّالِحِينَ وَهَكَذَا أَنْزَلْتُ
تفسیر عیاشی جلد اول ص ۲۲ منصفہ

ابوالنضر محمد بن مسعود عیاشی: مطبوعہ تہران
طبع جدید

ترجمہ:-

ایک آدمی ابن ابی عمیر سے روایت کرتا ہے۔ اور بطور رفع روایت
کرتا ہے۔ کہ غیث المغضوب علیہم وغیر الصالحین اسی
 طرح نازل کی گئی۔ اس کے عاشر پر مثنیٰ یوں رقمطراز ہے۔

قَدْ وَرَدَ عَنْ أَلِیْمَةِ أَهْلِ الْبَيْتِ بِقِرَاءَةِ "مَكْرِ الْعَالِيَةِ"
بِهَذَا وَكَامْعَالِيَةٍ وَقَدْ قِيلَ لَهُ الْبِقْرَاءَةُ مَنْ حَسَرَنِي

النَّخَطَابِ وَغَيْرِهِ أَيْمًا قَالَ الطَّبْرَسِيُّ وَقَرَّ عَيْنِي
 الصَّ لَيْسَ عُمَرَاءُ النَّخَطَابِ وَدَوَّى ذَالِكَ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ
 السَّلَامُ وَقَدْ مَرَّ نَبِيُّ هَذَا الْعَدِينِ فِي إِخِيَلَيْهِ نَزُولِ
 أَحَادِيثَ أُخْرَى فِي مِثْلِ مَا يَأْتِي فِي مَطَاوِئِ الْكِتَابِ أَيْمًا
 وَلَا يَخْفَى أَنَّ مَعْنَى النَّزُولِ فِي تِلْكَ الرِّوَايَاتِ لَيْسَ مَوَاقِفَتُهُ
 الْمَعْنَى فِي بَعْضِ الْكَلِمَاتِ بَلِ الْمُرَادُ مِنَ النَّزُولِ هُوَ
 التَّنْزِيلُ وَالتَّوَاتُّلُ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى كَمَا مَرَّحَ بِهِ
 مُعْظَمُ الْعُلَمَاءِ بَلِ لَمُنْتَحِلِينَ إِلَى ذَالِكَ الْقَوْلِ كَمَا لَمْ يَحْذَرِ
 الْحَبْرُ الْعَامِلِي فِي كِتَابِ إِثْبَاتِ الْهُدَاةِ وَالْمَوْطِئِ مَحْسَنُ
 الْفَيْضِ فِي الرِّوَايَاتِ وَغَيْرُهُمْ وَالْأَفْهَى أَحْبَابُ أَحَادِ لَا
 تَعَارَفَ مِنْ مَا تَبَيَّنَ بِالتَّوَاتُّلِ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ۔

ترجمہ ۱۔

حضرت احمد اہل بیت سے بھی یہ وارد ہے۔ کہ انہوں نے ولا الشایع
 کی جگہ غیو الشالیین پڑھا ہے۔ اور اسی طرح پڑھا حضرت عمر
 بن الخطاب سے بھی منقول ہے۔ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ایسی
 قراءۃ کی۔ طبری کہتا ہے۔ کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے غیو الشالیین
 پڑھا۔ اور اسی قراءۃ کی روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی
 مروی ہے۔

اس حدیث کی تغیر اختلافات النزول میں ص ۱۳ پر اور روایات میں بھی
 ذکر ہوئی۔ اور مطاوی الکتاب میں آتا ہے۔ معنی نذر ہے۔ کہ ان
 روایات میں ”نزول“ کا معنی ”تحریت“ نہیں جس کا بعض کلمات

ہیں دو قواں ہوا۔ بلکہ نزول سے مراد یہ ہے۔ کہ تفسیر اور باعتبار معنی کے تاویلی یہ ہے۔ اسی طرح اس کی تصریح معکم العلاء نے کی۔ بلکہ ان لوگوں نے بھی یہی مراد بیان کی۔ جن کی طرف اس کی نسبت کی گئی۔ جیسا کہ محدث حرعالی نے اثبات الہدای میں اور مولیٰ من الغیض نے وافی میں اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی۔ ورنہ یہ اعتقاداً و عادیں۔ اور ان روایات کی معارض نہیں ہو سکتی۔ جو متواتر ہیں۔ اور مسلمانوں کے درمیان مسلم ہیں۔

قارئین کرام! اپنے تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی کی عبارات سے مذکور الزام کی حقیقت پہچان لی ہوگی۔ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ روایت شاذہ میں سے ایک شاذ روایت ہے۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ قرادۃ منقول و مروی ہے۔ لیکن متواترہ قرادۃ نہ ہونے کی وجہ سے قابل قبول نہیں اور پھر اس سے آگے بڑھ کر شیعی مفسر سید ہاشم نے اس روایت میں مذکور لفظ، ”نزل“ کی واضح تفسیر اور مراد بیان کر دی۔ کہ اس سے مراد تحریر ہے۔ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ تفسیر اور تاویل کے معنی میں مستعمل ہے۔ غیر واحد شاذ کذب خبر متواتر کی متعارض ہو سکتا ہے۔ اسی لیے اس کو قرآن میں شامل نہیں کیا گیا۔ کیونکہ قرآن جمع کرتے وقت خلیفہ اول جعفر بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہی الفاظ اس میں درج فرمائے۔ جو کواثر سے ثابت تھے۔ قرادۃ شاذہ کے خدو یہ کسی جملہ کو قرآن ہو نا ثابت نہیں ہو سکتا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جو قرآن جمع ہوا۔ وہ سب کا سب متواتر ثبوت کے ساتھ ہے۔ اس لیے قرادۃ شاذہ کو قرآن میں نہ پا کر تحریر کا الزام نہیں دیا جاسکتا۔ ایسا کرنا ایک ناانصافی بلکہ شیطانی ہرگی۔ اس تاویلی اور بے وقوفی کا سد باب تفسیر عیاشی کے حاشیہ پر کیا گیا ہے۔

قادات کہتے رہے۔ اور یہ کہ ابن مسعود، ابن الزبیر اور ابن عباس بھی خاص حضرات الی ذکر اللہ قادات فرماتے تھے۔

ارشاد کیا جا چکا ہے: ان مذکورہ آیتوں سے سورۃ جمعہ میں لفظ فامضوا کا فاسعوا کے ساتھ تبدیل ہو جانا ثابت ہے۔ چونکہ شیعوں کے ہاں سورۃ جمعہ میں ناسخ و منسوخ نہیں ہے۔ لہذا کہ افادۃ الشیوخ فی الناس والمنسوخ مطبعہ محمدیہ لاہور ص ۴۴، سطر ۲۴ میں مرقوم ہے۔ کہ سورۃ جمعہ مدنی است قرطبی گفتہ در قول جمع وردے ہم ناسخ و منسوخ نیست۔

جب اس صورت میں متیغ نہیں تو پھر لازماً ثابت ہوا کہ فاضلوا کا فلسفہ
سے بدل جانا تحریریت ہے۔

در سادہ تحریر قرآن ص ۳۴-۳۵ مطبوعہ لاہور

جواب

تحریت کی تحریف سے آپ حضرات بخوبی آگاہ ہیں۔ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر جائیں۔ کیا اعتراض مذکورہ ”تحریت“ کے ضمن میں آتا ہے۔ ہمیں یاد ہو گا نہیں بلکہ یہ بھی اختلاف قراءۃ کی ایک صورت ہے۔ یہی شیعہ منہج ہی کہہ رہا ہے۔

تفسير مجمع البيان

وَقَسَّ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَأَمْسُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ
وَرَوَى ذَلِكَ عَنْ عَسِيْبِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعُمَرُ بْنُ الْكَثَّابِ
وَأَبِي الْأَرْكَبِ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَهُوَ لَمْ يَرْوِ عَنْ أَبِي
جَعْفَرٍ وَأُسَيْمٍ -

تفسیر صحیح البیان جلد پنجم جز دوم ص ۲۸۸
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فامضوا الی ذکر اللہ پڑھا۔ اور
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی قرأت مروی ہے۔ حضرت
عمر بن الخطاب بن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے بھی یہی قرأت
روایت کی گئی ہے۔ اور امام جعفر صادق اور امام محمد باقر نے بھی یہی پڑھا۔
جیسا کہ ہم حرمین کرچکے ہیں۔ کہ قرأت شاذہ سے کسی جملہ کو قرآن ہونا ثابت
نہیں ہو سکتا۔

ہاں اس قرأت سے قرآنی آیات کی تفسیر و تاویل مراد ہو سکتی ہے۔ لہذا فامضوا
بھی دراصل فاسمعوا کی تفسیر کے طور پر مذکور ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو قرآن
میں شامل نہیں کیا گیا۔ حضرت ائمہ اہل بیت نے بھی اس کو تفسیری لکھا ہے۔ حوالہ
دارالحدیث۔

تفسیر صافی

قَرَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ فَاَمَضُوا اِلَى ذِكْرِ
اللّٰهِ قَالَ وَرَوَى ذَاكَ الْكَتَّابُ عَنْ اَحْمَرَ الْمُؤْمِنِينَ وَابْنِ قُرَیْ
وَالتَّصَادُقِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْقُبَّيْ قَالَ الْاِسْرَاحُ
فِي الْمَشْرِقِ وَحِينَ ابْنُ الْقُرَیْ عَلَيْهِ السَّلَامُ اسْعَوْا
اَيَّ امْضُوا۔

(تفسیر صافی جلد دوم ص ۱۰۰ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے خدا اور حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے باقر، امام صادق سے بھی ایسی مروی ہے۔ اور تمہی
 نے کہا۔ فرمایا: اس کا معنی جلدی چلنا ہے۔ اور امام باقر فرماتے ہیں۔ اس کا
 معنی امضوا ہے۔

تفسیر مانی کے اس حوالہ سے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کس قدر وافع
 ہے۔ کہ آپ نے اس کا بعد لفظ "آجی" ذکر فرمایا۔ جو تفسیر کے لیے استعمال
 ہوتا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ "وامضوا" تفسیر کے طور پر مذکور ہوا۔ لیکن معترض کو
 تحریر سوچھی۔ یہی بات نکلی۔ جس کا ہم بار بار اعادہ کر چکے ہیں۔ کہ ان بے وقوفوں کے
 تمام اعتراضات یا تو سوخا لکڑی کی شکل میں ہیں۔ یا اختلاف قرأت کی صورت میں
 یا تفسیری اور روایاتی وجوہات سے تھے۔ جس طرح کذیر بحث لفظ واصل تفسیری جماعتیں
 اندر سے نفس قرآن سمجھ کر ہم پر تحریر کا الزام ثابت کرنا چاہا۔ اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق
 عطا فرمائے۔

فاعتدوا یا اولی الابصار

اعتراض بست و مفتوم

سینوں کے قرآنی حروف کی تحریف -

رسالہ تحریف قرآن

ایضاً جگہ ششم مطبوعہ مصر ص ۲۲۹ سطر آخر میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے مجدد الزمان ابن خلدون، عالم اور ابن مردودہ نے ابن عمر سے روایت کی ہے۔ اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَطَلَّتْ وَهْنٌ فِي قَبْلِ عَذَّةٍ اَنْتَعَلَى

یعنی سورۃ الطلاق پہنچ جائیں اس وقت ہے۔ فَطَلَّتْ وَهْنٌ اَمِنْ لَبِّدَةٍ تَعِيْجٌ حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تَعَلَّقَتْ وَهْنٌ فِي قَبْلِ عَذَّةٍ تَعِيْجٌ آیت میں پڑھا کرتے تھے۔ اس آیت میں بھی قَبْلِ عَذَّةٍ تَعِيْجٌ کو بعبید تَعِيْج سے تبدیل و تحریف کر دیا گیا۔ انامہ ما تالیف راجحون۔

(رسالہ تحریف قرآن ص ۲۵ مطبوعہ مکتب خانہ

حسینیہ لاہور)

جواب:

گزشتہ اعتراضات کی طرح یہ اعتراض بھی اختلاف قراءۃ اور قراءۃ شاذہ کی

ایک محدث ہے۔ اور ایسا زیادہ سے زیادہ تفسیر و بیان کا کام دے سکتا ہے۔ دینی کچھ
شیخہ تفسیری کہہ رہے ہیں۔ حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر مجمع البیان

وردی عن ابی عباس و ابی بن کعب و جابر بن عبد اللہ
و علی بن الحسین (۶) و زید بن علی و جعفر بن
محمد و مجاهد فطَلِقُوا هُنَّ فِي قَبْلِ عِدَّةٍ تَهْنِ
..... وَ اَمَّا قَوْلُهُ فِي قَبْلِ عِدَّةٍ تَهْنِ
فَاِنَّهُ تَنْسِيْرٌ لِلْقِرَاءَةِ الْمَشْهُورَةِ وَ فَطَلِقُوا
هُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ اَيَّ عِنْدَ عِدَّةٍ تَهْنِ وَ مِثْلُهُ
قَوْلُهُ لَا يُجْلِيْهَا يَوْ قَتِيْهَا اَيَّ عِنْدَ
وَقَتِيْهَا۔

د تفسیر مجمع البیان جلد دوم صفحہ ۲۰۴
ملمہ قرآن مجید

ترجمہ

حضرت ابن عباس، ابی بن کعب، جابر بن عبد اللہ، علی بن الحسین زید
بن علی، جعفر بن محمد و مجاہد سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے یوں پڑھا۔
فَطَلِقُوا هُنَّ فِي قَبْلِ عِدَّةٍ تَهْنِ..... بہر حال لی فیل مد تھی
یہ دراصل مشہور قرأت کی تفسیر ہے۔ جو ہے۔ فطلفہا ہں۔ انہوں
یعنی ہر وقت حدت۔ اور اس کے مثل، نے نہی کا یہ قال سے لایا گیا
لہ قتی۔ یعنی عند وقتہا۔

جواب میں کچھ کہو

حضرات! اپنے غلط فرمایا۔ اہل تشیع نے دوفی قبل ہر تین، کو تحریف قرار دے کر اہل سنت پر الزام تحریف لگایا تھا۔ اسی جملہ کو حضرت احمد اہل بیت اور دیگر اکابرِ حق سے روایت کیا گیا ہے۔ اور ان تمام نے اسی کو جملہ تفسیر یہ قرار دیا ہے۔ اب ان مصنفین سے پوچھ جاسکتا ہے کہ اگر تم یہ عقیدہ رکھتے ہو کہ قرآن غیر محرف ہے اور پھر تفسیری کلمات کو تحریف کا رنگ دے کر ظالم ظالمین پر دگر گار ہے اور یہی حضرت احمد اہل بیت اور صحابہ کرام پر۔ انا اللہ وانا الیراجعون حضرت احمد اور دیگر بزرگانِ دین کو جن کا حرف اس قرأت کی نسبت کی گئی ہے۔ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ بلکہ ایسا تو خود حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے۔

تفسیر صافی

وَفِي الْمُجْمَعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَالسَّجَادِ وَالْمُصَادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
طَلِقُوا هُنَّ فِي قَبْلِ عِدَّتَيْهِنَّ

(تفسیر صافی جلد ۱ ص ۱۰۱ مطبوعہ تہران)

(یعنی جبرہ)

ترجمہ:

تفسیر مجمع ابیان میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، امام زین العابدین اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے یوں

پر ما۔ ملحقہن فی قبل عدتہن۔

عُجْزِ کاشانی نے ماضی کر دیا کہ الفاظ ”وفی قبل“ بطور تفسیر کہے گئے ہیں۔ یہ تو
کوئی بھی ذی ہوش تحریر نہیں کہہ سکتا۔ قرأت مشہورہ وہی ہے۔ جواب موجود ہے
یہ قرأت تازہ تھی۔ جو تفسیر کے طور پر مذکور ہوئی۔ اشد تعالیٰ ان کچھوں کو قرآن سمجھنے
کی توفیق عطا فرمائے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اعترافِ بابت و شتم

اہل سنت کے قرآن میں مکی سورتوں میں مدنی آیات اور بالعکس موجود ہیں

رسالہ تحریفِ قرآن

فرمایا جان اہل سنت کی معتبر کتب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے قرآن میں بعض وہ آیتیں جو مکہ میں نازل ہوئی ہیں ان کو مدنی سورتوں میں داخل کیا گیا ہے اور بعض مدنی آیتوں کو مکی سورتوں میں داخل کیا ہے۔ نوز کے طور پر کچھ اضافہ و سطر چند مقام سنا تا ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں۔

تفسیر درمثور جلد چہارم مطبوعہ مصر ص ۴۲ سطر ۹ میں امام سہلی لکھتے ہیں۔
کہ ابن المنذر، ابوالشیخ نے قنادہ سے روایت کی ہے۔

(سورہ رعد)

قال سورة الرعد مدنية الا اية مكية فلا يزال
الذين كفروا لقلبهم بما منعوا قاعة انتهى بلفظه
مترجمہ:

یعنی سورہ رعد مکہ میں نازل ہوئی۔ گراں سورت میں صرف ایک

آیت ولا یزال الذین کفروا الخمد فی آیت ہے۔ جس کو جامع القرآن نے غوات ترتیب بتکامیں ٹھونس دیا ہے۔

تفسیر کبیر مبلوہ معرطہ پنجم ص ۲۵۸ سطر اخیر میں ۱۱ ام مادی لکھتے ہیں
سُورَةُ الرَّعْدِ اَرْبَعُونَ وَثَلَاثُ اٰیَاتٍ مَّيْكِيَّةٌ شِصْوِي
قُوْلِهِ تَعَالٰی وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا مَنَعُوْا
مَنَعُوْا قَارِعَةً وَقُوْلِهِ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمٌ نِّكَتَابِه
قَالَ اَلَا حَسْرَتٌ لِّمَنْ كَفَرَ بَاِلٰهٍ جَمَاعٍ اَلَا نَتْنٰه
بلفظہ۔

ترجمہ :

یعنی سورہ رعد ۴۲ آیتیں ہیں۔ اور یہ سورت مکی ہے۔ سو آیت ولا
یزال الذین کفروا اور آیت ومن عنده علم الكتاب کے
کو ام نے کہا ہے کہ یہ مدنی آیتیں ہیں۔ اس پر اجماع صحابہ کہے۔

(رسالہ تحریف قرآن ص ۵۵-۵۶ مبلوہ)

ملکہ حفیظہ لاہور

جواب :

عاماری فہمی نے اس اعتراض میں جو کچھ کہنا چاہا۔ وہ یہ ہے کہ اسلی خست کے نام
حضرت ابو بکر صدیق و عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے قرآن جمع کرتے وقت ایک بہت
بڑی غلطی کی کہ کئی سورتوں میں مدنی آیات اور مدنی سورتوں میں مکی آیات ”ٹھونس“
دی۔ اور ایسا کرنا ”تحریف“ ہے۔ یہ اس لیے جوڑے مقدس کا غلام ہے۔ جو ظالم
عاماری نے ذکر کیا۔ ہم نے غوات کے پیش نظر سے چھوڑ دیا ہے۔

تبدیلی آیات کا اقرار

سورۃ رعد تفسیر مجمع البیان

سُورَةُ الرَّعْدِ مَكِّيَّةٌ كُلُّهَا عَنْ ابْنِ
عَبَّاسٍ وَعَطَا وَقَالَ الصَّكْبِيُّ وَمَقَالٌ مَكِّيَّةٌ
إِلَّا آخِرَ آيَةٍ مِنْهَا۔

(تفسیر مجمع البیان جلد سوم جز ششم ص ۲۷۷)
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

حضرت ابن عباس اور عطا کہتے ہیں کہ سورۃ رعد تمام مکی ہے۔ آخری
آیت کے سوا تمام سورت مکی ہے۔

سورۃ ابراہیم تفسیر مجمع البیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَتَادَةُ وَالْحَسَنُ هِيَ
مَكِّيَّةٌ إِلَّا آيَتَيْنِ نَزَلَا فِي قَشْلٍ بَدِيٍّ
مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَلَوْ تَرَى إِلَى الَّذِينَ
بَدَّؤُوا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا إِلَى قَوْلِهِ

فہم القرآن

تفسیر مجمع البیان جلد سوم جزء ہشتم ص ۳۰۱
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :

حضرت ابن عباسؓ، قتادہ اور حسن کہتے ہیں کہ سورۃ ابراہیم دو آیتوں کو چھوڑ کر باقی ساری مکی ہے۔ وہ دو آیات غزوہ بدر میں مشرکین مقتولین کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ الذین بدلوا سے لے کر فہم القرآن تک۔

سورۃ ج: تفسیر مجمع البیان

مَكِّيَّةٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ عَطَا إِلَّا آيَاتُ قَالَ
الْحَسَنُ هِيَ مَدَنِيَّةٌ غَيْرَ آيَاتِ نَزَلَتْ فِي
السَّيْرِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ غَيْرُ سَيِّ آيَاتٍ وَقَالَ
بَعْضُهُمْ غَيْرَ آيَاتٍ بَعِ آيَاتٍ -

تفسیر مجمع البیان جلد چہارم جزء ہشتم ص ۲۸
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :

حضرت ابن عباسؓ اور عطاء سورۃ حج کو چند آیات کے سوا مکی قرار دیتے ہیں
حسن نے کہا یہ مدنت مدنی ہے۔ لیکن وہ آیات ہجرت کے بارے میں
ازل ہوئیں۔ وہ مدنی ہیں جس نے چھ اور بعض نے چار آیات کے سوا
تمام سورۃ کو مدنی کہا ہے۔

سورۃ الشعراء تفسیر مجمع البیان

مَكِيَّةٌ مِّنْهَا عِوَضٌ لِّهِمَّ وَالشَّعْرَاءُ يُتَّبِعُهُمُ
الْفَاوَنَ آيَاتٌ إِلَى الْخِرَاءِ سُورَةٌ فَإِنَّهَا تُزَكَّى
بِالْمَدِينَةِ۔

تفسیر مجمع البیان جلد چہارم جزء ہفتم ص ۱۸۳
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :

سورۃ الشعراء دو اشعار و تہم الفاؤن سے آخر تک کی آیات کے سوا
تمام مکی ہے۔ آخری آیات مذکورہ مدینہ میں نازل ہوئیں۔

سورۃ لقمان تفسیر مجمع البیان

مَكِيَّةٌ مِّنْ مَّعْبُورٍ سِوَى ثَلَاثِ آيَاتٍ نَزَلْنَ
بِالْمَدِينَةِ وَكَوْنُ أَكْثَرِ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ تَجْوِيفٍ
أَقْلَامًا إِلَى الْخِرَاءِ۔

تفسیر مجمع البیان جلد چہارم جزء ہفتم ص ۲۱۲
مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ :

حضرت امین عباس فرماتے ہیں کہ سورۃ لقمان تین آیات کو چھوڑ کر باقی
مکی مکی ہے۔ تین آیات یہ ہیں۔ و لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَرْضُ سے آخر تک۔

الحمد فکریہ

تائید کوام: لامعاری شیعہ نے مکی سورتوں میں مرفی آیات یا بالکس کو بطور تحریف پیش کیا۔ ملاحظہ یہ سب کچھ ان کی تفاسیر میں موجود ہوتے ہوئے کسی نے بھی ان کو تحریف کے ذمے سے نہیں شامل نہیں کیا۔ اس سے معاری کی منافقت کا بھانپنا پھر ٹھہرا ہے۔ یہ وہ آیات ہیں۔ کہ جنہیں ہم اہل سنت پر تحریف کے الزام کے طور پر دلیل بنا کر پیش کیا لیکن جب خود ان پر یہی اعتراض کیا گیا۔ تو پھر ان کی نسبت یہ پکارا لٹے۔ کہ ایسا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی کر دیا تھا۔ اس لیے ہم اس سے بری ہیں۔ جب تم ہی ہو۔ تو پھر یہی الزام اہل سنت پر لگانے میں ”منافقت“ کا ٹھہرا کیوں کیا گیا۔ ہوئے جو بد سے بد کے دھوکے باز

موشہ سطور میں یہ تحریر ہوا تھا کہ میں لامعاری کے دو علمین کی تصویر دیکھ لی۔ کہ تو میں چاہتا ہوں کہ دو کام بنا کر بطور تقابلیہ واضح کر دوں۔ کہ ایک ہی آیت بیک وقت اہل سنت پر تحریف کے روپ میں اور اہل تشیع کے لیے تمکین قرآن کے دنگ میں پیش کی گئی ہے۔ ہمیں کہا کہ تم نے اس میں تحریف کی اور خود اس کو فسخ کر داتا۔

+

فصل ششم

[تقابل نمبر (۱)]

تفسیر جامع التفسیر

آپنجہ فسوخ الحکم والقلوة
معاً است

ویوفی ایضاً ان سورۃ الاحزاب

کانت بمنزلۃ التبع الطوالیہ

ازید ثنرو قم النقصان

فیہ -

وتفسیر جامع التفسیر جلد اول ص ۵۲

مطبوعہ ماہنامہ پریس لاہور

توجد ایر مروی ہے کہ سورۃ الاحزاب

سات لمبی سورتوں یا ان سے لمبی

لمبی تھی۔ پھر اس میں نقصان واقع

ہو گیا۔

رسالہ تحریف قرآن

سینوں کی قرآنی سورتوں کا
نقصان

انتقان :

۱۰۱ م سہمی نے ص ۲۱۲ سطر ۱۱۱

بن حبیش سے نقل کی ہے۔

قال قال لی ابن کعب کاتبی

تعد سورۃ الاحزاب قلت اثنین

وسبعین ایتہ او ثلاثاً وسبعین

ایۃ قال ان کانت لتعدل سورۃ

البقرۃ - انتہی بلفظہ -

(تفسیر انتقان جلد دوم ص ۲۵)

ہریرہ مطبوعہ برکت

ترجمہ: یعنی زہد بن حبیش نے کہا ہے کہ

ابن ابن کعب نے مجھ سے کہا کہ

سورہ احزاب کی تم نکتی آیتیں شمار
 کرتے ہو۔ میں نے کہا بہتر یا
 بہتر آیتیں۔ الیٰ کعب نے کہا اگر
 یہ سورت پوری رہنے دی جاتی
 تو سورہ بقرہ کے برابر ہوتی۔
 (رد المحتار ج ۱ ص ۱۰۰)
 معتمد (ماروی)

نوٹ:

لاماروی قرآن کریم میں تفسیر کی تین اقسام کا ذکر اور ان کے برقی ہونے کی بحث
 کرتے ہوئے ایک قسم کا جس کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو چکے ہیں۔ کے ثبوت
 کے طور پر سورہ احزاب کو ذکر کر رہا ہے۔ یعنی اس کی بہت سی آیات بعد حکم منسوخ ہو
 چکا ہیں۔ لیکن رسالہ تحریر قرآن میں ان کو تحریر کے الزام کے طور پر پیش کر رہا ہے۔
 ہے نامنافست۔



[تقابل نمبر (۲)]

تفسیر جامع التنزیل

(اختلافات قراءات)

و مراط در اصل سراط، سین مہمہ نزد
جماعتی باشند سین لاہر اس کے مطابقت
ظاہر و مطابق بدل بصاد کروند
و مراط بصاد بدلعت در پیش و سین
نعت دیگر اہل است۔ خوانند
اں بصاد نقل است چہ اکثر قرآن
بہشت ایشان نازل شدہ اگر چہ
متحد المعنی اند۔

و تفسیر جامع التنزیل مصداق

ص ۵۵ مطبوعہ مہمہ پریس لاہور

ترجمہ، اور مراط اصل سراط بسیبی

ہو۔ ایک جماعت کے

نزدیکہ ہے۔ ان لوگوں نے

رسالہ تحریف قرآن

(سینوں کے قرآنی حروف کی تحریف)

تفسیر و تفسیر مطبوعہ مطبوعہ مطبوعہ
میں امام بیہوشی رقمہ از میں۔

اخروج ابن منصور و مجید

بن حمید و الجنادی فی

تاریخہ و ابن الانبازی

عن ابن عباس اثنہ قراء

اھدنا السراط بالمستقیم۔

انتھلی بقولہ۔

ترجمہ: یعنی ابن عباس اھدنا

السراط المستقیم یعنی سنے

ساتھ قراءت فرماتے تھے ہاں

انبازی نے کہا ہے۔ کہ بعد اشد

بن کثیر بھی سراط سین کے ساتھ

قراوت کرتے رہے ہیں۔ ابن ابی داؤد و ابن المنذر، جہد بن حمید سعیدی منصور، دیکھ اور ابو عبیدہ نے کہا ہے۔ کہ حضرت عمر بھی سراطین کے ساتھ قراوت کرتے رہے۔
فرمایا کیوں جناب جب اس میں ذہناج ہے دمنور ہے۔ تو سراطین کیوں سراطین کے ساتھ بدل دیا۔ یہ تحریر بالعرف نہیں۔ تو کیا ہے۔

دعا تحریر قرآن مجید

ملفوظات

نہیں دیکھ لیا۔ کہ جس حرف کی تبدیلی الہی سنت کے لیے تحریر کر کے حمد پڑھائی کر کے، انہیں دو حرف القرآن، اتمامت کرنے کی کوشش کی گئی۔ اسی حرف کی تبدیلی کو اپنی تفسیر میں اختلاف قراۃ پر مہمل کیا۔ اور ایسا پڑھنا جائز ہو افضل قرآن ماری کی یہ منافقت اور بددیانتی کی جتنی جاگتی تصویر نہیں تو اور کیا ہے؟

۳

تقابل نمبر (۳)

اختلاف اقراوت

بحث دہم مالک بوم المدین اور
درآن دو قول است قول اول
مالک بالغ و کس لام فاعل ملک
ملک بمعنی خداوند متصرف قادر
ایں مختار عام و کسائی و خلف و
یعقوب خفرائی است اما قولی
ثانی ملک بفتح میم و کس لام باشد
بمعنی پادشاہ جزا دہندہ ایی مختار
و گیر قرار است و محیی فرمودہر دو
جائز اند اکثر روایات بر اول وارد
اند شامداول اولی باشد۔

و تفسیر جامع التفسیر جلد

اول ص ۵۰ ملکہ و شہرین

ترجمہ: دوسری بحث مالک بوم المدین
میں ہے۔ اس (ملک) میں دو

سینوں کے قرآنی حروف کی تحریف

ایضاً ص ۱۳ سفر ۱۱ میں امام سیوطی
نے لکھا ہے۔

اخرج القرطبي وابن

ابن الدنيا وابن الانباري

صلاهما في كتاب المصاحف

عن امر مسلمة ان النبي صلى

الله عليه وسلم كان

يقراء ملك يوم الدين

بغير التاء انتهى بلفظه

ترجمہ: یعنی اخراج کیا ترجمہ نے اور

ابن الدنيا اور ابن الانباري نے

کتاب المصاحف میں ام سلمہ

سے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

ملک یوم الدین لغیر التاء

کے طرح کرتے تھے

کلیب بے الف میں الصنذیاء
کر کے ایک بنا دینا حروف قرآن
کی تحریف نہیں۔ تو کیا ہے۔

(رسالہ تحریف قرآن)

ص ۴۲-۴۳

دو قول میں پہلا قول یہ کہ اس کو ایک
میم کے بعد الف اور لام مکسورہ
کے ساتھ کلیب ایک سے اسم
فاعل کا صیغہ بنایا جائے۔ اس
وقت اس کا معنی بادشاہ اور جزا
دینے والا ہوگا۔ اور یہ قواعد
عامہ، کسائی، نعمت، بیوقوف مذہبی
کی ہے۔ دوسرا قول کلیب میم کی
صرف فتح اور لام مکسورہ کے ساتھ
بسنی بادشاہ اور جزا دینے والا ہے
یہ دوسرے قواعدی پسندیدہ قواعد
ہے۔ دونوں کتاب ہے کہ اس لفظ
کو دو قول طرح چہ ہمارے دست
اکثر روایات پہلی صورت عامہ
فاعل اور ہمدی شہنشاہ ولی
مکی بھی لکھا ہے۔

تقابل نمبر

رسالہ تحریر قرآن

سینوں کی قرآنی آیتوں کی تحریر

فرمایا صاحبان: حروف اور الفاظ کی
تحریر تو آپ مقدمہ کتب اہانت
سے کن پچے سب سینوں کے قرآن
کی آیتوں کی تحریر بھی کن ہیں۔
چند آیتیں مثال اور غوسے کے بعد
پرہیز کرتا ہوں۔

آیت صلوٰۃ:

حَافِظُوا عَلَى الْقُلُوبِ
وَالْقُلُوبِ الْوُشْطَى وَتَوَاتُوا
بِشْرَ قَاتِلِيكُمْ - پتہ ۱۵۶

اس وقت قرآن جمع کردہ حضرت
مٹان میں موجود ہے۔ یعنی اسے
مسلمہ نو تمام نمازوں کا موعود اور

تفسیر جامع التفسیر

قراءت مسوومہ یعنی شاذہ

در عالم است کہ عالمیہ مصحف
خود نوید و صلوٰۃ اور وسط
صلوٰۃ العصر و مثل آن از مفسر و در
تفسیر قمی و البیاضی مثل ہیں قراءۃ
ازالی عبد اللہ خلق کردہ و البیان
نقل فرمود کہ ای قراءۃ مسوومہ
(تفسیر جامع التفسیر جلد دوم)

ص ۹۹۷ ملخصہ شیخ پریمی

ترجمہ عالم التفسیر تفسیر محمدیہ
کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
اسی مصحف میں والصلوٰۃ الوسطی
صلوٰۃ العصر کے الفاظ لکھوایا کرتی
تھیں۔ اسی طرح کی آیت روایت

نیک کی نماز کا خصوصاً تحفظ کرنا اور
نمازیں اشرکے آگے تہت میں
نکڑے رہو۔ (شیعوں کا تفسیر میں
تہت پڑھنا اس آیت سے ثابت
ہے۔) اور شاد کیا اس میں شیعوں
کی مستند روایتوں سے اس آیت کی
جو تحریف کی گئی ہے ہٹا کر رہا
خود سے سہمت فرمائی۔

تفسیر در مشورہ مطبوعہ مصر جلد اول
ص ۲۰۲ سطر ۱۱ ام سید علی
لکھتے ہیں کہ تحریف کیا ہے ایک
ابو حمزہ احمد بن حمید ابو یوسف
جبریل بن ابی ہاشم بن ابی ہاشم
ابو یوسف نے سنن ابی حنبلہ میں
ہے۔

قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ مُصَنَّفًا
لِحَقِيقَةِ رَوْحِ النَّبِيِّ صَلَّى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِذَا
بَلَغْتَ هَذِهِ الْآيَةَ فَأَذِّنْ
مَخَافَتَهُمْ أَعْلَى السَّمَوَاتِ

وَالسُّلُوكِ أَعْلَى السَّمَوَاتِ

حضرت حنفہ رضی اللہ عنہا سے بھی
ہے۔ تفسیر فی احوال العیاشی میں ایک
قرأت حضرت ابو عبد اللہ امام جبر
صادق کی بھی نقل کر کے ملتی ہیں
میں نقل کی ہے۔ اور کہہ دیکھ قرأت
منسوخ ہو چکی ہے۔

نوٹ: اس مقامی باز سید حضرت
ناظرین کام نے دیکھ کر آیت
موجودہ کا ماری شیعی اپنے حوالہ
تحریف کر کے اس حوالہ کے لیے
پیش کیا کہ اہل سنت کے قرآن میں
اس آیت میں تحریف کی گئی ہے۔
اور اہل حق تفسیر میں تفسیر فہار
عیاشی کے حوالہ سے یہ کہہ کر حضرت
امام جبر صدیق کی قرأت فرماتے
رہے۔ اور ان میں ذکر کیا کہ یہ قرأت
تھی۔ لیکن منسوخ ہو چکی۔

گویا قرأت شاذہ ہے یا منسوخ تھا
انہی میں۔ کیا قرأت شاذہ یا منسوخ
التواتر الفاظ زمرہ تحریف میں
آتے ہیں؟

الْعَصْرِ وَ قُومُوا فِیْهِ۔
 قَانِتَیْنِ وَ قَالَتْ اَتَشْهَدُ
 اَنْیَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ
 اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
 انتہی بلفظہ۔

کیوں صاحبان! دیکھا ہے ایمانی
 اور بدویان نبی اکرام حسین کو ہزاروں
 خط لکھ کر ان کے فائدے سے مسلم بن
 عقیل اور پیر امام موصوفہ غداری
 کرنے والے ایسا کرنے والے
 ایسا نہیں کریں گے۔ تو کون کرے گا؟

یعنی عمرو بن رافع نے کہا کہ حضرت زید
 پیغمبر علیہ السلام کے لیے میں قرآن
 لکھ رہا تھا۔ کہ حضرت نے کہا جب
 حافظوا علی الصلوات
 والصلوة الوسطیٰ تک
 پہنچو۔ تو مجھ سے پوچھ لینا۔ عمر و کہتا
 ہے کہ جب میں آیت پر پہنچا تو میں
 نے حضرت سے استیذان کیا اس
 وقت امام المسلمین حضرت نے یہ آیت
 مجھ اسی طرح ادا کرانی کہ حافظوا علی الصلوات
 والصلوة الوسطیٰ وعلوٰ الصلوة وروا اللہ
 قانتین۔ اور فرمایا میں شہادت دیتی
 ہوں۔ کہ میں نے اس آیت کو اسی طرح
 رسول اللہ علیہ السلام سے سنا۔
 (درساۃ تحریرین قرآن ص ۲۸۷)

تقابل نمبرہ

تفسیر راجع التفسیر

رسالہ تحریف قرآن

فسوخ التلاوة دون الحكم

سینوں کے قرآن آیتوں کی تحریف

اما آیاتہ فسوخ اللفظ باشد دون الحكم
چون آیت در دم باتفاق کاذب فسوخ
و محدثین است چنانچه خروزی
و زینا پوری و قطبی و واحدی و
بنوی بل ہم گفتند کہ متوک و لفظ

غیر الحكم ای آیت است

الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذْ نَبَا
فَارَّ جُمُوعُهُمَا الْبَتَّةَ كَلَّا
بِئْسَ اللَّهُ وَاللَّهُ مُعِزُّ الْمُؤْمِنِينَ

تفسیر راجع التفسیر

اول مہدیہ نہیں ہیں

ترجمہ :

بہر حال وہ آیات جو کہ فعلوں کے
اعبار سے فسوخ ہیں لیکن حکم

آیت رحم حضرت امی سنت کی تلاوت
سے یہ بھی ثابت ہوئی ہے۔

کہ سورہ اعراب کے اس نقصان
عظیم میں جو تہی سے تعف کیے گئے

اس میں ایک مشہور آیت رحم بھی
موجود تھی۔ جو تحریف کی گئی ہے

اللہ موجود قرآن میں نہیں۔

ایضاً۔ جلد پنجم ص ۱۰۰ اسطر ۱۱

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ کہ ایک بھوک

مسلم الدین فریسی نے ابن عباس

سے روایت کی ہے۔

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ قَاهٍ مَخَّيْدَ اللَّهِ

فَأَتَتْهُ عَلَيْهِ ثَمَرٌ قَالَ

أَتَابَعْتُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ

بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَ
 أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ
 فَحَقَّ رِيقًا أُنْزِلَ
 عَلَيْهِ آيَةُ الرَّجْرِ
 فَقَرَأَ نَحْلًا لَشَيْخٍ وَ الشَّيْخَةُ
 إِذَا زَنِيًا قَارَ جُمُوعُهَا
 الْبَثَّةَ وَ رَجَرَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَ رَجَمْنَا بَعْدَهُ فَأَخْشَى
 أَنْ يُقُولَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ
 فَيَقُولُ قَائِلٌ لَا نَجْدِيَّةَ
 الرَّجْرِ فِي كِتَابِ اللَّهِ
 فَيَضِلُّوا بِتَرْكِ قَرِيبَةٍ
 أَنْزَلَ اللَّهُ - انتهى بلفظ

ترجمہ:

یعنی عمر بن الخطاب ایک دن
 خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے
 بس محدثانہ انداز ہی کے بعد کہا کہ
 اسے لوگوں خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اور اپنی
 کتاب ان پر تازل کی۔ پس

باقی ہے۔ اس کی مثال جیسا کہ
 آیت رجم۔ تمام مفسرین و محدثین
 مثلاً فخر رازی، نیشاپوری، تعلی
 واحدی اور بخاری جلد دوسرے
 تمام نے کہا ہے۔ کہ یہ آیت
 متروک اللفظ غیر الحکم ہے۔
 الشیخ و الشیخۃ اذنیانہ

نوٹ:

رسالہ تحریر قرآن میں علامہ
 نے آیت رجم کے بارے میں
 کہا۔ کہ آیت رجم قرآن میں تھی
 لیکن سنیوں کی تحریک کی رجم
 سے موجود قرآن میں نہیں ہے
 لیکن اس کے برعکس اپنی تفسیر
 میں اس آیت کے بارے میں
 صحت صحت تحریر کر دیا۔ کہ
 ان آیات میں سے ہے۔ کہ
 جن کا تلفظ منسوخ ہو چکا ہے۔
 اور حکم باقی ہے۔ جو اس میں
 تمام مفسرین و محدثین کا اجماع
 نقل کیا ہے اس قابل کے

جو کچھ ان پر نازل کیا۔ اس میں سے آیت رجم بھی تھی۔ جس کو ہم نے خود پڑھا۔ اور سنا تھا۔ اور وہ آیت یہ تھی۔ الشیخ والشیخۃ اذا زینا فارجموہما البتۃ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا تھا۔ اور ان کے بعد ہم کرتے رہے۔ لیکن اب میں ڈرتا ہوں۔ کہ لوگوں پر زمانہ دماز گزر جائے۔ اور کہنے والے کہنے لگیں۔ کہ ہم تائید رجم قرآن میں پاتے ہی نہیں پس اسی سبب ایک فریق کو چھوڑ کر خلافت میں پڑ جائیں تفسیر القاتان: مطلوبہ احمدی نور ۴۷ ص ۳۱۸ سطر ۱۵ میں بھی بعض نقصان سورہ احزاب بروایت ابی بن کعب قرآن سے آیت رجم کا تحریم کا جانا تسلیم کیا گیا ہے نہایت پیش

بعد آپ ناظرین خود فیصلہ کریں۔ کہ فسوخ القادت دون الکلم میں سنیوں کا کہل ایک دخل ہے۔ کیا اس کی تفسیح ہم نے کی۔ جب یہ رب کچھ اللہ کی طرف سے ہوا۔ تو پھر اس کے بعد قرآن میں ان الفاظ کا باقی رہنا ناممکن تھا اسی سے اہل سنت پر تحریم کا لازم لگا کر یہ کہنا کہ انہوں نے آیت رجم قرآن سے نکال دی کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اور کتنی گھناؤنی منافقت اور بددیانتی ہے۔

ۛ

کہتا ہے۔ کہ مجھے ابی بن کعب نے
 کہا۔ : حُتْمًا نَقْرَاءُ
 فِيهَا آيَةُ الرَّجْمِ قُلْتُ
 مَا آيَةُ الرَّجْمِ قَالَ
 إِذَا رَأَيْتَ الشَّيْخَ وَالْقَيِّمَةَ
 فَأَرْجُمُوهُمَا أَلْبَتَّةَ
 نَحْنُ الْأَمِينُ اللَّهُ وَاللَّهُ
 عَزَّ وَجَلَّ حَكِيمٌ

(رسالہ تحریر قرآن)

ص ۵۲-۵۳-۵۵

(مطبوعہ لاہور۔)

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

تقابل نمبر

رسالہ تحریف قرآن	تفسیر لوامع التنزیل
دینیوں کی قرآنی آیتیں	منسوخ التلاوت
کی تحریف	دون الحکم

آیت مال دینیوں کی معتبر روایت سے بھی ثابت ہے کہ دینیوں کے قرآن میں مال کے متعلق بھی ایک آیت نازل ہوئی تھی جس کو دینیوں کے خلیفہ صاحب نے تحریف کر کے قرآن سے نکال ڈالا۔ اور اب حضرت عثمان کے جمع کیے ہوئے اس قرآن میں وہ آیت مال موجود نہیں ہے۔	در ردی الجہان فرمود کہ اہل آیت از سورۃ نور بر آوردہ شدہ و کشف باقی است و بخاری نیز اہل را روایت کردہ نور رازی و شافعی و طبرسی و در ردی و مشور و مسدود بخاری و ابن ماجہ و ابونعیم و بیہقی و سیوطی و در لائل و حیرا و ایشاں و بیہقی از موسیٰ روایت کردہ مذکور زمان رسول می خوانند نہ۔
	موصکان لا بن ادہ و ادہین
	من مالی لا تبغی الیہما

تفسیر آقان مطبوعہ مطبع احمدی نور
۴۴ ص ۳۱۶ سطر آخری میں مرقوم
ہے کہ عبدون صالح نے ہشام
بن سعید اور اس نے ابی واقدی
سے روایت کی ہے۔

قال کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا الوحی
الیہ اتیناہ فقلمنہا معا
او حی الیہ قال فجئت
ذات یوم فقال ان اللہ

یقول انا انزلنا المال
لاقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ وحو ان لا یمن کذا
وادیا من ذہب لاحب ان
یکون الیہ الشافی ولو

کان لہ الشافی لاحب ان
یکون اکتھا التاکیث ولا
یملاء ابن ادم الا الشراب و
یتوب اللہ علی من تابا

انتہی بلفظہ -
خلاصہ یہ ہے کہ ابی واقدی

ثالثا ولا یعماء جوف
ابن ادم الا الشراب و
یتوب اللہ علی من تابا
وسیر طی مہشت روایت یہیں
مضمون از جم غفیر و جم کثیر نقل
کر دہ من ثناء تفسیر جہ الیہ۔

تفسیر جامع التفسیر
جلد اول ص ۵۲۹
مطبوعہ لاہور
ترجمہ اگر آدمی کے پاس مال کی
دو وادیاں بھی ہوں۔ تو وہ
تیسری مانگے گا۔ اور آدمی کا
پیٹ تو صرف مٹی ہی بھرے
گی۔ علامہ سیر طی نے اسی
مضمون کی اٹھ روایت جم غفیر
اور بہت بڑی جماعتوں سے
نقل کی ہیں۔ جو پہلے۔ ان کی
تفسیر کی طرف لے۔

نوٹ:
شیخہ مفسر طاعاثری اپنی تفسیر
میں مذکورہ آیت کو اہل سنت

نے کہا۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہ وحی ہمیں تعلیم دیا کرتے۔ بیشی نے کہا کہ سب معمول ایک روز جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں۔ تو یہ خط کشیدہ آیت پیغمبر نے پڑھ کر سنائی۔ اور فرمایا کھڑا تھائی ایسا فرماتا ہے۔

فرمایا صاحبان: فرمائیے۔

کیا تم اس آیت مال کو اب

موجودہ قرآن میں کہیں پاتے۔

ہو سہر گز نہیں) تو پھر ظاہر

ہے کہ کسبیوں کی اس رویت

کے مطابق یہ آیت مال بھی نہیں

(مسند تحریف قرآن ص ۵۷۔ ۵۸۔ صلیو ۱۰۱)

واہل تشیع کی تفسیروں سے یہ ثابت کر رہا ہے۔ کہ اس کے الفاظ مسوخ ہو چکے ہیں اور حکم باقی ہے۔ لیکن اپنی تعین ”ورساہ تحریف قرآن“ میں اس کہ نبیوں کی تحریف قرار دے رہا ہے شرم نہ کر مگر ہمیں آتی فاعتبروا یا اولی الابصار

تقابل نمبر

تفسیر لوامع القنزیل

رسالہ تحریف قرآن

(مسخ التلاوت دون الحکم)

(سینوں کے قرآنی آیتوں کی تحریف)

ابو عبیدہ روایت کردہ کہ عمر
بعید الرحمن بن عوف گفت آیا
تمود در منزل علینا ان
جاہد و اکا جاہد
قمر اول مودہ و علانی
یادیم عبد الرحمن گفت آری
این از علماء است کہ از قرآن ساقط
شدہ۔

آیت جاہد فی السینوں
کی معتبرہ روایتوں سے یہ بھی
ثابت ہوتا ہے۔ کہ آیت
جاہد و اکا بھی سینوں
کے خلیفہ صاحب عثمان نے
قرآن سے تحریف کر دی
ہے۔

تفسیر اتقان و مطبوعہ احمدی
نوع ۴۴ ص ۳۱۷ سطر ۱۱ میں
مرقوم ہے۔ کہ ابن ابی مریم
نے تافہ سے اس نے ابن عمر
جی سے اس نے ابن ابی میکہ
سے اس نے مسور بن مخریہ سے

(تفسیر لوامع القنزیل)
جلد اول ص ۵۲۹
مطبوعہ ایٹیم پریس لاہور

ترجمہ:

ابو عبیدہ روایت کرتے ہیں

روایت کی ہے۔ کوہ کہتا تھا۔

قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ

بَنِي عَوْفٍ أَلَمْ تَجِدْ فِيهَا

أَنْزِلَ لَنَا عَلَيْنَا أَنْ جَاهِدُوا

بِهَا جَاهِدْتُمْ أَوَّلَ

مَرَّةٍ فَإِنَّا لَا نَجِدُهَا

قَالَ أَسْقَطْتَ فِيهَا

أَسْقَطْتَ مِنَ الْقُرْآنِ

أَنْتَهَى بِالْفَلَاحِ

ترجمہ:

یعنی حضرت عمرؓ نے عبد الرحمن

بن عوف سے کہا۔ کہ آیت

إِنْ جَاهِدُوا كَمَا

جَاهِدْتُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

ہمیں پاتا پس ہم نے تو

بہت تلاش کی کہیں اس کا

پتہ نہ ملا۔ عبد الرحمن نے کہا

کہ حضور یہ آیت بھی نکال دیں

گئی ہے۔ انہیں آیتوں کے

ماتہ جو قرآن سے ساقط کی گئیں

درسد تحریر قرآن میں وہ مطبوعہ لاہور

کہ حضرت عمرؓ نے عبد الرحمن

بن عوف سے کہا۔ کیا قرآن کریم

میں یہ آیت ہم پر اتاری گئی

تھی۔ ان جاحدوں کا کہا

جاحد تو اول مَرَّة

لیکن اب ہم قرآن میں طے

نہیں پاتے۔ عبد الرحمن نے

کہا۔ ہاں یہ ان تمام آیات

میں سے ایک ہے جو قرآن

سے ساقط ہو گئیں

تاریخ کرام! اس تقاضا میں

بھی وہی منافقت اور بددیانتی

سر عام ناچتی نظر آ رہی ہے تفسیر میں

اس مذکورہ آیت کو موقوف التلاوة

دونوں احکم کے اثبات پر بطور دلیل

کی۔ اور رسالہ تحریر قرآن میں اس آیت

کی تحریر کے ثبوت میں ذکر کیا کہ یہ سب

کچھ من سی بیے تو نہیں کیا جا رہا کہ

کامہ میں وہ وہاں کراٹھیں اور خوب

داد دیں۔ اگر بھی مقصد ہے۔ تو خدا

کو شکر ہے۔

تقابل نمبر

رسالہ تحریک قرآن

تفسیر لوامع التنزیل

دسینوں کے قرآن میں مکی سورتوں
میں مدنی آیات اور بالعکس میں

دسورہ بقرہ میں مکی مدنی سورتوں
کا اختلاط

فرمایا صاحبان اہل سنت کی متبر
کتب سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے
کہ ان کے قرآن میں بعض مدنی
جو مکہ میں نازل ہوئی تھیں۔ ان
کو مدنی سورتوں میں داخل کیا
گیا ہے۔ اور بعض مدنی آیتوں
کو مکی سورتوں میں داخل کیا ہے
مخبر کے طور پر چند مقام سنا تا
ہوں۔ غور سے سماعت فرمائیں
(سورہ رعد)
(تفسیر رنثور)

بدانکہ درایں چا چند بحث اند
بحث اول آیا ایں سورۃ بقرہ مکی
است یا مدنی یا ہر دو در آں باطل
خلاف است و مشہور مدنی است مگر
یک آیت واقعوہ ما توجعون
فیدہ الی اللہ درج الوداع و مدنی
نازل شدہ و تفسیر لوامع التنزیل جلد اول ص ۳۰
ترجمہ: اس مقام پر چند بحثیں ہیں پہلی یہ کہ کیا
سورۃ بقرہ مکی ہے یا مدنی یا ہر دونوں میں
ہے یا جو خلاف ہے اور مشہور مدنی ہے مگر
یک آیت واقعوہ ما توجعون مکی ہے جو مقام مدنی
میں حج الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔

آخری گزارش

پوچھنا اتم الحروف کے پاس ملا عارضی کی تفسیر جامع التفسیر کی صرف تین جلدیں تھیں۔ جن میں سے چند تقابلی حوالہ جات سپرد قلم کیے۔ کہتے ہیں۔ کو دیگ میں سے ایک دانہ دیکھنا ہی کافی ہوتا ہے۔ ہم نے تو اٹھ سو حوالہ جات پیش کر دیئے۔ جن سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہے۔ کہ ملا عارضی کس دو غلطے پن کا شکار ہے۔ سادہ منافقت اس میں کس قدر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ رسالہ تحریف قرآن اور قواعد شیعہ میں اٹھائے گئے اعتراضات کا ہم نے تفصیل سے جواب دیا ہے۔ اس بحث کو سمیٹے ہوئے بطور غلامہ چند سطوری پیش خدمت ہیں۔

۱۔ اہل تشیع چونکہ خود تحریف قرآن کے معتقد ہیں۔ اس لیے وہ اس گھنائنے حرم میں اکیلے نہیں رہنا چاہتے۔

۲۔ کتب شیعہ سے ہم نے متعدد حوالہ جات سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ تحریف قرآن پر ان کے اکابر علماء کا اتفاق ہے۔

۳۔ ائمہ صحیحی کے حوالہ جات سے تحریف قرآن پر درجنوں روایات و احادیث ہم بیان کر چکے۔

۴۔ ان کے ہاں تحریف قرآن کی روایات حد تو اترا تک بلکہ متواتر ہیں۔

۵۔ اہل سنت پر تحریف کا الزام ثابت کرنے کے لیے ایک بھی صحیح روایت پیش نہ کر سکے۔

۶۔ جو روایات انہوں نے ذکر کیں۔ وہ یا تو منسوخ اختلاف یا روایت و تواتر یا شاذہ یا اختلاف قراۃ کی صورتیں تھیں۔

۷۔ ان کا موجود قرآن کو کال اور غیر محرف مانتا صرف تفسیر کے طور پر ہے۔ ورنہ صحیح اور کال قرآن کو امام غائب کے پاس مانتے ہیں۔

قد تعرضت تحریک القرآن وتنسیخه
 بعون الله القدير والصلوة والسلام
 على رسوله محمداً وآله واصحابه
 وآزواجه وذرياته وعترته وأهل
 محبتهم اجمعين

الحاصل

”قرآن کریم کی تحریف“ اس موضوع پر ہم نے سیر حاصل بحث کی۔ جس کا ایک ایک ورق نہایت مفید اور کارآمد ہے۔ لیکن اس کی طوالت کے پیش نظر خیال آیا۔ کہ اس کا خلاصہ بعد مزید باتوں کے تحریر کیا جائے۔ تاکہ حضرات علماء و کرام مختصر وقت میں بہت کچھ مواد پاسکیں۔ اس اختصار کو ہم چار فصلوں میں انشاداً بشر بیان کر رہے ہیں

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

فصل اول:

اثبات تحریف قرآن پر کتب اہل تشیع سے دلائل قاہرہ۔

فصل دوم:

تحریف قرآن غیبی قاضی کی فہرست اور اس موضوع پر ان کی تعانیف

فصل سوم:

تحریف قرآن کے چار منکر شیعوں پر انہی کے ہم مسلک علماء کی گرفت

فصل چہارم:

تحریف قرآن کی زد میں نہایت وغیرہ کی بحث۔

فصل اول

اثبات تحریر قرآن پر کتب اہل تشیع سے دلائل

قاہرہ

فصل الخطاب

دلیل اول

ان کیفیت جمع القرآن و تالیفہ مستلزمۃ عادیۃ
موقوفۃ التعلیل و التعلیل فیہ و قد اشار
الحیۃ الکۃ العلمۃ المجلسی فی مرآۃ العقول
حیث قال و العقل یحکم بانہ اذا کان القرآن
متفرقا منتشر عند الناس و تصدی غیر المعصوم
لجمہ یمتنع عادیۃ ان یکون کاملا موافقا
للواقع۔

ترجمہ:

جس 'کیفیت سے قرآن کریم جمع ہوا۔ اور اس کی تائید ہوئی۔ وہ کیفیت بطور عادت یہ تقاضا کرتی ہے۔ کہ قرآن کریم میں تفسیر و تحریف لازماً واقع ہو۔ مراد العقول میں علامہ مجلسی نے اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "عقل یہی فیصلہ کرتی ہے۔ کہ حسب قرآن کریم ادھر ادھر بکھرا ہوا تھا۔ اور مختلف لوگوں کے پاس اس کے مختلف حصے تھے۔ تو اس صورت میں جب ایک غیر معصوم شخص اس کو اکٹھا کرنے کے درپے ہو۔ تو بطور عادت اس کو کامل اور واقع کے مطابق ہونا متنع ہو تا ہے۔"

توضیح

مجلسی شیشی نے ادروئے عقل موجود قرآن کو نامکمل اور خلاف واقع ثابت کیا ہے۔ "موجود قرآن" ظاہر بات ہے کہ ہم اہل سنت کے پاس اور اہل تشیع کے پاس یہی قرآن ہے۔ جس کو غیر معصوم "نے جمع کیا۔ اور وہ غیر معصومین" کا جمع کرنا نامکمل ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ ان سے خطا سرزد ہو سکتی ہے۔ ایک خطا کا سرزد ہونا اور دوسرا جمع کرنے سے قبل قرآن کریم کا بکھرا ہوا ہونا دونوں امور مل کر اس عقلی امتناع کو اور مضبوط کر دیتے ہیں اس عقلی فیصلہ میں ایک پیچیدگی ظاہر ظاہر ہے۔ جس کا حل اس کے قائلین کو ہی پیش کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جو قرآن معصومین (حضرت علی المرتضیٰ) نے جمع کیا تھا۔ اور اسے ابو بکر و عمر فاروق کے پاس لے کر گئے تھے۔ اور جب اسے کھول کر پڑھا گیا۔ تو اس کے ابتدائی صفحات پر مہاجرین و انصار کی خدمت کی گئی تھی۔ میں پر فاروق اعظم نے کہا۔

سے جاؤ۔ ہمیں اس قرآن کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ معصومین نے اپنا حق کر دہ قرآن ہوا میں اڑاتے ہوئے کہا۔ کہ اب تمہیں یہ قرآن نظر نہ آئے گا۔ آخر زمانہ میں امام غائب سے کرائیں گے۔ جو ابھی اہل تشیع کے نزدیک سامرہ کی غار میں آرام فرما رہے ہیں۔ یہ قرآن تو دنیا کو دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ اور وہ قرآن جو ابو بکر و عمر نے جمع کیا تھا۔ وہ نامکمل اور خلاف واقع ہے۔ اب اہل تشیع کے پاس اصلی قرآن تو ہے نہیں۔ اور اس کے خود اقرار ہی ہیں۔ اور موجود قرآن کو نامکمل اور محروف منقطع ہی گویا شیعوں کے پاس نہ قرآن رہا اور نہ ایمان۔

حیرت کی یہاں ہی انتہا نہیں ہوئی۔ بلکہ اہل تشیع صدوق وغیرہ معتبر کتب شیعہ میں یہ تحریر بھی موجود ہے۔ کہ حضرات ائمہ اہل بیت کے اقوال و ارشادات و احادیث میں بہت غلط فہمی ہو چکا ہے۔ اس لیے اُن کی صحت کو معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ مذکور ہے۔ وہ یہ کہ ائمہ نے فرمایا۔ ہماری احادیث کو قرآن پر پیش کرو اگر موافق پائو تو عمل کرو۔ ورنہ پھوڑ دو۔ اب ان کی احادیث و روایات کی موافقت کس قرآن سے کی جائے۔ موجود قرآن نامکمل اور تحریف شدہ ہے۔ اس پر ویسے ہی اہل تشیع کا یقین نہیں۔ اور ان کا اصلی قرآن ابھی تاخیر ہے۔ اور نہ معلوم سامرہ کی غار سے کوئی نے کر لکھے یا یہ ترستے ہی مر جائیں۔ اور امام غائب آئے یا نہ آئے اگر آئے تو شاید معصومین کا جمع کردہ قرآن ساقط لائے یا نہ۔ اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے۔ کہ تمہارے مذہب کی جب دو بنیادیں ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث ائمہ اہل بیت۔ ائمہ تو موضوعات اور من گھڑت روایات میں پھنس گئیں۔ اس لیے اُن پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔ اس مشکل کا حل خود ائمہ نے جو پیش کیا۔ کہ قرآن پر ہماری احادیث پیش کرو۔ اب ائمہ کی احادیث کی صحت و عدم صحت معلوم کرنے کے لیے کس قرآن پر پیش کریں۔ ابو بکر و عمر کا جمع کردہ

فطیوں سے برابر نہیں۔ اور عقلی طور پر ناقص ہے۔ اس پر پیش کرنے سے مستعمل نہ ہو گا۔ اور اگر اس قرآن پر پیش کرتا ہے۔ جو مصومین نے جمع کیا تھا۔ تو وہ عقائد ہے۔ اس کا صاف نتیجہ یہ نکلا۔ کہ احادیث ائمہ بھی گئیں۔ قرآن انہوں نے پہلے ہی ناقص اور مرفوض قرار دے دیا تھا۔ اب ایمان سے بتلائیے۔ اہل تشیع کے مذہب کے دو بنیادوں میں سے ایک بھی قابل اعتبار اور مکمل صورت میں موجود نہیں۔ پھر ان کے مذہب کا کیا اعتبار باقی رہ جاتا ہے۔ ہاں شیطان نے جس راہ پر لگا دیا۔ اسے اس نے ان کے لیے مزین کر دیا۔ و زین لھم الشیطان اسماء لھم یہ تھی فقہ جعفریہ کی حقیقت جس کی صداقت و حقیقت کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں وہ فقہ حنفیہ، پر اعتراض و الزامات کی بوجھاڑ کی جاتی ہے۔ حالانکہ فقہ حنفیہ کی اصل موجود قرآن، جو ہم کامل و مکمل و غیر محرف مانتے ہیں۔ وہ بھی لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ہر دور میں موجود رہا۔ اور تاقیامت رہے گا۔ اور احادیث نبویہ بھی صدیوں سے مدون صورت میں موجود ہیں۔ ان دونوں پر اس فقہ کا دار و مدار ہے۔

جب فقہ حنفیہ کی بنیادیں موجود اور مستحکم ہیں۔ فقہ حنفیہ بھی موجود و مستحکم ہے۔ اس کے برخلاف فقہ جعفریہ کی ایک بنیاد بھی موجود نہیں۔ اور اگر ہے تو ناقص اور اصلی و نقلی سب کچھ کا مرتبہ ہے۔ لہذا جیسا اہل دینی فرما رہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

دہل دوم

بقول شیعو قرآن کی تحریف تو اتر سے ثابت ہے۔

فصل الخطاب

قد عرفت مشروحات ان نقصان انما تطرق علی
القرآن بسبب خلافة اهل الجور والعدوان
وبلوغ ما ذكرنا ونقلنا من اول المقدمات
الى ههنا ان يد من حد قوا ترکما لا یغنی علی منصف
مع عدم هتوان علی کثیر من کتب الانحیاء
وقد ادعی قوا ترکها جماعة منهم: المولوی
محمد صالح فی شرح الکافی حیث قال فی شرح
ماورد ان القرآن الذی جاء به جبرئیل الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم سبعة عشرة
الآیة وفی رواية سلیم نمانیة عشرة
آیة واسقاط بعض القرآن وتحریفه ثبت من

طرقنا بالتواتر المعنوی كما يظهر لمن تأمل
 فی كتب الاحادیث من اولها الى آخرها و
 منهم الفاضل قاضی القضاة علی بن عبد العالی
 ما لفظه ان ایراد الاكابر الاصحاب اخبارنا
 فی كتبهم المعتبرة التي ضمنوا صحة ما فيها
 قاض بصحتها فان لهم طرقا فی تصحيحها غیر
 جمع الرواة كالا جماع علی مضمون المتن ولیر
 عندی تنقیص هو لاء الفحول بصحة المتن بادون
 من توثیق الرواة ومنهم الشيخ المحدث الجلیل
 الشيخ ابوالحسن الشریف فی مقدمات تفسیره
 ومنهم العلامة المجلسی قال فی مرآة العقول
 فی باب انه لیس یجمع القرآن كلمة الا ائمه
 ومنهم السيد المحدث الجزائری فی منبع الحیوة
 ومنهم المولوی محمد نقوی المجلسی ومنهم
 الفاضل الامیرزا علاء الدین کلدستانی شایخ
 القمی وقال الفاضل المتبع المولوی الحاج محمد
 الاردبیلی تلیذ العلامة المجلسی فی اول کتاب
 جامع الرواة وبالجملة ببركة نسختی هذا ینکی
 ان یصیر قریباً اذا کثر من الاخبار التي كانت
 بحسب المشهور بین علمائنا۔

(نقل عن کتاب ص ۲۵۲ طبع قدیم)

مترجمہ :

تم با تفصیل یہ جان چکے ہو کہ قرآن کریم میں نقصان (تخریب) اس وجہ سے ہوا کہ اس کے جمع کرنے کے وقت ان لوگوں کو خلافت کی تھی جو ظلم و عدوان والے تھے۔ اور قرآن کریم کی تخریب کے بارے میں جو روایات ہم نے مقدمہ سے لے کر اب تک ذکر کیں۔ وہ حد تو اترو کو بھی پھاند جاتی ہیں۔ جیسا کہ صاحب انصاف پریریہ بات مخفی نہیں ہے۔ اگرچہ وہ ہمارے اکابر کی بہت سی کتابوں سے واقف نہ بھی ہو۔ ان تخریفی روایات کے تواتر کا بہت سے ہمارے علما نے دعویٰ بھی کیا ہے۔ ان میں سے ایک مولوی محمد صالح ہے۔ جس نے الکافی کی تشریح میں اس قول کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔ یہ وہ قرآن جو جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ وہ ستر ہزار آیات اور بروایت سلیم اٹھارہ ہزار آیات پر مشتمل تھا، قرآن کریم کا کچھ حصہ حذف و ماقطہ کر دینا اور اس میں تخریب کا ہونا یہ ہمارے طریقہ پر تو تواتر سے ثابت ہے۔ اگرچہ وہ تواتر معنوی ہی ہے۔ جو مخلص کتب احادیث کا مطالعہ کرتا ہے۔ اس پریریہ بات مخفی نہیں ہے۔

اُن (تخریب قرآن کے قائلین) بعد تواتر میں سے ایک ابو الفاضل قاضی القضاۃ علی ابن عبدالعاص ہیں۔ اُن کا کہنا ہے۔ کہ ہم اہل تشیع کے اکابر علماء کا ان تخریب قرآن کے قائلین کی روایات کو اپنی کتب میں ذکر کرنا جو کتا میں بہر حال قابل اعتبار ہیں۔ اس امر کی ضمانت ہم پہنچاتا ہے۔ کہ انہوں نے جو کچھ نقل کیا۔ اس کی صحت کی ذمہ داری بھی اٹھانی

کیونکہ کسی روایت کے صحیح ہونے کے لیے راویوں کے حالات کے علاوہ بھی کئی طریقے ہیں۔ جیسا کہ کسی کتاب کے متن پر اجماع ہو جائے۔ اور میرے نزدیک ایسے اکابر کا کسی متن کی صحت کا اقرار کرنا اس اقرار سے کم نہیں۔ کہ نقل روایت کے راوی تقدیم ہیں۔ لہذا وہ صحیح ہے۔

ان میں سے ایک الشیخ الحدیث الجلیل الشیخ ابوالحسن الشریف بھی ہیں انہوں نے اپنی تفسیر مرآۃ الانوار کے مقدمہ میں یہ بات واضح طور پر لکھی ہے۔ یعنی یہ کہ قرآن کریم میں تحریف ہوئی ہے۔

ان میں سے ایک اور علامہ مجلسی بھی ہیں۔ انہوں نے مرآۃ العقول کے ایک باب میں کہا ہے۔ دو قرآن کریم مکمل طور پر صرف ائمہ حضرات نے ہی جمع کیا تھا (موجود قرآن چونکہ غیر ائمہ کا جمع کردہ ہے۔ لہذا نامکمل ہے)

ان میں سے ایک اور السید المحدث المجرائی صاحب ہیں۔ انہوں نے "دعویٰ الحیوۃ"، میں اس کی صراحت کی۔

ایک اور صاحب مولوی محمد تقی المجلسی ہیں۔ ایک دوسرے فاضل میزنا علاؤ الدین کلیسا فی صاحب ہیں۔ انہوں نے "جمع البیان" کی شرح کرتے ہوئے یہ مضمون بالتصریح بیان کیا۔ ایک اور صاحب جن کا نام مولوی الحاج محمد اردبیلی ہے۔ جو علامہ مجلسی کے شاگرد بھی ہیں۔ انہوں نے جامع الرواقہ کے ابتداء میں یہ مضمون ذکر کیا ہے۔

مختصر یہ کہ میری اس کتاب کی برکت سے ممکن ہے کہ تحریف قرآن کے اثبات میں روایات کی تعداد بارہ ہزار یا اس سے بھی اوپر ہو۔ اور یہ روایات ان روایات کے مقابل میں ہوں۔ جو ہمارے علماء کے نزدیک مشہور ہیں۔

اس عبارت درج ذیل امور ثابت

ہوئے

- ۱۔ موجود قرآن میں تحریف اس وجہ سے ہوئی۔ کہ اس وقت خلافت ظالم و جابر لوگوں کی تھی۔
- ۲۔ تحریف قرآن کی روایات حد قراتر سے بھی ثابت ہیں۔
- ۳۔ عام آدمی بھی ان روایات سے یہی نتیجہ نکالے گا۔ کہ قرآن نامکمل ہے۔ بشرطیکہ وہ صاحب انصاف ہو۔
- ۴۔ اہل تشیع کی ایک جماعت ان روایات کے قراتر کی مدعی ہے۔ جو تحریف قرآن کے اثبات میں ہیں۔
- ۵۔ تحریف قرآن کی روایات کا قراتر ماننے والے لوگوں میں سے نو سرکردہ شیوخ اکابر کے نام تحریر ہوئے ہیں۔
- ۶۔ جبریل نے جس قرآن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا۔ اس میں سترہ یا اٹھارہ ہزار آیات تھیں (جو موجود قرآن میں ان کے نفع بھی نہیں)
- ۷۔ کتب شیوخ کا مطالعہ کرنے والا اس امر کو بخوبی جانتا ہے۔ کہ قرآن کے کچھ حصے ماقط ہونے کی روایت باعتبار معنی متواتر ہیں۔
- ۸۔ جن اکابر شیوخ نے تحریف کی روایات اپنی تصنیفات میں درج کیں۔ انہوں نے ان کی صحت کی ضمانت بھی اٹھائی ہے۔

۹۔ ان اکابر روایات کی صحت کی ذمہ داری اٹھانا دراصل ان کے راویوں کی صحت کو محقق کرنا ہے۔

۱۰۔ تحریف سے پاک اور مکمل قرآن وہی تھا۔ جسے ائمہ اہل بیت نے جمع کیا تھا

۱۱۔ اردبیلی نے کہا۔ کہ میری اس کتاب کی برکت سے تحریف قرآن کی روایات

بارہ ہزار یا اس سے بھی زائد ہو جائیں گی جبکہ ہمارے اکابر ایسی روایات کے دو مشہور ہونے کے قائل بھی ہیں۔ مگر گویا مشہور سے بڑھ کر متواتر کلام

مل گیا ان روایتوں کو جو تحریف قرآن کے ثبوت میں ہیں۔

نوٹ :-

ان گیارہ امور سے ہر صاحب انصاف یہی نتیجہ اخذ کرے گا۔ کہ اہل تشیع کے نزدیک موجود قرآن کریم کی تحریف نہ تقنی ہے۔ اور اس مسئلہ کے اثبات پر شیعہ مذہب کی کتب میں بارہ ہزار سے زائد روایات ہیں۔ (جو صحیح مسند میں) گویا قواتر سے یہ ثابت ہوا۔ کہ موجود قرآن نامکمل ہے۔ اب اگر کوئی شیعہ یہ کہے۔ کہ ہم تو اس قرآن کو کامل و حیرہ محرف سمجھتے ہیں۔ تو یہ اس کا دو تعلقہ، تو ہو سکتا ہے عقیدہ نہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

دلیل سوم

بقول شیعہ اقرار تحریم ضروریات دین میں

سے ہے کیونکہ یہ تحریم غاصبین خلافت کا

سب سے بڑا کارنامہ ہے

تفسیر مرآة الانوار

الفصل الرابع في بيان خلاصة اقوال علمائنا
في تغيير القرآن وعلامه وتزيين استدلالهم
انكسار التغيير۔

اعلم ان الذي يظهر من ثقة الاسلام محمد بن يعقوب
الكليني طاب ثراه انه كان يعتقد التحريف التعملي
في القرآن لانه روى روايات كثيرة في هذا المعنى

فی کتاب الکافی صرح فی اولہ بانہ کان یثیق
 فیما رواہ فیہ ولہریتعرض لقدح فیہا ولا ذکر
 معارضالہا وکذا لکشیخہ علی بن ابراہیم والقی
 فان تفسیرہ مملوۃ ولہ غلو فیہ ووافق القمی
 والکلینی جماعۃ من اصحابنا المفسرین کا
 لعیاشی والتحمائی وفوات ابن ابراہیم وغیرہم و
 ہو مذهب اکثر محققین محدثی المتأخرین
 وقول الشیخ الاجل احمد بن ابی طالب الطبرسی
 کما ینادی کتابہ الاحتجاج ونصرہ شیخنا العلامة
 باقر علوم اہل البیت وخادمہ اخبارہم فی کتابہ
 بحار الانوار وبسط الکلام فیہ بما لا مزید
 علیہ وعندی فی وضوح ہذا القول بعد تتبع
 الاخبار وتفحص الاشار یحیث یمکن الحکم بکون
 من ضروریات مذهب التشیع وانہ اکبر مقاسد
 غصب الخلافۃ فقد برحتی تعلم توہم الصدوق
 حیث قال فی اعتقاداتہ۔

تفسیر مرآۃ الانوار تصنیف محدث اعظم
 ابوالحسن شریف ص ۴۹ فصل رابع
 مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ:

تیس معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ابن یعقوب کلینی کا یہ عقیدہ تھا کہ

marfat.com

قرآن کریم میں آیات کم کرنے کی تحریک موجود ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی کتاب الکافی میں اس مضمون کی تائید کی بہت سی روایات ذکر کی ہیں۔ اور اس کتاب کے شروع میں اس نے یہ تصریح بھی کر دی ہے کہ میری اس کتاب کی ہر روایت صحیح ہوگی۔ اور پھر ان روایات (جو تحریک کے اثبات پر ہیں) پر اس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان کی کوئی معارض روایت ذکر کی۔

اسی طرح اس کے شیخ علی بن ابراہیم القمی بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کی تفسیر بھی ایسی روایات سے بھری پڑی رہے۔ اور یہ صاحب ذرا وود قدم آگے ہی پھلانگ گئے ہیں۔ احمی اور العینی کے عقیدہ کی ہمارے مفسرین کی ایک بہت بڑی جماعت نے موافقت کی ہے۔ جیسا کہ عیاشی نعمانی اور فرات وغیرہ۔ اور متاخرین شیعوں میں سے صاحبان تحقیق اور محدثین کا یہی مذہب چلا آ رہا ہے۔ ان کے علاوہ شیخ الامل احمد بن ابی طالب الطبرسی کا قول جو اس کی تصنیف و الاحتیاج، میں ہے۔ وہ بھی اسی عقیدہ کی مناد کی کر رہا ہے۔ اہل بیت کی احادیث و اخبار کے عامل اور ان کے علوم کے ماہر علامہ باقر نے بھی کارالانوار میں اسی عقیدہ کی ثمرت اور تائید کی مذکور تصنیف میں اس موضوع پر اس قدر وضاحت ہے۔ کہ جس سے زیادہ ہونا ممکن ہے۔

اور میرے نزدیک تحریک قرآن کا قول۔ جبکہ اس بارے میں اخبار و آثار کو اچھی طرح دیکھا جائے۔ تو یہ حکم رکھتا ہے۔ کہ یہ عقیدہ رکھنا ضروریات دین میں سے ہے۔ نہ صرف یہ کہ مذہب شیعہ کا اس کے بغیر وجود ہی قائم نہیں رہ سکتا اور

اس کی سب سے بڑی وجہ غلامت پر غاصبانہ قبضہ ہے۔ تم میری ان باتوں میں غیب خود کردہ تاکر شیخ صدوق نے جو وہ اعتقادات، میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں تحریریت نہیں ہوئی۔ ہمیں اس کے اس وہم کا بخوبی علم ہو جائے۔
نوٹ:

عبارت بالاسے واضح طور پر معلوم ہوا۔ کہ قرآن کریم کی تحریریت کے قائل دو تہ بنو، اشیعہ نہیں۔ بلکہ محقق و محدث اس کے معتقد ہیں۔ اور اس پر تقریباً شیعہ برادری کا اجماع ہے۔ اسی وجہ سے یہ مسئلہ ان کے ہاں دو ضروریات شیعہ، میں سے ایک ہے۔ اور جو شخص اپنے مسلک و شریعت کی ضروریات میں سے کسی ایک کا منکر وہ اس مذہب کا بے ایمان۔ اور نہایت والا یہی تو کہہ رہا ہے۔
الوارد فی الکتاب والسنة المتواترة بحیث صار
من الضروریات الدینیة بکفر منکرها اجماعاً
ووفقاً۔

(ص ۲۸۲ جلد نمبر ۲)

ترجمہ:

قرآن کریم اور سنت متواترہ میں موجود مسئلہ جو ضروریات دینیہ میں سے ہو۔ اس کا منکر اجماعاً اور اتفاقاً کافر ہے۔

دلیل چہارم

فصل الخطاب

الاخبار الکثیرة المعتبرة الصریحة فی وقوع
السقط ودخول التقصان فی الموجود من القرآن

زیادہ علی ہامر متفرقا فی ضمن الادلۃ السابقۃ وانہ
اقل من تمام ما نزل اعجازا علی قلب سید الانس
والجان من غیر احتمال صفا بایۃ وسورۃ۔
(فصل الخطاب ص ۲۳۵ طبع قدیم ایران)

ترجمہ:

کثیر اللہ اور صریح اور قابل اعتبار اخبار اس بات پر دلالت کرتی ہیں
کہ موجود قرآن میں کمی اور تحریف ہوئی ہے۔ اور گزشتہ دلائل میں تفرق
اس کا ذکر ہوا ہے۔ اور اس بات پر حاکمات دلالت کرتی ہیں کہ جو
قرآن کریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور پر اترا۔ اُس سے
موجود قرآن میں کہیں کم آیات ہیں۔ اور یہ کمی کسی آیت یا سورت کے
ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

عبارت بالا سے درج ذیل امور ثابت ہوئے

- ۱۔ بہت سی معتبر روایات ہیں۔ جو تحریف قرآن پر صراحت کے ساتھ
دلالت کرتی ہیں۔
- ۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والے قرآن کی بہ نسبت موجود قرآن
بہت کم ہے۔
- ۳۔ وہ تحریف، کسی آیت یا سورت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ پورے
قرآن میں ہوئی ہے۔
- نوٹ: اس حوالہ اور اس سے ثابت شدہ امور اس بات کو یقینی بنا دیتے

ہیں۔ کہ اہل تشیع کے ہاں دو تحریف قرآن،، ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جو قلیل اعتبار اور مزید روایات سے ثابت ہے

بقول نعمت اللہ جزائری شیعہ تحریف قرآن پر

دو ہزار سے زائد احادیث موجود ہیں

دلیل پنجم

فصل الخطاب

الاحبار الواردة في الموارد المخصوصة من القرآن
الداتہ علی تغییر بیوض الکلمات والآیات
والسور باحدى الصور المتقدمة وهي كثيرة
جدا حتى قال السيد نعمت الله الجزائري في بعض
مولفاته كما حكى عنه ان الاخبار الداتہ علی
ذالك تزيد علی الفی حدیث وادعی استفاضتها
جماعة كالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسي
وغيرهم بل الشيخ ايضا صرحها في التبيان بكسر
تھا بل ادعی قوائمها جماعة ياتی ذكرهم.....
اعلم ان تلك الاخبار منقولة من الكتاب المعتمدة

اور ہے۔

۲۔ شیخ مفید، محقق داماد اور علامہ مجلسی نے ان روایات کو مستفیض کہا۔ جو تحریف

قرآن پر دلالت کرتی ہیں۔

۳۔ شیخ ابو جعفر طوسی اور ایک جماعت شیعہ نے ان روایات کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

۴۔ تحریف کی روایات ان کتابوں میں موجود اور ان سے منقول ہیں جعفریہ شیعہ میں اس درجہ کی ہیں۔ کہ ان سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں۔

دلیل ششم

فصل الخطاب

لا ینفی ان هذا الخبر وکثیر من الاخبار
الصحيحة صريحة في نقص القرآن وتغيره
وعندنا ان الاخبار في هذا الباب متواترة معنی
وطرح جميعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار
رأساً بل ظنی ان الاخبار في هذا الباب لا یقصر عن
اخبار الامامة فكيف یثبتونها بالخبر۔

(فصل الخطاب ص ۵۲ مطبوعہ قدیم ایران)

ترجمہ:

یہ بات پوشیدہ نہ رہے۔ کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ بہت سی

صحیح احادیث اس بات پر صراحت کے ساتھ دلائل کرتی ہیں۔ کہ قرآن کا
میں نقص اور تبدیلی ہوئی ہے۔ اور میرے نزدیک اس تحریف قرآن
کے موضوع پر پائی جانے والی احادیث باعتبار معنی متواتر ہیں۔ اور
ان تمام احادیث کو نہ ماننا اس بات کو لازم کر دیتا ہے۔ کہ احادیث
سے مکمل طور پر اعتماد ختم ہو جائے۔ بلکہ میرا خیال تو یہ ہے۔ کہ تحریف قرآن
کے اثبات کے متعلق پائی جانے والی احادیث ان احادیث سے
کم نہیں ہیں۔ جن سے مسئلہ خلافت ثابت ہوتا ہے۔ اگر اتنی
روایات کو ناقابل عمل قرار دیں۔ تو مسئلہ امامت بھی کھٹائی میں پڑ
جائے گا۔ اور روایات سے اس کا ثبوت مشکل ہو جائے گا۔

خوٹے

اہل تشیع کے مذہب کی جان اور روح رواں مسئلہ امامت ہے۔ اور
یہ مسئلہ بہر حال احادیث و روایات سے وہ ثابت کرتے ہیں (وہ مستغنی ہوں۔
یا متواتر) لیکن مسئلہ تحریف قرآن کے لیے بھی مسئلہ امامت سے کم اور کم درجہ
روایات نہیں۔ ہند اگر کوئی شیعہ انہیں سسر سے نہیں مانتا۔ تو پھر مسئلہ امامت
سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ لیکن وہ مسئلہ امامت کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اس لیے تحریف
قرآن کے عقیدہ کے بغیر چھٹکارا نہیں۔ اب نتیجہ یہ نکلا کہ مسئلہ امامت بھی رہا۔ اور
تحریف قرآن بھی ختم۔ لہذا قرآن کریم جو موجود ہے۔ وہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔
یہی ان کا عقیدہ اور یہی ان کا دھرم ہے۔ جب موجود قرآن محرف ہے۔ تو لازماً
وہ قرآن جو غیر محرف ہو۔ وہ کہیں دکھیں ہونا چاہیئے۔ اس لیے ان کے بڑے
جگادریوں نے اس بات پر اتفاق کیا۔ اور ایک اس کا عمل یہ پیش کیا۔ کہ وہ غیر محرف

قرآن امام غائب کے پاس ہے۔ جب آئیں گے۔ مانتے لائیں گے۔

دلیل ہفتم

قرآن میں سے دو تہائی حصہ تحریف کی نذر ہو گیا
ہے صاحب ثانی شرح کافی

صافی شرح اصول کافی

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی
جلد بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد سبعة عشر
الک آیت۔ شرح۔ روایت است از امام جعفر صادق گفت۔
بدستیک قرآن کو اور وہ اُن راجع الی علیہ السلام ہوئے ثم علی اثر
علیہ وسلم ہند ہزار آیت است۔ مراد نیست کہ بسیاری از اُن
قرآن ماقط شدہ و در مصاحف مشہورہ نیست۔ زیرا کہ مجموعہ قرآن
کو در مصاحف مشہورہ است عدد آیات اُن نزد قرار اہل کوفہ پانچ
مئاتی نقل صاحب مجمع البیان عدد آیات ہر سورۃ را در اول اُن سورہ
شش ہزار و سہ صدی پنجاہ و شش آیت است۔ و عادت
صحاح در طریق خاصہ و در طریق عامہ کو ال است براسقاط بسیاری
از قرآن در کثرت بکسر رسیدہ کہ کذب جمیع انہا جرات است
..... و غای ایچہ قرآن ہیں است کہ در مصاحف مشہورہ است

غالی و اشکال نیست۔ واستدلال برائے اہتمام صاحب و اہل اسلام مضبوط
بغایت ایک سمت بعد ازاں اطلاع بر عمل ابو بکر و عمر عثمان۔

دعائی شرح کافی کتاب فضل القرآن
جلد دوم جزء ششم باب النوادر
مطبوعہ مکتبہ طبع قدیم

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ قرآن جو جبریل علیہ السلام
نے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لکھے تھے۔ وہ سترہ ہزار آیات
پر مشتمل تھا۔ اس روایت سے مراد یہ ہے۔ کہ اس قرآن کریم کو بہت
ساختہ ساقط کر دیا گیا ہے۔ اور موجود مشہور نسخوں میں وہ نہیں ہے۔
کیونکہ موجود نسخہ جات میں قرآن کریم کی آیات کی تعداد کوئی قرہ کے
نزدیک چھ ہزار آیتیں سمجھیں ہے۔ صاحب مجمع البیان نے یہ حجاب
لگایا۔

اور وہ احادیث جو عام و خاص طریقہ سے تحریف و مقوود قرآن پر دلالت
کرتی ہیں اس قدر کثرت سے ہیں۔ کہ ان کو جھٹلانا ایک بہت بڑی
دلیری ہوگی۔ جو کوئی بھی نہیں کر سکتا اور یہ دعویٰ کرنا کہ اس کے جمع
وہی ہے۔ جواب نسخہ جات میں موجود ہے۔ یہ دعویٰ اشکال سے
خالی نہیں ہے۔ اور اس پر یہ دلیل پیش کرنا کہ اس کے جمع کرنے
والے اصحاب رسول اور مسلمانوں نے بہت زیادہ احتیاط کی۔ یہ استدلال
بہت کمزور ہے۔ کیونکہ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان کے اقوال
پر مطلع ہونے والا شخص ان کے اہتمام اور احتیاط کو کچھ بھی نہیں سمجھتا

روایت بالاسے یہ امور ثابت ہوئے۔

۱۔ جبریل جس قرآن کو حضور کے پاس لائے تھے۔ وہ سترہ ہزار آیات والا تھا۔ جبکہ موجود قرآن صاحب مجمع البیان کے بقول صرف چھ ہزار تین سو اور چھپن آیات والا ہے۔ (گویا دو حصے اڑا دیئے گئے ہیں۔ اور ایک حصہ باقی وہ بھی گڑ بڑ۔)

۲۔ تحریف قرآن پر دلالت کرنے والی روایات کو ٹھکرانا اس کی کوئی جرات نہیں کر سکتا۔

۳۔ یہ دعوے کہ موجود قرآن مکمل قرآن ہے۔ انکالی سے خالی نہیں۔

۴۔ موجود قرآن کے مکمل ہونے پر یہ دلیل پیش کرنا بہت کمزور ہے۔ کہ اسے صحابہ کرام اور مسلمانوں نے بڑی احتیاط سے جمع کیا تھا۔ کیونکہ خلفائے ثلاثہ کے اعمال خود غیر محتاط تھے۔ اور جمع قرآن بھی تو ان کا ہی عمل ہے۔ وغیرہ محتاط اسی طرح کہ جب علی المرتضیٰ نے ایک نسخہ پیش کیا تو اس کے ابتدائی صفحات پر مہاجرین و انصار کی مذمت تھی۔ جسے انہوں نے نکال دیا۔

۵

فصل دوم

تحریر قرآن کے قائل علماء شیعہ کی فہرست اور ان

کی اس موضوع پر تالیفات و تصنیفات کے نام

عالم کا نام	تصنیف کا نام	اقتاب دہلیہ کا ذکر
۱ - علی بن ابراہیم قمی	تفسیر عمی	شیخ جلیل المحدث - یحییٰ کاشغری
۲ - محمد بن یعقوب یحییٰ	اصول کافی	نقشہ الاسلام
۳ - سید محمد کاظمی	شرح الوافیہ	
۴ - علامہ مجلسی	مراد العقول	
۵ - محمد بن حسن صفار	کتاب البصائر	
۶ - محمد بن ابراہیم انصاری	التفسیر الصغیر	صاحب کتاب التبیان - شاگرد یحییٰ
۷ - سعد بن عبد اللہ قمی	تایخ القرآن و فصولہ	انشاء و الجلیل
۸ - محمد بن سعود عیاشی	امام المفسرین	
۹ - علی بن احمد کوفی	ہدایہ المحدثہ	

عالم کا نام	تصنیف کا نام	القاب وغیرہ کا ذکر
۶ - فرات بن ابراہیم	تفسیر فرات	الشیخ الجلیل
۱۱ - محمد بن عباس ماہیار	تفسیر القرآن	الشفیع الفقیہ
۱۲ - محمد بن نعمان المفید	مسائل سرود	الشیخ الاعظم
۱۳ - ابو ہریر اسماعیل بن علی	ماسب کتب کثیرہ	الشیخ المتکلمین
۱۴ - ابو محمد حسن بن موسیٰ		ماسب تعانیف جیدہ
۱۵ - ابواسحاق ابراہیم بن نوخت		الشیخ الجلیل - الشیخ الاقدم
		امام الاعظم امام غائب کا
		صحاب -
۱۶ - اسحاق الکاتب		رئیس طائفہ امامیہ شیعوں
۱۷ - ابوالقاسم حسین بن روح		اور امام غائب کے درمیان
۱۸ - صاحب بن لیث		تیسرا سفیر
۱۹ - فضل بن شاذان	کتب الایضاح	العالم الفاضل المتکلم
		الشیخ الفقیہ الجلیل الاقدم -

عالم کا نام	تصنیف کا نام	القاب وغیرہ کا ذکر
۶ - فرات بن ابراہیم	تفسیر فرات	الشیخ الجلیل
۱۱ - محمد بن عباس ماہیار	تفسیر القرآن	الشیخ الفقیہ
۱۲ - محمد بن نعمان المفید	مسائل سرود	الشیخ الاعظم
۱۳ - ابو ہریر اسماعیل بن علی	ماسب کتب کثیرہ	الشیخ المتکلمین
۱۴ - ابوسحاق زنجنت		
۱۴ - ابو محمد حسن بن موسیٰ		ماسب تعانیف جیدہ
۱۵ - ابوسحاق ابراہیم بن نوخت		الشیخ الجلیل - الشیخ الاقدم
		امام الاعظم امام غائب کا
		صحاب -
۱۶ - اسحاق الکاتب		
۱۷ - ابوالقاسم حسین بن موج		رئیس طائفہ امامیہ شیعہ
۱۸ - ابن ابی بحر نوختی		اور امام غائب کے درمیان
		تیسرا سفیر
۱۸ - صاحب بن لیث		العالم الفاضل المتکلم
۱۹ - فضل بن شاذان	کتب الایضاح	الشیخ الفقیہ الجلیل الاقدم -

ان شیعہ علماء کے نام جنہوں نے تحریف قرآن پر

مستقل کتابیں لکھیں۔ ان کے اور ان کی کتابوں

کے نام

مستند کا نام	کتاب کا نام	لقب
۲۰۔ محمد بن حسن شیبانی	تفسیر نفع البلاد	الشیخ البعل
۲۱۔ احمد بن محمد خالد	کتاب التحریف	الشیخ الفقیہ صاحب تصانیف مکثرہ
۲۲۔ محمد بن خالد	کتاب التفسیر والتفہیم	الشیخ الفقیہ
۲۳۔ علی بن حسن بن فضال	کتاب التفسیر والتفہیم	وہ محدث جس کی کتاب میں کوئی غلطی واقع نہ ہوئی۔
۲۴۔ محمد بن حسن میرنی	کتاب التحریف والتبدیل	قرآن کے محرف ہونے پر مستقل کتاب لکھی۔
۲۵۔ احمد بن محمد بن سیار	کتاب التفسیر والتفہیم	قرآن کے محرف ہونے پر مستقل کتاب لکھی۔

مصنف کا نام	کتاب کا نام	لقب و غیرہ
۲۷۔ محمد بن عباس بن علی	مشہور تفسیر القرآن	الفقیر البکیر۔ جس نے فضائل اہل بیت کی روایات درج کرنے کا ریکارڈ قائم کیا۔ تحریک کے موضوع پر بکثرت روایات ذکر کیں۔
۲۸۔ ابن مردوان الماھیہ المعروف ابن حجام	قرأت امیر المومنین	قرآن کے محرف ہونے پر مستقل کتاب لکھی۔ " " "
۲۹۔ ابو ظہر عبد الواحد بن عمر النعمانی	کتاب تفسیر القرآن	" " "
۳۰۔ صاحب کتاب الروعی اہل التبدیل	الروعی اہل التبدیل	
۳۱۔ مولوی محمد صالح	شرح الکافی	
۳۲۔ قاضی القضاۃ علی بن عبد الحلیم		الفاضل
۳۳۔ ابوالحسن شریعت		الشیخ المحدث البکیر
۳۴۔ نعمت اللہ الجزائری		المحدث الجزائری
۳۵۔ مولوی محمد تقی المجلسی		
۳۶۔ میرزا علاؤ الدین کیسائی	شارح نہج البلاغۃ	الفاضل
۳۷۔ ابو یوسف الحجاج محمد بن علی	جامع الروایۃ	الفاضل جامع طبعی شہرہ

مصنف کا نام	کتاب کا نام	لقب وغیرہ
۳۸۔ حسین محمد علی نقی نوری طبرسی	تفسیر میاشی	
۳۹۔ نعمانی		

نوٹ ہے:

مندرجہ بالا تمام تفسیر مرآۃ الانوار، فصل الخطاب، انوار نعمانیہ میں سے اخذ کیے گئے ہیں۔ یہ تینوں کتب میں ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب شیعہ میں دیگر ایسے علماء شیعہ کے نام درج ہیں۔ جو تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ ہم ان کی تعداد بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ ان کے علماء میں سے صرف چار ایسے ہیں۔ جو تحریف قرآن کے قائل نہیں۔ باقی سب ہی ایک ہی بھڑکی انٹیں ہیں۔

ان چار شیعہ علماء کے نام جو تحریف
قرآن کے قائل نہیں ہیں

- ۱۔ شیخ صدوق - ۲۔ شریف مرتضیٰ - ۳۔ ابو جعفر طوسی - ۴۔ ابو علی طبرسی
- یہی چار بڑے شیعہ مولوی اور علماء ہیں۔ جو اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ

موجود قرآن مکمل ہے۔ اور اس میں کوئی تحریف واقع نہیں ہوتی۔ ان چار کا مسلک چونکہ تمام سے جدا ہے۔ اس لیے ان کو قائلین تحریف کی تنقید کا نشانہ بنا پڑا۔ اس کا تذکرہ ہم فیصل سوم میں انشاء اللہ کریں گے۔

ہذا اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمادیں

فصل سوم

عدم تحریف کے قائل ان چار شیعہ علماء
شیعہ محققین کی تنقید

سب سے پہلے ان شیعہ مجتہدین کا دورِ ملاحظہ فرمائیں۔ تاکہ مذہبِ شیعیت کی تاریخ کے اس دور کے علاوہ ادوار میں قرآنِ کریم کے بارے میں ان کے عقائد سامنے آسکیں۔ ان چار مشائخِ شیعہ کا زمانہ بالترتیب یوں ہے۔

- ۱۔ شیخ صدوق کا انتقال ۳۸۱ھ میں ہوا۔
- ۲۔ شیخ ابو علی طبرسی ۵۲۰ھ میں فوت ہوا۔
- ۳۔ شریف مرتضیٰ نے ۶۲۶ھ میں انتقال کیا۔
- ۴۔ اور ابو جعفر طوسی کا سن وفات ۳۲۰ھ ہے۔

گویا ان چاروں کا دور ۲۲۰ھ سے ۶۲۰ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے پہلا شخص شیخ صدوق ہے۔ جو قرآنِ کریم کی تحریف کا قائل نہیں گویا تاریخِ شیعیت میں پہلی تین صدیاں ایسی گزری ہیں۔ جن میں سبکے سب شیعہ قرآنِ کریم کے نامکمل اور محرف ہونے کے معتقد تھے۔ اس صدیوں پرانے

عقیدہ کی مخالفت کرنے والا پہلا شخص شیخ صدوق ہے۔ اور آخری ابوعلی طبرسی ہے۔ جو چھٹی صدی ہجری میں انتقال کر گیا۔ چھٹی صدی ہجری سے لے کر پھر دہائی اجتماعی عقیدہ چلا آ رہا ہے۔ جو تیسری صدی تک تھا۔ اس طرح زمانہ شیعیت کو ہم تین ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور شیخ صدوق تک جس میں کوئی بھی قرآن کریم کے حرف نہ ہونے کا منکر نہ تھا۔ دوسرا دور شیخ صدوق سے ابو جعفر طبرسی تک کہ جس میں صرف چار علماء اس بات کے قائل نظر آتے ہیں۔ کہ موجود قرآن مکمل ہے۔ پھر تیسرا دور جو علامہ طبرسی کے بعد سے آج تک کا ہے۔ اس میں بھی پہلے دور کی طرح تمام اصاغردا کا بر شیعہ دہائی عقیدہ رکھتے ہیں۔ جو دو راویوں کی اہل تشیع کا تھا۔ اس سے آپ بخوبی جان چکے ہیں۔ کہ مذہب شیعیت کے یہ باطنی چار آدمی کس طرح مصائب اور عقیدہ کا نشانہ بنے ہوں گے۔ ان کے غیر اجتماعی عقیدہ کی دوسرے اہل تشیع علماء نے خوب تردید کی۔ اس طرح ثابت کیا گیا۔ کہ ہم اہل تشیع میں سے ان چار کی بات غیر مقبول ہے۔ لہذا مقبول و اجتماعی عقیدہ یہی ہے۔ کہ موجود قرآن واقعہً نامکمل اور محرف ہے۔ چند تردیدی اقوال ملاحظہ ہوں۔

شیخ صدوق کی عدم تحریف پر دلیل اور

اس کا رد

فصل الخطاب

و بعد ملاحظہ ما ذکرنا تعرف ان دعواہ
جبراً عظیمہ و کیف ممکن دعوی الاجتماع بل

الشہرة المطلقة على مسئلة خالفها الجمهور
القدماء وجل المحدثين واساطين المتأخرين -
(فصل الخطاب)

ترجمہ ۱

ہماری ذکر کردہ باتوں کے بعد شیخ صدوق کا یہ دعوے کرنا قرآن
کریم کی عدم تحریر پر اجماع ہے۔ ایک بہت بڑی جرأت ہے
بجلا ایسے مسئلہ پر اجماع کا دعوے کرنا مطلق شہرت کا دعوے کب
درست ہو سکتا ہے۔ جس پر تمام قدام اور متأخرین کے تمام محدث
اور علما کا خلاف موجود ہو۔

تنبیہ :

صاحب فصل الخطاب نے جہاں شیخ صدوق وغیرہ کی اس دلیل کی نفی کر
دی کہ قرآن کریم کا مکمل ہونا اجماعی عقیدہ ہے۔ وہاں یہ ثابت کر دیا ہے کہ
اس کی بجائے محدثین و متأخرین شیوخ کا اجماعی عقیدہ اس کے خلاف ہے۔
غیر محرف ہونے کا عقیدہ اجماعی تو بہت دور کی بات ہے۔ اس عقیدہ کو تو
دنیا کے شیعیت کے کسی دور میں شہرت بھی نہ ملی۔

فصل الخطاب ۱

قلت انه لشدة حرصه على اثبات مذهبه
يتعلق بكل ما يحتمل تأييد مذهبه ولا يلتفت
الى لوازمه الناسدة التي لا يمكنه الا تجاهلهم

فان ما ذكره من الشيعة هي شيعه
التي ذكرها المخالفون بعينها وادروها
على اصحابنا المدعيين لثبوت النص الجلي على
امامة مولانا علي عليه السلام واجابوا عنها
بما لا يبقى معدوب وقد احياها بعد طوييل لمدة
غفلة او تناسيا عما هو مذکور في خطب الامامية
(فصل الخطاب ص ۳۵ مطبوع ايران)

میں سے

ترجمہ:

میں (علامہ نوری جبرسی) کہتا ہوں۔ کہ شیخ صدوق اپنے مسلک کو
ثابت کرنے میں اس قدر عرضیں دلا چکا ہے۔ کہ کسی بات سے اگر
اسے اپنے خائب کی معمولی سی تائید ہوتی نظر آئے۔ تو فوراً اسے
نقل کر دے گا۔ اور یہ نہیں دیکھتا۔ کہ اس کے گمراہ نے تنازع کیا نکلیں
گے۔ لیکن ان تنازع کو تسلیم کرنا اس کے لیے ممکن نہیں۔ چنانچہ عرض
اس نے قرآن کریم کی تحریف کے عدم ثبوت پر کیا ہے۔ ایسا
ہی اعتراض ہمارے مخالفین اس نص میں کرتے ہیں۔ جس میں حضرت
علی المرتضیٰ کی امامت کا معاملہ ہے۔ ہمارے شیوخ علماء نے ان مخالفین
امامت علی کو ایسے جواب دیئے۔ کہ ان کے بعد شک و شبہ کی گنجائش
باقی نہیں رہتی۔ شیخ صدوق وغیرہ نے ایک عرصہ طویل کے بعد اسی
اعتراض کو پھر سے جوادی۔ معلوم نہیں ان لوگوں نے ایسا غفلت
سے کیا۔ یا کوئی نسیان ہو گیا تھا۔ کہ وہ امیرہ مسلک کی کتابوں میں
جو کچھ ہے۔ وہ اس کے خلاف ہے۔

ملحد فکریہ:

”تناج فاسدہ کی محنت شیخ صدوق کا خیال نہیں گیا، یہ ایک معممہ ہے۔ قرآن کریم کو مکمل ماسخ پر کون سے فاسد نتیجے نکلیں گے۔ جس سے دنیائے شیعیت کے یکے پر پانی پھر جانے کا اندیشہ ہے۔ علامہ نوری طبرسی دراصل کہتا ہے چاہتا ہے کہ شیخ صدوق نے قرآن کریم کے مکمل اور غیر محنت جوئے کی جو یہ دلیل پیش کی ہے۔ کہ اسے جمع کرنے والے صحابہ کو کم تھے۔ انہوں نے نہایت دیانت داری اور احتیاط سے اسے اکٹھا کیا۔ لہذا ان کی دیانت داری دلیل ہے۔ اس بات پر کہ موجود قرآن مکمل ہے۔ اب اس کے تناج فاسدہ دیکھئے کیا ہیں۔ پہلا نتیجہ اس کا یہ نکلے گا۔ کہ اگر ابو بکر و عمر و عثمان و دیانت داری دارمان لیے جائیں۔ تو پھر خلافت میں بھی وہ دیانت داری پر ہوں گے۔ لہذا عقیدہ بلا فصل کا سارا گھر و نداد مرام سے اُگرے گا۔ اور اسی میں تو اہل تشیع بستے ہیں۔ پھر باغ فدک کا مسئلہ جڑ سے اکھڑ جائے گا۔ حالانکہ اسی کے سایہ میں دان کا ڈیرا ہے۔ اسی لیے ہو سکتا ہے کہ شیخ صدوق نے قرآن کریم کے بارے میں جو کہا۔ وہ اس کی غفلت کا نتیجہ ہو۔ یا بھول کر ایسا کہہ گیا ہو۔ کیونکہ مسلک امامیہ ایسے قول کی ہوش و حواس دہشت ہوتے ہوئے کہنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اہل تشیع کا یہ عقیدہ پختہ اور ناقابل تبدیلی ہے۔ کہ وہ موجود قرآن کریم میں تحریر ہوئی لہذا یہ نامکمل ہے۔“

ان چاروں مشائخ کی ایک اور دلیل اور اس کی تردید

قرآن کریم کے مکمل ہونے پر ان کی ایک دلیل یہ تھی۔ کہ موجود قرآن نقل متواتر سے ثابت ہے۔ اور تواتر سے نقل میں کمی بیشی متصور نہیں ہو سکتی۔ اب اس کی تردید علامہ کاشانی سے سنئے۔

تفسیر صافی،

اقول لقائل ان يقول كما ان الدواعي كانت متواترة على نقل القرآن وحراسته من المؤمنين كذا لك كانت متوفرة على تغييره من المنافقين لمبدلين للومية المغيرين للخلافة لتضمنه ما يضا در أيهم وهو اهر والتغير وقع انما وقع قبل انتشاره في البلاد واستقراره على ما هو عليه الآن والقبض الشديد انما كان بعد ذلك فلا تنافيه بينهما بل لقائل ان يقول انه ما تغير في نفسه۔

(تفسیر صافی مقدمہ سادہ، جلد اول ص ۳۵ مطبوعہ دار الفکر طبع ۱۳۸۰ھ)

ترجمہ :

میں کہتا ہوں۔ کوئی کہنے والا نہیں کہہ سکتا ہے۔ کہ جس طرح مومنوں کے لیے قرآن کریم کی نقل اور اس کی حفاظت کے اسباب بکثرت تھے اسی طرح منافقین کے لیے ایسے اسباب بھی بہت زیادہ تھے جن سے قرآن کریم میں تبدیلی ہوتی ہے۔ انہی اسباب کی وجہ سے ان لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تبدیل کر دی۔ اور خلافت میں تغیر کر دیا۔ کیونکہ قرآن کریم میں ایسی باتیں تھیں جو ان کی رائے کے بالکل ضد تھیں۔ اور انہیں اپنی رائے زیادہ پیاری تھی۔ اور قرآن کریم میں جو تغیر و تبدل ہوا۔ وہ اس کے مختلف علاقہ بات میں پھیلنے سے قبل ہوا۔ اور جو اس کی موجودہ شکل ہے اس میں آنے سے پہلے ہی تبدیل ہو گیا تھا۔ جہاں تک قرآن کے ضبط اور حفظ شدید کا معاملہ ہے۔ وہ ان مراحل کے بعد کی بات ہے۔ لہذا ان دونوں باتوں میں باہم منافات نہیں۔ (یعنی اگر یہ کہا جائے کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ اسے نہایت احتیاط کے ساتھ اور ضبط شدید کے ساتھ جمع کیا گیا۔ تو ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ دو تحریفات، ضبط شدید سے پہلے ہو چکی تھی۔ گویا محرف قرآن کو ضبط شدید کے ساتھ مختلف جگہ میں پھیلا یا گیا۔)

محد فکریہ :

در اصل قرآن کریم کے بارے میں خود موجود قرآن میں اللہ تعالیٰ کا دعویٰ

ہے۔ کہ وہ ہم نے ہی یہ اتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں، اس آیت کے پیش نظر شیخ صدوق وغیرہ کی چار ٹولی کا مذہب درست نظر آتا تھا۔ لیکن جہور اہل تشیع اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو اس کشمکش سے علامہ کاشانی نے نجات پانے بلکہ انہی برادری کو نجات دینے کی کوشش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی حفاظت اس وقت شروع فرمائی۔ جب یہ ابوجبر و عمر وغیرہ نے جمع کر دیا تھا۔ یہ اسی کی حفاظت کا نتیجہ ہے۔ کہ ہر دور میں تو اتر کے ساتھ اس کی ایک ایک آیت کے ناقل موجود ہیں۔ اور اس وقت سے اب تک اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہوا۔ لیکن جمع سے قبل اللہ تعالیٰ کی حفاظت نہ تھی۔ اس لیے اس دور میں قرآن کریم کے اندر کمی بیشی ہوتی رہی۔

اس تاویل اور جواب کی تہہ میں جانے کی کوشش کی جائے۔ تو صاف نظر آئے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے بگاڑنے کے بعد حفاظت کا ذمہ لے رہا ہے جیسا اس نے نازل فرمایا۔ اس کی حفاظت نہیں کی گئی۔ گویا اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہ کو کھلی چھٹی دے رکھی تھی۔ کہ خوب بگاڑو۔ حتیٰ کہ ایک تہائی رہ جائے۔ اور وہ بھی تمہاری مرضی کا۔ پھر میں اس کا بقیہ کی حفاظت کروں گا۔ خدا نہ ہوا۔ یہ تو کوئی چوکیدار جو گیدہ جو مالک سے ڈر کر مالک کی مرضی پر چلتا ہے۔ پھر اسی تاویل کا رخ دوسری طرف پھیر دیے۔ حضرت علی المرتضیٰ نے جو جمع کیا تھا۔ کیا اس سے پہلے بکھرے ہوئے قرآن کی حفاظت خدا کے ذمہ تھی۔ یا جمع کرنے کے بعد ذمہ داری اٹھائی۔ اگر یہی تاویل و جواب دو غیر معصوم، کے جمع کردہ پر نسخہ لکھی جائے۔ تو پھر امام غائب کے پاس بھی ایسا ہی قرآن ہو گا۔ جیسا موجود ہے۔ ہمداد و نون متحرف ہوئے۔ پھر ایک کی تحریف اور دوسرے کی تکمیل کا اقرار و عقیدہ کس منہ سے؟

ان چار کی ٹولی کے علاوہ پانچواں کوئی نہیں۔ جو تحریف قرآن کا منکر ہو۔ تو پنجویں کی بات نہیں۔ بلکہ قابل ذکر مجتہد اور مسلم شیعہ عالم پانچواں مشکل سے ہی ملے گا۔ اور یہی بات خود صاحب فصل الخطاب نے صراحت کی ہے۔

فصل الخطاب:

و لعمري عرف من القدماء موافق لهم۔۔۔۔۔ و لعمري
يعرف الخلاف صريحاً الذين هذه المشائخ
الاربعة۔

(ص ۳۲، ۳۵)

توجہ:

شیعہ مذہب کے متقدمین میں سے کسی سے بھی ان چار کی موافقت
نظر نہیں آتی۔۔۔۔۔ تحریف قرآن میں دو لوگ انداز میں مخالفت
صرف ان چار مشائخ سے ہی کی ہے۔

نوٹ ۱۔

ان تمام حوالہ جات اوربحاث سے واضح طور پر یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ
”تمام شیعہ برداری کا یہ عقیدہ ہے کہ موجود قرآن محرف ہے۔ اس کی تغیر و
تبدیل ہو چکا ہے۔ اور اصلی قرآن یہ نہیں بلکہ امام غائب کے پاس ہے۔ صرف
چار مشائخ شیعہ نے تحریف کا انکار کیا لیکن ان کی اس دعویٰ پر مٹی پلید کر
دی گئی۔ کیونکہ اجماعی عقیدہ کے خلاف چلنے والوں کے ساتھ ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

فصل چہارم

موشیعوں کے اصل قرآن، کی تعلیمات کا

مختصر نمونہ

اُن موشیعوں کے جو خلافت اسلام قائم نہ ہیں عقل سلیم کا قیض ہے کہ یہ اسی قرآن کی تعلیمات ہو سکتی ہیں جو شیعوں کے نزدیک امام فاطمہؑ کے پاس ہے۔ تو ایسے ہم آپ کو بعض شیعہ عقائد اور ان کے اعلیٰ قرآن کی تعلیمات کا نمونہ دکھلائے ہیں۔

۱۔ مشرک کی تعریف [تفسیر عیاشی]

عن جابر عن ابي جعفر عليه السلام قال !
اما قوله - ان الله لا يغفر ان يشرك به - يعني
انه لا يغفر لمن يكفر بولاية علي واما قوله
و لا يغفر ما دون ذلك لمن يشاء ، يعني لمن
والى عليا عليه السلام -

(تفسیر عیاشی جلد اول ص ۲۴۵ سورہ

نساء زیر آیت ان الله لا يغفر ان يشرك

به الا من عفو الله عن من يشاء)

۴۔ نافی مادنی محبت ہم مہضمہ آں یعنی اللہ نہ سے یہ روایت
 کرتا ہے۔ کہ امام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرمایا۔
 "ان الله لا يغفر ان يشرك به" (یعنی اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ
 شرک کرنے کو ہرگز معاف نہ کرے گا۔) اکیہاں شرک کا معنی یہ ہے۔
 کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار کرے
 گا۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت نہ فرمائے گا۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ
 کا قول دروینغرمادون ذالک لمن يشاؤں، کا معنی یہ ہے
 کہ جو شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے۔ پھر اور گناہ کرتا ہے
 تو اس کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا۔

”در شرک“ یہ ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار کرنا
 اس انوکھے معنی پر اہل تشیع کے مفسرین کو دل کھول کر شاباش دیجئے۔

تفسیر قمی:

لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکون
 من الخاسرین۔ قال لئن امرت بولایة احد
 مع ولایة علی من بعدک لیحبطن عملک
 ولتکون من الخاسرین۔

در تفسیر قمی طبع جدید مغفیر

۶۵۱۔ طبع قدیم ص ۵۸۰

جلد سوم

ترجمہ:

اسے محمد: اگر تو نے شرک کیا یعنی حضرت علیؓ نے تمہیں اپنے
بھروسے میں کسی اور کی ولایت
کا حق کیا۔ تو تیرے تمام نیک اعمال چھین دیے جائیں گے اور
تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائے گا۔

”وشرک“ کا معنی حضرت علیؓ کی ولایت میں کسی اور کو شریک کرنا ہے۔
دو فوں آیت میں مذکور شرک سے مراد یہ ہوئی۔ کہ حضرت علیؓ نے تمہیں کی ولایت
کا انکار بھی شرک اور ان کے علاوہ کسی دوسرے کو ولی ماننا بھی شرک یعنی
وہ مجرم جسے اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ ولایت علیؓ کا اقرار کرو۔
اور دوسرے کسی کی ولایت تسلیم نہ کرو۔ پھر جو مرضی کرتے پھر وہ۔
اللہ تعالیٰ سے صاف ناپائے گی۔
میرا عشق کم خسر ہی بالاشیں ہے۔

(۱۲) رسالت کی شان اور رسول کی ذمہ داری

تفسیر فرات ابن ابراہیم کوئی

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
ولو لم ابلغ ما امرت به لحبط عملی
(تفسیر فرات کوئی ص ۴۳ مطبع حیدر)
نخبت اشرف

ترجمہ:

اے رسول! جو کچھ آپ کی طرف اتارا گیا، اس کی تبلیغ کر دو۔ اس آیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اس بات کو لوگوں تک نہ پہنچاؤں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے، تو اللہ کی طرف سے وعید کی وجہ سے میرے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

مناقب ابن شہر آشوب

عیسیٰ بن عبد اللہ عن ابیہ عن جدہ فی قولہ
 ۱۰۰ دیا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان
 لم تفعل عذبتک عذاب الیم

(مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱ ص ۱۰۰)

مطبوعہ قم طبع جدید

ترجمہ:

عیسیٰ ابن عبد اللہ اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتا ہے کہ
 اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی یہ ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
 اے رسول! آپ پر حضرت علی المرتضیٰ کے متعلق جو باتیں اور
 وحی نازل کی گئی وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اور اگر تم نے نہ پہنچائیں۔ تو
 پھر میں تمہیں دردناک عذاب دوں گا۔

لمحہ فکریہ

ذکر شدہ دو حدیثوں کی روایات سے معلوم ہوا کہ اگر اعلیٰ قرآن بانی رہتا

تو اس کی تعلیمات کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رسالت اور اس کی ذمہ داری یہ ہوئی کہ دو ولایت علیؑ کی تبلیغ کرتے رہو۔ اور اگر اس سے آپ نے روگردانی کی۔ تو رسالت تو رسالت بقیہ نیک اعمال سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ نہیں نہیں بلکہ اس لاپرواہی پر دردناک عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ خلاصہ یہ کہ نہ تو ولایت علیؑ کا انکار کرو۔ اور نہ اس میں کسی کو خیل کرو۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ اور اس کی معافی ہرگز نہ ہوگی۔ اور ہر وقت ہر دم ولایت علیؑ کی تبلیغ کرتے رہو۔ کیونکہ تمہیں رسالت وہی ہی اس کی تبلیغ کے لیے تھی۔ اگر اس کو بجا نہ لایا گیا۔ تو رسالت بعد تمام نیک اعمال پھین لیے جائیں گے۔ اور اس میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ اور وہ بھی اسے پیغمبر تمہارا۔ گویا حضور کی رسالت درحقیقت ولایت علیؑ کی تبلیغ کی زمین منت ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

۳۔ عدل آخر کی کیفیت :

تفسیر مرآۃ الانوار :

عن الامام الباقر قال فی حدیث لہ ذکر فیہ
طینۃ المؤمن و طینۃ الکافر ما معناه ان اللہ
سبحانہ و تعالیٰ یا مریوم القیامۃ ان یؤخذ
حسنات اعدائنا فترد علی شیعتنا و یؤخذ
سیئات مجینا فترد علی مبغضینا قال علیہ السلام
وہو قولہ تعالیٰ اولئک یمدل اللہ سیئاتہم

حسنات۔

(تفسیر مراء الانوار جلد اول ص ۱۰۱)

ترجمہ ۱

امام باقر رضی اللہ عنہ نے انہی ایک حدیث میں مومن اور کافر کی مٹی کے باسے میں فرمایا۔ اس کا معنی یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حکم دے گا۔ کہ ہم اہل تشیع کے دشمنوں کی نیکیوں کو حاصل کر کے ہمارے شیعوں کے نامہ اعمال میں ڈال دو۔ اور ہمارے پاسبانوں کی برائیاں سے کر ہمارے ساتھ بغض و عداوت رکھنے والوں کے نامہ اعمال میں ڈال دو۔ اس کے بعد امام نے فرمایا۔ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول دو اولئک یشدلی اللہ سیاتہم حسنات،، کا مطلب یہی ہے۔

ملحہ فکریہ

”قیامت حق ہے،“ یہ عقیدہ اصول دین میں سے اور شیعہ سنی کے مابین شفقِ حیدر ہے۔ اور پھر اس روز ہر شخص کو اپنے اعمال کا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ کرے گا۔ اب اس اصول دینی کی تفسیر و توجیہ جو شیعہ مفسر نے امام باقر کی زبان سے بیان کی۔ اسے دیکھئے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ قیامت دراصل سنیوں کو بھی سزا دینے کے لیے قائم ہوگی۔ کیونکہ ”مجان علی“ جو بھی کرتے رہیں ان کی برائیاں سنیوں کے کھاتے میں اور سنیوں کی نیکیاں ان کے حساب میں ڈال دی جائیں گی۔ ہذا کوئی شیعہ دوزخ میں نہیں جاسکتا۔ اور کوئی سنی جنتی نہ ہوگا۔ یہ ہے۔ ان اہل تشیع کے اصل قرآن کا قیامت کے دن عدل کا معیار۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ اہل تشیع کی ہمار کلمی ہے۔ متذکرین۔ ہنگ چرس پی کردہ کچھ کریں۔ جو نہ کرنا ہو۔

اور پھر عالم کینت وستی میں ملگا ز نعرہ لگائیں۔ یا علی ام تیرے ہیں دوزخ کے لیے
اور بہنیرے ہیں۔ قربان جائیے ایسی شریعت اور ایسے قرآن پر جس نے دنیا میں
گل چھڑے اڑانے کی کھلی چھٹی دے دی۔ اور قیامت میں ہر اے کا پروانہ جاری
کروا۔ سبحان ربك رب العزة عما يصفون

۴۔ صحابہ رسول کے لیے اصل قرآن کے کلمات

تفسیر مرآة الانوار

و ما رواه الشيخ وغيره عن داؤد بن كثير
قال قال ابو عبد الله عليه السلام وذكر
الحديث وفيه قل يا داؤد عد و نافي كتبا لله
الفحشاء والمنكر والبغى والخمر والميسر
والانصاف والازلام والا وثان والجيت والطاؤ
والميتة والدم ولحم الخنزير۔

(تفسیر مرآة الانوار جلد اول ص ۲۵۸)

باب الفاء من البطون

والتا ویلات

تَحْمِيَّة:

شیخ وغیرہ نے داؤد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امام جعفر
مادق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا۔ اسے داؤد قرآن کریم

میں ہمارے دشمنوں اصحاب کرام اور ان کے متبعین اہل سنت کے لیے یہ الفاظ اُسے ہیں۔ الفحشاء، المنکر، البغی، الخمر، المیسر، الزلام، الانصاب الی اخرہ،

لمحہ فکریہ:

حضرات صحابہ کرام کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام بجا لاتا متفق علیہ امر ہے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے وقت وضو کا پانی نیچے نہ گرنے دیتے تھے۔ بلکہ اسے ہاتھوں میں لے کر اپنے اپنے مونہہ پر کھل دیا کرتے تھے۔ بلکہ آپ کا لعابِ دہن بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے۔ حوالہ کے لیے حیات القلوب جلد ۵ ص ۷۱۳، باب در بیان غزوہ مدینہ ملاحظہ ہو۔ اسی جگہ اس کتاب میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ صلح کے لیے کفار کی طرف سے نمائندہ عروہ بن مسعود تھا۔ اس نے کفار مکہ کو بتایا۔ کہ میں نے بڑے بڑے حکمرانوں اور بادشاہوں کو دیکھا۔ لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ایسی اطاعت اور فرمانبرداری کسی کی نہ ہوتے دیکھی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ کفار مکہ بھی یہ جانتے تھے کہ صحابہ کرام ایسی تعظیم و تحريم کوئی دوسرا اپنے بڑے کی نہیں کرتا۔ جتنی یہ اپنے پیغمبر کی کرتے ہیں لیکن اہل تشیع کا اصل قرآن انہی جلیل القدر مستیوں اور آسمان ہدایت کے ستاروں کو وہ الفاظ دے رہا ہے۔ جس سے اُن کی توہین میں کوئی کسر باقی نہیں رہ جاتی۔ یعنی بے حیا، سرکش، شراب، جوار، مروار، بیت شیطان، خون اور خنزیر کا گوشت۔ (معاذ اللہ تعویذ اللہ)

اصل قرآن جو امام غائب کے پاس ہے۔ اور جسے معصوم نے جمع کیا۔ اس کے چند مقیمین اپنے ملاحظہ فرمائے۔ توحید کا مفہوم، نبی کی نبوت و رسالت کی ذمہ داری

عدل باری تعالیٰ کی کیفیت اور صحابیان رسول محکم کے بارے میں جو کچھ کہا گیا۔ ہم نے بالا اختصار ذکر کیا۔ یہ ہے وہ مذہب کہ جس کی تعلیمات یہ ہیں۔ بلکہ یہ ہے وہ قرآن جو اللہ تعالیٰ نے مجھوں کو علی المرتضیٰ کی بجائے رسول کریم پر نازل کر دیا۔ اور جس کیلئے جسے لے کر آئے۔ اس کی آیات میں سے تین حصے ادھر ادھر آڑ گئے۔ اور بغیر بھی تحریر سے پاک نہیں ہیں۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

‡

حجۃ الکاملین، زبدۃ العارفین وارث رحمۃ العالمین

شیخ المشائخ قبلہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب زریب سجاد
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کا ایک ممتاز اور فاضلہ

بیان

الحمد لله الذي انزل القرآن الذي هو في
اللوح محفوظ والصلوة والسلام على من يبلغ
رسالته تبليغا كاملا وعلى اله وأصحابه الذين
فازوا بالسعادة الابدية - اما بعد

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے۔ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے
چھوڑی ہے۔ اور دیکھ کتب سماویہ سے اس کی ماہر الاقیا ز ایک چیز بھی ہے۔ اس
تفاضلے عقل بھی یہی ہے۔ کہ تا قیامت بنی نوع انسان کے پاس کوئی چیز بدیت
ہونا چاہیے۔ کیونکہ رسالت و نبوت حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرمادی گئی
ہے۔ اس لیے آپ پر ہماری جانے والی کتاب میں دین منقولہ ہو کر باقی رہنا ضرور
ہے۔ اسی لیے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں تم میں سے کسی
چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے۔ ہرگز گمراہ
نہ ہو گے۔ ایک قرآن کریم اور دوسری اہل بیت۔“

لیکن اس کے برعکس اہل تشیع کا اجماعی عقیدہ ہے۔ کہ موجود قرآن نامکمل

اور معروف ہے۔ اور اس سلسلہ کی تائید میں ان کے ہاں اس قدر روایات پائی جاتی ہیں۔ جو ان کے بقول حدیثِ اتر سے بھی بڑھ جاتی ہیں۔ ان کے عقیدہ کی ترجمانی کے لیے ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

تفسیر مرآۃ الانوار:

واعلم ان الاحادیث الغیر المحصورة تدل علی
هذا الامور المذكورة بل اکثرها مما هو مجمع
علیه عند علمائنا الامامیین وقد نص علی
حقیقتها بل کون جملها من ضروریات هذا
المذهب۔

(تفسیر مرآۃ الانوار جلد اول ص ۱۹)

ترجمہ:

نہیں ابھی طرح جان لینا چاہیے۔ کہ ان مذکورہ ائمہ (قرآن کریم کے
معروف اور نامکمل ہونے پر) لائقِ ادا حدیثِ دلالت کرتی ہیں۔ بلکہ
ان میں اکثر ہر شیعہ امامی علماء کا اجماع ہے۔ اور ان کے حق ہونے
پر نص کی گئی ہے۔ بلکہ بات تو شیعہ مذہب کی ضروریاتِ دینیہ میں
سے ہے۔

جب تحریرِ قرآن روایاتِ متواترہ مشکاثرہ سے ان کے ہاں ثابت اور
محقق ہے۔ اور یہ ان کے ضروریاتِ دینیہ میں سے ایک امر ہے۔ تو اس کا عقیدہ
نتیجہ یہی نکلتا ہے۔ کہ جو شیعہ قرآن کریم کی تحریر کا منکر ہو۔ وہ ان کے نزدیک
دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ صرف زبانی بات نہیں۔ بلکہ اہل تشیع اس کی
بھی مراحت کر چکے ہیں۔

الوارثین

الوارثین فی هذا الكتاب والسنة المتواترة بحیث
صار من الضروریات الدینیة یکفر منکرها
اجماعا ووافقا۔

(الوارثین جلد دوم ص ۳۵۷)

ترجمہ:

اس بارے میں روایات و احادیث متواترہ اس درجہ کی ہیں۔ کہ جو
اسے ضروریات دینیہ میں شامل کر دیتی ہیں۔ اور ان کا منکر بالافتاق
اجماعاً کافر ہے۔

علاوہ ازیں اہل تشیع یہ بھی نظریہ رکھتے ہیں۔ کہ اہل قرآن حضرت علی المرتضیٰ
ؑ سے کرائے تھے۔ جس میں صحابہ کرام اور قریش و غیرہ کی خدمت تھی۔ جب اسے
ابو بکر و عمر نے دیکھا۔ تو رو کر دیا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ نے کہا۔ کہ اب یہ
قرآن تمہیں نہیں ملے گا۔ چنانچہ خلفائے ثلاثہ نے علیؑ سے ادھر ادھر سے
اپنی مرضی کے آیات جمع کیں۔ اور ابو بکر غاصب اور ظالم ہونے کے انہوں نے
اپنے حق میں بہت سی آیات جمع کر دیں۔ اور اصل قرآن میں سے وہ آیات
جو ائمہ اہل بیت کے اسناد گرامی پر مشتمل ہیں۔ جن میں ان کے فضائل و مناقب
تھیں۔ نکال باہر کر دیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امام جعفر صادقؑ ہر نماز کے بعد بقول اہل
تشیع ان لوگوں پر لعن طعن کیا کرتے تھے۔

فروع کافی :

سمعنا ابا عبد اللہ علیہ و ہو یلعن فی
دبر کل مکتوبۃ اربعۃ من الرجال واربعا من

من النساء فلان وفلان وفلان ومعاویة ویسعیہم
وفلانة وفلانة وهند وام الحکمر اخت معاویة
(فروع کافی جلد ۲ ص ۳۲۲)

ترجمہ:

امام جعفر صادق سے ثنا۔ کہ وہ ہر فرضی نماز کے بعد چار مردوں
اور چار عورتوں پر لعنت بھیجا کرتے تھے۔ فلاں فلاں فلاں اور معاویہ
مردوں میں سے۔ فلاں فلاں ہند اور امیر معاویہ کی بھین ام الحکم۔ امام
موصوف ان اٹھوں کے نام لے کر ایسا کرتے تھے۔

نوٹ:

لا کلینی صاحب فروع کافی نے "تقیہ" سے کام لیتے ہوئے تین مردوں
اور دو عورتوں کا نام ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ روایت کے الفاظ یہ کہتے ہیں۔ کہ امام جعفر
ان اٹھوں کے نام لے کر لعن طعن کیا کرتے تھے۔ بقیہ تین مرد اور دو عورتیں ان
کی کتب سے چھان بین کے بعد یہ ہیں۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، سیدہ
حنساء و سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ان حوالہ جات کے ذکر کرنے کا مقصد وحید یہ ہے۔ کہ اہل تشیع موجود
قرآن کریم کو نامکمل اور محرف تسلیم کرتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسر
اور داماد کو معاذ اللہ ظالم، کافر اور ملعون قرار دیتے ہیں۔ ایسے بد عقیدہ لوگوں
سے کسی سنی کا دینی اور دنیاوی تعلق کب جائز ہے؟

ربا دوسری بات پر ایمان یعنی یہ کہ وہ اہل بیت، کے ساتھ تمسک و اعتقاد
تو اس بارے میں بھی ان کے نظریات کا خلاصہ سن لیجئے۔

دعجال کشی: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہشام ابن حکم لاوی کہ

امام فرماتے ہیں۔ لوگوں نے ہماری احادیث کو غلط فہم کر دیا جس کی وجہ سے غلط اور صحیح کا امتیاز بہت مشکل ہو گیا ہے۔ لہذا طریقہ یہ ہے کہ ہماری احادیث و روایات کو جب تم سنو۔ تو قرآن پر مبنی کرو جس کو قرآن کے مطابق پاؤ۔ اس پر عمل کرو۔ دوسری کو چھوڑ دو۔

(رجال کشی ص ۱۹۵)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ائمہ اہل بیت کی احادیث و مرویات کو صحیح و غلط کے امتیاز کے لیے کس قرآن پر ہمیش کریں۔ موجود قرآن تو ویسے ہی محرف اور مکمل ہے۔ جس نے ان احادیث کو امتیاز نہ دینا چاہا۔

لہذا اب کوئی طریقہ ایسا نہیں۔ کہ ائمہ اہل بیت کی باتوں کی صحت معلوم کی جاسکی۔ اس لیے گمراہی۔ پیچھے کا دوسرا سہارا بھی ہاتھ سے گیا۔

مختصر یہ کہ اہل تشیع کا نہ موجود قرآن پر ایمان ہے اور نہ ہی ان کے پاس ائمہ اہل بیت کے صحیح فرائین و ارشادات موجود ہیں۔ یہی دو باتیں تھیں۔ کہ جن کو مضبوطی سے تھامنے کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ ان دونوں سے محرومی کے علاوہ سرکار دو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال (ابوبکر، عمر فاروق) اور آپ کے داماد (حضرت عثمان) اور دیگر صحابہ کرام کو مسلمان نہ سمجھتے ہوئے ان پر لعن طعن کرنا جائز قرار دیا۔ تو ایسے لوگوں کے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ ان سے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کب راضی ہو سکتے ہیں؟ اور پھر اس پر فخر یہ کہ وہ معبود اہل بیت، یہی ہیں؟

لہذا میں اپنے تمام مریدین، متوسلین اور متعلقین کو حکم دیتا ہوں۔ کہ ان گندہ لوگوں کے ساتھ درشتہ ناظر کریں کراہیں۔ اور نہ ہی ان کی محافل و مجالس

میں شمولیت کریں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلے گا۔ کہ نہ ہی اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہیں گے۔ اور

خسر الدنيا والاخرة ذلك هو الخسران المبين
کے مصداق بننا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ میرے یہ چند کلمات مقبول و منظور فرمائے۔ اور انہیں
باعث ہدایت بنائے۔ آمین

والسلام علی من اتبع الهدی

سید محمد باقر علی شاہ

خادم آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

ضلع گوجرانوالہ

(۶ ذی الحجہ شریف ۱۴۳۸ھ)

ماخذ و مراجع

عقائد جعفریہ جلد سوم میں جن شیعہ کتب سے استفادہ کیا گیا

کتاب	مصنف	طبع کتاب
اصول کافی	محمد بن یعقوب کلینی	تہران جدید
روضہ کافی	" " "	" " "
انوار نعمانیہ	نعمت اللہ جزائری	ایران قدیم
احتجاج طبری	احمد بن علی طبری	نجف اشرف جدید
فصل الخطاب	حسین بن محمد لوری	ایران قدیم
مذکرۃ الامم	طاہر باقر مجلسی	" "
ترجمہ مقبول	علامہ مقبول احمد مترجم	اسلام پورہ لاہور
قرب الاسناد	عبد اللہ بن جعفر قتی	نوکلشور (قدیم)
حاشیہ شرح کافی	طاہر خلیل قزوینی	نوکلشور (قدیم)
تفسیر مجمع البیان	علامہ طبری	تہران جدید
تفسیر حاشیہ	علامہ فیض کاشانی	" "
تفسیر جامع التفسیر	علامہ حائری	لاہور قدیم
تفسیر قتی	علامہ علی بن ابراہیم قتی	ایران قدیم

کتاب	مصنف	طبع کتاب
تفسیر منہج الصادقین	حاج فخر الکاشانی	تہران جدید
تفسیر حسن عسکری	امام حسن عسکری	لکھنؤ قدیم
تفسیر فرات	فرات بن ابراہیم کوفی	نجف اشرف قدیم
منہج البلاغہ	سید شریف رضی	بیروت طبع جدید
رجال کشتی	محمد بن عبدالعزیز کشتی	کربلا (جدید)
اساس الاصول	ویدار علی مجتہد شیعہ	"
تہذیب الاحکام	ابو جعفر طوسی شیخ الطائفہ	تہران جدید
امالی صدوق	محمد بن علی صدوق	ایران قدیم
عدة الاصول	ابو جعفر طوسی	ممبئی قدیم
رواۃ التحریف قرآن	علامہ قاضی شیعہ	لاہور
تفسیر عیاشی	محمد بن مسعود عیاشی	تہران جدید
تفسیر مرآۃ الانوار	محدث ابوالحسن	تہران جدید
مناقب شہر آشوب	محمد بن علی بن شہر آشوب	قم جدید
اسعادت المؤمنین	بہاء الدین شیعہ	لکھنؤ قدیم
تنقیح المقال	علامہ مامقانی	تہران قدیم
مراد العقول	طہا باقر مجلسی	تہران جدید
من لا یحضرہ الفقیہ	ابن بابویہ قمی	" "
ارشاد مفید	محمد بن نعمان مفید	قم جدید
محاسن المؤمنین	نور اللہ شوستری	تہران قدیم
توضیح المسائل	آیت اللہ خمینی	تہران جدید

کتاب	مصنف	طبع کتاب
کشف الغمہ	ابو الحسن اردبیلی	تبریز
میات القلوب	طال باقر مجلسی	نو کشور قدیم
فروع کافی	محمد بن یعقوب کلینی	تهران جدید
حلیۃ الاولیاء	سید شمس بحرانی	تهران جدید

